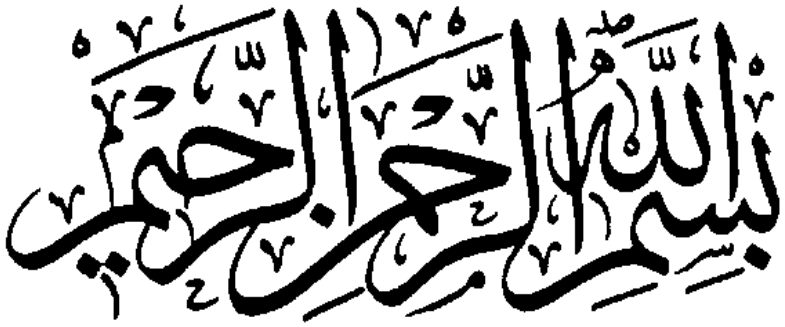
موسوعہ قوانین اسلام

# مسلم عائلی قوانین

## بمطابق فقہ جعفری

سید افتخار حسین نقوی




بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّلْ فَرَجَھُمْ

# مسلم عائلی قوانین

## (بمطابق فقہ جعفری)

نکاح، طلاق، میراث، حجر، وصیت، کفالت، وکالت،
حضانت، قطع اعضاء وغیرہ

تالیف: سیّد افتخار حسین نقوی النجفی

# Muslim Family Laws
# According to Fiqa e Jafria
# (Shia School of thought)

(Nikah,Custody,Divorce,Inheritance,Forbid,
Sponsorship,Advocacy,& others)

**Written by:**
Allama Syed Iftikhar Hussain Naqvi Al-Najafi

نام کتاب: مسلم عائلی قوانین بمطابق فقہ جعفری
تالیف: علامہ سیّد افتخار حسین نقوی النجفی
قانونی مشاورت: سردار فیض رسول جلبانی (ایڈووکیٹ سپریم کورٹ)
سید سکندر عباس گیلانی
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ و فیڈرل شریعت کورٹ)
تحقیقی معاونت: محمد نقی
فارمیٹنگ و کمپوزنگ: شاہد علی جعفری، شاہد عباس نقوی
بااہتمام: منتہائے نور مرکزِ تحقیقات، اسلام آباد
ناشر: شریکۃ الحسین پبلی کیشنز، پاکستان
سرورق: سید راشد صغیر رضوی
تعداد: 1000
سال اشاعت: 2023ء
قیمت: 1000روپے
پرنٹر: الاعتماد پرنٹرز، داتا دربار، لاہور
**ملنے کا پتہ:** دانیال پلازہ چٹھہ بختاور، پارک روڈ اسلام آباد

۱۔ افتخار بک ڈپو اسلام پورہ لاہور ۲۔ کریم پبلی کیشنز لاہور
۳۔ مکتبہ رضا اردو بازار لاہور ۴۔ ضامن بک ڈپو اندرون گامے شاہ لاہور
۵۔ معراج بک ڈپو اردو بازار لاہور ۶۔ محفوظ بک ایجنسی مارٹن روڈ کراچی
۷۔ مکتبہ العصر حیدر روڈ اسلام پورہ لاہور۔

**کتاب بذریعہ فون منگوانے کے لیے:**

**0333-1910220 / 0333-1910396**

# فہرست

ابتدائیہ (Preamble) ..... 44
تقریظ از: قبلہ ایاز چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل، پاکستان ..... 46
تائید و تحسین از: سردار فیض رسول جلبانی ..... 48
(ایڈووکیٹ سپریم کورٹ) ..... 48
تقریظ از: قائد ملت جعفریہ علامہ سید ساجد علی نقوی ..... 51
تقریظ از: شیخ محسن علی نجفی ..... 52
تائید و تقریظ از: آیت اللہ حافظ سید ریاض حسین نجفی ..... 54
پاکستان، اسلامائزیشن و تحفظ حقوق کی مختصر روائیداد ..... 57
مصنف اور فقہ جعفری کے مطابق قانون سازی ..... 57
۱۔ تاسیس پاکستان: ..... 57
۲۔ اسلامائزیشن : ..... 57
بورڈ آف تعلیماتِ اسلامی (Islamic Educational Board) ..... 59
اسلامی بنیادی اصولوں کی کمیٹی کا قیام ..... 59
اسلامی دستور کے لیے 31 علماء کے متفقہ بائیس بنیادی اسلامی نکات: ..... 59
مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامی ..... 60
آئین پاکستان 1956ء ..... 60
اسلامی لاء کمیشن ..... 60
مسلم عائلی قوانین آرڈیننس 1961ء ..... 60
آئین پاکستان 1962ء ..... 61
پہلی اسلامی مشاورتی کونسل ..... 61
شیعہ مطالبات کمیٹی ..... 61

دوسری اسلامی مشاورتی کونسل ..... 63
تیسری و چوتھی اسلامی مشاورتی کونسل ..... 63
آئین پاکستان 1973ء ..... 64
1975ء پہلی فقہ جعفری کانفرنس قصر القائم 7 بلاک ، سرگودھا ..... 64
صدر جنرل محمد ضیاء الحق کی اسلامائزیشن ..... 64
1978ء دوسری فقہ جعفری کانفرنس قصر القائم 7 بلاک، سرگودھا ..... 65
12، 13 اپریل 1979ء آل پاکستان شیعہ اجتماع بمقام بھکر ..... 65
6 جولائی 1980ء آل پاکستان شیعہ کنونشن اسلام آباد ..... 66
6 جولائی 1980ء آل پاکستان شیعہ کنونشن اسلام آباد کا منفی ردعمل ..... 67
تنگ نظر تکفیری افراد ..... 69
۳۔ مصنف: افتخار ملت علامہ سید افتخار حسین نقوی النجفی حفظہ اللہ ..... 70
مصنف کی قانون سازی کے علاوہ دیگر خدمات ..... 72
فقہ جعفری کے مطابق شیعوں کے لئے قانون سازی ..... 76
علامہ سید افتخار حسین نقوی کیلئے خراج تحسین ..... 76
شیعہ کیلئے فقہ جعفری کے مطابق قانون سازی میں پیش آمدہ مشکلات ..... 78

**قوانین نکاح ..... 83**

(باب1: Chapter) ..... 84
نکاح کی تعریفات اور اقسام ..... 84
(i) نکاح کی لغوی تعریف ..... 84
(ii) نکاح کی اصطلاحی تعریف ..... 84
(iii) نکاح کی قانونی تعریف ..... 85
(باب2: Chapter) ..... 86

تحریم نکاح (نکاح میں رکاوٹوں کا بیان) ..... 86
(i) تحریم نکاح کے اسباب ..... 86
(ii) (دفعہ :2، ضمن۔i): تحریم مؤبد (دائمی تحریم) کے اسباب ..... 86
(iii) (دفعہ :2، ضمن۔ii): نسب (Faimly/Ancestry) ..... 87
(iv) (دفعہ :2، ضمن۔iii) : مصاہرہ (Intermarriage) ..... 87
(v) (دفعہ :2، ضمن۔iv): رضاع (Brest feeding in islam) ..... 88
(vi) (دفعہ :2، ضمن۔v): نو طلاقیں (Nine divorces) ..... 88
(vii) (دفعہ :2، ضمن۔vi): لواط (Homosexuality) ..... 88
(viii) (دفعہ :2، ضمن۔vii): عدت غیر کے دوران نکاح ..... 88
(ix) (دفعہ :2، ضمن۔viii): احرام (Ihram) ..... 89
(باب3:Chapter) ..... 90
تحریم غیر مؤبد (وقتی رکاوٹ) کے اسباب ..... 90
(دفعہ :3، ضمن۔i): تحریم غیر مؤبد کے اسباب کی اقسام ..... 90
(دفعہ :3، ضمن۔ii): حرمت مقیدہ (مشروطہ) ..... 90
(دفعہ :3، ضمن۔iii): حرمت موقتہ (وقتی رکاوٹ) ..... 90
(دفعہ :3، ضمن۔vi): حرمت جمع ..... 90
(دفعہ :3، ضمن۔v): حکم افضاء ..... 91
(باب4:Chapter) ..... 92
کفاءت دَر نکاح (ہم کفو ہونا) ..... 92
(دفعہ :4، ضمن۔i): کفاءت کی تعریف (Literal definition) ..... 92
شرعی و اصطلاحی تعریف: ..... 93
(دفعہ :4، ضمن۔ii): کفاءت کی اقسام ..... 93
(دفعہ :4، ضمن۔iii): کفاءت کا وجوب و اعتبار ..... 93

[دفعہ 4 ضمن (iv)]: کفاء ت میں شوہر کی نفقہ پر قدرت کا معتبر نہ ہونا ..... 94
(دفعہ :4، ضمن۔v): شوہر کی ادائیگی نفقہ پر قدرت کی شرط ..... 94
(دفعہ :4، ضمن۔vi): نکاح کے بعد شوہر کا ادائیگی نفقہ سے عاجز ہوجانا ..... 94
(دفعہ :4، ضمن۔vii): مسلمان مرد کا کتابیہ سے غیر دائمی نکاح ..... 95
(دفعہ :4، ضمن۔viii): نواصب اور غُلات سے نکاح ..... 95
(دفعہ :4، ضمن۔ix): مسلمان عورت کا غیر مسلم مرد سے نکاح ..... 95
(باب 5: Chapter) ..... 96
خواستگاری کا قانون: (Law of Proposing) ..... 96
(دفعہ :5، ضمن۔i): خواستگاری کی تعریف ..... 96
(دفعہ :5، ضمن۔ii): شرائط خواستگاری اور اس کے اہم اُمور ..... 96
(باب 6: Chapter) ..... 99
منگنی کا قانون (Order of engagement) ..... 99
(دفعہ :6، ضمن۔i): تعریف (Definition) ..... 99
(دفعہ :6، ضمن۔ii): منگنی کا حکم (Order of engagement) ..... 99
(دفعہ :6، ضمن۔iii): منگنی کے تحائف (Gifts of engagement) ..... 99
(دفعہ :6، ضمن۔iv): منگنی کی اشیاء ..... 100
(باب 7: Chapter) ..... 101
شرائط صحت نکاح ..... 101
(دفعہ :7، ضمن۔i): شرائط نکاح ..... 101
(دفعہ :7، ضمن۔ii): اہلیت کی تعریف اور اقسام ..... 101
(i) اہلیت کی تعریف: (Definition of eligibility) ..... 101
(باب 8: Chapter) ..... 103
اہلیت ذاتی (Personal ability) ..... 103

(دفعہ :8، ضمن۔i):اہلیت ذاتی کی تعریف ..... 103
(دفعہ :8، ضمن۔ii): اہلیت ذاتی کی اقسام ..... 103
ا۔اہلیت تملیکی:(Ability possession) ..... 103
۲۔اہلیت تصرّفی:(Ability of utilization/preference) ..... 103
(دفعہ :8، ضمن۔iii):بلوغ(Puberty) ..... 104
فقہی اصطلاحی تعریف: ..... 105
(دفعہ :8، ضمن۔iv): بلوغ کی علامات(Symptoms of puberty) ..... 105
(دفعہ :8، ضمن۔v): عقل(Intellect sense) ..... 106
(دفعہ :8، ضمن۔vi):قدرت و اختیار(Power & Authority) ..... 106
(دفعہ :8، ضمن۔vii): قصد و ارادہ(Intention and intent) ..... 107
(باب9:Chapter) ..... 108
اہلیت ولائی ،اولیاء عقد نکاح ..... 108
(دفعہ :9، ضمن۔i): اہلیت ولائی کی تعریف ..... 108
ولایت کی لغوی تعریف: ..... 108
نکاح میں ولایت کی اصطلاحی تعریف: ..... 108
(دفعہ :9، ضمن۔ii): نکاح میں ولایت کے اسباب ..... 109
(دفعہ :9، ضمن۔iii):قرابت(Relationship/Kinship) ..... 109
ا) باپ کی ولایت:(Guardianship of father) ..... 109
۲) دادا کی ولایت:(Guardianship of grandfather) ..... 109
(دفعہ :9، ضمن۔iv): باکرہ بالغہ لڑکی کے نکاح میں ولی کی اجازت ..... 110
(دفعہ :9، ضمن۔v): ولی کے نکاح میں مفسدہ کا نہ ہونا(خیار بلوغ) ..... 110
(دفعہ :9، ضمن۔vi):ولی کی موت(Death of the guardian) ..... 110
(دفعہ :9، ضمن۔vii):وصی (باپ اور دادا کی جانب سے مقرر شدہ شخص) ..... 110

(دفعہ :9، ضمن۔viii): حکم (حاکم شرع) ..... 111
ا) حاکم سے مراد: (Meaning of Ruler) ..... 111
۲) حاکم کی ولایت: (Guardianship of Ruler) ..... 111
(دفعہ :9، ضمن۔ix): عقد نکاح میں ولی کی اہلیت ..... 111
(دفعہ :9، ضمن۔x): ولایت کو ختم کرنے والے اُمور ..... 112
ا۔غلامی: (Slavery) ..... 112
۲۔النقص عن الکمال: (جسمانی و عقلی رُشد میں کمی) ..... 112
۳۔کفر و ارتداد: (Disbelief/Unbeliving Allah) ..... 112
۴۔مُحرِم ہونا: (احرام کی حالت میں ہونا): In condition of Ihram ..... 113
(دفعہ :9، ضمن۔i): باکرہ کے نکاح میں سقوط اجازہ ولی کے موارد ..... 114
(باب10: Chapter) ..... 115
اہلیت توکیلی ،وکیل کون بن سکتا ہے ..... 115
(دفعہ :10، ضمن۔i): اہلیت توکیلی کی تعریف ..... 115
(دفعہ :10، ضمن۔ii): ارکان وکالت ..... 115
(دفعہ :10، ضمن۔iii): شرائط وکیل ..... 115
(دفعہ :10، ضمن۔iv): نکاح میں وکیل کی وکالت ..... 116
(دفعہ :10، ضمن۔v): اطلاق موردِ وکالت (وکالت کی حدود و قیود) ..... 117
(دفعہ :10، ضمن۔vi): وکالت فضولی ..... 117
(دفعہ :10، ضمن۔vii): وکیل در وکیل ..... 117
(دفعہ :10، ضمن۔viii): اثبات وکالت ..... 118
(دفعہ :10، ضمن۔ix): وہ صورتیں جن میں وکالت ختم ہوجاتی ہے ..... 118
(باب11: Chapter) ..... 120
رضایت زوجین (طرفین کا نکاح پر راضی ہونا) ..... 120

(دفعہ :11، ضمن۔i): رضایت شرط صحت نکاح ..... 120
(دفعہ :11، ضمن۔ii): رضایت کی اقسام(Types of consent) ..... 120
(باب12:Chapter) ..... 121
تعیین زوجین(طرفین عقد کا معین ہونا) ..... 121
(دفعہ :12، ضمن۔i): شرط تعین زوجین ..... 121
(باب13:Chapter) ..... 122
اختلاف جنس زوجین ..... 122
(دفعہ :13، ضمن۔i): شرط اختلاف جنس زوجین ..... 122
(دفعہ :13، ضمن۔ii): لواط (Homosexual) ..... 122
(دفعہ :13، ضمن۔iii): مساحقہ کا قانون(Lesbian women) ..... 122
(باب14:Chapter) ..... 123
نکاح اور اس کے صیغے ..... 123
(دفعہ :14، ضمن۔i): عقد کی تعریف(Definiation of Nikah) ..... 123
لغوی تعریف:(Literal definiation) ..... 123
اصطلاحی تعریف:(Terminological definiation) ..... 123
(دفعہ :14، ضمن۔ii): نکاح کا صیغہ(Sections of Nikah) ..... 123
(دفعہ :14، ضمن۔iii): نکاح پڑھنے کی مختلف صورتیں ..... 124
پہلی صورت: (1st Forum) ..... 125
دوسری صورت:(2nd Forum) ..... 126
(دفعہ :14، ضمن۔iv): مستحبات نکاح ..... 126
(دفعہ :14، ضمن۔v): نکاح کی رجسٹریشن (Registeration of Nikah) ..... 127
وضاحت:(Explanation) ..... 127
(باب15:Chapter) ..... 128

نکاح منقطع (غیر دائمی نکاح) (Temperary Nikah) ..... 128
(دفعہ :15، ضمن۔i): تعریفات (Definiations) ..... 128
اصطلاحی تعریف: (Terminological definiation) ..... 128
(دفعہ :15، ضمن۔ii): شرائط (Conditions) ..... 128
(دفعہ :15، ضمن۔iii): ارکان عقد منقطع ..... 129
(دفعہ :15، ضمن۔iv): صیغہ ..... 129
ا۔الفاظ ایجاب: (Words of acceptance) ..... 129
۲۔الفاظ قبول: (..... Words of acceptance) ..... 129
3۔شرائط الفاظ ایجاب وقبول): ..... 129
۴۔کیفیت عقد: (Condition/Status/Situation of Nikah) ..... 130
پہلی صورت: (First forum) ..... 130
(دفعہ :15، ضمن۔v): متعاقدین ..... 131
(دفعہ :15، ضمن۔vi): مہر (Dower) ..... 131
(دفعہ :15، ضمن۔vii): مدت (Duration) ..... 131
(دفعہ :15، ضمن۔viii): عقد منقطع کے آثار و احکام ..... 132
ا۔باکرہ سے عقد میں ولی کی اجازت ..... 132
۲۔صغیرہ کے ساتھ عقد منقطع ..... 132
3۔جواز عزل اور بچے کا الحاق ..... 132
۴۔طلاق: (Divorce) ..... 133
۵۔عدّت: (Iddat) ..... 133
۶۔وراثت: (Inheritance) ..... 133
۷۔نفقہ: (Maintenance/Allowance/Alimony) ..... 134
۸۔استمتاع: (Entertainment/Enjoyinal) ..... 134

(باب16:Chapter) ..... 135
نکاح مسیار کا قانون ..... 135
(دفعہ :16، ضمن۔i): مسیار کے علل و اسباب ..... 135
(باب17:Chapter) ..... 136
نکاح موقوف ..... 136
(دفعہ :17، ضمن۔i): نکاح موقوف کی تعریف ..... 136
(دفعہ :17، ضمن۔ii): نکاح موقوف کی اقسام ..... 136
اجازت پر موقوف نکاح ..... 136
(دفعہ :17، ضمن۔iii): اجازت پر موقوف نکاح کے موارد ..... 136
(دفعہ :17، ضمن۔iv): نکاح فضولی کی تعریف ..... 137
(دفعہ :17، ضمن۔v): نکاح فضولی کا حکم ..... 137
(دفعہ :17، ضمن۔vi): باکرہ کانکاح (تعریفات)(Nikah of a virgin) ..... 137
(دفعہ :17، ضمن۔vii): باکرہ کے نکاح کا حکم(Order of virgin Nikah) ..... 137
(دفعہ :17، ضمن۔viii): مجنون (دیوانہ) کا نکاح (تعریفات) ..... 137
(دفعہ :17، ضمن۔ix): مجنون (دیوانہ) کے نکاح کا حکم ..... 138
(دفعہ :17، ضمن۔x): نابالغ کا نکاح ..... 138
(دفعہ :17، ضمن۔xi): زوجہ کی بھتیجی یا بھانجی سے نکاح ..... 138
رضا مندی پر موقوف نکاح ..... 139
(دفعہ :17، ضمن۔xii): رضا مندی پر موقوف نکاح کے موارد ..... 139
(دفعہ :17، ضمن۔xiii): مُکرَہ کا نکاح (مجبور کا نکاح) ..... 139
(دفعہ :17، ضمن۔xiv): معیوب کا نکاح ..... 139
(دفعہ :17، ضمن۔xv): مُدلّس یا مُدلّسہ کا نکاح (تعریفات) ..... 139
لغوی تعریف: (Literally definition) ..... 139

اصطلاحی تعریف: (Conventional definition) ..... 140
(دفعہ :17، ضمن۔xvi): مُدلّس یا مُدلِّسہ کے نکاح کا حکم ..... 140
تحلیل (حلالہ) پر موقوف نکاح ..... 141
(دفعہ :17، ضمن۔xvii): تحلیل پر موقوف نکاح کا مورد ..... 141
(دفعہ :17، ضمن۔xviii): تحلیل (حلالہ) کی شرائط ..... 141
ا۔ محلِّل بالغ ہو: (Puberty of to be husband) ..... 142
۲۔ دائمی نکاح کرے: (Permanent Nikah) ..... 142
۳۔ صحیح مجامعت واقع ہو: ..... 142
۴۔ طلاق یا فسخ کے ذریعہ جدا ہوجائے یا دوسرا شوہر مرجائے: ..... 142
۵۔ عدّت (طلاق یا وفات) گزارے: (After Iddat) ..... 143
(باب :18 Chapter) ..... 144
نکاح باطل کا قانون ..... 144
(دفعہ :18، ضمن۔i): نکاح باطل کی تعریف ..... 144
وضاحت: (Explanation) ..... 144
(دفعہ :18، ضمن۔ii): صحیح نکاح کی بنیادی شرط ..... 145
(دفعہ :18، ضمن۔iii): نکاح باطل کی اقسام ..... 145
ا۔ نکاح شغار ..... 145
نکاح شغار کا حکم ..... 146
۲۔ تکمیل عدد (چار سے زیادہ زوجات): (Completely the number) ..... 146
۳۔ متعدد شوہر: (Multiple husbands) ..... 146
کافر سے نکاح کا حکم: (Nikah with a Non-Muslim) ..... 146
مرتد سے نکاح کا حکم: (Nikah with a Apostale/ Dissension) ..... 146
(باب :19 Chapter) ..... 147

لواطت کے احکام ..... 147
(دفعہ :19، ضمن۔i): تعریفات(Definitions) ..... 147
(دفعہ :19، ضمن۔ii):لواط کی حُرمت ..... 148
(دفعہ :19، ضمن۔iii): حکم لواط ..... 148
(باب20:Chapter) ..... 149
تعدّد ازواج کا قانون(Polygyny) ..... 149
(دفعہ :20، ضمن۔i): تعدّد ازواج ..... 149
(باب21:Chapter) ..... 150
حق مہر کا قانون(Law of Dower) ..... 150
(دفعہ :21، ضمن۔i): تعریفات ..... 150
**۳۔ قانونی تعریف : ..... 150**
(دفعہ :21، ضمن۔ii): حق مہر کی شرائط(Conditions of dower) ..... 151
**ا۔شرعا مالیت رکھتی ہو اور ملکیت میں آسکتی ہو۔ ..... 151**
(دفعہ :21، ضمن۔iii): عقد میں مہر کا ذکر ..... 151
**ا۔ نکاح دائم میں مہر کا ذکر ..... 151**
**۲۔ نکاح غیر دائمی(متعہ) میں مہر کا ذکر ..... 152**
(دفعہ :21، ضمن۔iv): مہر کی اقسام(kind of dower) ..... 152
(باب22:Chapter) ..... 153
مہر المسمیٰ اور اس کی اقسام ..... 153
(دفعہ :22، ضمن۔i): تعریف ..... 153
(دفعہ :22، ضمن۔ii): مہر المسمیٰ کی اقسام ..... 153
(دفعہ :22، ضمن۔iii): مہر معجّل کی تعریفات ..... 153

(دفعہ :22، ضمن۔iv): مہر مؤجّل کی تعریفات ..... 154

**۲۔اصطلاحی تعریف: ..... 154**

(دفعہ :22، ضمن۔v): مہر المسمیٰ کا تعین ..... 154

(دفعہ :22، ضمن۔vi): مہر معجّل اور مہر مؤجّل کے بارے میں اختلاف ..... 154

(دفعہ :22، ضمن۔vii):استحقاق مہر المسمیٰ ..... 155

ا۔طلاق کی صورت میں استحقاق مہر ..... 155

۲۔ موت کی صورت میں استحقاق مہر ..... 155

۳۔ فسخ عقد کی صورت میں استحقاق مہر ..... 155

فسخ نکاح کا بلا فاصلہ ہونا: ..... 156

(باب:23Chapter) ..... 157

مہر المثل ..... 157

(دفعہ :23، ضمن۔i): تعریف(Definition) ..... 157

(دفعہ :23، ضمن۔ii): مہر المثل کے موارد(Issues of regarding) ..... 157

**مندرجہ ذیل موارد میں زوجہ "مہر المثل" کی حقدار قرار پاتی ہے: ..... 157**

ا۔ مہر کا ذکر نہ کرنا ..... 157

۲۔عقد نکاح کا باطل ہونا(Cancellation of Nikah) ..... 158

۳۔ مہر کا باطل ہونا(Cancellation of fixed dower) ..... 158

۴۔وطی بالشبہہ یا زنا بالجبر ہونا(In case mistaken in rape) ..... 158

(باب:24Chapter) ..... 159

مہر المتعہ ..... 159

(دفعہ :24، ضمن۔i): تعریف ..... 159

(دفعہ :24، ضمن۔ii): مہر المتعہ کا حکم ..... 159

(باب25:Chapter) ..... 160
مہر السنہ ..... 160
(دفعہ :25، ضمن۔i): تعریف ..... 160
(دفعہ :25، ضمن۔ii): مستحباتِ مہر ..... 160
(باب26:Chapter) ..... 161
نفقہ کا قانون ..... 161
(دفعہ :26، ضمن۔i): تعریفات(Definitions) ..... 161
(دفعہ :26، ضمن۔ii):اسباب وجوب نفقہ ..... 162
(دفعہ :26، ضمن۔iii): وجوبِ نفقہ زوجہ ..... 163
(دفعہ :26، ضمن۔iv): شرائط وجوب نفقہ ..... 163
**عقد دائمی کے نتیجہ میں بیوی نفقہ کی مستحق ہو جاتی ہے۔ ..... 163**
(دفعہ :26، ضمن۔v):اسباب سقوط نفقہ زوجہ ..... 164
[i] زوجہ ناشزہ ہو جائے ..... 164
[ii] مطلّقہ بائنہ (غیر حاملہ) ہو:(If the Divorce is not Pregnant) ..... 164
[iii] زوجہ مرتدّ ہو جائے:(In case of wife Apostate) ..... 164
[iv] غیر بالغ ہونا:(Underage/Immature) ..... 165
(دفعہ :26، ضمن۔vi): مطلّقہ رجعیّہ کا نفقہ(Alimony of divorce) ..... 165
(دفعہ :26، ضمن۔vii): مطلقہ بائنہ کا نفقہ(Divorce Alimony) ..... 165
**مطلّقہ بائنہ اگر حاملہ ہوتو وہ وضع حمل تک نفقہ کی مستحق ہوگی۔ ..... 165**
(دفعہ :26، ضمن۔viii): عدّت وفات میں نفقہ(Death alimony) ..... 166
(دفعہ :26، ضمن۔ix): عدم سقوط نفقہ زوجہ ..... 166
(دفعہ :26، ضمن۔x): عقد اور رخصتی کے درمیان نفقہ ..... 167

**عقد نکاح سے رخصتی کی مدّت کے دوران زوجہ کے لیے نفقہ نہیں ہے۔ ..... 167**
(دفعہ :26، ضمن۔xi): نفقہ کی مقدار (Amount of mention) ..... 167
(دفعہ :26، ضمن۔xii): زوجہ کے (خرچ) میں تقدم کا حق ..... 168
(دفعہ :26، ضمن۔xiii): نفقہ میں حاصل شدہ مال ملکیتِ زوجہ میں آجاتا ہے ..... 169
(دفعہ :26، ضمن۔xiv): شوہر کی جانب سے زوجہ کو دیے جانے والے نفقہ کا وہ حصہ جس کی زوجہ مالک نہیں بنتی ..... 170
اس ضابطہ کی ذیلی شقیں: (Additional sections of rows) ..... 171
(دفعہ :26، ضمن۔xv): نفقہ کی ادائیگی میں شوہر اور بیوی کے درمیان اختلاف ..... 172
(دفعہ :26، ضمن۔xvi): واجب النفقہ افراد ..... 172
چوپایوں کے بارے میں نفقہ کا قانون: ..... 172
**۶۔جب بھی اس کے پاس سے گزرے اسے پانی پلائے ..... 172**
(دفعہ :26، ضمن۔xvii): واجب النفقہ افراد کے موارد ..... 173
**مملوک (غلاموں اور کنیزوں) کا نفقہ مالک پر واجب ہے۔ ..... 173**
۴: پالتو حیوانات کا نفقہ (Maintenance of pet animals) ..... 174
(باب Chapter:27) ..... 175
مفقود الخبر کی زوجہ کے نفقہ کا قانون ..... 175
(دفعہ :27، ضمن۔i): مفقود الخبر کی تعریف ..... 175
(دفعہ :27، ضمن۔ii): مفقود الخبر کی زوجہ کا نفقہ ..... 176
(دفعہ :27، ضمن۔iii): مفقود الخبر کی زوجہ کا دوسری شادی سے اجتناب ..... 176
(باب Chapter:28) ..... 177
نشوز (نافرمانی) کا قانون ..... 177
(دفعہ :28، ضمن۔i): نشوز کی تعریف (Definition of Defiance) ..... 177

(دفعہ :28، ضمن۔ii): موارد نشوز( Defiance cases) ..... 177

**ا۔ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جانا۔ ..... 177**

(دفعہ :28، ضمن۔iii): احکام نشوز(Ruling on Defiance) ..... 178

(باب29:Chapter) ..... 180

شقاق کا قانون ..... 180

(دفعہ :29، ضمن۔i): شقاق کی تعریف(Definition of dissension) ..... 180

(دفعہ :29، ضمن۔ii): شقاق کا حکم(Ruling on dissension) ..... 180

(دفعہ :29، ضمن۔iii): شرائط حکمین ..... 180

(باب30:Chapter) ..... 182

جہیز کا قانون ..... 182

(دفعہ :30، ضمن۔i): جہیز کی تعریف(Definition of Dowry) ..... 182

(دفعہ :30، ضمن۔ii): رسم جہیز کا تاریخی پس منظر اور شرعی حیثیت ..... 183

(دفعہ :30، ضمن۔iii): جہیز کی ملکیّت(Possession of dowry) ..... 183

(دفعہ :30، ضمن۔iv): جہیز زوجہ کی ملکیت ہے ..... 184

(دفعہ :30، ضمن۔v): جہیز میں اضافہ(Increase in dowry) ..... 184

(دفعہ :30، ضمن۔vi): جہیز کا مطالبہ(Demand of dowry) ..... 184

(دفعہ :30، ضمن۔vii): زوجہ کی موت ..... 184

(باب31:Chapter) ..... 185

مجامعت کا قانون ..... 185

(دفعہ :31، ضمن۔i): مجامعت کی تعریف ..... 185

(دفعہ :31، ضمن۔ii): آدابِ مجامعت ..... 185

(دفعہ :31، ضمن۔iii): بلوغ سے پہلے مجامعت ..... 186

(دفعہ :31، ضمن۔iv):ایامِ حیض میں مجامعت ..... 186
(باب32:Chapter) ..... 187
ولیمہ کا قانون ..... 187
(دفعہ :32، ضمن۔i): ولیمہ کی تعریف(Definition of walima) ..... 187
(دفعہ :32، ضمن۔ii): ولیمہ کے مخصوص موارد ..... 187
(دفعہ :32، ضمن۔iii): ولیمہ میں شرکت کا حکم ..... 188
(دفعہ :32، ضمن۔iv): ولیمہ کا وقت(Timing of walima) ..... 188
(دفعہ :32، ضمن۔v): ولیمہ کی حدود دنوں کے اعتبار سے ..... 188
(دفعہ :32، ضمن۔vi): ولیمہ کے اخرجات کی مقدار ..... 188
(دفعہ :32، ضمن۔vii): ولیمہ کے شرکاء یا مدعوّیین ..... 188
(دفعہ :32، ضمن۔viii): غیر مسلم کے ولیمہ میں شرکت کا حکم ..... 189
(باب33:Chapter) ..... 190
حقوق زوجین کا قانون ..... 190
(دفعہ :33، ضمن۔i): حق کی تعریف(Definition of Right) ..... 190
(دفعہ :33، ضمن۔ii):بیوی پر شوہر کے حقوق ..... 190
ا۔ شوہر کے لیے تمکین کرنا ..... 190
۲۔ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ جانا ..... 190
۳۔ شوہر کی اجازت کے بغیر مال خرچ نہ کرنا ..... 191
۴۔ شوہر کے لیے بناؤ سنگھار کرنا ..... 191
(دفعہ :33، ضمن۔iii): شوہر پر بیوی کے حقوق ..... 191
ا۔زوجہ کا نفقہ فراہم کرنا: ..... 191
۲۔خطاؤں سے در گزر کرنا:(Forgiving mistakes) ..... 192
۳۔دوسروں کے سامنے بیوی کی شخصیت کا خیال رکھنا: ..... 192

۴۔ بیوی کو واجب احکام اور اعتقادی مسائل کی تعلیم دینا: ..... 192
۵۔ بیوی کی جنسی خواہشات کو پورا کرنا: ..... 192
(دفعہ :33، ضمن۔iv): میاں بیوی کے مشترکہ حقوق: ..... 193
ا۔ حُسن سلوک سے پیش آنا: (Good behavior) ..... 193
۲۔ باہمی تعاون کرنا: (Cooperating with each other) ..... 193
۳۔ ناپسندیدہ کاموں سے اجتناب کرنا: ..... 193
۴۔ باہمی تعلقات کو استحکام بخشنا: ..... 193
۵۔ایک دوسرے سے وفا دار رہنا: ..... 194
۶۔ محبت و سکون کا ماحول بنانا: ..... 194
(باب34:Chapter) ..... 195
ممانعتِ حمل کا قانون ..... 195
(دفعہ :34، ضمن۔i): ممانعتِ حمل کی تعریف ..... 195
(دفعہ :34، ضمن۔ii): ممانعتِ حمل کا حکم ..... 195
(باب35:Chapter) ..... 196
ولادت اور نسب کا قانون ..... 196
(دفعہ :35، ضمن۔i): تعریفات (Definitions) ..... 196
(دفعہ :35، ضمن۔ii): مدّت حمل کی انتہائی حد ..... 196
(دفعہ :35، ضمن۔iii): بچے کے الحاق کا قانون ..... 197
(دفعہ :35، ضمن۔iv): ولد الشبہہ ..... 197
(دفعہ :35، ضمن۔v): ولد الزنا ..... 198
(دفعہ :35، ضمن۔vi): تلقیح مصنوعی (مصنوعی طریقۂ تولید) ..... 198
(باب36:Chapter) ..... 200
احکام اولاد: (Rulings of children) ..... 200

(دفعہ :36، ضمن۔i): اسلام کی نظر میں بچوں کے حقوق ..... 200
(باب37:Chapter) ..... 202
عقیقہ اور ختنہ کا قانون ..... 202
(دفعہ :37، ضمن۔i): عقیقہ کی تعریف(Definition of Aqiqah) ..... 202
(دفعہ :37، ضمن۔ii): عقیقہ کی شرعی حیثیت ..... 202
(دفعہ :37، ضمن۔iii): ختنہ کی تعریف ..... 203
(دفعہ :37، ضمن۔iv): ختنہ کا شرعی حکم ..... 203
(باب38:Chapter) ..... 204
رضاعت اور حضانت بچگان ..... 204
(دفعہ :38، ضمن۔i): تعریفات(Definition) ..... 204
(دفعہ :38، ضمن۔ii):رضاعت کا حکم(Rulings on breastfeeding) ..... 206
(دفعہ :38، ضمن۔iii):رضاعت کی مدت ..... 206
(دفعہ :38، ضمن۔iv):رضاعت پر اجرت ..... 206
(دفعہ :38، ضمن۔v): مشترکہ حضانت ..... 206
(دفعہ :38، ضمن۔vi): ماں کا حق حضانت ..... 207
(دفعہ :38، ضمن۔vii): رضاعت بعد از حضانت ..... 208
(دفعہ :38، ضمن۔viii): تزویج کے سبب اسقاط حق حضانت ..... 208
(دفعہ :38، ضمن۔ix): بچے سے ملاقات کا حق ..... 209
(دفعہ :38، ضمن۔x): والدین میں سے کسی کی وفات کی صورت میں حضانت .... 210
(دفعہ :38، ضمن۔xi): والدین کے بعد حق حضانت ..... 211
(دفعہ :38، ضمن۔xii): اختتام حضانت ..... 211
(دفعہ :38، ضمن۔xiii): مختلف اسلامی ممالک کے شخصی قوانین اور اختتام حضانت ... 212
(دفعہ :38، ضمن۔xiv): شرائط حضانت ..... 212

تشریحات: ..... 213
[i] اسلام ..... 213
[ii] عقل ..... 213
[iii]ماں کا شادی نہ کرنا ..... 213
[iv] دائمی یا متعدی مرض میں گرفتار نہ ہونا ..... 213
(دفعہ :38، ضمن۔xv): اجرت حضانت ..... 214
کتاب مناکحات میں موجود کلیدی الفاظ کے معانی کی وضاحت ..... 215

**قوانین طلاق ..... 221**

(باب1:Chapter) ..... 222
طلاق (Divorce) ..... 222
(دفعہ :39، ضمن۔i): تعریفات(Definition) ..... 222
(دفعہ :39، ضمن۔ii): عدالتی نظائر (Presedents of Courts) ..... 223
شوہر کےطلاق دینے کی بابت عدالت سے شیعہ مسلک کے مطابق فیصلہ: ..... 224
طلاق کے بعد دارالامان سے بچیوں کا اپنے والدین کے گھر جانا: ..... 224
(دفعہ :39، ضمن۔iii): ارکان طلاق ..... 225
(دفعہ :39، ضمن۔iv): مُطَلِّق کی شرائط ..... 225
(دفعہ :39، ضمن۔v): بلوغ(Puberty) ..... 226
(دفعہ :39، ضمن۔vi): عقل(Maturity) ..... 226
(دفعہ :39، ضمن۔vii): اختیار(Free Will) ..... 226
(دفعہ :39، ضمن۔viii): قصد و ارادہ (Intention) ..... 226
(دفعہ :39، ضمن۔ix):مُطَلَّقہ کی شرائط ..... 227
(دفعہ :39، ضمن۔x): زوجیت ..... 227

(دفعہ :39، ضمن۔xi): دائمی نکاح میں ہونا ..... 227
(دفعہ :39، ضمن۔xii): حیض و نفاس سے طہارت ..... 228
(دفعہ :39، ضمن۔xiii): حیض و نفاس کی صورت میں طلاق ..... 228
(دفعہ :39، ضمن۔xiv): طہر غیر مواقع (جس پاکی میں ہمبستری نہ کی ہو) ..... 228
(دفعہ :39، ضمن۔xv): طہر مواقع میں طلاق کی صورتیں ..... 228
(دفعہ :39، ضمن۔xvi): تعیین ..... 229
(دفعہ :39، ضمن۔xvii): شرائط صیغۂ طلاق ..... 229
(دفعہ :39، ضمن۔xviii): بغیر رجوع کیے تین طلاق کی نیت سے صیغۂ طلاق کا تکرار .. 231
(دفعہ :39، ضمن۔xix): طلاق کے صیغے (Sighas of divorce) ..... 231
۲۔ صیغۂ طلاق جاری کرنے میں وکالت: ..... 232
(دفعہ :39، ضمن۔xx): دو عادل گواہ (Two Just Witnesses) ..... 232
(دفعہ :39، ضمن۔xxi): عورتوں کی گواہی (Testimony of women) ..... 232
(باب2:Chapter) ..... 233
طلاق باطل اور بدعی ..... 233
(دفعہ :40، ضمن۔i): طلاق کی اقسام: (Kinds of divorce) ..... 233
(دفعہ :40، ضمن۔ii): طلاق سنت سے مراد ..... 233
(دفعہ :40، ضمن۔iii): طلاق بدعت (Bidah divorce) ..... 234
(دفعہ :40، ضمن۔iv): طلاق بدعی (بدعت) کے موارد ..... 235
(دفعہ :40، ضمن۔v): حالتِ حیض میں طلاق ..... 236
(دفعہ :40، ضمن۔vi): حالتِ حیض میں طلاق کے صحیح ہونے کی صورتیں ..... 237
(دفعہ :40، ضمن۔vii): مسترابہ کی تعریف ..... 238
(دفعہ :40، ضمن۔viii): معلق و مشروط طلاق ..... 239
(باب3:Chapter) ..... 240

طلاق رجعی ..... 240
(دفعہ :41، ضمن۔i) : تعریفات(Definitions) ..... 240
(دفعہ :41، ضمن۔ii): حق رجوع(Right of revocation) ..... 240
(دفعہ :41، ضمن۔iii): عدّت کی انواع ..... 241
(دفعہ :41، ضمن۔iv): مطلقہ رجعیہ کا حکم ..... 241
(دفعہ :41، ضمن۔v): مطلّقہ رجعیہ کا نفقہ ..... 241
(دفعہ :41، ضمن۔vi):مطلّقہ حاملہ کا نفقہ ..... 242
(دفعہ :41، ضمن۔vii): عقد جدید کا حکم ..... 242
(دفعہ :41، ضمن۔viii): تیسری طلاق ..... 242
(دفعہ :41، ضمن۔ix): محلِّل کی شرائط ..... 242
(دفعہ :41، ضمن۔x): رجوع کی کیفیت ..... 243
(دفعہ :41، ضمن۔xi): شرائط طلاقِ رجعی ..... 244
(دفعہ :41، ضمن۔xii): طلاق بائن کی شرائط ..... 244
(دفعہ :41، ضمن۔xiii): طلاقِ رجعی کے صیغے ..... 244
(باب4:Chapter) ..... 246
تیسری طلاق(Third divorce) ..... 246
(دفعہ :42، ضمن۔i) تیسری طلاق ..... 246
(دفعہ :42، ضمن۔ii): حلالہ کی شرائط(Terms of Halala) ..... 246
(دفعہ :42، ضمن۔iii):ایک ہی مجلس میں پے در پے تین طلاقیں ..... 246
(دفعہ :42، ضمن۔iv):نو طلاقوں کا حکم ..... 247
(باب5:Chapter) ..... 248
طلاق بائن کی اقسام ..... 248
(دفعہ :43، ضمن۔i): تعریف(Definition) ..... 248

بینونت (جدائی): شوہر اور بیوی میں جدائی کی دواقسام ہیں: ..... 248
(دفعہ :43، ضمن۔ii): طلاق بائن کی اقسام ..... 249
(دفعہ :43، ضمن۔iii): غیر مدخولہ کی طلاق ..... 249
(دفعہ :43، ضمن۔iv): صغیرہ کی طلاق(Divorce of minor) ..... 249
(دفعہ :43، ضمن۔v): یائسہ کی طلاق(Yaisa's Divorce) ..... 249
(دفعہ :43، ضمن۔vi): طلاق خلع و مبارات ..... 250
(دفعہ :43، ضمن۔vii): حاکمِ شرع کی طلاق ..... 250
(باب6:Chapter) ..... 251
طلاق خلع(Khula Divorce) ..... 251
(دفعہ :44، ضمن۔i): تعریفات(Definitions) ..... 251
(دفعہ :44، ضمن۔ii): خلع کی شرائط(Terms of divorce) ..... 251
(دفعہ :44، ضمن۔iii): طلاق خلع صحیح ہونے کی شرائط ..... 251
(دفعہ :44، ضمن۔iv): طلاق خلع کے صیغے ..... 252
(دفعہ :44، ضمن۔v): طلاق خلع کی شرائط:(Terms of Khula) ..... 254
(دفعہ :44، ضمن۔vi): فدیہ کے بارے وضاحت ..... 255
(دفعہ :44، ضمن۔vii): فدیہ کی مقدار(Amount of redemption) ..... 255
(دفعہ :44، ضمن۔viii): طلاقِ خلع کے احکام (Rulings on Khula) ..... 255
(باب7:Chapter) ..... 257
طلاق مُبارات ..... 257
(Mubarit Divorce) ..... 257
(دفعہ :45، ضمن۔i): تعریفات(Definition) ..... 257
(دفعہ :45، ضمن۔ii): صیغۂ طلاق مبارات ..... 257
(دفعہ :45، ضمن۔iii): طلاقِ مبارات کی شرائط و احکام ..... 258

(دفعہ :45، ضمن۔iv):طلاق خلع اور مبارات میں فرق ..... 258
(دفعہ :45، ضمن۔v): طلاقِ مبارات میں عدم رجوع ..... 259
(دفعہ :45، ضمن۔vi): طلاق مبارات کا فدیہ (عوض) ..... 259
(دفعہ :45، ضمن۔vii): عدم توارث ..... 260
(باب8:Chapter) ..... 261
حاکمِ شرع کی جانب سے طلاق کے بارے میں قانون ..... 261
(دفعہ :46، ضمن۔i):حاکمِ شرع سے مراد ..... 261
(دفعہ :46، ضمن۔ii):حاکمِ شرع کے ذریعہ طلاق ..... 261
حاکمِ شرع کے ذریعہ طلاق کے موارد: ..... 262
(دفعہ :46، ضمن۔iii): مفقود الخبر (غائب) کی تعریف ..... 262
(دفعہ :46، ضمن۔iv): مفقود الخبر کی زوجہ کی طلاق کا حکم ..... 262
(دفعہ :46، ضمن۔v):مفقود الخبر کی زوجہ کی حاکمِ شرع کے ذریعہ طلاق ..... 263
(دفعہ :46، ضمن۔vi): جستجو کی مدت ..... 263
(دفعہ :46، ضمن۔vii): جستجو کی کیفیت ..... 263
(دفعہ :46، ضمن۔viii): زوجہ مفقود الخبر کی طلاق کی نوعیت اور عدت ..... 264
(دفعہ :46، ضمن۔ix): مفقود الخبر کی واپسی پر رجوع کی کیفیت ..... 264
(دفعہ :46، ضمن۔x): شوہر کا بیوی کو نفقہ دینے سے انکار ..... 265
(دفعہ :46، ضمن۔xi): شوہر کی بیوی کو نفقہ دینے سے ناتوانی ..... 265
(دفعہ :46، ضمن۔xii): عجز کی صورتیں اور اس کا حکم ..... 266
(دفعہ :46، ضمن۔xiii): شوہر کا نفقہ دینے پر قادر نہ ہونے کی صورتیں ..... 266
(دفعہ :46، ضمن۔xiv): عسر و حرج کی تعریف ..... 267
(دفعہ :46، ضمن۔xv): بیوی کے لیے زوجیت میں رہنا باعث عسر و حرج ہو ..... 269
(دفعہ :46، ضمن۔xvi): عسر و حرج کے بعض موارد ..... 269

(دفعہ :46، ضمن۔xvii): مجنون کی طلاق ..... 270
(دفعہ :46، ضمن۔xviii): بیوی کا حاکمِ شرع سے طلاق کیلئے رُجوع کرنا ..... 270
(باب9:Chapter) ..... 272
مفقود الخبر کی زوجہ کی طلاق کا قانون ..... 272
(دفعہ-47- Article) ..... 272
(دفعہ :47، ضمن۔i): مفقود الخبر کی زوجہ کا دوسری شادی کرنے سے متعلق حکم ..... 272
(دفعہ :47، ضمن۔ii): مفقود الخبر کی زوجہ کی طلاق یا دوسری شادی کرنے کی کیفیت. 272
(باب10:Chapter) ..... 274
عدّت کے احکام ..... 274
(Rulings on Iddat) ..... 274
(دفعہ-39- Article) ..... 274
(دفعہ :48، ضمن۔i): عدّت کی تعریف اور اُس کا حکم ..... 274
(دفعہ :48، ضمن۔ii): جن عورتوں کے لیے عدّت طلاق نہیں ..... 275
(دفعہ :48، ضمن۔iii): عدّت طلاق(Iddat of divorce) ..... 275
(دفعہ :48، ضمن۔iv): مطلّقہ غیر حاملہ کی عدّت ..... 275
(دفعہ :48، ضمن۔v): مطلّقہ حاملہ کی عدّت ..... 276
(دفعہ :48، ضمن۔vi): ایک سے زائد بچوں کا حمل ..... 276
(دفعہ :48، ضمن۔vii): مسترابہ عورت کی عدّت ..... 276
(دفعہ :48، ضمن۔viii): ذات الأقراء اور مسترابہ کی عدّت کے دوران یائسگی ..... 276
(دفعہ :48، ضمن۔ix): غیر دائمی زوجہ (متعہ والی عورت) کی عدّت کا حکم ..... 277
(دفعہ :48، ضمن۔x): وطی بالشبہہ کی عدّت ..... 277
(دفعہ :48، ضمن۔xi): مفقود الخبر شوہر سے عدّت ..... 277
(دفعہ :48، ضمن۔xii): زوجہ متوفّی کی عدّت ..... 278

(دفعہ :48، ضمن۔xiii): مطلّقہ رجعیہ کی عدّت وفات ..... 278
(دفعہ :48، ضمن۔xiv): زوجہ مرتد کی عدّت ..... 278
(دفعہ :48، ضمن۔xv): کتابیہ کی عدّت(Iddah of Kitabbia) ..... 279
(باب11:Chapter) ..... 280
عیوب کی وجہ سے فسخ نکاح ..... 280
(دفعہ :49، ضمن۔i): عیوب کی اقسام ..... 280
الف: مشترکہ عیوب (جنون) ..... 280
ب: جنون سے مراد عقل کا زائل ہوجانا ..... 280
(دفعہ :49، ضمن۔ii): مردوں کے مخصوص عیوب ..... 281
(دفعہ :49، ضمن۔iii): اثبات عیوب ..... 281
(دفعہ :49، ضمن۔iv): شرائط فسخِ عقدِ نکاح ..... 282
(دفعہ :49، ضمن۔v): حاکم کی طرف رجوع ..... 283
(دفعہ :49، ضمن۔vi): عورتوں کے مخصوص عیوب ..... 283
(دفعہ :49، ضمن۔vii): ثبوت عیب میں اختلاف ..... 284
(باب12:Chapter) ..... 285
خیار تدلیس ..... 285
(Right regarding cheating ..... 285
fraud in marriage) ..... 285
(دفعہ :50، ضمن۔i): تعریفات(Definition) ..... 285
(دفعہ :50، ضمن۔ii): تدلیس(Fraud,Cheating) ..... 285
(دفعہ :50، ضمن۔iii): عقد کی اساس سلامتی پر ..... 285
(دفعہ :50، ضمن۔iv): صفت کمال سے متصف کرنا ..... 286
(دفعہ :50، ضمن۔v): فوریتِ خیارِ تدلیس ..... 286

(باب13:Chapter) ..... 287
تفویض طلاق کا قانون ..... 287
(Delegating power right ..... 287
to pronounce Divorce) ..... 287
(دفعہ :51، ضمن۔i): تعریفات(Definition) ..... 287
(دفعہ :51، ضمن۔ii): تفویض طلاق کا شرعی حکم ..... 288
(باب14:Chapter) ..... 289
توکیلِ طلاق ..... 289
(Divorce through Agents/Attorney/Refer) ..... 289
(دفعہ :52، ضمن۔i): تعریفات(Definition) ..... 289
(دفعہ :52، ضمن۔ii): توکیل طلاق کا شرعی حکم ..... 289
(دفعہ :52، ضمن۔iii): توکیل و تفویض میں فرق ..... 289
(باب15:Chapter) ..... 291
ارتداد کے سبب انفساخ عقدِ نکاح ..... 291
(Void marriage due to Apostasy) ..... 291
(دفعہ :53، ضمن۔i): تعریفات(Definition) ..... 291
(دفعہ :53، ضمن۔ii): مرتدّ کی اقسام(Types of Apostates) ..... 291
(دفعہ :53، ضمن۔iii): مرتد فطری کے نکاح سے مربوط احکام ..... 292
(دفعہ :53، ضمن۔iv): ارتداد کی صورت میں عورت کا حق مہر ..... 292
(دفعہ :53، ضمن۔v): ارتداد کی صورت میں عورت کی عدّت ..... 292
(دفعہ :53، ضمن۔vi): مرتد ملی کے نکاح سے مربوط احکام ..... 293
(دفعہ :53، ضمن۔vii): ارتداد کی صورت میں عورت کی عدّت ..... 293
(باب16:Chapter) ..... 294

رضاعت سبب تحریم و تنسیخ نکاح ..... 294
(Dissolution of marriage due to fostracy) ..... 294
(prohibited degree of marriage) ..... 294
(دفعہ :54، ضمن۔i): تعریفات(Definition) ..... 294
(دفعہ :54، ضمن۔ii): رضاعت مانع عقد نکاح ابتداءً ..... 294
(دفعہ :54، ضمن۔iii): رضاعت سبب حرمت و تنسیخ نکاح ..... 295
(دفعہ :54، ضمن۔iv): رضاعت کے سبب تنسیخ نکاح کے موارد ..... 295
(دفعہ :54، ضمن۔iv): شرائط رضاعت(Conditions for fostree) ..... 295
(دفعہ :54، ضمن۔vi): ثبوت رضاعت(How to prove fostree) ..... 297
(باب17:Chapter) ..... 298
لعان کے احکام ..... 298
(Orders,Commands of Lian)(Allegation) ..... 298
(دفعہ :55، ضمن۔i): تعریفات(Definition) ..... 298
(دفعہ :55، ضمن۔ii): اسباب لعان(Causes of Lian) ..... 298
(دفعہ :55، ضمن۔iii): ارکان لعان(Elements of Lian) ..... 299
(دفعہ :55، ضمن۔iv): لعان میں واجبات و مستحبات ..... 299
[i] لعان کرنے میں واجب اُمور ..... 299
[ii] لعان میں مستحب اُمور ..... 301
(دفعہ :55، ضمن۔v): لعان کے احکام(Rulings of Lian) ..... 302
(باب18:Chapter) ..... 304
ظہار کے احکام ..... 304
(Rulings of Zihar/Appearance) ..... 304
(دفعہ :56، ضمن۔i): تعریفات(Definition) ..... 304

(دفعہ :56، ضمن۔ii): ارکان ظہار(Elements of Zihar) ..... 304
ا۔ صیغہ ظہار (الفاظ ظِہار): (Sighas(Words)of Zihar) ..... 305
(دفعہ :56، ضمن۔iii):احکام(Rules) ..... 305
(باب19:Chapter) ..... 306
ایلاء کا قانون ..... 306
(Ella's Law) ..... 306
(دفعہ :57، ضمن۔i): تعریفات(Definition) ..... 306
(دفعہ :57، ضمن۔ii): ارکان ایلاء(Elements of Ella's) ..... 306
(دفعہ :57، ضمن۔iii):احکام ایلاء(Commands of Ella's) ..... 307
حصہ کتاب طلاق میں مستعمل مشکل الفاظ و اصطلاحات کے معانی ..... 308

**قوانین میراث ..... 315**

(باب1:Chapter) ..... 317
وراثت کے قوانین ..... 317
(Law of Inheritance) ..... 317
(دفعہ :58، ضمن۔i): میراث کی اصلاحی تعریف ..... 317
(دفعہ :58، ضمن۔ii): وراثت کے ارکان ..... 317
(دفعہ :58، ضمن۔iii): میراث کے حکم کی تشریع ..... 317
اور قانون سازی سے متعلقہ قرآنی حکم ..... 317
(دفعہ :58، ضمن۔iv):ارث کے موجبات (اسباب) ..... 320
(دفعہ :59، ضمن۔i):ولاءِ عتق :(Walai Etaq(Loyalty Line) ..... 321
وضاحت:آزاد کردہ مالک(مُعتِق مُنعِم) کے ارث لینے کے لیے تین شرطیں ہیں ..... 321

(دفعہ :59، ضمن۔ii):ولاء ضامن جریرہ (جرائم میں مالی تاوان ادا کرنے کا ضامن ہو) 322
(دفعہ :59، ضمن۔iii):ولاء امامؑ (Walai Imam) 323
(دفعہ:60): میراث کے طبقات (Classes of Inheritance) 324
(دفعہ :60، ضمن۔i): پہلا طبقہ (First class) 324
(دفعہ :60، ضمن۔ii): دوسرا طبقہ (Second class) 324
(دفعہ :60، ضمن۔iii): تیسرا طبقہ (Third class) 324
(دفعہ :60، ضمن۔iv):حسب ذیل ترتیب کے موافق تینوں طبقات 325
(دفعہ:61)طبقہ اولیٰ کے ورثاءکے حصص کا جدول 328
(Heirs of upper class) 328
میت کے والدین اور اولاد (نیچے تک) 328
(دفعہ:62)دوسرے طبقہ کی وراثت 329
(viii)طبقہ دوم کے ورثاءکے حصص کا جدول 335
(Schedule of the shares of Inheritance of second class) 335
(دفعہ:63): تیسرے طبقے کی میراث 337
(Inheritance of third class) 337
(ii)طبقہ ثالثہ کے حصص کا جدول (Third class) 340
(دفعہ:64):میاں اور بیوی کی وراثت 342
(Inheritance of shares of husband & wife) 342
(v):زوج اور زوجہ کے حصص کا جدول 344
(Shares of husband & wife in Inheritance) 344
(دفعہ65:):وراثت کے متفرق مسائل 345
(دفعہ:66):ترکہ سے منہا ہونے والے حقوق کا حکم 346

میت کے حقوق(Rights of Deceased) ..... 346
(ii)ترکہ کا قانون(Inheritance Law) ..... 346
(دفعہ:67 ضمن۔i): موانع ارث(Barriers to Inheritance) ..... 347
اول مانع کفر:(Disbelief obstacle) ..... 347
(i) مسلمان اور کافر کا ایک دوسرے سے میراث لینا: ..... 347
(ii)کافر کا میراث لینے سے پہلے مسلمان ہونا: ..... 348
(iii)کافر کا مال تقسیم ہونے کے بعد مسلمان ہونا: ..... 348
(iv)مرتد کی اقسام:(Types of apostates) ..... 348
(دفعہ:67 ضمن۔ii):مانع دوّم : قتل (Murder) ..... 349
قتل میں موانع ارث کا چارٹ ..... 350
(Spreadsheet of barriers to Inheritance) ..... 350
(دفعہ:67 ضمن۔iii): تیسرا مانع: غلامی:(Slavery) ..... 350
(دفعہ:67 ضمن۔iv):چوتھا مانع: لعان(Lian) ..... 350
(دفعہ:67 ضمن۔v) :پانچواں مانع ارث: غیر شرعی نسب ..... 351
(ii)زنا بالجبر(Rape) ..... 351
(iii) مختلف ادیان اورمذاہب کا نکاح ان کے پیروکاروں کے لیے ..... 351
صحیح نسب کے ثبوت کا ذریعہ ہے۔ ..... 351
(دفعہ:67 ضمن۔vi):چھٹا مانع حمل:(Contraception) ..... 351
(دفعہ:67 ضمن۔vii): ساتواں مانع ارث غیبت منقطع (مفقود ہونا ) ..... 352
مفقود کی میراث کا حکم:(Missing Inheritance ruling) ..... 352
(دفعہ:68): خنثیٰ کی میراث(Neutral Inheritance) ..... 352

**قوانین حجر ..... 353**

**(Laws of Forbid) ..... 353**

**(ممنوع التصرّف) ..... 353**

حجر کا مفہوم اور اس کے اسباب ..... 354

(Meaning of forbid and its causes) ..... 354

(دفعہ:69 ضمن۔i): حجر کا مفہوم(Meaning of forbid) ..... 354

حجر کا اسباب ..... 354

(Causes of forbid) ..... 354

(دفعہ:69 ضمن۔ii):صغر (کم عمری) (Minor) ..... 354

(دفعہ:69 ضمن۔iii): جنون (دیوانگی)(Mental disability) ..... 355

(دفعہ:69 ضمن۔iv): سفہ (سادہ لوحی)(Simplinity/Innocence) ..... 355

(دفعہ:69 ضمن۔v): مفلس (دیوالیہ)(Poor/Insolvent) ..... 355

حاکم شرع کا مفلس کو ممنوع التصرف قرار دینے کی شرائط ..... 356

(دفعہ:69 ضمن۔vi): مرض الموت (On death bed) ..... 356

**وصیت ..... 357**

(باب1:Chapter) ..... 358

(دفعہ:70):وصیت کی تعریف اور اقسام ..... 358

(دفعہ:71):وصیت کی اقسام(Types of Wills) ..... 358

(دفعہ:72):وصیت کے قوانین کی وضاحت بمعہ مثالیں: ..... 359

(دفعہ: 72 ضمن۔i):پہلی بحث(First debate) ..... 361

وصیت کے احکام اوروصیت کا اثبات ..... 361

(دفعہ: 72 ضمن۔ii)دوسری بحث: وصیت کا خرچ متعذر ہونا اور اس کا باہم ٹکرانا... 364

وصیت کا خرچ متعذر ہونا: ..... 364

وصیتوں کا باہم ٹکراؤ: (The conflicting of wills) ..... 364
(دفعہ: 72 ضمن۔iii): تیسری فصل: موصی کے تصرفات اور وصیت کا خاتمہ ..... 367
پہلی بحث: موصی کے تصرفات: ..... 367
صحت مند کے تصرفات: ..... 367
مریض کے تصرفات: (Disappionment of the Patient) ..... 367
مریض کا اقرار: (Patient confession) ..... 368
(دفعہ: 72 ضمن۔iv): وصیت کا خاتمہ اور اس کے باطل کرنے والے اُمور ..... 369

**کفالت ..... 373**

(باب1: Chapter) ..... 374
کفالت کی تعریف اور شرائط ..... 374
(دفعہ: 73 ضمن۔i): تعریف (Definition) ..... 374
(دفعہ: 73 ضمن۔ii): ایجاب اور قبول ..... 374
(دفعہ: 73 ضمن۔iii): کفیل کی شرائط ..... 374
(دفعہ: 73 ضمن۔iv): عقد کفالت کی مدت ..... 375
(دفعہ: 73 ضمن۔v): عقد کفالت کی جگہ ..... 375
(دفعہ: 73 ضمن۔vi): مکفول کی اجازت ..... 377
(دفعہ: 73 ضمن۔vii): کفیل اور مکفول لہ کے درمیان اختلاف ..... 377
(دفعہ: 73 ضمن۔viii): مکفول کے فرار میں سہولت کاری ..... 377

**وکالت ..... 379**

(باب1: Chapter) ..... 380
مفہوم وکالت اور اس کی شرائط ..... 380
(دفعہ: 74): (Definition) ..... 380

ا۔لغوی معنی: (Literal meaning) ..... 380
۲۔اصطلاحی تعریف: (Terminological definition) ..... 381
(دفعہ: 75): عقد وکالت کے ارکان: ..... 382
(دفعہ: 76 ضمن۔i): عقد وکالت کی شرائط ..... 382
(دفعہ: 76 ضمن۔ii): وکالت کا عقد جائز یا عقد لازم ہونا ..... 383
(دفعہ: 77): وکالت اور ولایت میں فرق ..... 384
(دفعہ: 78): وکالت اور وصیت میں فرق ..... 384
(دفعہ: 79): وکالت اور نیابت میں فرق ..... 385
(دفعہ: 80): وکالت اور اجارہ میں فرق ..... 385
(دفعہ: 81 ضمن۔i): موکل کی شرائط (Terms of client) ..... 386
(دفعہ: 81 ضمن۔ii) سفاہت کا معنی اور مفہوم ..... 387
(دفعہ: 82): وکیل کی شرائط (Terms of lawyer) ..... 388
(دفعہ: 83): وکالت میں اختلاف ..... 389
**قطع عضو اور پوسٹ مارٹم ..... 391**
قطع عضو اور پوسٹ مارٹم کے قوانین ..... 392
(دفعہ: 84): میت کے عضو کو قطع کرنے کا حکم ..... 392
(دفعہ: 85): زندہ انسان کے عضو کو کاٹنے کا حکم ..... 393
(دفعہ: 86): تشریح: (پوسٹ مارٹم کرنا) ..... 393
(دفعہ: 87): احکام خمسہ کی تعریفات ..... 395
(دفعہ: 88): فقہ کے مآخذ (Sources of Fiqh) ..... 396
اہل سنت کی نظر میں ماخذ فقہ مندرجہ ذیل ہیں:۔ ..... 396
اہل تشیّع کی نظر میں مآخذ فقہ مندرجہ ذیل ہیں ..... 396

**فقہ جعفری کے مطابق ..... 399**

**خنثی و تبدیلی جنس کے فقہی احکام ..... 399**

فقہ جعفری کے مطابق خنثی کے فقہی احکام ..... 400

لغوی معنی ..... 400

اصطلاحی معنی ..... 400

خنثی کی قسمیں ..... 401

خنثی مشکل ..... 401

خنثی غیر مشکل (واضح خنثی) ..... 401

خنثی مرد ہے یا عورت یا تیسری صنف؟ ..... 402

خنثی کی جنس کا تعین ..... 403

خنثی کی جنس کے تعین کے طریقے ..... 403

۱۔ پیشاب نکلنے کی جگہ ..... 403

۲۔ قرعہ ..... 405

۳۔ پسلیوں کی تعداد ..... 406

دیگر علامتیں اور امارات ..... 407

علامات میں تعارض ..... 407

خنثی مشکل سے متعلق فقہی احکام ..... 408

قاعدہ احتیاط پر عمل ..... 412

بعض احکام میں قاعدہ برائت ..... 413

تخییری احکام ..... 414

خنثی کی میراث اور دیت کا حکم ..... 414

جدید طبّی علوم میں خنثی کی علامتیں ..... 415

سائنسی علوم میں خنثی کی جنس کے تعین کا معیار ..... 416
خنثی کی جنس تبدیل کرنے کے متعلق فقہی حکم ..... 417
تبدیلی جنس کی چار اقسام ..... 418
دوسری صورت کی دلیل ..... 418
چوتھی صورت میں تبدیلی جنس کا حکم ..... 419
ٹرانس جینڈر افراد (تحفظ حقوق) ایکٹ 2018ء کے متعلق فقہ جعفری کا نقطہ نظر .... 421
ٹرانس جینڈر پروٹیکشن آف رائٹس ایکٹ 2018ء ..... 421
فقہ جعفری کا نقطہ نظر ..... 422
مردوں کا عورتوں کی مشابہت اور عورتوں کا مردوں کی مشابہت اختیار کرنا ..... 424
تبدیلی جنس کی چار اقسام ..... 427
دوسری صورت کی دلیل ..... 427
اسلامی نظریاتی کونسل کا اہم اقدام ..... 434
اسلامی قانون وراثت 2019ء ..... 435
اسلامی نظریاتی کونسل کے اجلاس میں مسلم عائلی قوانین کے متعلق پیش کیا گیا جائزہ .... 509
وضاحت (Explanation) ..... 510
مسلم عائلی قوانین کا تاریخی پس منظر ..... 515
مسلم فیملی لاز آرڈیننس 1961ء کا جائزہ ..... 521
(دفعہ 2) ..... 522
تعریفات و اصطلاحات ..... 522
(الف) ثالثی کونسل (Arbitration Council) ..... 522
تجویز (Suggestion): ..... 522
(ب) چیئرمین سے مراد (Chairman Council) ..... 523
تجویز (Suggestion): ..... 523

(دفعہ 3) ..... 524
آرڈیننس دیگر قوانین وغیرہ پر حاوی ہو گا ..... 524
(دفعہ 4) ..... 525
وراثت (Succession) ..... 525
عدالتی نظائر (Courts Decisions) ..... 528
(دفعہ 5): نکاحوں کا اندراج ..... 529
دفعہ 6 ..... 532
کثرت ازدواج (Polygamy) ..... 532
(دفعہ 7) طلاق ..... 534
(Divorce) ..... 534
(دفعہ 8) طلاق کے علاوہ فسخ نکاح ..... 537
(دفعہ 9) نان و نفقہ ..... 538
(Maintenance) ..... 538
(دفعہ 10) مہر ..... 540
(Dower) ..... 540
(دفعہ 11) قواعد وضع کرنے کے اختیارات ..... 541
(دفعہ 12) قانون امتناع ازدواج اطفال بابت 1929ء کی ترمیم ..... 542
(دفعہ 13) مسلم تنسیخ نکاح ایکٹ بابت 1939ء ..... 542
بلوغ کے بارے تحقیقی مقالہ ..... 544
(شق نمبر 1) لفظ بلوغ کے لغوی معنی ..... 544
(شق نمبر 2) لفظ بلوغ کا قرآن میں استعمال ..... 544
(شق نمبر 3) شریعت میں بلوغ سے مراد ..... 545
(شق نمبر 4) قانون میں بلوغ سے مراد ..... 545

تشریح شق نمبر 4 ..... 545
(شق نمبر 5) بلوغ کی علامات ..... 546
(شق نمبر 6) فقہاء کی بلوغ کے بارے آراء ..... 546
(الف) فقہ حنفیّہ کے نزدیک بلوغ کی علامات ..... 546
(ب) حنابلہ کے نزدیک بلوغ کی علامات ..... 547
وضاحت بابت مذکر ..... 548
ا۔ نازک اور کمزور بال بلوغ کی علامت نہیں ہیں۔ ..... 548
وضاحت بابت مؤنث ..... 548
(ج) فقہ شافعیہ کے نزدیک بلوغ کی علامات ..... 548
(د) فقہ مالکیہ کے نزدیک بلوغ کی علامات ..... 549
(شق نمبر 7): مختلف مسالک کے نزدیک بلوغ کا تقابلی جائزہ ..... 550
(شق نمبر 8): فقہ جعفری کا بلوغ بارے موٴقف ..... 550
(شق نمبر 9): بلوغ کی بحث کی روشنی میں یتیمی کی حد اور ان کا نکاح ..... 551
(شق نمبر 10): شیعہ فقہاء (جعفری) کے اسلامی احکام کے منابع ..... 552
ا۔ قرآن کریم: (Holy Quran) ..... 552
۲۔ سنت: (Sunnah) ..... 553
۳۔ عقل: (Wisdon/Reason Argument) ..... 553
۴۔ اجماع: (Consensus) ..... 553
بچوں کی مشقت (گروی رکھنے) کا قانون 1933ء و جواب بر مراسلہ وزارتِ مذہبی اُمور وزارت سماجی بہبود و خصوصی تعلیم ..... 554
مورخہ 08 اگست 2011ء ..... 554
شیعیان پاکستان کے آئینی حقوق کے حصول کیلئے حکومتی ..... 555
و قانونی شخصیات کو لکھے گئے خطوط ..... 555

صدر مملکت آصف علی زرداری کو لکھا گیا خط ..... 556
سیکریٹری وزارتِ قانون و انصاف کو لکھا گیا خط ..... 558
فقہ جعفری کے مطابق قانون سازی کی روئیداد ..... 561
پہلا مرحلہ: (First Step) ..... 563
دوسرا مرحلہ: (Second Step) ..... 565
تیسرا مرحلہ: (Third Step) ..... 565
سپریم کورٹ میں رجوع ..... 565
چوتھا مرحلہ: (Fourth Step) ..... 566
غیبی مدد (Occult help) ..... 566
پانچواں مرحلہ: (Fifth Step) ..... 568
آخری مرحلہ: (Last Step) ..... 569
اچھی خبر (Positive News) ..... 571
تقریظ (Appreciation) ..... 572
از: سردار فیض رسول جلبانی (ایڈووکیٹ سپریم کورٹ) ..... 572
قانون پاس ہونے کے بعد بعض ناواقف افراد کے سوالات کے متعلق وضاحتی بیان ..... 575
استفادہ: ..... 589
طلاق کے متعلق آیت اللہ سیستانی سے کئے گئے بعض استفتائات ..... 590
طلاق کے متعلق آیت اللہ خامنہ ای سے کئے گئے بعض استفتائات ..... 592

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## ابتدائیہ (Preamble)

ہم نے اردو زبان میں پہلی مرتبہ فقہٴ جعفری کے مطابق قانون کی زبان میں نکاح، طلاق اور میراث کے احکام کو مستندات کے ساتھ تدوین کیا ہے۔ ان کتابوں کی اشاعت کے بعد اس ضرورت کو محسوس کیا گیا کہ ان قوانین کو مستندات کے بغیر شائع کیا جائے چنانچہ اسی کے پیش نظر "**مسلم عائلی قوانین بمطابق فقہٴ جعفری** (نکاح، طلاق، میراث، وصیت)" کو شائع کیا گیا ہے تاکہ قانون سے وابستہ افراد کے لئے نکاح، طلاق، میراث، وصیت سے متعلق عدالتوں کے روبرو فقہٴ جعفری کے مطابق رائے پیش کرنے میں آسانی ہو اور جو افراد ان قوانین کے بارے میں تفصیلی دلائل اور مستندات سے آگاہی چاہیں تو وہ ہماری کتاب "**موسوعہ قوانین اسلام**" سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

اور اب جبکہ مسلم عائلی قوانین کے سیکشن ۶ بابت میراث اور سیکشن ۷ بابت طلاق میں شیعہ کے لیے فقہ جعفری کے مطابق ترمیم منظور ہو چکی تو اس کی ضرورت پہلے سے زیادہ محسوس کی گئی اور قانون سے وابستہ افراد کی جانب سے مسلم عائلی قوانین بمطابق فقہ جعفری چھاپ کرنے کی درخواست کا اظہار کیا گیا تو اس میں حجر، کفالت، وکالت، حضانت اور قطع اعضاء کی ابحاث کو شامل کرکے اس کو مزید مفید بنایا گیا نیز اس کے مقدمے میں فقہ جعفری کے مطابق قانون سازی کے لیے جن مراحل سے گزرنا پڑا اس کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے تاکہ قارئین بالعموم علماء کرام پر بالخصوص واضح ہو کہ مسلم عائلی قوانین میں آئین پاکستان کی روشنی میں شیعہ کے لیے فقہ جعفری کے مطابق آئینی حق حاصل کرنے کے لیے کتنی جدوجہد کی گئی۔

اُمید کی جاتی ہے کہ اس سعی و کوشش کو اس نظر سے دیکھا جائے کہ یقیناً اس سے ایک راستہ کھل رہا ہے کہ شیعہ کے لیے پرسنل لاز بارے ان کی اپنی فقہ کے مطابق قوانین ضرورت پڑنے پر بنوائے جا سکیں گے اور اس طرح آئین میں جو حق ہر مسلک کے لیے رکھا گیا ہے اس کے حصول میں ہر مسلک والے کے لیے آسانی ہو گی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس سعی و کوشش کو قبول فرمائے اور ان سے استفادہ کے ذریعہ اہل تشیع کے لئے فقہٴ جعفری کے مطابق عدالتوں سے فیصلے حاصل کرنے میں ان قوانین کو معاون و مددگار بنائے۔

**سید افتخار حسین نقوی**

۲۰ جنوری ۲۰۲۲ء

# تقریظ از: قبلہ ایاز چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل، پاکستان

آئینِ پاکستان کے آرٹیکل ۲۲۷ کی تشریح کے مطابق تمام شرائع اور اسلامی فرقوں کے لئے یہ گنجائش رکھی گئی ہے کہ وہ زندگی کے ہر شعبے میں اپنی اپنی شریعتوں کے مطابق عمل کریں اور عدالتیں بھی عائلی مسائل میں ہر فرقے کی تعبیر کے مطابق فیصلہ کریں۔

ماتحت عدلیہ کے متعلق اہلِ تشیع علماء کی طرف سے اسلامی نظریاتی کونسل کو یہ اطلاعات موصول ہوئیں کہ ماتحت عدلیہ کے فیصلوں میں اہلِ تشیع کے عائلی مقدمات میں فقہ جعفری کی رائے کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔

محترم علامہ سید افتخار حسین نقوی نے اسلامی نظریاتی کونسل کے اجلاس نمبر ۱۹۴ مورخہ ۱۱، ۱۰ مارچ ۲۰۱۴ء میں کونسل کو اس امر کی سنگینی کی طرف متوجہ کیا جس پر کونسل نے اپنے اجلاس نمبر ۱۹۵ منعقدہ مورخہ ۲۱، ۲۰ مئی ۲۰۱۴ء کو اس حوالے سے ایک قرارداد منظور کی جو کہ سابق چیئرمین اسلامی اسلامی نظریاتی کونسل مولانا محمد خان شیرانی نے بحیثیت رکن اسمبلی ذاتی طور پر قومی اسمبلی میں جمع کرائی۔

بعد ازاں علامہ سید افتخار حسین نقوی نے شیعہ مسلم عائلی قوانین اور مسلم پرسنل لاز (شیعہ) قانون بابت وراثت ۲۰۱۸ء پر دو مسودے برائے قانون سازی، وزارتِ قانون وانصاف کے حوالے کیے۔

اس سلسلے میں وزارتِ قانون وانصاف کی طرف سے جب کونسل کی رائے پوچھی گئی تو کونسل نے اپنے اجلاس نمبر ۲۱۲ منعقدہ مورخہ ۲۷، ۲۶ ستمبر ۲۰۱۸ء کو دونوں مسودات کا جائزہ لے کر ان کی تائید کی اور وزارتِ قانون وانصاف کو لکھا کہ اس عائلی قوانین کی متعلقہ دفعات میں فقہ جعفری کو سامنے رکھتے ہوئے قانون سازی کی جائے۔

جناب علامہ سید افتخار حسین نقوی کی مسلسل کوششوں کے نتیجے میں اور کونسل کی سفارش کی روشنی میں پارلیمنٹ نے مسلم عائلی قوانین کے سیکشن نمبر ۴ بابت میراث اور سیکشن نمبر ۷ بابت

طلاق میں ترمیم کی منظوری دی اور مورخہ ۲ دسمبر ۲۰۲۱ء کو صدرِ مملکت کے دستخطوں سے ترمیمی قانون جاری ہوا۔اس کوشش پر علامہ موصوف تحسین کے مستحق ہیں۔

اب انہوں نے مسلم عائلی قوانین کے نام سے فقہ جعفری کے مطابق عائلی مسائل کو مروّج قانونی زبان میں جمع کر دیا تاکہ عدالتوں اور قانون سے وابستہ افراد کے لئے استفادہ میں آسانی ہو؛اُردو زبان میں یہ اپنی نوعیت کا منفرد کام ہے۔

دُعا گو ہوں کہ اس کام سے استفادہ کا سلسلہ عام ہو اور مزید ایسی کاوشیں بھی سامنے آئیں۔

**قبلہ ایاز**

(پی،ایچ۔ڈی،ایڈنبرا)

چیئرمین اسلامی نظرتی کونسل، پاکستان

# تائید و تحسین از: سردار فیض رسول جلبانی

## (ایڈووکیٹ سپریم کورٹ)

کتاب ہذا "**مسلم عائلی قوانین بمطابق فقہ جعفری**" کے مصنف علامہ سید افتخار حسین نقوی سے میری پہلی ملاقات امام خمینی ٹرسٹ، لاہور کے نمائندے اور سچ ٹی وی چینل لاہور سے وابستہ اظہر حسین بھٹی کے ذریعہ ہوئی۔ ملاقات میں مجھے خوشگوار حیرت و پریشانی ہوئی کہ ایک عام مولوی، مولانا، آئین و قانون، بنیادی، دستوری، شہری اور مذہبی حقوق سے آشنائی وکلاء سے بھی زیادہ رکھتا ہے اور قانونی حوالوں سے اُن کی جسٹس (ر) سید افضل حیدر اور جسٹس (ر) شاہنواز رانجھا سے طویل رفاقت، ہمکاری اور خیالات اور افکار کو سن کر حیرت کی انتہاء نہ رہی۔ میرا تعلق نوتک ممید ڈیرہ غازی خان سے ہونے کی وجہ سے میں نے صرف اتنا سن رکھا تھا کہ ایک شیعہ مولوی صاحب نے (سابق صدر مملکت سردار فاروق احمد خان لغاری کے علاقہ چوٹی بالا ضلع ڈیرہ غازی خان اور سابق وزیر اعظم سردار میر بلخ شیر خان مزاری کے علاقہ قلعہ ہرنڈ [داجل] ضلع راجن پور) کے درمیان محرومیوں سے بھرپور اور بنیادی سہولیات سے محروم علاقہ پچادھ ٹھل جانن کے بے آب و گیاہ، لق و دق صحراء، جنگل اور پہاڑوں میں لاکھوں روپے صرف کرکے چرند پرند اور بلا تفریق مذہب و مسلک غریب و بے کس عوام کے لیے فراہمی آب کے منصوبے مکمل کرکے علاقے کو گل و گلزار کر رہا ہے۔ ملاقات میں یہ جان کر حیرانی و پریشانی چار برابر ہو گئی کہ وہ عظیم سماجی کارکن بھی یہی عام سا مولوی ہے۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ میں ایک بہت بڑے علامہ صاحب، سچ ٹی وی چینل کے مالک سے ملنے جا رہا ہوں وہاں جا کر معلوم ہوا کہ میں ایک فقیرانہ و قلندرانہ مزاج، مہمان نواز اور برسوں سے شناسا شخص سے مل رہا ہوں۔ جس ایک مولوی اور مولانا کو میں صرف سادات پرستی میں ملنے چلا آیا تھا وہ ایک ماہر قانون، بڑا سماجی رہنما، صوفی منش درویش، سخی و مہربان، پیر و مرشد اور توسل محمدؐ و آلؐ محمدؐ والا باوقار انسان ہے۔ میں سنی العقیدہ محب اہل بیتؑ مسلمان اور بلوچ ہونے کے ناطے سادات

پرستی کے نظریے کا حامل، ان کی عارفانہ و صوفیانہ صلاحیتوں کا معترف کیا ہوا کہ یہ ایک مرشد کی حیثیت سے میرے من میں سما گئے اور قانون سازی کے بنیادی مراحل ڈرافٹنگ سے لے کر پاس ہونے کے اس سفر میں ان کا ہم رکاب ہو گیا جس کی تفصیلات کتاب ہذا کے مقدمہ **"پاکستان اسلامائزیشن اور** مصنف **تحریر از: سید سکندر عباس پریشان گیلانی ایڈووکیٹ"** میں درج ہیں کی تائید و تصدیق کرتے ہوئے ان پر زیادہ بحث کئے بغیر ان کے پرخلوص بے لوث اور مخلصانہ اقدامات ، غریب پروری اور بندہ نوازی کی وجہ سے کریم اللہ نے انہیں مخلص دوست احباب اور ٹیم سے نوازا ہے جن کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے کیونکہ میرے ساتھ ان کی لیگل ٹیم کے سینئر رکن اور قائد ملت اسلامیہ علامہ سید ساجد علی نقوی کے لیگل ایڈوائزر سید سکندر عباس پریشان گیلانی ایڈووکیٹ نے بہت زیادہ کام کیا جن کی خدمات قابل تحسین و قابل قدر ہیں۔ علامہ سید افتخار حسین نقوی کے ذریعہ معلوم ہوا کہ اُن کے مربیّ واستاد قائد ملت جعفریہ پاکستان علامہ سید ساجد علی نقوی ہیں، جس کی وجہ سے اُن کی زیارت کا اشتیاق بڑھتا چلا گیا جب ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو اُن کو اِن سے بھی بڑھ کر پایا اسی طرح 19 مارچ 2022ء کو قانون سازی میں کامیابی کے حوالے سے اہل تشیع کی بڑی دینی درسگاہ **"جامعۃ الکوثر اسلام آباد"** کو دیکھنے ، قریب سے مشاہدہ کرنے، اہل تشیع کے سیمینار میں براہ راست شرکت کرنے ، علماء و سکالرز حضرات سے ملنے اور رئیس الجامعہ مفسّر قرآن شیخ محسن علی نجفی سے ملاقات، ان کے خیالات سننے سے اُمت واحدہ کے تصور کو مزید جلاء ملی، رُوح اور وجود میں سکون اور تسکین محسوس ہوئی اور محسوس نہیں ہوتا کہ اُمت مسلمہ کی یہ شخصیات شیعہ ہیں یا سنی بلکہ یہ پیار و محبت ، اخوت و بھائی چارہ، تسلیم و رواداری کے پیامبر اور بانیانِ اتحاد بین المسلمین اور انسانی خدمت کے داعیان ہیں۔ جن کا دامے درمے سخنے ساتھ دینا سعادت مندی کا باعث ہے۔ کتاب ہذا **"مسلم عائلی قوانین بمطابق فقہ جعفری"** کے مطالعہ کے بعد بس اتنا عرض کروں گا کہ یہ افادیت کے حوالے سے بین الاقوامی سطح کی کتاب بلا تفریق مذہب و مسلک تمام دینی و دُنیاوی

درسگاہوں، لاء کالجز میں پڑھائی جانی چاہیے اور تمام چھوٹی بڑی لائبریریوں کی زینت بننے کے قابل ہے۔

والسّلام

فقیر درِ اولادِ زہراؑ

**سردار فیض رسول خان جلبانی**

ایڈووکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان

# تقریظ از: قائد ملت جعفریہ علامہ سید ساجد علی نقوی

ملی و قومی پلیٹ فارم کی جانب سے برسوں سے جاری بنیادی، دستوری، شہری اور مذہبی حقوق کی تحریک کو آگے بڑھاتے ہوئے ہر موقع پر ہر حکومت پر دباؤ ڈالا جاتا رہا ہے کہ وہ احوالِ شخصیہ (پرسنل لاء) کے حوالے سے قانون سازی کرے۔ 2010ء میں کراچی میں منعقد ایک پروگرام کے دوران انجوئی کے نذر عباس جعفری نے ملاقات میں بتایا کہ کراچی میں کچھ لوگ خواتین کے طلاق کے صیغے جاری کرکے مسائل پیدا کر رہے ہیں جس کی بابت سندھ ہائی کورٹ کراچی بینچ سے رجوع کیا گیا جس میں عدالت عالیہ نے شیعہ مکتب فکر میں طلاق کے حوالے سے قانون سازی ہونے کی ضرورت کو محسوس کیا ہے۔ مولانا سید افتخار حسین نقوی ہماری تائید سے جب اسلامی نظریاتی کونسل کے پہلی بار رکن بننے کے بعد ملاقات کے لئے آئے تو احوالِ شخصیہ (پرسنل لاء) کے حوالے سے قانون سازی کے لیے کام کرنے کے لیے کہا گیا اسی دوران لاہور ہائی کورٹ راولپنڈی بینچ نے شیعہ لاولد متوفی کی بیوہ کی میراث کے حوالے سے کیس کی سماعت کے دوران فاضل جج صاحب نے ہم سے خواہش کی کہ ہم عدالت میں فقہ جعفری کا مؤقف پیش کریں جس پر مولانا سید افتخار حسین نقوی اور سید سکندر عباس گیلانی ایڈووکیٹ کی ذمہ داری لگائی گئی جنہوں نے عدالت عالیہ کی رہنمائی کی اور وہ فیصلہ قانون سازی کی راہ میں سازگار ثابت ہوا۔ مولانا افتخار حسین نقوی ترمیمی ایکٹس کے ابتدائی مراحل سے بل کی ڈرافٹنگ اور حتمی شکل دینے تک تسلسل کے ساتھ رہنمائی لیتے رہے اور ہماری منظوری سے یہ بل تیار ہو کر قومی اسمبلی و سینیٹ کی قائمہ کمیٹیوں برائے قانون و انصاف میں پیش ہوا۔ بل کی منظوری کی راہ میں حائل تمام رکاوٹوں کا سدباب کیا گیا اور بالآخر یہ منظور ہو کر نافذ العمل ہو چکا ہے جو احوالِ شخصیہ (پرسنل لاء) کے حوالے سے ایک تاریخی اقدام ہے اس میں مولانا سید افتخار حسین نقوی اور لیگل ٹیم فیض رسول جلبانی اور سید سکندر عباس گیلانی کی تسلسل کے ساتھ انتھک محنت، جدوجہد قابل تحسین اور لائق قدر دانی ہے۔

**سید ساجد علی نقوی**

قائد ملت جعفریہ پاکستان

# تقریظ از: شیخ محسن علی نجفی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام کا یہ اٹل فیصلہ ہے کہ قانون بنانے، حلال و حرام کا تعیّن کرنے کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے، قانون بنانا اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ کا تقاضا ہے، اس میں کسی فرد کو خواہ وہ کسی باشد مداخلت کا حق حاصل نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے بعد اللہ کے رسول کو حکم ملتا ہے کہ وہ لوگوں کے لیے حلال و حرام کا حکم پہنچا دیں:

''یُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ'' (الاعراف، ۱۵۷)

ترجمہ: ''وہ (رسول) پاکیزہ چیزیں ان کے لیے حلال اور ناپاک چیزیں ان کے لیے حرام کرتے ہیں۔''

'' وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ'' (المائدہ، ۴۵)

ترجمہ: ''اور جو اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلے نہ کریں وہ ظالم ہیں۔''

فقہ جعفری کا موقف اس مسئلہ میں یہی ہے کہ قانون بنانا اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلا کا حصہ ہے۔ اس مسئلہ میں شیعہ اپنے اماموں کو معصوم قرار دینے کے باوجود یہ حق نہیں دیتے کہ کوئی امام، کوئی خلیفہ ایسا حکم نافذ کرے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ہو۔ اگر کوئی بات رائج ہو گئی ہے تو فقہاء اجماعاً حکم دیتے ہیں کہ اس کو اللہ کی طرف سے سمجھ کر بجانہ لاؤ، لہٰذا فقہ الآل میں اس بات کو کوئی شائبہ نہیں ہے کہ حکم خدا و رسول سے ہٹ کر کوئی فقہی مسئلہ بیان کیا جائے۔ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ فقہ الآل کو ملکی قانون میں رائج کرنا اسلام کی حقیقی خدمت ہے۔

جناب محترم علامہ سید افتخار نقوی صاحب کی یہ خدمات قابل قدر ہیں کہ ان کی مخلصانہ کاوشوں سے فقہ جعفری کو ملکی قانون میں اپنا مقام مل گیا، یہ صرف فقہ جعفری والوں پر احسان

نہیں ہے، بلکہ وسعت نظری سے دیکھا جائے تو تمام مسلمانوں پر احسان ہے، چونکہ فقہ جعفری کی جامعیت کی وجہ سے انسان اسلامی نظام کی جامعیت سے آگاہ ہوتا ہے۔ جب کسی مسئلہ پر عمل میں دشواری پیش آئے تو اس کا حل فقہ جعفری میں موجود ہوتا ہے۔ جیسے ایک مجلس میں تین طلاقوں کا مسئلہ ہے۔

میں جناب علامہ سید افتخار نقوی صاحب کے بارے میں دعا گو ہوں کہ ان کی یہ عظیم خدمت محمد وآل محمدؐ کی خدمت بنے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبولیت کے لیے اہم زینہ ہے۔

والسلام علیہ وعلیٰ اخواننا المومنین و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

محسن علی نجفی

اسلام آباد

# تائید و تقریظ از: آیت اللہ حافظ سید ریاض حسین نجفی

وطنِ عزیز پاکستان 27 رمضان المبارک 1366 ہجری بمطابق 14 اگست 1947ء کو معرض وجود میں آیا۔ **پاکستان کا مطلب کیا؟ لاالٰہ الا اللہ!** کا نعرہ لگا کر اس کے حصول کی جد وجہد کی گئی اور اس طرح قائداعظم محمد علی جناحؒ اور ان کے رُفقاء کی مسلسل سعی و کوشش سے ایک نئے وطن اور دنیا کے نقشہ پر ایک بڑے اسلامی ملک کی داغ بیل ڈالی گئی۔ قائداعظمؒ صاحب تو جلد ہی اس دنیا سے چل بسے اور اس وقت تک پاکستان کا دستور نہیں بن سکا تھا۔

قراردادِ مقاصد پاکستان میں 51 علماءِ کرام نے ایک اساس قائم کی کہ جس کے مطابق آئین پاکستان بننا تھا۔ پھر عظیم شیعہ کنونشن اسلام آباد کے بعد قائد ملتِ جعفریہ پاکستان علامہ مفتی جعفر حسینؒ کی قیادت اور علامہ صفدر حسین نجفیؒ کی انتھک محنت سے جنرل ضیاء الحق کے دور میں صدارتی آرڈیننس نمبر 3 میں یہ طے پایا تھا:۔

**"کہ قرآن وسنت کی تعبیر و تفسیر ہر فرقہ کے لیے وہی معتبر ہوگی جو خود اس فرقہ کے ہاں معتبر ہوگی"**

علاوہ ازیں، اس آرڈیننس میں یہ بھی طے کیا گیا تھا کہ ہر فرقہ کے **"احوال شخصیہ"** جیسے نکاح، طلاق، میراث وغیرہ کے بارے میں خود ان کی اپنی فقہ کے مطابق فیصلے کیے جائیں گے لیکن صد افسوس اس خداداد مملکت پاکستان میں کبھی بھی اس شق پر عمل درآمد نہ ہو سکا اور معاملہ جو کا توں رہا۔

حجۃ الاسلام والمسلمین الحاج علامہ السید افتخار حسین نقوی النجفی صاحب نے 2011ء میں اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن بننے کے بعد مسلم عائلی قوانین کے حوالے سے سب سے پہلے اُمور شخصیہ سے متعلق کتب مرتب کیں اور پھر مشہد مقدس اور قم المقدسہ میں محقق طلاب کے دو گروہ تشکیل دیئے جو آپ کی نگرانی میں اس حوالے سے کام کرتے رہے۔ اس کے علاوہ آپ نے وکلاء کا ایک پینل بھی بنایا جو آئینی اور قانونی معاملات میں آپ کی معاونت کر رہے تھے۔ آپ نو سال تک

فقہ جعفری کے مطابق آئینِ پاکستان کی روشنی میں قانون سازی کے لیے مسلسل جد وجہد کرتے ہوئے حکمران، وکلاء، علماء، پارلیمنٹ اور سینٹ کے ممبران سے رابطہ میں رہے۔

ان مساعی کے نتیجہ میں بالآخر آپ کی کوششیں کامیاب ہوئیں اور شیعہ مسلم خواتین کے میراث و طلاق کے متعلق مسائل جو عدالتوں میں پیش ہوتے تھے ان کا حل ہوگیا۔ آئندہ عدالتوں کے اندر فقہ جعفری کے قانون کے مطابق ان دو مسائل کے علاوہ دیگر فیصلے بھی ہوا کریں گے۔ **"ان شاء اللہ"** چونکہ قومی اسمبلی اور سینٹ کے مشترکہ اجلاس میں مسلم عائلی قوانین کے سیکشن **4** بابت میراث اور سیکشن **7** بابت طلاق میں ترمیمی بل پاس ہونے کے بعد صدرِ مملکت پاکستان نے ان دونوں بلز پر دستخط کر دیئے ہیں جس کے بعد ان دو مسائل میں شیعوں کو فقہ جعفری کے مطابق عدالتوں سے فیصلے ملا کریں گے۔

یہ بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ سید بزرگوار جناب علامہ سید افتخار حسین نقوی النجفی نے پاکستان میں وہ کام کیا ہے جسے آج تک کوئی اور شیعہ عالمِ دین انجام نہ دے سکا۔ انہوں نے اہلِ تشیع کے لیے تو یہ کارنامہ سرانجام دیا ہی ہے لیکن اس کام سے اہل سنت کے دوسرے فرقوں کو بھی بہت فائدہ ہوا اور انہوں نے بھی اپنی اپنی فقہ کے مطابق **"جہاں پر ان کے لیے مشکل موجود تھی"** قوانین کے نفاذ کی کوشش کی اور وہ بھی اپنی فقہ کے مطابق اپنا حق لینے میں کامیاب رہے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ **"احوال شخصیہ"** کے حوالے سے قانون سازی کے بعد کتاب ہذا ایک بہترین سود مند اور لائق تبریک کاوش ہے دینی حلقوں میں پہلی مرتبہ **"مسلم عائلی قوانین بمطابق فقہ جعفری"** کے عنوان سے یہ کتاب ایک تاریخی اقدام ہونے کے ساتھ ساتھ علماء، طلباء، ججز، وکلاء اور اسکالرز کے لیے ایک بہترین اثاثہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سید بزرگوار کو اس کا بڑا اجر دے۔

ہم بزرگوار سید اور ان کے رُفقاء کو دل کی گہرائیوں سے خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ بحقِ محمد وآلِ محمد "علیہم السّلام" آپ کو مزید کامیابیاں اور صحت وسلامتی کے ساتھ ساتھ طولِ عمر عطاء فرمائے۔

**حافظ سید ریاض حسین نجفی**

سرپرست حوزہ علمیہ جامعۃ المنتظر ماڈل ٹاؤن لاہور

# پاکستان، اسلامائزیشن و تحفظ حقوق کی مختصر روائیداد
# مصنف اور فقہ جعفری کے مطابق قانون سازی

از: سید سکندر عباس گیلانی ایڈووکیٹ

## ا۔ تاسیس پاکستان:

قیام پاکستان کی جدوجہد میں فقہ جعفری سے تعلق رکھنے والے جید علماء کرام، زعمائے ملت، والیانِ ریاست بالخصوص بانیِ پاکستان فادر آف نیشن قائد اعظم محمد علی جناحؒ، مادر ملت محترمہ فاطمہ جناحؒ، راجہ صاحب محمود آبادؒ اور علامہ رشید ترابیؒ، علامہ مفتی جعفر حسینؒ جیسی قدآور شخصیات کی شبانہ روز کی جدوجہد کے ساتھ ساتھ پاکستان کی تشکیل اور تعمیر میں فقہ جعفری سے تعلق رکھنے والے سرمایہ کاروں، بینکاروں، والیانِ ریاست نے اپنا سب کچھ پاکستان پر قربان کر دیا اور نسل در نسل پاکستان کے استحکام اور تحفظ و بقاء کے لیے فقہ جعفری کی قیادت، علماء، ذاکرین، زعماء، طلباء اور عوام ہمہ قسمی قربانیاں دیتے ہوئے شبانہ روز مصروف عمل ہیں۔

## ۲۔ اسلامائزیشن :

قیام پاکستان کے بعد بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناحؒ نے پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنانے کے خدوخال کو واضح کرتے ہوئے تمام مذاہب، مسالک اور طبقات کے نظریات کے حوالے سے بنیادی، شہری، انسانی حقوق کو آئین اور قانون میں تحفظ دینے کا واضح پالیسی بیان دیا۔ قائد اعظم محمد علی جناحؒ نے حکمرانوں کے لیے امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حضرت امام علی ابن ابی طالب علیہما السلام نے صحابیٔ رسول جناب مالک اشترؒ کو گورنر مصر مقرر کرتے وقت دیے گئے طرز حکمرانی کے اصولوں پر مبنی تاریخ ساز خط کو نمونۂ عمل قرار دیا جس کے بارے میں تحریک پاکستان کے ہراول دستے میں شامل خطیبِ برصغیر علامہ رشید ترابیؒ اپنی کتاب The Biography of Allama Rasheed Turabi in his own vice میں لکھتے ہیں کہ قیام پاکستان کے ایک ماہ بعد قائد اعظم

نے مجھے کراچی طلب کیا اور امام علی ابن ابی طالب علیہاالسّلام کے گورنر مصر جناب مالک اشترؒ کو لکھے گئے خط کا عربی سے انگلش میں ترجمہ کرنے کا حکم دیا اور میرے قیام کا بندوبست کارلٹن ہوٹل (Carlton Hotel) میں کیا گیا تھا۔ میں نے اکتوبر 1947ء میں اس کا ترجمہ مکمل کیا اور اس کا پہلا ایڈیشن قائد اعظم کے حکم سے دسمبر 1947ء میں شائع ہوا اور اس کو حکمرانوں، بیوروکریسی اور اسٹیبلشمنٹ کے لئے نمونۂ عمل قرار دیا۔ (1993ء میں نگران وزیراعظم معراج خالد نے بھی امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہاالسلام کے طرز حکمرانی کے اس انمول و بے مثال خط کو نمونۂ عمل قرار دیتے ہوئے تمام دفاتر میں آویزاں کروایا۔ نیز یہ بے مثال خط اس وقت بھی اقوام متحدہ میں طرز حکمرانی کے بنیادی اصولوں میں شامل ہے)۔

قائد اعظم محمد علی جناحؒ کی اسلامائزیشن کے لیے کیے جانے والے بنیادی اور ابتدائی احکامات کی روشنی میں پاکستان کے پہلے وزیراعظم نوابزادہ لیاقت علی خان نے شیعہ و سنی علماء و زعماء پر مشتمل ادارہ ''احیائے ملت اسلامیہ'' قائم کیا جس نے قرارداد مقاصد کی تیاری اور منظوری میں فعال کردار ادا کیا، اسلامی قانون سازی کے لیے اس ادارے کی ذیلی کمیٹی تشکیل دی گئی جس میں فقہ جعفری کی نمائندگی علامہ مفتی جعفر حسینؒ نے کی۔ کمیٹی کی سفارشات پر 12 مارچ 1949ء کو پاکستان کی پہلی قومی اسمبلی کا اجلاس ہوا جس کی صدارت قومی اسمبلی کے پہلے اسپیکر مولوی تمیز الدین ایڈووکیٹ نے کی جس نے 12 نکاتی قراردادِ مقاصد کو منظور کیا گیا اس قرارداد کے مطابق یہ قرار پایا کہ پاکستان کا ریاستی ڈھانچہ خالصتاً اسلامی طرز پر ہو گا اور قرآن و سنت سے متصادم کوئی قانون سازی نہ ہو گی۔ (12 جنوری 1985ء کو صدر جنرل ضیاء الحق نے وزیراعظم محمد خان جونیجو کے ذریعے قومی اسمبلی سے قرارداد مقاصد کو آئین میں شامل کروادیا)۔

فروری 1949ء میں **پنجاب یونیورسٹی میں شعبہ اسلامیات** قائم کیا گیا۔

## بورڈ آف تعلیماتِ اسلامی (Islamic Educational Board)

1949ء میں وزیر اعظم پاکستان لیاقت علی خان نے 5 رکنی بورڈ آف تعلیماتِ اسلامی تشکیل دیا جس میں فقہ جعفری کی جانب سے علامہ مفتی جعفر حسینؒ شامل تھے۔ یہ بورڈ 1954ء تک کام کرتا رہا۔

## اسلامی بنیادی اصولوں کی کمیٹی کا قیام

28 ستمبر 1950ء کو قومی اسمبلی میں بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی پہلی رپورٹ پیش کی گئی جس کے مطابق فوری طور پر ادارہ تعلیمات اسلامی، ادارہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا قیام اور قرآن و سنت سے متصادم قوانین نہ بنانے اور قوانین کو اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ رکھنے کے لیے علماء بورڈ قائم کرنے کی سفارش کی گئی۔

## اسلامی دستور کے لیے 31 علماء کے متفقہ بائیس بنیادی اسلامی نکات:

بورڈ آف تعلیماتِ اسلامیہ (اسلامک ایجوکیشنل بورڈ) نے اسلامائزیشن کے حوالے سے مختلف مذاہب و مسالک میں پھیلنے والی بے یقینی و تشویش کے پیش نظر 21 تا 24 جنوری 1951ء کو کراچی میں علماء کانفرنس بلائی جس میں 22 بنیادی اسلامی نکات پر اتفاق کیا گیا۔ اور ان تاریخی بنیادی اسلامی 22 نکات پر مشرقی (موجودہ بنگلادیش) و مغربی (موجودہ پاکستان) پاکستان کے 31 جید علماء نے دستخط کیے جن میں معروف شخصیات: مولانا سلیمان ندوی، ابوالاعلیٰ مودودی، احتشام الحق تھانوی، مولانا محمد عبدالحامد قادری، مفتی محمد شفیع، پیر صاحب محمد امین الحسنات کے ساتھ اہل تشیع کی جانب سے فقہ جعفری کے مستند و معروف علماء علامہ مفتی جعفر حسینؒ اور ادارۂ عالیہ تحفظ حقوق تشیع پاکستان کے صدر علامہ حافظ کفایت حسینؒ شامل تھے۔

16 اکتوبر 1951ء وزیر اعظم نواب لیاقت علی خاں کی شہادت کے بعد حکومت تجربات سے گزرتی رہی اور اسلامی قوانین کے حوالے سے پیشرفت نہ ہو سکی۔

## مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامی

1954ء میں بورڈ آف تعلیمات اسلامی کی جگہ پر ''**مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامی**'' قائم کیا گیا جو نمائشی طور پر اگست 1957ء تک چلتا رہا جس کو 1956ء کے آئین میں آئینی حیثیت دے دی گئی۔

## آئین پاکستان 1956ء

وزیر اعظم پاکستان چوہدری محمد علی نے پاکستان کا پہلا آئین، ''**دستور پاکستان 1956ء**'' اسمبلی سے منظور کروایا۔ دستور پاکستان 1956ء کی منظوری سے پہلے ریاست پاکستان کا آئینی سربراہ ملکۂ برطانیہ ہوا کرتی تھیں اور دستور انڈیا 1935ء نافذ العمل تھا۔ آئین پاکستان 1956ء کی منظوری کے بعد جہاں تاج برطانیہ کی غلامی سے آئینی آزادی ملی وہاں دستور انڈیا 1935ء کا بھی خاتمہ ہوا جس سے ریاست پاکستان کے سربراہ اور ملکہ برطانیہ کا نمائندہ گورنر جنرل کا عہدہ ختم ہو گیا اور ریاست پاکستان کے آئینی سربراہ کے لیے صدر مملکت کا عہدہ بنا دیا گیا جو ریاست کا آئینی سربراہ قرار پایا۔

## اسلامی لاء کمیشن

17 اگست 1957ء کو مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامی کو اسلامی لاء کمیشن میں ضم کرتے ہوئے صدر پاکستان سکندر مرزا نے صدارتی نوٹیفکیشن کے ذریعے اسلامی لاء کمیشن تشکیل دیا اور فقہ جعفری کی جانب سے علامہ حافظ کفایت حسینؒ اور سید اعجاز حسین جعفری کو ان کا ممبر نامزد کیا۔

## مسلم عائلی قوانین آرڈیننس 1961ء

فیلڈ مارشل جنرل محمد ایوب خان نے صدر پاکستان سکندر مرزا کی حکومت پر شب خون مارنے اور صدر سکندر مرزا کو جلاوطن کرنے کے بعد مسلم عائلی قوانین آرڈیننس 1961ء جاری کیا جس کی اکثر شقیں اسلام کے منافی تھیں اور ہیں، علماء کے شدید احتجاج کے بعد طریقہ کار کے حوالے سے 1964ء میں کچھ ترامیم کی گئیں۔

## آئین پاکستان 1962ء

فیلڈ مارشل جنرل صدر محمد ایوب خان نے 1956ء کے دستور پاکستان کو منسوخ کرتے ہوئے آئین پاکستان 1962ء منظور کیا جس کا نقطہ آغاز یہ تھا کہ **"ریاست کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان سے تبدیل کرکے جمہوریہ پاکستان رکھ دیا گیا"** اسلام کے نام پر بننے والی ریاست کے نام سے لفظِ اسلامی ہی حذف کر دیا گیا اور اسلامائزیشن کے لیے آئین کی دفعہ 204 کے تحت اسلامی لاء کمیشن کی جگہ **اسلامی مشاورتی کونسل** کے نام سے ادارہ قائم کر دیا گیا۔

## پہلی اسلامی مشاورتی کونسل

پہلی اسلامی مشاورتی کونسل یکم اگست 1962ء کو تشکیل دی گئی جس کے ممبران صرف سینئر بیوروکریٹس تھے جو 1964ء تک کام کرتی رہی۔

## شیعہ مطالبات کمیٹی

ایوب آمریت اور تمام مسالک کی فقہوں سے متصادم مسلم عائلی قوانین آرڈیننس 1961ء کے خلاف تمام مکاتب فکر کے علماء سراپا احتجاج تھے، اسی دوران اسلائزیشن اور قومی نصاب میں نظرانداز کئے جانے کے خدشے کی بابت ملک بھر سے قدآور وجید علماء کرام، خطباء، ذاکرین، زعماء نے فقہ جعفری کے ماننے والوں کے بنیادی، شہری، مذہبی حقوق اور احوال شخصیہ (پرسنل لاء) کے حوالے سے تحفظات کی وجہ سے عوام میں پائی جانے والی تشویش کے پیش نظر ملک گیر تنظیم اور قیادت کی ضرورت کو شدت سے محسوس کیا جس کے نتیجے میں 10 جنوری 1964ء کو کراچی میں شیعہ نمائندہ علماء، خطباء، ذاکرین و عمائدین کا کنونشن منعقد ہوا جس میں استاد العلماء علامہ سید گلاب علی شاہ نقوی البخاری سمیت ملک بھر سے جید و مستند شخصیات نے شرکت کی جس میں متفقہ طور پر **خطیب اعظم سید محمد دہلویؒ کو پہلا قائد ملت جعفریہ پاکستان** منتخب کیا گیا اور **شیعہ مطالبات کمیٹی** کی بنیاد رکھی گئی، شیعہ مطالبات کمیٹی کے مطالبات میں (1) شیعہ طلباء کے لئے نصاب تعلیم میں علیحدہ دینیات کا قیام (2) شیعہ اوقاف کی واپسی (3) عزاداری سید الشہداءؑ کا تحفظ و ترویج جیسے مطالبات

تھے۔ مؤثر، پرجوش، زوردار آواز اور بھرپور جدوجہد کے نتیجے میں نصاب تعلیم میں میٹرک تک شیعہ طلباء کے لئے علیحدہ دینیات قائم کردی گئی۔ علیحدہ شیعہ دینیات کے حوالے سے شیعہ اکابرین کی جانب سے 1952ء میں کوششیں شروع ہو چکی تھیں جو مختلف ادوار اور مراحل سے گزرتے ہوئے مختلف انداز میں جاری رہیں۔ البتہ شیعہ مطالبات کمیٹی اور قومی قیادت کو علیحدہ شیعہ دینیات بنوانے کا اعزاز حاصل ہوا۔ (جو کم و بیش تقریباً سنہ 2005ء تک قائم رہی اور صدر جنرل پرویز مشرف کی آمریت و دور استبداد میں 2006ء میں جرمنی کی ایجنسی جی آئی زیڈ (GIZ) کے مالی، فکری اور عملی تعاون سے بننے والے نئے یکساں، یک قومی تعلیمی نصابِ کی اسلامیات میں حصہ شیعہ دینیات حذف کردی گئی۔)

شیعہ مطالبات کمیٹی کم عرصے میں کافی حد تک قوم میں بیداری و شعور پیدا کرنے اور مطالبات منظور کرانے میں کامیاب رہی۔

**نوٹ:** 1975ء میں وفاقی وزارت تعلیم نے **رہنمائے اساتذہ** کے نام سے ایک کتاب شائع کی جس میں شیعہ عقیدے کے مطابق کلمۂ طیبہ لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفتہ بلا فصل درج ہونے کی بناء پر لاہور ہائی کورٹ لاہور بینچ میں **ارشاد احمد قریشی ایڈووکیٹ** کے ذریعہ **رِٹ پٹیشن نمبر 159/76 بعنوان پیر سید ابرار محمد وغیرہ بنام فیڈریشن آف پاکستان بذریعہ وفاقی سیکرٹری تعلیم اسلام آباد** دائر کی گئی جس میں کلمۂ طیبہ لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ میں اضافے علی ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفتہ بلا فصل پر اعتراض کیا گیا جس پر اہل تشیع کی جانب سے پارٹی بننے کے لیے رٹ پٹیشن نمبری:

Cr.O.32-W of 1976 **سید افضل حیدر** اور **سید ولایت حسین حیدری ایڈووکیٹس** کی جانب سے دائر کی گئی۔ عدالت عالیہ کے سامنے **معروف شیعہ بزرگ عالم دین حافظ کفایت حسین** نے اپنا مؤقف پیش کیا۔ 9 جون 1976ء کو **چیف جسٹس مسٹر جسٹس سردار محمد اقبال** نے طرفین کا مؤقف سننے کے بعد اپنے فیصلے میں تحریر کیا کہ اہل سنت اصول دین میں توحید، نبوت، قیامت کی

گواہی دیتے ہیں جبکہ فقہ جعفری و شیعیان علی ابن ابی طالب علیہا السّلام ان تینوں کے ساتھ امامت کی بھی گواہی دیتے ہیں اور حضرت علی ابن ابی طالب علیہا السلام کو پہلا امام و خلیفۂ بلا فصل مانتے ہیں اور اہل تشیع کا کلمۂ طیبہ بھی لااله الاالله محمد الرسول الله ہے جس کے پڑھنے سے انسان دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے جبکہ وہ شیعہ عقیدے کے مطابق اُصول دین میں امامت کی وجہ سے علی ولی الله وصی رسول الله وخلیفته بلا فصل کا اقرار کرکے شیعہ ہونے کے دائرے میں داخل ہوتے ہیں کیونکہ وہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہا السّلام کو ختم نبوت کے بعد پہلا امام اور پیغمبر خدا ﷺ کا پہلا خلیفۂ بلا فصل مانتے ہیں ان کے عقیدے کے مطابق اس بات میں کوئی ابہام نہ ہے۔ چیف جسٹس مسٹر جسٹس سردار محمد اقبال کے ریمارکس اور شیعوں بچوں کے لیے کلمۂ طیبہ لااله الاالله محمد رسول الله علی ولی الله وصی رسول الله وخلیفته بلافصل کا کتاب میں درج ہونا درست جبکہ سنی طلباء کے لیے کلمۂ طیبہ لااله الاالله محمد رسول الله درج ہونا ضروری ہے جس پر درخواست گذار نے اپنی درخواست پر زور نہ دیا اور عدالت عالیہ کی جانب سے مندرجہ بالا ہدایات کے ساتھ درخواست کو نمٹا دیا گیا۔ ملاحظہ ہو: PLD 1976 Lahore 1128

## دوسری اسلامی مشاورتی کونسل

دوسری مشاورتی کونسل 1964ء اور 1965ء میں قائم رہی جس میں علامہ حافظ کفایت حسینؒ شامل تھے۔

## تیسری و چوتھی اسلامی مشاورتی کونسل

تیسری اسلامی مشاورتی کونسل 1965ء سے 1969ء تک اور اسی طرح چوتھی اسلامی مشاورتی کونسل جنوری 1972ء تک قائم رہی جن میں علامہ مفتی جعفر حسینؒ شامل رہے۔

## آئین پاکستان 1973ء

1962ء کا آمرانہ آئین منسوخ کرتے ہوئے ملکی تاریخ اور سقوط ڈھاکہ کے بعد تمام سیاسی جماعتوں کی متفقہ آراء سے بننے والا تاریخی آئین پاکستان 1973ء متفقہ طور پر پارلیمنٹ سے منظور ہوا جس میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے نام کی بحالی کیساتھ ساتھ اسلامی مشاورتی کونسل کی جگہ **اسلامی نظریاتی کونسل** قائم کی گئی جس میں فقہ جعفری کی نمائندگی کے لئے جسٹس ریٹائرڈ سید جمیل حسین رضوی اور ان کے علاوہ بھی شیعہ علماء، دانشور اسلامی نظریاتی کونسل میں موجود رہے۔

## 1975ء پہلی فقہ جعفری کانفرنس قصر القائم 7 بلاک، سرگودھا

1975ء میں اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین چیف جسٹس آف پاکستان مسٹر جسٹس حمود الرحمٰن نے اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے حکومت کو مسلکی اسلامائزیشن پر مشتمل 33 سفارشات بھجوائیں جن میں فقہ جعفری کو نظرانداز کیا گیا تھا جس کے رد عمل میں شیعہ علماء وخطباء، ذاکرین وعمائدین کی جانب سے 1975ء میں پہلی فقہ جعفری کے نفاذ سے متعلق کانفرنس قصر القائم 7 بلاک، سرگودھا میں منعقد ہوئی جس میں حکومت کو اپنے دستوری، بنیادی، شہری وانسانی حقوق کو نظرانداز کرنے پر اپنے تحفظات اور عوام میں پائی جانے والی تشویش سے آگاہ کیا گیا۔

## صدر جنرل محمد ضیاء الحق کی اسلامائزیشن

آرمی چیف جنرل ضیاء الحق نے ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کا تختہ الٹنے کے بعد 26 ستمبر 1977ء کو اسلامی نظریاتی کونسل کی تشکیل نو کرتے ہوئے علامہ مفتی جعفر حسینؒ کو رکن نامزد کیا اور فقہ جعفری کو سراسر نظرانداز کرتے ہوئے اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر آرڈیننسوں کے ذریعہ مسلکی ویک طرفہ اسلامائزیشن کے عمل کو مسلط کرنے لگے جس کی وجہ سے فقہ جعفری کے ماننے والوں میں بے چینی اور اضطراب پھیل گیا۔

## 1978ء دوسری فقہ جعفری کانفرنس قصرالقائم 7 بلاک، سرگودھا

صدر جنرل ضیاء الحق کی یک طرفہ اسلامائزیشن کے رد عمل میں 1978ء میں دوسری فقہ جعفری کے نفاذ کے متعلق کانفرنس قصرالقائم 7 بلاک، سرگودھا میں منعقد کی گئی جس میں طے پایا کہ اگر حکومت نے اسی طرح ہمارے دستوری، بنیادی، شہری حقوق کو نظرانداز کرنے کی پالیسی جاری رکھی تو 12، 13 اپریل 1979ء کو بھکر میں آل پاکستان شیعہ اجتماع منعقد کیا جائے گا جس میں اپنے حقوق کی بازیابی وجدوجہد کے لئے قیادت کا انتخاب اور تنظیم سازی کی جائے گی۔

## 12، 13 اپریل 1979ء آل پاکستان شیعہ اجتماع بمقام بھکر

شیعہ اکابرین کی جانب سے صدر جنرل ضیاء الحق کی توجہ تسلسل کے ساتھ اپنے تحفظات وتشویش کی جانب مبذول کرائی جاتی رہی لیکن کوئی شنوائی نہ ہوئی جس کے رد عمل میں 12، 13 اپریل 1979ء بھکر (بھکر جو اِس وقت ضلع ہے اُس وقت ضلع میانوالی کی تحصیل ہوا کرتا تھا اور دریائے سندھ کے مشرقی جانب میلوں پر پھیلا ہوا لق ودق صحرا تھا، اجتماع کی جگہ پر اِس وقت عالی شان مرکز **قصرِ زینبؑ** قائم ہے جو اجتماع کے بانیان میں سے تحریک پاکستان کے ایوارڈ یافتہ سید وزارت حسین نقوی ایڈووکیٹ مرحوم کی مخلصانہ کوششوں کا نتیجہ ہے) میں عظیم الشان وتاریخ ساز آل پاکستان شیعہ اجتماع منعقد ہوا جس میں تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے عام وخاص شخصیات وعوام نے ہزاروں کی تعداد میں شرکت کی جس میں متفقہ طور پر **علامہ مفتی جعفر حسینؒ کو قائد ملت جعفریہ پاکستان منتخب کرلیا گیا** (خطیب اعظم سید محمد دہلویؒ 1964ء میں پہلے قائد ملتِ جعفریہ منتخب ہو چکے تھے ان کی وفات کے تقریباً ایک دہائی بعد علامہ مفتی جعفر حسینؒ دوسرے قائد ملتِ جعفریہ منتخب ہوئے) اور فقہ جعفری کے پیروکاروں کے لئے فقہ جعفری کے مطابق قانون سازی کرانے کے لئے **تحریک نفاذِ فقہ جعفریہ پاکستان** (TNFj) کی بنیاد رکھی گئی جس کی ملک بھر میں تیز ترین تنظیم وبیونٹ سازی ہوئی۔

حسبِ سابق اسلامی نظریاتی کونسل کی جانب سے فقہ جعفری کو نظرانداز کرتے ہوئے زکوٰۃ آرڈیننس کی سفارش بھجوانے پر قائدِ ملتِ جعفریہ علامہ مفتی جعفر حسینؒ نے اسلامی نظریاتی کونسل سے استعفیٰ دے دیا اور زکوٰۃ کمیٹی کے اجلاس میں بھی شامل نہ ہوئے جس پر 19 جون 1979ء کو حکومت نے علامہ سید محمد رضی آف کراچی کو اسلامی نظریاتی کونسل کا رکن نامزد کر دیا۔ علامہ سید محمد رضی کی دبے الفاظ میں مخالفت کے باوجود صدر جنرل ضیاء الحق نے فقہ جعفری کو نظرانداز کرتے ہوئے 24 جون 1979ء کو زکوٰۃ و عشر آرڈیننس نافذ کر دیا جس کے رد عمل کے طور پر کچھ دنوں بعد تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کی قیادت نے 6 جولائی 1980ء کو آل پاکستان شیعہ کنونشن اسلام آباد میں منعقد کرنے کا اعلان کر دیا۔

## 6 جولائی 1980ء آل پاکستان شیعہ کنونشن اسلام آباد

صدر جنرل ضیاء الحق کی جابرانہ آمریت کی گھٹن زدہ ماحول میں جہاں سرِعام کوڑوں، پھانسیوں اور عقوبت خانوں کا دور دورہ تھا اور بڑے بڑے سیاسی سورما زیرِ زمین زبان بندی، خود ساختہ جلاوطنی یا آمریت کی ہمنوائی کرنے پر مجبور تھے اور سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی دی جا چکی تھی۔ اسی ناگفتہ بہ صورتِ حال میں 6 جولائی 1980ء کو ملک کے صدر مقام اسلام آباد میں تمام طبقہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے ہزاروں عوام و شخصیات کی آل پاکستان شیعہ کنونشن میں شرکت نے ایوان اقتدار کو ہلا کر رکھ دیا فورسز کے جبر و استعداد اور دھونس دھاندلی کو عوام کے جوش و جذبہ اور شہید ارشاد حسین شاد آف شور کوٹ (ضلع جھنگ) کی شہادت نے پسپائی اور صدر جنرل ضیاء الحق کو مذاکرات کرنے پر مجبور کر دیا جس کے نتیجے میں 7 جولائی 1980ء کو تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کی قیادت اور صدر جنرل ضیاء الحق سمیت اس کی کابینہ کے ارکان سے مذکرات کے نتیجے میں کرنسی نوٹوں پر کاٹی جانے والی زکوٰۃ سے فقہ جعفری سمیت دیگر مسالک جن کی فقہ میں زکوٰۃ کا طریقہ کار جدا تھا، کو استثنیٰ ملا اور آئین کی دفعہ 227 میں اضافہ "قرآن و سنت کی تشریح ہر مسلک کے اپنے فقہ کے مطابق ہو گی۔" جیسی کامیابی نصیب ہوئی۔ جس کے نتیجے میں موجودہ قانون سازی کی راہ ہموار ہونے

کے ساتھ ساتھ تمام مسالک و مکاتب کے ماننے والوں کے نظریات و عقائد و عبادات کا بھی تحفظ ہوا۔

قائدِ ملتِ جعفریہ پاکستان علامہ مفتی جعفر حسینؒ اوراُن کے رُفقاء نے جہاں قوم کو ولولہ اور بیداری کے اسباب مہیا کیے وہاں قوم کو تنظیمی دستور مہیا کیا، جو **تحریک نفاذ فقہ جعفریہ پاکستان** (TNFJ)، تبدیل شدہ نام **تحریک جعفریہ پاکستان**(TJP)، **اسلامی تحریک پاکستان**(ITP) اور سنہ 2002ء کو صدر جنرل پرویز مشرف کی حکومت کی جانب سے قائد ملت جعفریہ پاکستان حضرت علامہ سید ساجد علی نقوی کی اعظم طارق قتل کیس میں گرفتاری اور تحریک جعفریہ پاکستان(TJP) کو کالعدم قرار دینے کے بعد جامعہ اہل البیتؑ، اسلام آباد میں بزرگ علماء حضرت آیت اللہ حافظ ریاض حسین نقوی و مفسر قرآن شیخ الجامعہ محسن علی نجفی کی سربراہی میں منعقد علماء کی میٹنگ جن میں علامہ ملک اعجاز حسین نجفی، شہید ضیاء الدین رضویؒ، مصنف علامہ سید افتخار حسین نقوی النجفی، سابق سینیٹر علامہ سید محمد جواد ہادی اور ملک بھر سے بزرگ ونوجوان علماء کرام اور مختلف تنظیموں کے نمائندگان کے علاوہ تمام مدارس اور علاقوں کی نمائندگی تھی۔اتفاق رائے سے قائد محترم کی رہائی اور تنظیمی اُمور کو چلانے کے لئے تشکیل پانے والی **شیعہ علماء کونسل پاکستان** (SUC)کے ساتھ ساتھ قائد ملتِ جعفریہ پاکستان منتخب کرنے کے لئے اس وقت تک رہنمائی دے رہا ہے۔

## 6 جولائی 1980ء آل پاکستان شیعہ کنونشن اسلام آباد کا منفی رد عمل

6 جولائی 1980ء آل پاکستان شیعہ کنونشن اسلام آباد کی عزیمت وجلالت، فعالیت و تحریک سے خائف ایوانِ اقتدار میں چہار سو پھیلے شیعہ دشمن ملوکیت وآمریت کے گماشتوں نے فقہ جعفری کی پیش رفت اور حقوق کی جدوجہد کو روکنے کے لئے منصوبہ بندی کے ساتھ آئین و قانون کی پرواہ نہ کرتے ہوئے روس افغانستان جنگ میں استعمال ہونے والے خام مال اوراسلام کے نام پر روس افغانستان جنگ میں بے پناہ مالی و عسکری وسائل مہیا کرنے والے ممالک کی ایماء پر منفی پروپیگنڈے

کے ذریعہ 1979ء کے ایران میں وقوع پذیر ہونے والے اسلامی انقلاب کو12،13 اپریل1979ء کو بھکر میں ہونے والے شیعہ اجتماع کے ذریعہ تحریک نفاذ فقہ جعفری کی تاسیس سے جوڑنے کی کوشش کی گئی [حالانکہ فقہ جعفری کو قانون سازی میں نظرانداز کرنے اور مسلکی قانون سازی کے ردعمل میں نفاذ فقہ جعفری کی بابت کانفرنسز کا سلسلہ 1975ء سے جاری تھا۔(جن کی تفصیلات درج بالا ہیں) اسی طرح تحریک نفاذ فقہ جعفری کے حوالے سے یہ منفی وجھوٹا پروپیگنڈہ کیا گیا کہ اسلامی انقلاب ایران کے ایماء پر اہل تشیع، پاکستان میں بھی فقہ جعفری کانفاذ چاہتے ہیں۔(درج بالا حالات وواقعات کے مطابق حقیقتاً تحریک نفاذ فقہ جعفری کی تاسیس کی غرض وغایت صرف اور صرف فقہ جعفری کے ماننے والوں کے لئے دوسرے مکاتب فکر کی طرح فقہ جعفری کے حوالے سے قانون سازی تھی اسی منفی وجھوٹی خبروں کے توڑ کے لئے 1992ء میں تحریک نفاذ جعفریہ پاکستان [ T.N.F.J] کی جنرل کونسل وسپریم کونسل کے اجلاس کے منعقدہ اجلاس جامعہ شہید عارف حسین الحسینیؒ پشاور کی منظوری سے ملی جماعت کا نام تبدیل کرتے ہوئے تحریک جعفریہ پاکستان[ T.J.P] رکھ دیا گیا تاکہ شیعوں کے خلاف منفی پروپیگنڈہ کا توڑ کیا جائے۔

6 جولائی 1980ء کو اسلام آباد میں منعقد ہونے والے آل پاکستان شیعہ کنونشن کے نتیجے میں کرنسی نوٹوں پر زکوۃ سے استثنیٰ کا حکم نامہ جاری ہونے پر منفی قوتوں کی طرف سے بے بنیاد اور جھوٹا پروپیگنڈہ کیا کہ اہل تشیع زکوۃ کے منکر ہیں لہٰذا یہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں حالانکہ دہکتے سورج کی طرح عیاں ہے کہ زکوۃ اور زکواۃ کی ادائیگی اہل تشیع (فقہ جعفری) کے بنیادی عقائد ، فروعِ دین اور ضروریاتِ دین سے ہے۔اہل تشیع نے صرف اور صرف نقدی اموال سے زکواۃ کٹوتی اور اس کے تقسیم کے طریقہ کار پر اعتراض کیا تھا۔ کرنسی نوٹوں (نقدی اموال) اور طریقہ کار پر اہل تشیع سمیت اہل حدیث اور دیگر بہت سے مسالک کو بھی اعتراض تھا۔ جنہوں نے بعد میں اہل تشیع کے احتجاج کے ذریعہ زکواۃ آرڈیننس کی ترمیم سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔

## تنگ نظر تکفیری افراد

زکوٰۃ آرڈیننس میں ترمیم سے پہلے صدارتی فرمان نمبر: ۳ جاری ہوا جس میں یہ وضاحت کی گئی کہ قرآن وسنت کی تعبیر و تشریح ہر مسلک کے لئے وہی معتبر ہوگی جو اس مسلک کے ہاں ہے۔اس فرمان نے اس بات کو یقینی بنادیا کہ پاکستان میں ہر مسلک والوں کے لئے ان کی اپنی فقہ کے مطابق قانون سازی ہوگی۔یہ فرمان ۱۹۸۰ء میں آل پاکستان شیعہ کنونشن کا ثمر تھا جس نے اس بات کی نفی کردی گئی کہ پاکستان میں اکثریتی فرقہ کی فقہ تمام فرقوں پر لاگو نہ ہوگی بلکہ ہر مسلمان کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنے فقہی مسلک کے مطابق اپنے لئے قانون بنوائے اور اس کے مطابق عمل کرے۔

اسی اثناء میں قائدِ ملتِ جعفریہ پاکستان علامہ سید ساجد علی نقوی کی قیادت میں اُن کے رُفقاء جن میں کتاب ہذا کے مصنف علامہ سید افتخار حسین نقوی النجفی ہراول دستے میں موجود تھے۔1990ء میں سب سے پہلے اہل سنت کے نامور عالم دین شیخ الحدیث علامہ طاہر القادری سے اسلامی مشترکات پر تحریری **اعلامیہ وحدت** پر دستخط کیے جو برصغیر کی تاریخ میں دو مسالک (اہل سنت واہل تشیع) کے درمیان اپنی نوعیت کی پہلی تحریر ہے۔

1980ء میں اسلامی نظریاتی کونسل سے علامہ مفتی جعفر حسینؒ کے استعفیٰ کے بعد سوائے چندایک کے اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان میں حکمرانوں کے ہمنواؤں کو ممبر نامزد کیا جاتا رہا جو سوائے رائے زنی کے فقہ جعفری کے حوالے سے کوئی خاطر خواہ اور موثر کام نہ کرسکے۔

اسلامی نظریاتی کونسل سے اپنا آئینی حق لینے کے لئے شیعوں کے لئے فقہ جعفری کے مطابق عدالتوں سے احوال شخصیہ کی بابت فیصلے ہوں۔یہ کام کتاب کے مصنف نے ۲۰۱۱ء میں اسلامی نظریاتی کونسل کا ممبر بننے کے بعد شروع کیا۔جن کی جد وجہد سے فقہ جعفری کے مطابق قانون سازی کا عمل اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارش کی بنیاد پر ممکن ہوا۔

## ۳۔ مصنف: افتخار ملت علامہ سید افتخار حسین نقوی النجفی حفظہ اللہ

نجف الاشرف عراق، قم المقدس ایران اور پاکستان کے جید، انقلابی، مستند مجتہدین و بزرگ علماء سے کسب فیض حاصل کرنے والے، قومی و اجتماعی امور میں انتہائی فعال، مختلف ادوار میں ملی تنظیموں کے اعلیٰ عہدوں پر فائز رہنے والے مصنف، ادیب، صحافی، مترجم اور مستند و معروف عالم دین علامہ سید افتخار حسین نقوی النجفی جہاں قائد ملت جعفریہ علامہ مفتی جعفر حسینؒ کے سرگرم کارکن اور 1980ء کی عوامی تحریک کے فعال و نوجوان کارکنوں کے سالار رہے وہاں قائد شہید علامہ عارف حسین الحسینیؒ اور قائد محترم علامہ سید ساجد علی نقوی کے ساتھ تنظیمی و ملی امور میں پیش پیش رہے۔ قانون سازی کے حوالے سے 1980ء کی عوامی تحریک برائے نفاذ فقہ جعفری (پرسنل لاز) کے حوالے سے فعال کردار ادا کرنے، اعلیٰ تنظیموں عہدوں پر فائز ہونے کی وجہ سے 1980ء اور 1990ء کی دہائی کی فرقہ وارانہ شورش کی دہائیوں میں مقدمات کی پیروی کے ساتھ ساتھ نئی قانون سازیوں اور ضابطہ ہائے اخلاق کا قریب سے مشاہدہ کرنے اور چیف جسٹس آف پاکستان مسٹر جسٹس سجاد علی شاہ کے فرقہ ورانہ دہشت گردی، فرقہ واریت کے خلاف ازخود نوٹس پر قائد محترم علامہ سید ساجد علی نقوی کی ہدایت و راہنمائی میں بحیثیت مرکزی سیکرٹری جنرل تحریک جعفریہ پاکستان (TJP) محقق مولانا ملک آفتاب حسین جوادی کے شبانہ روز محققانہ تعاون سے انمول و تاریخی ''تحقیقی دستاویز'' کی تیاری اور بزرگ عالم دین علامہ ملک اعجاز حسین نجفی، علامہ سید محمد تقی نقوی اور سید ثناء الحق ترمذی ایڈوکیٹ مرحوم کے ہمراہ سپریم کورٹ آف پاکستان میں اپنا مدلل و روشن مؤقف اور تحقیقی دستاویز پیش کرنے کا اعزاز بھی حاصل کیا۔

جب آپ 2011ء میں پہلی بار اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن نامزد ہوئے تو قائد ملت جعفریہ علامہ سید ساجد علی نقوی اور بزرگ علماء کی خواہش اور راہنمائی میں احوالِ شخصیہ (پرسنل لاز) کے حوالے سے قانون سازی کے لیے جدوجہد کا آغاز کیا۔

تمام مسالک کے عقائد سے متصادم ملاں ایم ڈی پارسی کا لکھا ہوا محمڈن لاء کی بنیاد پر آمر صدر فیلڈ مارشل جنرل ایوب خان کے دور میں بننے والے مسلم عائلی قوانین آرڈیننس 1961ء نافذ کیا گیا جس کی اکثر شقیں اسلامی قوانین کے منافی تھیں اور ہیں، علماء کے شدید احتجاج کے بعد 1964ء میں طریقہ کار کے حوالے سے کچھ ترامیم کی گئی تھیں۔ مسلم عائلی قوانین آرڈیننس 1961ء جو اشرافیہ میں ایک صحیفے کی حیثیت رکھتا تھا جس میں ترامیم کرانا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا) اور اپنی 9 سالہ طویل شبانہ روز جدوجہد کے بعد مسلم عائلی قوانین 1961ء کے دفعہ 4 (وراثت) اور دفعہ 7 (طلاق) میں ترمیمی ایکٹس 2021ء کو پاس کرانے کی طویل والہانہ تگ و دو ان کی ملی خدمات اور جدوجہد کا نکتہ عروج ہے جو یقیناً مصنف کی غیر معمولی شبانہ روز محنت، معجزانہ اور غیبی مدد کے ذریعہ ممکن ہوا ہے اس جدوجہد میں جہاں فقہ جعفری سے تعلق رکھنے والی شخصیات نے موئثر کردار ادا کیا وہاں پر اہل سنت سے تعلق رکھنے والے علماء، وزراء و اراکین قومی اسمبلی و سینیٹ سمیت اہل سنت سے تعلق رکھنے والے میرے استاد محترم جناب سردار فیض رسول خان جلبانی ایڈووکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان کی سعی جمیلہ بھی ہمہ وقت شامل حال رہیں۔

قانون سازی کی اس تاریخ ساز کامیابی کے حصول میں آپ کی عدالتی جد وجہد دمکتے ہوئے سورج سے کم نہیں آپ کا شیعہ بیوہ کی وراثت کے حوالے سے لاہور ہائی کورٹ راولپنڈی بنچ میں پیش ہونا جس کا تذکرہ و فیصلہ PLD 2016 Lahore 865 اور لاہور ہائی کورٹ پرنسپل سیٹ لاہور CP 3764/2019 امینہ خاتون بنام ممبر ریونیو بورڈ پنجاب وغیرہ میں درج ہے۔ اسی طرح سپریم کورٹ آف پاکستان میں شیعہ پرسنل لاز قانون سازی کے حوالے سے مصنف کی مدعیت میں (CP48/2016) کے ذریعے طویل ترین جد وجہد اور سپریم کورٹ آف پاکستان میں مصنف کی قیادت میں پہلی بار درجن بھر علماء کا عمامہ و عباء قباء کے ساتھ پیش ہو کر یہ فیصلہ لینا کہ ''شیعہ پرسنل لاء کے مطابق فیصلے ہونے چاہییں اور فقہ جعفری کے ماننے والے پارلیمنٹ کے ذریعے قانون سازی کروائیں'' جس فیصلہ کا تذکرہ [2018[M]SLR(SC Pak)244] میں ہونا تاریخی اقدام

ہے۔اسی طرح کے دیگر سول واعلیٰ عدالتوں میں فقہ جعفری کے ماننے والوں کے حقوق کی جدو جہد جاری وساری ہے۔

یہاں مصنف کی کتاب "**قانون میراث**" کو اسلامی نظریاتی کونسل میں متفقہ طور پر نمونے کے طور پر تسلیم کرنا اور مثالی و مستند قانون کے تقاضوں سے مکمل ہم آہنگ اور حوالہ جات / ریفرنسز / کیس لاء اور اتھارٹی قرار دینا مصنف کی خدمات کا بہترین اعتراف ہے۔

اسی طرح اسلامی نظریاتی کونسل کی طرف سے "**قانون وراثت**" کا کتابچہ شائع کرنے جس میں پہلا حصہ اہل سنت برادران کے وراثت کے اُمور بمطابق فقہ حنفی پر مشتمل ہے جبکہ دوسرا حصہ فقہ جعفری کے مطابق وراثت کے اُمور پر مشتمل ہے جو مصنف کی کتاب قانون میراث سے لیا گیا ہے جو اس کتاب کی اہمیت وافادیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

مصنف تین بار یعنی نو سال (مارچ 2011ء تا 31 مئی 2021ء) اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن رہے۔فرقہ وارانہ ہم آہنگی، اتحاد بین المسلمین کے علمبردار رہتے ہوئے فقہ جعفری کے حوالے سے ایک توانا، مدلل اور موثر و مستند آواز تصور کیے جاتے رہے ہیں۔1980ء اور 2010ء کے طویل عرصہ کے بعد فقہ جعفری کی جانب سے اسلامی نظریاتی کونسل میں ایک فعال اور کامیاب و مثبت کردار ادا کرنے والے رکن اسلامی نظریاتی کونسل قرار پائے ہیں۔

## مصنف کی قانون سازی کے علاوہ دیگر خدمات

مصنف کی بے لوث اور پرخلوص جدوجہد کے نتیجے میں کریم اللہ نے ان پر بے پناہ احسانات فرمائے ہیں جن میں غریب پروری سرفہرست ہے۔ ہزاروں غریب بچیوں اور بچوں کی اجتماعی و انفرادی شادیاں، 2005ء میں کشمیر میں آنے والے قیامت خیز زلزلے، 2010ء میں طوفانی سیلاب کے موقع پر شہر شہر گاؤں گاؤں قریہ قریہ خود پہنچ کر آفت و مصیبت زدہ عوام کی خبر گیری کرنے اور خوشیاں بانٹنے کے لیے کروڑوں روپے صرف کرنا توفیق خداوندی سے ہی ممکن ہوا ہے، انفرادی اور اجتماعی طور پر یتامیٰ و مساکین کی مدد، ٹھل جانن جیسے بے آب و گیاہ دُور افتادہ دشت نما

جنگلوں اور پہاڑوں میں پانی کی فراہمی جیسے ناممکن فلاحی و سماجی منصوبوں کی تکمیل، عیدین اور مختلف مناسبتوں سے غریبوں کی خوشیاں دوبالا کرنے جیسے عظیم الشان بروقت اقدامات مصنف کا طرۂ امتیاز ہیں جس پر اس وقت تک تقریباً اربوں روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ (لکھ مرے لکھ پال نہ مرے)۔

مصنف کی انتھک جدوجہد، لگن، جذبے اور غیبی مدد کی وجہ سے کریم اللہ نے علمی میدان میں مرد و زن کے لیے مدارس سے یونیورسٹی کی منزل تک پہنچایا ہے وہاں اجتماعی اور انفرادی طور پر علم دین اور دنیاوی علم حاصل کرنے والے ہزاروں طلباء وطالبات کی سرپرستی کرکے انہیں منزل مقصود تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا اور ''پیام زینبؑ'' جیسے کثیر الاشاعت ماہانہ جریدے سے سچ (ٹی وی چینل) کی ملکیت و چیئرمین شپ تک پہنچایا۔

مصنف کی طویل علمی تحقیق اور جمع آوری کے نتیجے میں مرتب ہونے والی شہرۂ آفاق کتب عربی، فارسی سے اُردو ترجمے، درجنوں کتب و کتابچوں کی تالیف جو علمی میدان میں بہترین شہسوار کی تصویر ہیں، میں یہاں صرف قانونی ذخائر اور احکام شرعیہ، احوال شخصیہ، پرسنل لاء کے حوالے سے علماء، مدرسین، طلاب، وکلاء، ججز کے لیے یکساں مفید و قابل استفادہ کتاب ہذا **''مسلم عائلی قوانین بمطابق فقہ جعفری''** اور دس جلدوں پر مشتمل موسوعہ قوانین اسلام {**جلد اول** قوانین نکاح، **جلد دوم** قوانین طلاق، **جلد سوم** قوانین میراث، **جلد چہارم** قوانین معاہدات حصہ اول (کرایہ داری، مضاربت، رہن، شراکت، حوالہ، وقف، صدقہ، ہبہ، ودیعت، قرض، ضمان اور جعالہ)، **جلد پنجم** قوانین معاہدات حصہ دوم (وصیت، مجورین، اقرار، غصب، وکالت اور کفالت)، **جلد ششم** قوانین زمین، زمینداری اور شکار و ذبح، **جلد ہفتم** قوانین قضاء و شہادات، **جلد ہشتم** قوانین گواہی، حدود و تعزیرات، **جلد نہم** قوانین زکات اور **جلد دہم** قوانین خمس} اپنی نوعیت کا ایک قومی اثاثہ ہیں جن میں فقہ جعفری کے احوال شخصیہ (پرسنل لاز) کے علاوہ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اور اہلحدیث مکاتب فکر کی آراء کے مطابق احوال شخصیہ (پرسنل لاز) پر سیر حاصل بحث کرکے تقابلی جائزہ بھی پیش کرکے

مشترکات کو واضح کیا گیا ہے جس کی وجہ سے یہ کتب غیر معمولی حیثیت کی حامل ہو گئی ہیں۔ یہ علمی حوالوں سے اعلیٰ پائے کی کُتب دور حاضر کے طالب علموں، مذہبی سکالرز اور بالخصوص ججز و وکلاء حضرات، قانون کے طالب علموں کے لیے ایک گرانقدر سرمایہ ہیں جس کی زندہ و جاوید مثال لاہور ہائی کورٹ راولپنڈی بینچ میں زیر سماعت میراث کے کیس میں مسٹر جسٹس عبادالرحمٰن لودھی کی خواہش پر راہنمائی کے لیے مصنف کا عدالت میں حاضر ہو کر اپنا موقف اور کُتب پیش کرنا اور عدالت کا بعد از مطالعہ کُتب اپنے فیصلے میں مصنف کی کتب (موسوعہ قوانین اسلام) کے منابع کا حوالہ و ذکر کرنا ملاحظہ ہو PLD2016 Lahore 865 جس میں مذکورہ بالا موسوعہ قوانین اسلام کی تیسری جلد قوانین میراث کے مآخذ کا حوالہ جات کے ساتھ مصنف کے موقف کا بار بار ذکر کرتے ہوئے شیعہ لاولد متوفی کی بیوہ/بیوگان کو اس کی منقولہ و غیر منقولہ میراث سے ایک چوتھائی ($\frac{1}{4}$) دینے کا فیصلہ مؤرخہ 2 جون 2016 کو صادر فرمایا۔

ہائی کورٹ کے اس فیصلے کے بعد سپریم کورٹ آف پاکستان کے چیف جسٹس مسٹر انور ظہیر جمالی کی سربراہی میں پانچ رکنی بینچ نے شیعہ لاولد متوفی کی بیوہ/بیوگان کو اس کی منقولہ میراث سے ایک چوتھائی ($\frac{1}{4}$) دینے جبکہ غیر منقولہ میراث سے محروم کرنے کا فیصلہ مؤرخہ 17 مارچ 2016 کو صادر فرمایا ملاحظہ ہو June 2016 SCMR page 1195) لیکن سپریم کورٹ کے اس فیصلے، کیس لاء کے باوجود لاہور ہائی کورٹ لاہور بینچ کے مسٹر جسٹس چوہدری محمد اقبال نے موضع کوٹلی عادل تحصیل جلالپور پیر والا ضلع ملتان کے مشہور و معروف میراث کیس جس میں اسسٹنٹ کلیکٹر (AC) ایڈیشنل کمشنر (مال) اور ریونیو بورڈ پنجاب سے سپریم کورٹ کے مذکورہ بالا فیصلے کی وجہ سے شیعہ لاولد متوفی کی غیر منقولہ میراث سے محروم قرار دیئے جانے کے فیصلے کے خلاف W,P,No. 3764/2019 بعنوان امینہ خاتون بنام ممبر جوڈیشل III بورڈ آف ریونیو پنجاب وغیرہ میں مؤرخہ 9 نومبر 2020 کو سپریم کورٹ کے مذکورہ بالا کیس لا کو نظر انداز کرتے ہوئے مصنف کے موقف مذکور بالا PLD2016 Lahore 865 لاہور ہائی کورٹ راولپنڈی بینچ کے فیصلے کی من و عن تائید

کرتے ہوئے موسوعہ قوانین اسلام جلد سوم میراث کے ماخذ کا حوالہ دیتے ہوئے شیعہ لا ولد متوفی کی منقولہ و غیر منقولہ میراث سے ایک چوتھائی ($\frac{1}{4}$) دینے کا فیصلہ صادر فرمایا۔

(الحمد للہ ! یہ اعزاز راقم سید سکندر عباس پریشان گیلانی ایڈووکیٹ کو افتخار ملت علامہ سید افتخار حسین نقوی النجفی کی خواہش اور اُستاد محترم سردار فیض رسول جلبانی ایڈووکیٹ سپریم کورٹ کی راہنمائی میں حاصل ہوا کہ :۔ اے سی جلال پور پیروالا سے ایڈیشنل کمشنر (مال) ملتان ، ریونیو بورڈ پنجاب، لاہور اور ہائی کورٹ لاہور تک کیس میں محنت اور وکالت کرکے کامیابی حاصل کی ہے۔

مذکورہ بالا لاہور ہائی کورٹ راولپنڈی بینچ اور لاہور بینچ کے فیصلوں کے خلاف سپریم کورٹ آف پاکستان میں اپیلیں زیر سماعت ہیں گذشتہ پیشی پر عدالت عظمیٰ کو بتایا گیا تھا کہ شیعہ لا ولد متوفی کی میراث کے حوالے سے قانون سازی قومی اسمبلی سے پاس ہو کر سینٹ آف پاکستان میں پہنچ چکی ہے جس پر عدالت عظمیٰ نے سماعت ملتوی کر دی تھی۔

الحمد للہ اب جبکہ مصنف کی لازوال جدوجہد کے نتیجے میں مسلم فیملی آرڈیننس 1961ء کی دفعہ 4 بابت میراث میں 4 دسمبر 2021 کو مسلم فیملی آرڈیننس ترمیمی ایکٹ 2021ء کے ذریعہ شیعہ لا ولد متوفی کی بیوہ/بیوگان کو منقولہ و غیر منقولہ میراث سے ایک چوتھائی ($\frac{1}{4}$) دینے کا قانون بن چکا ہے جس کی وجہ سے سپریم کورٹ آف پاکستان میں اس قانون سے متصادم زیر سماعت اپیلیں مسترد ہونے کے قوی امکان ہیں۔

مصنف کی کتاب ہذا "**مسلم عائلی قوانین بمطابق فقہ جعفری**" کی تدوین موجودہ قانونی تقاضوں، رسم و رواج اور علمی و قانون استدلالات کو پیش نظر رکھ کر کی گئی ہے جو سول عدالتوں سے عدالت عظمیٰ، قانون کے طالب علموں سے آئین و قانون کے ماہرین ، نوجوان وکلاء سے سنیئر ترین بزرگ وکلاء، پروفیسرز، سکالرز اور دینی طلاب، اساتذہ و علماء کرام سمیت تمام شعبہ ہائے زندگی اور اسلام کے تمام مسالک و مکاتب فکر کے افراد کے لیے یکساں مفید اور استفادہ کے قابل ہے۔ اور کتاب ہذا کے ذریعہ ہمہ قسمی کتب خانوں (لائبریریوں) میں ایک خوبصورت، خوشگوار اور گرانقدر اضافہ ہوگا۔

# فقہ جعفری کے مطابق شیعوں کے لئے قانون سازی

4 دسمبر 2021ء کو مسلم فیملی آرڈیننس 1961ء کی دفعہ 4 بابت میراث مسلم فیملی آرڈیننس ترمیمی ایکٹ 2021ء کے ذریعہ شیعہ لا ولد متوفی کی بیوہ/بیوگان کو غیر منقولہ (جائیداد میں) میراث سے ایک چوتھائی ($\frac{1}{4}$) قیمت دینے کا قانون بن چکا ہے۔

اسی طرح دفعہ 7 بابت طلاق میں مسلم فیملی آرڈیننس دوسرا ترمیمی ایکٹ 2021 کے ذریعہ شیعہ خاتون کی طلاق میں دو عادل گواہوں کے سامنے عربی صیغے جاری کرنے کے علاوہ دیگر شرائط کے تحت قانون بھی بن چکا ہے جو مذہبی حقوق (احوال شخصیہ پرسنل لاء) کے حصول کا اہم اور تاریخی سنگ میل ہے جس کی بابت مصنف کو علمی، مذہبی اور قانونی حلقوں کی جانب سے تسلسل کے ساتھ خراج تحسین پیش کرنے کا سلسلہ جاری وساری ہے جس کی چند مثالیں پیش خدمت ہیں:۔

## علامہ سید افتخار حسین نقوی کیلئے خراج تحسین

ا۔ 7فروری 2022ء جامعہ امام خمینیؒ ماڑی انڈس (ضلع میانوالی) کی عظیم الشان جامع مسجد کے خوبصورت ہال میں علماء کانفرنس بعنوان ''معاشرے میں علماء کی اہمیت، کردار اور خدمات'' کا انعقاد ہوا جس میں بیسیوں کی تعداد میں علماء، وکلاء، اساتذہ، آئمہ جمعہ و جماعت، طلبا اور اکابرین ملت نے شرکت کی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے شیعہ علماء کونسل کے مرکزی نائب صدر و سابق ممبر اسلامی نظریاتی کونسل علامہ عارف حسین واحدی، علامہ عاشق حسین نقوی آف تلہ گنگؒ اور راقم سمیت مہمان خصوصی شیعہ علماء کونسل کے مرکزی سیکٹریری جنرل اور الزہراءؑ اکیڈیمی کراچی کے رئیس معروف سماجی و مذہبی راہنما علامہ ڈاکٹر شبیر حسن میثمی نے اپنے خطابات میں علامہ سید افتخار حسین نقوی کی قانون سازی کے حوالے سے خدمات کو شاندار، معطر، معجزانہ، عارفانہ و عاشقانہ قرار دیتے ہوئے دلکش انداز میں خراج تحسین پیش کیا اور اس جدوجہد کو غیبی مدد اور توفیق خداوندی کی اعلیٰ مثال قرار دیا۔

۲۔ 14 فروری 2022ء کو **قومی مرکز شاہ جمال لاہور** میں شیعہ علماء کونسل پاکستان لاہور ڈویژن کی جانب سے مذکورہ بالا قانون سازی کی تاریخی کامیابی پر علامہ سید افتخار حسین نقوی النجفی کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لیے شیعہ سنی علماء ،دانشوروں اور وکلاء حضرات کا اجتماع منعقد کیا گیا۔جس میں علامہ حافظ کاظم رضا نقوی کی جانب سے علامہ سید افتخار حسین نقوی النجفی کو **افتخار ملت** کا لقب دینے کی قرارداد پیش کرنے پر تمام شرکاء نے پر جوش اور ولولہ انگیز نعروں کے ذریعہ متفقہ طور پر علامہ سید افتخار حسین نقوی النجفی صاحب کو **افتخارِ ملت** کے خطاب/لقب سے نوازا۔

۳۔ 19 مارچ 2022ء مشہور و معروف علمی مرکز جامعہ الکوثر اسلام آباد کے انتہائی مزیّن آڈیٹوریم میں بزم شہید عارف حسینیؒ ، مدرسہ امام خمینیؒ ماڑی انڈس، مرکز تحقیقات منتہائے نور اسلام آباد اور البصیرہ ٹرسٹ اسلام آباد کے زیر اہتمام کانفرنس جس میں کثیر تعداد میں تمام مکاتب فکر کے علماء، طلبا، وکلاء، صحافی اور سکالرز نے شرکت کی جس سے خطاب کرتے ہوئے سردار فیض رسول جلبانی ایڈووکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان ، شیعہ علماء کونسل کے نائب صدر و سابق ممبر اسلامی نظریاتی کونسل علامہ عارف حسین واحدی، البصیرہ ٹرسٹ کے چیئرمین ڈاکٹر سید ثاقب اکبر، القائم لائیرز فورم اسلام آباد راولپنڈی ڈویژن کے صدر سید سخاوت حسین کاظمی ایڈووکیٹ، مولانا عابد حسین شجاعی ایڈمن بزم شہید عارف حسینیؒ اور راقم نے خطاب کرتے ہوئے افتخار ملت علامہ سید افتخار حسین نقوی کی قانون سازی کے حوالے سے خدمات کو خراج تحسین پیش کیا اسی طرح اس مجلس کے صاحب صدر محسن ملت شیخ الجامعہ مفسر قرآن آیت اللہ علامہ شیخ محسن علی نجفی حفظہ اللہ نے صدارتی خطاب کرتے ہوئے کہا کہ

"میں علامہ سید افتخار حسین نقوی کی قدردانی کرتا ہوں اور قوم کو بھی ان کی قدر کرنی چاہیے، انہوں نے کہا میں علامہ صاحب کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے پاکستان کی فقہی تاریخ میں قوم کو احکام کا حق دلادیا جس سے ہم محروم تھے انہوں نے مزید کہا کہ علامہ صاحب کے اس کارنامے کو تاریخ میں سنہری حروف میں لکھا جائے گا۔"

۵۔ رئیس جامعۃ المنتظر لاہور آیت اللہ علامہ حافظ سید ریاض حسین نقوی حفظہ اللہ صدر وفاق علماء شیعہ پاکستان و سرپرست وفاق المدارس شیعہ پاکستان نے اپنے تحریری پیغام میں افتخار ملت علامہ سید افتخار حسین نقوی کو خوبصورت خراج تحسین پیش کیا ہے۔

۶۔ مصنف کے شفیق استاد و مربی قائد ملت جعفریہ پاکستان حضرت آیت اللہ علامہ سید ساجد علی نقوی حفظہ اللہ نے جہاں مذکورہ بالا قانون سازی کے تمام مراحل (عدالتی جد وجہد، ڈرافٹنگ، بریفنگز، قائمہ کمیٹیوں، پارلیمنٹ سے منظوری اور صدر مملکت کے دستخطوں تک) راہنمائی و سرپرستی فرمائی وہاں اپنے رفیق خاص علامہ سید افتخار حسین نقوی کی اَن تھک شبانہ روز اور مسلسل جد و جہد کی حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے قانون سازی کو مصنف کی شاندار ملی خدمت قرار دیا۔

## شیعہ کیلئے فقہ جعفری کے مطابق قانون سازی میں پیش آمدہ مشکلات

مذکورہ بالا قانون سازی کے حوالے سے پیش آمدہ مشکلات اور رکاوٹوں کا راقم (سید سکندر عباس پریشان گیلانی ایڈووکیٹ) عینی شاہد ہے اور اس جد وجہد میں افتخار ملت علامہ سید افتخار حسین نقوی حفظہ اللہ کے ہمرکاب ہونے کی وجہ سے یہ کہنے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتا کہ **مصنف و قانون سازی کے محرک مرد آہن، مرد جنگ اور مرد بحران** ہے کیونکہ مایوسی، نااُمیدی اور تھکن نام کی کوئی چیز ان کے قریب نہیں بھٹک سکتی بالخصوص جب قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے قانون و انصاف کی کچھ خواتین ممبران قومی اسمبلی جن میں سیدہ نفیسہ شاہ (پیپلز پارٹی)، سیدہ ملیکہ بخاری (تحریک انصاف) نے اپنی عدم واقفیت اسی طرح ایک سابق وزیر قانون، ممبر قومی اسمبلی و قائمہ کمیٹی محمد بشیر ورک (مسلم لیگ ن) کی شدید مخالفت، ممبر قومی اسمبلی و قائمہ کمیٹی جناب کشور زہرا صاحبہ کی بھرپور حمایت و تحریک، وزیر قانون بیرسٹر ڈاکٹر محمد فروغ نسیم کی دلچسپی کی وجہ سے قائمہ کمیٹی کے اجلاسوں میں اپنی لیگل ٹیم معروف ماہر آئین و قانون ایڈووکیٹ سپریم کورٹ سردار فیض

رسول خان جلبانی اور راقم (سید سکندر عباس پریشان گیلانی ایڈووکیٹ) کی سربراہی کرتے ہوئے شریک ہوئے اور سب ممبران کو اپنے مدلل زبانی و تحریری دلائل اور کتب کے حوالہ جات سے قائل کرکے متفقہ طورپر بل کو قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی سے پاس کرا کر قومی اسمبلی سے منظور کرانا اور سینیٹ کی قائمہ کمیٹی برائے قانون وانصاف جس میں پاکستان کے مشہور و معروف ماہرین آئین و قانون نامی گرامی وکلاء جن میں قائمہ کمیٹی کے چیئرمین، سابق اٹارنی جنرل و سابق صدر سپریم کورٹ بار سینیٹر سید علی ظفر (تحریک انصاف)، سابق وفاقی وزیر قانون و سابق چیئرمین سینیٹ سینیٹر فاروق ایچ نائیک (پیپلز پارٹی)، موجودہ وفاقی وزیر قانون سینیٹر اعظم نذیر تارڑ (مسلم لیگ ن)، سابق وفاقی وزیر قانون و سابق چیئرمین سینیٹ سینیٹر رضا ربانی (پیپلز پارٹی)، سینیٹر بیرسٹر مصطفیٰ نواز کھوکھر (پیپلز پارٹی)، موجودہ وفاقی وزیر سینیٹر مصدق ملک (مسلم لیگ ن)، وفاقی وزیر سینیٹر اعظم سواتی (تحریک انصاف)، سابق وائس چیئرمین پاکستان بار کونسل و سابق صدر سپریم کورٹ بار سینیٹر کامران مرتضیٰ (جمعیت علماء اسلام ف) نے اس قانون سازی کو فرقہ وارانہ بلاجواز اور بے بنیاد قرار دے کر مسترد کر دیا جس پر ایک مخصوص گروہ نے خوشیاں منائیں کہ فقہ جعفری کے مطابق شیعوں کے لئے قانون سازی کا عمل روک دیا گیا لیکن مصنف اور قانون سازی کے محرک نے ہمت نہ ہاری اور سینیٹ کی قائمہ کمیٹی کے اعتراضات کے مدلل، تحریری و زبانی جوابات دیئے اور اس قانون سازی کو خواتین کے حقوق اور قرآنی احکام کی بجاآوری کے تناظر میں جید و نامور سنی و شیعہ علماء سے تحریری تائید لی اور اکابر علماء اہل سنت و تشیع کے ہمراہ جن میں راقم بھی شریک رہا، چیئرمین سینیٹ جناب صادق سنجرانی، سپیکر قومی اسمبلی جناب اسد قیصر، وفاقی وزیر قانون وانصاف بیرسٹر ڈاکٹر محمد فروغ نسیم، وزیر پارلیمانی اُمور جناب علی محمد خان، وفاقی سیکرٹری قانون جناب راجہ نعیم اکبر کے ساتھ ساتھ تمام پارلیمانی پارٹیوں کے سرکردہ رہنماؤں اور سینیٹر حضرات سے ملاقاتیں اور خط و کتابت کے ذریعے اپنا مؤقف پہنچایا۔ معترض سینیٹرز صاحبان سے ملاقاتوں اور خط و کتابت کا سلسلہ تسلسل سے جاری رہا جن میں سے بعض کو اپنی غلطی کا احساس بھی ہوا۔

بالآخر وزیر قانون بیرسٹر ڈاکٹر محمد فروغ نسیم، وفاقی سیکرٹری قانون راجہ نعیم اکبر، قانونی ڈرافٹنگ کے ماہر و قانونی مشیر حاکم علی خان کی بالخصوص اور دیگر حکومتی وزراء و ارکانِ پارلیمان کی بالعموم دلچسپی اور محنت سے اس بل کو 19 نومبر 2021ء کو قومی اسمبلی و سینیٹ کے 38ویں مشترکہ اجلاس میں پیش کرکے پاس کرایا گیا جو مورخہ 4 دسمبر 2021ء سے مسلم فیملی لاز آرڈیننس 1961ء کی دفعہ 4 بابت میراث میں ''مسلم فیملی لاز ترمیمی ایکٹ 2021ء''اور دفعہ 7 بابت طلاق میں ''مسلم فیملی لاز دوسرا ترمیمی ایکٹ 2021ء'' ملک بھر میں نافذ العمل ہو چکا ہے۔ یہاں پر بالخصوص وفاقی وزیر قانون وانصاف بیرسٹر ڈاکٹر محمد فروغ نسیم، وفاقی سیکرٹری قانون راجہ نعیم اکبر کا بے مثال تعاون قابل تحسین و تشکر ہے۔اس قانون کو پاس کرانے میں اسلامی نظریاتی کونسل کی جانب سے متفقہ سفارش نے بنیادی کردار ادا کیااور جید علماء اور سینیٹ کی حمایت و تائید سے اس بل کو پاس کرانے میں بڑی تقویت ملی۔

مصنف کتاب ان مشکل اور کٹھن ترین صبر آزما مراحل میں جرأت و جوانمردی، استقلال و استقامت سے میدان عمل میں ڈٹے رہنے اور اپنے مقصد کی دھن اور لگن میں مگن عارفانہ و عاشقانہ توسل چہاردہ معصومین علیہم الصلواۃ و السلام ان کی کامیابیوں و کامرانیوں کا ضامن ہے۔ 1952ء بالعموم اور 1964ء بالخصوص سے جاری احوال شخصیہ (پرسنل لاز) کی تحریک کو منزل مقصود تک پہنچانے کے راستے میں حائل تمام منفی ہتھکنڈوں، بڑی رکاوٹوں و مشکلات کو عبور کرنے میں نوسال کے طویل عرصہ میں کئی بار منزل کے قریب پہنچ کر نقطہ صفر پر واپس آنے کے باوجود ہمت نہ ہارنا ہی ان کی کامیابی کا اصل راز ہے جس پر مصنف اور قانون سازی کے محرک کو **افتخار ملت، مرد آہن، مرد بحران، مرد جنگ، غریب پرور اور لکھ پال** کہنا بے جانہ ہوگا۔

کریم اللہ کی بارگاہ میں دُعا گو ہوں کہ بتصدق چہاردہ معصومین علیہم الصلوٰۃ و السلام مصنف اور مصنف کے چاہنے والوں، مخلصین و معاونین، اہل و عیال اور کتاب ہذا سے استفادہ کرنے والوں کی

عزت، عظمت، رزق و مال، توفیقات خیر میں اضافہ، صحت سلامتی، سکون و اطمینان کے ساتھ عمرِ دراز اور دائمی خوشیاں، کامیابیاں، سربلندیاں و سرفرازیاں عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الشَّاکِرِیْنَ۔ زَادَاللّٰہُ النِّعَمَ دَفَعَ اللّٰہُ النِّقَمَ

سید سکندر عباس پریشان گیلانی (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ & فیڈرل شریعت کورٹ)

لیگل ایڈوائزر ٹو قائد ملت جعفریہ پاکستان حضرت علامہ سید ساجد علی نقوی حفظہ اللہ

مرکزی سیکرٹری اطلاعات اسلامی تحریک پاکستان (ITP)

مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جنرل شیعہ علماء کونسل پاکستان (SUC)

# قوانین نکاح

## از دفعہ: 1 تا 38

# (باب 1: Chapter)

# نکاح کی تعریفات اور اقسام

## (Definitions & kinds of Nikah)

### (دفعہ-1- Article)

### (i) نکاح کی لغوی تعریف

### (Literal definition of Nikah)

''النکاح'' ''نکح'' کا مصدر ہے جس کے لغوی معنی ملنا، جمع کرنا، مجامعت اور مقاربت کے ہیں، عام طور پر لفظ ''نکاح'' کو عقد نکاح کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔

### (ii) نکاح کی اصطلاحی تعریف

### (Terminological definition of Nikah)

''اَلنِّکَاحُ عِبَارَۃٌ عَنْ عَقْدِ التَّزْوِیْجِ بَیْنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَۃِ وَقَدْ یُسْتَعْمَلُ فِی الْوَطْیِ''

ترجمہ: ''نکاح مرد اور عورت کے درمیان ایک معاہدہ ہے جو بعض اوقات وطی (مجامعت) کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔''

نکاح ایک شرعی معاہدہ ہے جس کے ذریعہ مرد اور عورت کے درمیان جنسی تعلق جائز اور اولاد کا نسب صحیح ہو جاتا ہے اور زوجین کے مابین حقوق و فرائض پیدا ہو جاتے ہیں۔ شریعت اسلامی میں مخصوص طریقہ کار کے ذریعہ یہ معاہدہ متحقق ہوتا ہے۔

## (iii) نکاح کی قانونی تعریف

## (Legal definition of Nikah)

**الف:** تزویج! قانونِ انگلستان کی رو سے ازدواج ایک سول Civil معاہدہ ہے جس میں فریقین کی رضامندی ضروری ہے۔ ہماری ملکی عدالتوں کا زمانہ دراز سے یہ نقطہ نظر رہا ہے کہ نکاح ایک دیوانی معاہدہ ہے جبکہ اسے بنظر غائر دیکھا جائے تو یہ نظریہ صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ اس کو شرعی معاہدہ کہا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا۔ کیونکہ :۔

**ب:** سول معاہدہ میں ایک مدت کا تعین ہوتا ہے جبکہ نکاح دائمی میں اس کا کوئی تصور نہیں۔

**ت:** سول معاہدہ میں فرائض واختیارات کا تعین، معاہدہ کی دستاویز میں کیا جاتا ہے، جبکہ عاقدینِ نکاح کے حقوق وفرائض کتاب اللہ وسنت مطہرہ میں پہلے سے ہی متعین کر دیئے گئے ہیں۔ جس میں کمی بیشی، ترمیم و تنسیخ کا اختیار عاقدین کو نہیں ہے۔

**ث:** عام دیوانی معاہدہ کو ہر فریقِ معاہدہ فسخ کر سکتا ہے اور نقص معاہدہ کی صورت میں اخراجات بھی دلائے جا سکتے ہیں جبکہ معاہدہ نکاح کی صورت اس سے مختلف ہے۔ کراچی لاء رپورٹر 1960ء صفحہ ۲۹ کی عبارت یوں ہے:

در حقیقت اسلام میں نکاح کیساتھ تقدّس کا جو تصور وابستہ ہے، وہ دیوانی معاہدہ میں ناپید ہوتا ہے۔ چنانچہ تقدّس کے اس تصور کو اسلامی نکاح سے خارج کر دیا جائے، تو اسلامی معاشرے کا سرے سے تصور ہی بدل جائے گا۔ لہٰذا قانون انگلستان کے اس نکاح دیوانی کو سول میرج سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اسلامی اصطلاح میں عقد نکاح اپنے خاص صیغوں سے معرض وجود میں آتا ہے، جن کا ذکر اس عنوان کے تحت کر دیا گیا ہے۔

# (باب 2: Chapter)

# تحریم نکاح (نکاح میں رکاوٹوں کا بیان)

## (Prohibition of Nikah)

## (Obstacles/Impediments of Nikah)

## (دفعہ-2- Article)

### (i) تحریم نکاح کے اسباب

### (Cause of Prohibition of Nikah)

نکاح کی بنیادی شرط یہ ہے کہ عقد کرنے والوں کے درمیان اسباب حرمت میں سے کوئی سبب نہ پایا جائے، ورنہ نکاح باطل ہوگا۔اوران اسباب کی دو قسمیں ہیں:

۱) تحریم مؤبد (دائمی تحریم) کے اسباب

۲) تحریم غیر مؤبد (عارضی تحریم) کے اسباب (اس بحث کو باب کے طولانی ہونے کی وجہ سے الگ باب میں بیان کیا جائے گا)۔

### (ii) (دفعہ: 2، ضمن-i): تحریم مؤبد (دائمی تحریم) کے اسباب

### (Cause of permanent Prohibitions)

تحریم مؤبد کے اسباب مندرجہ ذیل ہیں:

۱) نسب ۲) مصاہرہ ۳) رضاع ۴) نو طلاقیں ۵) لواط

۶) عدت غیر کے دوران نکاح ۷) حالت احرام میں نکاح ۸) لعان

### (iii) (دفعہ: 2، ضمن۔ii): نسب (Faimly/Ancestry)

نسب وہ تعلق ہے جو دوافراد میں سے ایک کی دوسرے سے پیدائش یادونوں کی ایک تیسرے شخص سے پیدائش کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔

نسب کی وجہ سے مندرجہ ذیل سات قسم کی عورتیں انسان پر حرام ہو جاتی ہیں:

(۱) ماں (۲) بیٹی (۳) بہن (۴) پھوپھی (۵) خالہ (۶) بھتیجی (۷) بھانجی

قرآن کریم میں آیا ہے کہ

''حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ''

ترجمہ: تم پر تمہاری مائیں، بیٹیاں، بہنیں، پھوپھیاں، خالائیں، بھتیجیاں اور بھانجیاں حرام قرار دی گئی ہیں۔

### (iv) (دفعہ: 2، ضمن۔iii): مصاہرہ (Intermarriage)

مصاہرہ وہ تعلق ہے جو ایک شخص اور کچھ افراد کے درمیان ہوتا ہے:

(الف) محض عقد یا (ب) عقد اور مباشرت دونوں کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔

(ت) محض عقد کے ساتھ ہی ابدی و دائمی طور پر تین اصناف انسان پر حرام ہو جاتی ہیں:

1۔ باپ کی منکوحہ بیٹے پر۔

''وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُم مِّنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ''

ترجمہ: جو ہوا سو ہوا (لیکن خبردار آج کے بعد) ان عورتوں سے نکاح نہ کرنا جن سے تمہارے آباء (واجداد) نکاح کر چکے ہیں۔

2۔ بیٹے کی منکوحہ باپ پر۔

''حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ... وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ''

ترجمہ: ۔۔۔اور تمہارے صلبی بیٹوں کی بیویاں تم پر حرام قرار دی گئی ہیں۔

### (v) (دفعہ: 2، ضمن۔iv): رضاع (Brest feeding in islam)

قرآن کریم میں رضاعت کی وجہ سے محض دو عورتوں کی حرمت کا ذکر آیا ہے:

''حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ... وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُم مِّنَ الرَّضَاعَةِ''

ترجمہ: ۔۔۔اور تمہاری رضاعی مائیں اور رضاعی بہنیں تم پر حرام قرار دی گئی ہیں۔

لیکن حدیث نبوی ﷺ میں ایک قاعدہ کلی بیان کیا گیا ہے کہ

''یحرم من الرضاع مایحرم من النسب''

ترجمہ: جو رشتے نسب کے سبب سے حرام ہیں، وہ رضاع کی وجہ سے بھی حرام ہیں۔

پس جب رضاعت اپنی تمام شرائط کے ساتھ متحقق ہو تو نسب کی طرح یہاں بھی رضاعی ماں، بہن۔۔۔انسان (مرتضع) پر حرام ہو جائیں گی۔

### (vi) (دفعہ: 2، ضمن۔v): نو طلاقیں (Nine divorces)

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو نو طلاقیں دے کہ جن کے درمیان وہ دو بار کسی اور شخص (محلِّل) سے نکاح کر چکی ہو، تو نویں طلاق کے بعد وہ اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جائے گی۔

### (vii) (دفعہ: 2، ضمن۔vi): لواط (Homosexuality)

اگر کوئی شخص (نعوذ باللہ) کسی شخص سے لواط کرے تو مفعول کی ماں، بہن اور بیٹی فاعل پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جائے گی۔

### (viii) (دفعہ: 2، ضمن۔vii): عدت غیر کے دوران نکاح

### (Nikah during of non-Iddah)

جو عورت عدت گزار رہی ہو (عدت طلاق ہو یا عدت وفات) اگر کوئی شخص جان بوجھ کر اس سے نکاح کرے تو وہ اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جائے گی، چاہے مباشرت نہ بھی کرے۔

اس مسئلہ پر تمام مکاتب کے فقہاء کا اتفاق اور اجماع ہے۔

''وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ''

''وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا''

ان آیاتِ کریمہ میں ''تربّص'' صبر اور انتظار کے معنی میں ہے۔

**(ix) (دفعہ: 2، ضمن۔viii): احرام (Ihram)**

اگر کوئی شخص احرام کی حالت میں جان بوجھ کر کسی عورت سے نکاح کرے تو وہ اس پر حرام مؤبد ہو جائے گی۔

# (باب 3:Chapter)

# تحریم غیر مؤبد (وقتی رکاوٹ) کے اسباب

## (Cause of temporary Obstacles/Impediments)

### (دفعہ-3- Article)

**(دفعہ: 3، ضمن۔i): تحریم غیر مؤبد کے اسباب کی اقسام**

تحریم غیر مؤبد کے اسباب کی تین قسمیں ہیں:

الف) مقیدہ (مشروطہ) ب) موقتہ (عارضی) ت) حرمت جمع

**(دفعہ: 3، ضمن۔ii): حرمت مقیدہ (مشروطہ)**

**(Condtionaly forbiddens)**

1) بیوی کی بھانجی یا بھتیجی سے نکاح، بیوی کی اجازت پر موقوف ہے، اگر اس قسم کے نکاح کے بعد بیوی راضی ہو جائے تو نکاح صحیح وگرنہ باطل ہے۔

**(دفعہ: 3، ضمن۔iii): حرمت موقتہ (وقتی رکاوٹ)**

**(Temporary forbiddens)**

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو تین بار علیحدہ علیحدہ طلاق دے کہ جن کے درمیان دو بار رجوع کر چکا ہو، تو تیسری طلاق کے بعد وہ عارضی طور پر اس پر حرام ہو جائے گی اور تحلیل (حلالہ) کے بعد اس سے نکاح کر سکے گا۔

**(دفعہ: 3، ضمن۔vi): حرمت جمع**

ا) جمع بین الاختین حرام ہے پس اگر کوئی شخص بیوی کے ہوتے ہوئے اس کی بہن سے نکاح (دائم یا منقطع) کر لے، تو وہ باطل ہوگا۔

''حُرّمت علیکم.....وأن تجمعوا بین الاختین''

ترجمہ:۔۔۔اور دو بہنوں کو بیک وقت حبالہ عقد میں رکھنا تم پر حرام قرار دیا گیا ہے۔

## (دفعہ: 3، ضمن۔v): حکم افضاء

نا بالغ منکوحہ سے مباشرت کے سبب افضاء کرنے سے منکوحہ سے مباشرت ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہے، لیکن جب تک طلاق نہ دے، وہ زوجیت سے خارج نہیں ہو گی اور شوہر پر نفقہ اور مہر کے ساتھ افضاء کرنے کی دیت بھی واجب ہو گی۔

# (باب 4: Chapter)

# کفاءت دَر نکاح (ہم کفو ہونا)

## (Definition of equialace and closeness between spouse)

### (دفعہ-4- Article)

### (دفعہ: 4، ضمن-i): کفاءت کی تعریف (Literal definition)

**لغوی تعریف:** کلی طور پر کُفو، کفاء، کفوٴ اور کفاء ت (کاف پر فتحہ اور کسرہ کے ساتھ) مندرجہ ذیل معانی کو شامل ہیں: مانند، مثل، ہم صنف و ہم جنس، ہم شان و ہم مرتبہ، ہم نسبت، ہم دوش، ہمسر۔

خلیل بن احمد نے کفو کو "مانند اور مثل" کے معنی میں سمجھتے ہوئے یوں اس کی تعریف کی ہے:

''کفوٴ: یقال هذا کفوٴ له ای مثله فی الحسب والمال والحرب وفی التزویج: الرجل کفوٴ المرأة''

ترجمہ: ۔۔۔کفوٴ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ اس کا کفوٴ ہے، یعنی حسب، مال و دولت اور میدان کارزار میں اس کی مانند ہے۔ اور شادی بیاہ اور نکاح کے سلسلے میں کہا جاتا ہے کہ مرد عورت کا کفوٴ ہے (یعنی اس کا ہم پلّہ اور ہم مرتبہ ہے)۔

راغب اصفہانی نے کفوٴ کے بارے میں کہا ہے:

''الکفوٴ فی المنزلة والقدر۔۔۔ یقال: فلان کفوٴ لفلان فی المناکحة أو المحاربة أو نحو ذٰلك''

ترجمہ: ۔۔۔کفوٴ، مقام و منزلت میں ہوتا ہے۔۔۔ کہا جاتا ہے: فلاں شخص مناکحہ و محاربہ (نکاح اور میدان کارزار) وغیرہ میں فلاں کی مانند ہے۔

سید حسن مصطفویؒ لکھتے ہیں: ''والتحقیق ان الاصل الواحد فی المادة هو المماثلة من جهة الصفات والخصوصیات یقال: کفوٴه ای نظیره ومثله''

ترجمہ: ۔۔۔۔ تحقیق کے مطابق اس مادہ (کفؤ) میں اصل واحد، صفات و خصوصیات میں مماثلت ہے۔ کہا جاتا ہے: اس کا کفؤ یعنی اس کی مانند اور اس کی مثل۔

## شرعی واصطلاحی تعریف:

## (Shariah and Terminological Definition)

''الکفاءۃ۔۔۔وھی التساوی فی الاسلام''

ترجمہ: کفاءت یہ ہے کہ زوجین اسلام میں مساوی ہوں (یعنی میاں بیوی دونوں مسلمان ہوں)۔

## (دفعہ: 4، ضمن۔ii): کفاءت کی اقسام

## (Compatably of spouse)

کفاءت کی دو قسمیں ہیں:

i. کفاءت شرعی

ii. کفاءت عرفی

(زوجین کا) حسب و نسب، دولت و ثروت اور (معاشرتی) شرف و عزت وغیرہ میں مساوی ہونا۔

عقد نکاح کی صحت میں پہلی قسم کا ہونا ضروری اور شرط ہے جبکہ دوسری قسم شرط نہیں ہے، کیونکہ شریعت اسلامیہ میں عقد نکاح کی بنیاد اسلام پر ہے اور مومن مومن کا کفو ہے۔

## (دفعہ: 4، ضمن۔iii): کفاءت کا وجوب واعتبار

## (Credence obligation of compatibilty)

کفاءت کے لازم اور معتبر ہونے پر سبھی مسالک اسلامیہ کا اتفاق ہے۔ اور اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ نکاح میں کفاءت شرط ہے، بلکہ یہ مسئلہ اجماعی ہے۔

رسول خداﷺ کاارشاد گرامی ہے:

''أنکحوا الاکفاء وانکحوا فیھم واختاروا النطفکم''

ترجمہ: ''اپنے ہم کفو افراد کو رشتہ دو اور انہیں میں سے رشتہ لو بھی سہی اور (انہیں) اپنی آئندہ نسل کے لیے انتخاب کرو۔''

البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ کفاءت کن چیزوں میں ہونی چاہیے؟

حقیقت یہ ہے کہ کفاءت صرف دین (اسلام) میں معتبر ہے۔

## [دفعہ 4 ضمن (iv)]: کفاءت میں شوہر کی نفقہ پر قدرت کا معتبر نہ ہونا

## (Husband being unreliable maintenance alimony)

کفاءت اور صحت نکاح میں نہ نکاح کے وقت شوہر کا نفقہ پر قادر ہونا شرط ہے اور نہ ہی نکاح کے بعد۔

## (دفعہ: 4، ضمن۔v): شوہر کی ادائیگی نفقہ پر قدرت کی شرط

## (Condition of ability on husband payment of alimony)

اگر زوجہ کی طرف سے یہ چیز (شوہر کی ادائیگی نفقہ پر قدرت) عقد کے ضمن میں شرط قرار دی جائے یا اگر عقد کے ضمن میں ذکر نہ بھی کی جائے، لیکن عقد اسی بنیاد پر پڑھا جائے اور عقد کے بعد معلوم ہو کہ شوہر میں یہ شرط نہ تھی تو اس صورت میں زوجہ کو خیار فسخ حاصل ہے، کیونکہ یہ تدلیس کے موارد میں سے ہے۔

## (دفعہ: 4، ضمن۔vi): نکاح کے بعد شوہر کا ادائیگی نفقہ سے عاجز ہو جانا

اگر شوہر نکاح کے وقت ادائیگی نفقہ پر قادر ہو، لیکن شادی کے بعد اس طرح عاجز و تنگدست ہو جائے کہ نفقہ کی ادائیگی پر قادر نہ رہے، تو بیوی کو حق فسخ حاصل نہیں ہے، لہٰذا نہ تو وہ خود نکاح کو فسخ کر سکتی ہے اور نہ ہی حاکم کے ذریعہ۔

### (دفعہ :4، ضمن۔vii) : مسلمان مرد کا کتابیہ سے غیر دائمی نکاح

### (Temporary Nikah of male Muslim with People of the Books of neverded)

مسلمان مرد کتابیہ عورت سے عقد انقطاعی (غیر دائمی) کر سکتا ہے۔

### (دفعہ :4، ضمن۔viii) : نواصب اور غُلات سے نکاح

کسی مسلمان عورت کا نکاح ناصبی مرد سے اور مسلمان مرد کا نکاح ناصبیہ عورت سے جائز نہیں۔ اسی طرح غُلات کے بارے میں بھی یہی حکم ہے۔ [ناصبی اس شخص کو کہتے ہیں جو اہل بیتؑ پیغمبرؐ سے دشمنی رکھے اور انکی اہانت کا ارتکاب کرتا ہو جو رسول پاکؐ یا ان کے اہل بیتؑ کے لئے اللہ کی صفات میں شریک بنائے انکی عبودیت (عبد ہونے والی) حیثیت سے آگے بڑھ جائے مفوضہ ایسے مسلمان کو کہا جاتا ہے جو اس بات کا قائل ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے کام حضور پاکؐ یا ان کے اہل بیتؑ کے سپرد کر دیئے اور خود فارغ ہے۔]

### (دفعہ :4، ضمن۔ix) : مسلمان عورت کا غیر مسلم مرد سے نکاح

### (Nikah of a Muslim woman with Non-Muslim man)

مسلمان عورت غیر مسلم مرد کے حبالہ عقد (دائمی وانقطاعی) میں نہیں آسکتی۔

# (باب 5: Chapter)

# خواستگاری کا قانون: (Law of Proposing)

## (دفعہ-5- Article)

### (دفعہ: 5، ضمن۔i): خواستگاری کی تعریف

### (Definition of proposing)

**لغوی تعریف:** خواستگاری کا لغوی معنی ''نسبت کی درخواست'' یا ''شادی کا پیغام'' ہے۔

**اصطلاحی تعریف:** مرد و عورت میں سے کسی ایک کا دوسرے سے بالواسطہ یا بلاواسطہ شادی کا تقاضا کرنا خواستگاری (Proposing) کہلاتا ہے۔ عام طور پر یہ تقاضا مرد کی طرف سے کیا جاتا ہے۔ لیکن عورت کی طرف سے بھی ایسا تقاضا کیا جا سکتا ہے۔

اُم المؤمنین حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شادی کی خواستگاری کی گئی۔

### (دفعہ: 5، ضمن۔ii): شرائط خواستگاری اور اس کے اہم اُمور

### (Conditions and affairs of proposing)

خواستگاری کے وقت درج ذیل امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:

۱) ہر وہ عورت جس کے ساتھ نکاح کرنے میں کوئی شرعی ممانعت نہ ہو اس سے خواستگاری کی جا سکتی ہے۔

۲) مرد و عورت یا وہ افراد جو ان کی طرف سے خواستگاری کر رہے ہیں، شرعی اور قانونی طور پر اس کام کی اہلیت رکھتے ہوں۔

**وضاحت**: خواستگاری کے لیے خود مرد و عورت یا ان کے ولی اور وکیل میں اہلیت (Ability) کا ہونا ضروری ہے۔

ہر بالغ، عاقل، مختار اور مسلمان مرد و عورت بغیر ولی یا وکیل کی وساطت کے عقد کرنے کے اہل ہیں۔

خواستگاری کے لیے اولیاء میں درج ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے:

۱۔ بلوغ ۲۔ عقل ۳۔ حریت ۴۔ اسلام (اگر مولّی علیہ مسلمان ہو)

نیز وکیل میں مندرجہ ذیل شرائط ضروری ہیں:

۱) بلوغ ۲) عقل ۳) قصد و ارادہ ۴) اختیار

۳) مطلقہ رجعیہ سے عدت کے دوران خواستگاری کرنا مطلقاً جائز نہیں ہے۔

**وضاحت**: مطلقہ رجعیہ عدت کے دوران زوجہ کے حکم میں ہے، لہٰذا جس طرح شوہر دار عورت سے خواستگاری کرنا حرام ہے اسی طرح مطلقہ رجعیہ سے بھی عدّت کے دوران خواستگاری کرنا حرام ہے۔

۴) عدت بائنہ والی عورت سے اشارے کنائے میں خواستگاری کی جاسکتی ہے۔

۵) جس عورت کی نسبت کسی شخص کے ساتھ طے ہو چکی ہو تو اس کا رشتہ مانگنا صحیح نہیں ہے، لیکن اگر کوئی شخص رشتہ مانگ لے اور نکاح بھی کرلے تو ایسا نکاح صحیح ہوگا۔

۶) ایک دوسرے کی ذاتی زندگی سے بہتر آگاہی کے لیے اسلامی تعلیمات میں خواستگاری سے پہلے مطلوبہ خاتون (لڑکی) کے چہرے اور ہاتھوں کو بغیر قصدِ لذّت دیکھنے کی اجازت ہے۔

**وضاحت**: زوجہ کے انتخاب کے سلسلہ میں مرد کی نظرِ انتخاب کا محور عورت کا ظاہری حسن و جمال اور اُس کا مال ہی نہیں ہونا چاہیے۔ رسالتمآب ﷺ نے فرمایا کہ اگر ایسی نیت سے خواستگاری کرے گا تو مراد نہیں پائے گا۔ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے نزدیک ہر شئے میں معیار تقویٰ رکھا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں رسالتمآب ﷺ نے ایک حدیث میں عورت کی تمام خوبیوں کو جمع کر دیا ہے، ارشاد ہے: عورت کی بہترین خوبیاں یہ ہیں کہ اُس کے اندر اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت، جذبۂ محبت و اُلفت، پاکدامنی، اور

دونوں خاندانوں کی نگاہ میں عزیز تر ہو۔ صرف اپنا حُسن و جمال، تواضع وانکساری کے ساتھ پیش آتے ہوئے اپنے خاوند پر ظاہر کرے اور اپنے حسن و جمال کو دوسروں سے پوشیدہ رکھے۔ایسی عورت کا حُسن انتخاب ہی منگنی اور خواستگاری کی اعلیٰ صفات کا حامل قرار دیا گیا ہے۔

# (باب6: Chapter)

# منگنی کا قانون (Order of engagement)

## (دفعہ-6- Article)

### (دفعہ :6، ضمن ۔i): تعریف (Definition)

منگنی ایک ایسا معاہدہ ہے جس کے تحت مرد و عورت اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ آئندہ وہ آپس میں شادی کریں گے، اگرچہ شرعی و قانونی طور پر فریقین اس معاہدے پر عمل کرنے کے پابند نہیں ہیں۔

### (دفعہ :6، ضمن۔ii): منگنی کا حکم (Order of engagement)

منگنی کے نتیجہ میں طرفین کے درمیان محرمیت پیدا نہیں ہوتی، البتہ ایک دوسرے کی ذاتی زندگی، عادات اور اخلاق وغیرہ سے آگاہی کے لیے شرعی حدود میں رہتے ہوئے، مناسب میل جول جائز ہے۔

### (دفعہ :6، ضمن۔iii): منگنی کے تحائف (Gifts of engagement)

منگنی کے دوران ایک دوسرے کو دیئے گئے تحائف دو قسم کے ہوتے ہیں:

ا۔ ایسے تحائف جنہیں عام طور پر استعمال میں لایا جاتا ہے اور سنبھال کر نہیں رکھے جاتے، جیسے کھانے پینے کی اشیاء اور جوتے کپڑے وغیرہ۔

۲۔ایسے تحائف جو عام طور استعمال نہیں ہوتے، بلکہ انہیں سنبھال کر رکھا جاتا ہے مثلاً انگوٹھی وغیرہ۔

منگنی کے دوران ایک دوسرے کو دیئے گئے تحائف کسی بھی طرف سے منگنی توڑے جانے یا کسی ایک کے مرنے کی صورت میں مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ قابل مطالبہ ہیں۔

(i)۔ عام طور پر استعمال ہونے والی اشیاء، جو استعمال میں نہ لائی جا چکی ہوں۔

(ii)۔ سنبھال کر رکھی جانے والی اشیاء، جو ابھی تک محفوظ ہوں لیکن سنبھال کر رکھی جانے والی اشیاء جو حفاظت میں سہل انگاری کے نتیجہ میں ضائع ہو گئی ہوں، تو ان کی قیمت یا مثل کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے۔

**وضاحت:** منگنی کے دوران طرفین کی طرف سے دیئے گئے تحائف ہبہ کے مصادیق میں سے ہیں اور واہب ان کو مذکورہ شرائط کے ساتھ واپس لے سکتا ہے۔

اگر کسی نے اپنے کسی قریبی رشتہ دار مثلاماں، باپ، اولاد وغیرہ کو کوئی چیز ہبہ کی ہو تو ہبہ کرنے والا اُن سے وہ چیز واپس لینے کا حق نہیں رکھتا، لیکن اگر ان کے علاوہ کسی اور کو ہبہ کی ہو اور وہ چیز باقی بھی ہو تو واپس لے سکتا ہے۔ نیز زوجین بھی اجنبی کے حکم میں ہیں۔

## (دفعہ: 6، ضمن۔iv): منگنی کی اشیاء

## (The goods of engagement)

منگنی کے دوران منگیتروں کے درمیان رد وبدل ہونے والے خطوط، تصاویر اور پیغامات (Messages) سے دوسرے کی اجازت کے بغیر استفادہ کرنا جائز نہیں ہے اور منگنی ٹوٹ جانے کی صورت میں کسی بھی طرف سے مطالبہ پر ان کا لوٹایا جانا ضروری ہے۔

# (باب 7: Chapter)

# شرائط صحت نکاح

## (Conditions of credibility of the Nikah)

### (دفعہ-7- Article)

### (دفعہ: 7، ضمن۔i): شرائط نکاح

نکاح کے صحیح ہونے میں مندرجہ ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے:

۱۔اہلیّت

۲۔رضایت زوجین (طرفین کا عقد نکاح پر راضی ہونا)

۳۔تعیین زوجین (طرفین عقد کا معین ہونا)

۴۔اختلاف جنس زوجین

۵۔ نکاح کا صیغہ اور اس کا غیر مشروط ہونا (یعنی اگر کوئی اس شرط کے ساتھ نکاح کا صیغہ جاری کرے کہ کل بارش ہو جائے تو طرفین میاں بیوی ہونگے اگر بارش نہ ہو تو زوجیت کا رشتہ قائم نہیں ہوگا وغیرہ)۔

### (دفعہ: 7، ضمن۔ii): اہلیت کی تعریف اور اقسام

### (Definition and kinds of Ability)

### (i) اہلیت کی تعریف: (Definition of eligibility)

**لغوی تعریف:** (Literal definition)

اہلیت لغت میں صلاحیت، قابلیت اور استعداد کو کہتے ہیں۔

**اصطلاحی تعریف: (Terminological definition)**

بالغ، عاقل اور تکلیف شرعی کی شرائط کا حامل ہونا اور بعض موارد میں عادل ہونا۔

**ii) اہلیت کی اقسام: (Kinds of ability)**

عقد نکاح میں اہلیّت کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

۱۔ اہلیت ذاتی ۲۔ اہلیت ولائی ۳۔ اہلیت توکیلی

☼☼☼☼☼

# (باب 8: Chapter)

# اہلیت ذاتی (Personal ability)

## (دفعہ-8- Article)

### (دفعہ: 8، ضمن۔i): اہلیت ذاتی کی تعریف

### (Definition of personal ability)

کسی انسان کی ایسی صلاحیت جو اس کے نفع و نقصان میں شرعی حقوق واجب ہونے کو بیان کرے۔ یا انسان کی ایسی ذاتی صلاحیت جو اس کے لیے حقوق و فرائض کی ادائیگی کو ولادت کے وقت سے لے کر اس کی حقیقی و واقعی یا حکمی موت کے ساتھ ختم ہونے کو بیان کرتی ہے۔

### (دفعہ: 8، ضمن۔ii): اہلیت ذاتی کی اقسام

### (Kinds of personal ability)

اہلیت ذاتی مندرجہ ذیل دو قسموں پر مشتمل ہے:

**ا۔ اہلیت تملیکی: (Ability possession)**

انسان کی ایسی صلاحیت جو اس کے مالک اور حقدار ہونے کو بیان کرتی ہے، یہ صلاحیت مجنون، سفیہ اور بچے حتی شکم مادر میں پرورش پانے والے جنین کو بھی شامل ہے۔

**۲۔ اہلیت تصرّفی: (Ability of utilization/preference)**

انسان کی اپنے حقوق و فرائض کو انجام دینے کی ایسی صلاحیت، جس کی وجہ سے انسان اپنے اموال اور معاملات میں خود تصرف کر سکتا ہے۔

**وضاحت:** نکاح میں اہلیت ذاتی سے مراد انسان کی ایسی صلاحیت ہے کہ جس کی بناپر وہ خود اپنے عقد نکاح کے لیے مستقلاً اقدام کر سکتا ہے، لہٰذا ہر عاقل، بالغ اور مختار مسلمان مرد اور عورت خود اپنا نکاح کرنے کی اہلیت رکھتا ہے۔

اہلیت ذاتی کے لیے زوجین میں درج ذیل امور کا ہونا ضروری ہے، پس جس شخص میں یہ شرائط موجود نہ ہوں وہ مکلّف نہیں ہے، یعنی اہلیت نہیں رکھتا:

(i) بلوغ (ii) عقل

(iii) قدرت واختیار (iv) قصد وارادہ

## (دفعہ: 8، ضمن۔iii): بلوغ (Puberty)

**لغوی تعریف:** خلیل ابن احمد فراہیدیؒ ''بلوغ'' کے بارے لکھتے ہیں: ''بلغ'' فعل ماضی، ''یبلغ'' فعل مضارع اور اس کا مصدر ''بلوغا'' ہے، جس کا معنی کسی شئ تک پہنچنا ہے اور اس کا معنی باب افعال اور باب تفعیل میں پہنچانے کے ہیں۔

راغب اصفہانیؒ ''بلوغ'' کی تعریف میں تحریر کرتے ہیں: ''البلوغ'' اور ''البلاغ'' کے معنی مقصد اور منتہی کے آخری حد تک پہنچنے کے ہیں، اس میں فرق نہیں کہ وہ مقصد کوئی مقام ہو یا زمانہ ہو یا اندازہ کئے ہوئے امور میں سے کوئی امر ہو، مگر کبھی محض قریب تک پہنچ جانے پر بھی بولا جاتا ہے۔۔۔ اور بلاغ کے معنی کافی ہونے کے بھی آتے ہیں جیسے: (بے شک عبادت کرنے والے لوگوں کے لیے اس میں (اللہ تعالی کی حکمتوں کی) پوری تبلیغ ہے۔

حسن مصطفویؒ بلوغ کا حقیقی معنی بالاترین حد اور آخری مرتبہ تک پہنچنا کرتے ہیں، ان کی نظر میں مادہ ''بلوغ'' اور ''وصول'' میں فرق بھی یہی ہے، لہٰذا ''وصلت الثمار'' یا ''وصل اشدہ'' استعمال نہیں کیا جاتا اور نزدیک ہونا اور ناظر ہونا بلوغ کے حقیقی معنی نہیں ہیں، بلکہ مجازی معنی ہیں۔

## فقہی اصطلاحی تعریف:

## (Definination of conventional Fiqah)

بلوغ لغت میں ادراک کے معنی میں ہے۔اصطلاح میں اس سے مراد انسان کے جسم میں منی کی پیدائش، شہوت کی تحریک، مباشرت کے میلان ورجحان اور اچھل کر نکلنے والے پانی (جو کہ حکمت الٰہی کے تقاضا کے مطابق انسان اور دوسرے حیوانات میں نوع انسانی وحیوانی کی بقاء کے لیے ان کی خلقت کا منشأ ومبدأ ہے) کے سبب سے اس (انسان) کا احتلام اور نکاح کی عمر کو پہنچنا ہے۔

بالفاظ دیگر بلوغ سن تکلیف میں داخل ہونے کا نام ہے، یعنی بچپن کی حد ختم ہونے اور آغاز تکلیف تک پہنچنے کو بلوغ کہتے ہیں۔یعنی بلوغ وہ قدرت وطاقت ہے کہ جب بچہ میں پیدا ہوتی ہے تو بچپن کی حالت سے نکل کر حالت مردانگی اور عقل میں داخل ہوتا ہے۔

## (دفعہ :8، ضمن۔iv) : بلوغ کی علامات (Symptoms of puberty)

جب کسی لڑکے یا لڑکی میں مندرجہ ذیل علامات میں سے کوئی علامت پیدا ہو جائے تو اسے ''بالغ'' کہا جائے گا:

۱۔زیر ناف سخت اور موٹے بالوں کا نکل آنا۔(نازک اور باریک جیسے بالوں سے بلوغ متحقق نہیں ہوتا۔)

۲۔ہمبستری، احتلام یا استمناء وغیرہ کی صورت میں لڑکے کی منی کا خارج ہونا، جو انعقاد نطفہ کی صلاحیت رکھتی ہو۔

۳۔لڑکی کو خون حیض آنا یا حمل ٹھہرنا۔(حمل ٹھہرنا غالباً حیض آنے کے بعد متحقق ہوتا ہے، جس طرح کہ انبات (زیر ناف سخت بالوں کا اگنا) غالبا حیض سے قبل ہوتا ہے۔)

۴۔لڑکے کے لیے پندرہ سال (۱۵) قمری اور لڑکی کے لیے نو (۹) سال قمری کا مکمل ہو جانا۔

بلوغ کی یہ تمام علامات ایک ہی شیء کو بیان کرتی ہیں اور وہ پختگی، کمال اور مردانگی کی حد تک پہنچنا ہے کہ جس کا اثر اولاد پیدا کرنا اور نسل بڑھانا اور لڑکے میں بالفعل حاملہ کرنے کی اور لڑکی میں بالفعل حاملہ ہونے کی صلاحیت ہو اور مذکورہ علامات اسی حقیقت اور مرتبہ کو ظاہر کرتی ہیں۔

پس اگر لڑکا ۱۵ سال ہو جائے تو شرعاً اس پر بلوغ کا حکم لگایا جائے گا چاہے وہ اس مرتبہ تک پہنچا ہو یا نہ پہنچا ہو اور اسی طرح جب لڑکی نو (۹) سال کی ہو جائے تو اس پر بھی بلوغ کا شرعاً حکم لگایا جائے گا۔ ہاں اگر لڑکا بارہ سال یا کم و بیش عمر میں اس مردانگی کے مرحلہ تک پہنچ جائے تو اس پر بلوغ کا حکم لگایا جائے گا نیز اس پر بالغ کے احکام لاگو ہوں گے۔ لہٰذا سن اس وقت بلوغ کی علامت سمجھا جائے گا جب اس سے قبل کوئی اور علامت ظاہر نہ ہو۔ علم اور ظن معتبر اپنی جگہ پر محفوظ ہے اور شک کی صورت میں لڑکے کے لیے ۱۵ سال اور لڑکی کے لیے ۹ سال مکمل ہونے پر بلوغ کا حکم لگایا جائے گا۔

### (دفعہ : 8، ضمن۔v) : عقل (Intellect sense)

**لغوی تعریف:** ''عقل'' ایسی قوت و صلاحیت کو کہا جاتا ہے جو علم قبول کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے یا جس قوت و طاقت کے ذریعہ انسان علم حاصل کرتا ہے اُسے ''عقل'' کہتے ہیں۔

**اصطلاحی تعریف:** بطور کلی اشیاء کی حقیقت کا درک کرنا اور اس کی علامت خیر و شر، حق و باطل اور حُسن و قُبح کے درمیان تشخیص دینا ہے۔ پس عقود میں جو ''عقل'' شرط ہے، وہ جنون و دیوانگی کا نہ ہونا ہے۔ نیز سفیہ (کم عقل) کہ جس کے اندر نفع و نقصان اور اچھے برے میں تمیز کی صلاحیت نہ ہو، وہ بھی اسی حکم میں ہے۔

### (دفعہ : 8، ضمن۔vi) : قدرت و اختیار (Power & Authority)

قدرت تمام شرعی و الٰہی تکالیف کی بجاآوری اور عقود و معاملات کی انجام دہی میں ضروری ہے۔ لہٰذا مکرہ اور مجبور شخص کا نکاح قدرت و اختیار سلب ہونے کی وجہ سے باطل ہے، البتہ اگر اکراہ و

اجبار اُٹھ جانے کے بعد وہ راضی ہو جائے تو نکاح صحیح ہے، کیونکہ مجبور شخص سے قدرت و اختیار تو سلب ہوتا ہے لیکن قصد و ارادہ موجود ہوتا ہے۔

**(دفعہ :8، ضمن۔vii) : قصد و ارادہ(Intention and intent)**

ہر عقد کی طرح عقد ازدواج میں بھی قصد و ارادہ کا ہونا شرط ہے، لہٰذا نائم (سونے والے)، ساہی (بھول کر انجام دینے والے) اور غلطی و اشتباہ کرنے والا کا معاملہ (عقد) باطل ہے۔

# (باب 9: Chapter)

# اہلیت ولائی، اولیاء عقد نکاح

## (Eligibility of Guardians)

### (دفعہ-9- Article)

**(دفعہ: 9، ضمن۔i): اہلیت ولائی کی تعریف**

ہر عاقل و بالغ مسلمان شخص جس کو شرعی اعتبار سے حق ولایت حاصل ہو، وہ مولیٰ علیہم (صغیر، صغیرہ، مجنون اور سفیہ) کے نکاح میں حق ولایت رکھتا ہے۔

**ولایت کی لغوی تعریف:**

**(Literal definition of Guardians)**

''ولایت'' واو کے کسرہ کے ساتھ لغت میں ''امارت، سلطنت اور حکومت'' کو کہتے ہیں۔ ولایت رکھنے والے شخص کو ولی (جمع اولیاء) اور جس پر ولایت حاصل ہو اس کو '' مولّی علیہ'' کہتے ہیں۔

**نکاح میں ولایت کی اصطلاحی تعریف:**

**(Terminological definition of Guardians)**

ازدواج میں ولایت اس شرعی قدرت اور سلطنت کو کہتے ہیں جو ایک کامل شخص کے لیے مولّیٰ علیہ کے نقص اور اس کی مصلحت کے پیش نظر قرار دی جاتی ہے۔

تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ ولی (Guardian) کو صغیر، صغیرہ، مجنون اور مجنونہ کے نکاح میں حق ولایت حاصل ہے۔ نیز سفیہ (Silly, Foolish) کے بارے میں بھی یہی حکم ہے۔

## (دفعہ :9، ضمن۔ii): نکاح میں ولایت کے اسباب

## (Causes of appointing a Guardian in Nikah)

شریعت اسلام کی رُو سے نکاح میں ولایت کے مندرجہ ذیل اسباب ہیں:

۱۔قرابت ۲۔وصی (باپ اور دادا کی طرف سے مقرر کردہ شخص)

۳۔ملک (ملک یمین) ۴۔حکم (حاکم شرع)

## (دفعہ :9، ضمن۔iii): قرابت (Relationship/Kinship)

یہاں قرابت سے ایسی رشتہ داری مراد ہے، جو دو افراد کے درمیان نسب کی بنیاد پر قائم ہو۔

قرابت کی بنیاد پر مندرجہ ذیل افراد کے لیے جو ولایت ثابت ہے، اسے ولایت قہری کہتے ہیں:

۱۔باپ ۲۔دادا (چاہے سلسلہ کتنا ہی اوپر چلا جائے)

### ۱) باپ کی ولایت: (Guardianship of father)

مولّی علیہ کے نکاح کے سلسلہ میں فقط باپ اور دادا حق ولایت رکھتے ہیں، جبکہ ماں، بھائی، چچا، ماموں اور نانا کو حق ولایت حاصل نہیں ہے۔

**وضاحت:** اگرچہ ہمارے معاشرے میں لڑکیوں کی شادی کے سلسلہ میں باپ کے بعد بڑے بھائی اور چچا وغیرہ کو ہی اس کا ''ولی'' سمجھا جاتا ہے، لیکن مذہب اہل بیت علیہم السلام کی رُو سے انہیں حق ولایت حاصل نہیں ہے، البتہ لڑکی کے لیے بڑے بھائی کو نکاح میں وکیل بنانا مستحب ہے۔

### ۲) دادا کی ولایت: (Guardianship of grandfather)

مولّی علیہ کے نکاح میں باپ کی طرح دادا کو بھی حق ولایت حاصل ہے، دادا کی ولایت کا انحصار باپ کی زندگی یا موت پر نہیں ہے، بلکہ دادا کی ولایت باپ کی طرح مستقل ہے اور بعض اوقات دادا کو باپ پر اولویت حاصل ہے۔

### (دفعہ :9، ضمن۔iv): باکرہ بالغہ لڑکی کے نکاح میں ولی کی اجازت

### (The permission of guardian virginity Nikah of a maline of virgin muslim lady)

وہ لڑکی جو بالغہ ورشیدہ ہے، یعنی اپنی مصلحت سمجھتی ہے اگر وہ باکرہ ہو تو ضروری ہے کہ شادی کے لیے اپنے باپ یا دادا سے اجازت لے۔

### (دفعہ :9، ضمن۔v): ولی کے نکاح میں مفسدہ کا نہ ہونا (خیار بلوغ)

### (Right of a girl to declarance the Nikah invalid)

ولی کی طرف سے کئے گئے نکاح کے صحیح ہونے میں شرط یہ ہے کہ اس میں مولّی علیہ (صغیر اور صغیرہ) کے لیے مفسدہ نہ ہو وگرنہ یہ عقد فضولی ہوگا، جس کی صحت اور پابندی بالغ ہونے کے بعد مولّی علیہ کی اجازت پر موقوف ہوگی، لہٰذا اولیاء کو چاہیے کہ وہ مولّی علیہم کی مصلحت کا خیال رکھیں۔

### (دفعہ :9، ضمن vi-): ولی کی موت (Death of the guardian)

باپ یا دادا میں سے کسی ایک کی موت (یا دوسری شرائط ولایت مفقود ہونے) کی صورت میں، حق ولایت دوسرے کے ساتھ مختص ہو جائے گا۔

### (دفعہ :9، ضمن۔vii): وصی (باپ اور دادا کی جانب سے مقرر شدہ شخص)

### (Person appointed by father and grandfather)

باپ دادا کی غیر موجودگی میں ان کی طرف سے منصوب شخص (وصی) کی فقط ایک صورت میں نکاح میں ولایت ثابت ہے، وہ یہ کہ بچہ حالت فساد العقل (دیوانگی) میں بالغ ہوا ہو اور اسے شادی کی شدّت سے ضرورت بھی ہو۔

## (دفعہ :9، ضمن۔viii) :ح ک م (حاکم شرع)

### ا) حاکم سے مراد: (Meaning of Ruler)

اولاً و اصالۃً حاکم سے مراد امام معصومؑ ہے،اس کے بعد وہ شخص ہے جسے امام معصومؑ کی جانب سے عمومی یا خصوصی طور پر اجازت دی گئی ہو اور ان کے متعذر ہونے کی صورت میں مجتہد جامع الشرائط ہے اور یہ واضح ہونا چاہیے کہ فقہی ابواب میں کلمہ ''سلطان اور حاکم'' اصطلاحاً ایک ہی معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔

### ۲) حاکم کی ولایت: (Guardianship of Ruler)

ولی قہری (باپ دادا) یا ان کی طرف سے منصوب شخص (وصی) کی غیر موجودگی میں مولّی علیہ کے عقد میں حاکم شرع (مجتہد جامع الشرائط) ولی ہوگا۔

**وضاحت:** یوں تو حاکم کو مولّی علیہ (صغیر، مجنون) کے نکاح میں ولایت حاصل نہیں، لیکن اگر مقتضائے حاجت ہو یا ایسی مصلحت ہو کہ جس کی رعایت کرنا ضروری ہو اور جس کے ترک کرنے میں مفسدہ ہو تو حاکم مولّی علیہ کے نکاح میں اقدام کرے گا۔

## (دفعہ :9، ضمن۔ix) : عقد نکاح میں ولی کی اہلیت

### (Eligibility of guardian in Nikah)

عقد نکاح میں ولی (چاہے باپ، دادا ہوں یا ان کی طرف سے مقرر کردہ شخص ''وصی'' ہو یا حاکم شرع) کا عاقل و بالغ ہونے کے علاوہ مسلمان ہونا ضروری ہے کیونکہ نابالغ (بچے) اور مجنون (دیوانے) خود مولّی علیہ (Ward) ہیں، لہٰذا کسی دوسرے کا ولی بننے کی اہلیت نہیں رکھتے۔ البتہ کافر کو کافر پر ولایت حاصل ہو سکتی ہے۔

## (دفعہ :9، ضمن۔x): ولایت کو ختم کرنے والے اُمور

## (Termination/Discontuing the guardianship)

مندرجہ ذیل امور کے سبب نکاح میں ولایت ساقط ہو جاتی ہے:

۱۔رقیت (غلامی)

۲۔النقص عن الکمال ''الرشد'' (یعنی: تشخیص کی صلاحیت کا موجود نہ ہونا یا ختم ہو جانا)

۳۔کفر وارتداد (یعنی: کافر ہونا یا مرتد ہو جانا)

۴۔مُجرم ہونا

### ۱۔غلامی: (Slavery)

کسی بھی مملوک (غلام) کی اپنے بیٹے پر ولایت نہیں ہے، اس لئے کہ وہ کسی بھی چیز پر قدرت نہیں رکھتا اور وہ اپنی مرضی سے اپنا نکاح نہیں کر سکتا، لہذا بطریق اولی کسی دوسرے کا نکاح بھی نہیں کرواسکتا، اس میں فرق نہیں ہے کہ غلام کا بیٹا آزاد ہو یا وہ بھی غلام ہو۔

### ۲۔النقص عن الکمال: (جسمانی و عقلی رُشد میں کمی)

### (Lacking the physical and intellectual visdom)

کمال سے مراد ''رشد جسمانی و عقلی'' ہے، وہ افراد جن میں رشد کا فقدان ہوتا ہے مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔بچہ ۲۔مجنون ۳۔مغمیٰ علیہ (جس پر بے ہوشی طاری ہو)

۴۔مست ۵۔سفیہ (کم عقل)

### ۳۔کفر وارتداد: (Disbelief/Unbeliving Allah)

کفر وارتداد کے سبب کافر باپ دادا کی ولایت ان کی مسلمان اولاد سے (چاہے اولاد صغیر ہو یا مجنون، بیٹا ہو یا بیٹی) ساقط ہو جاتی ہے، اس لیے کہ ارشاد پروردگار ہے:

۱۔وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاء بَعْضٍ۔

ترجمہ: ''اور مؤمنین و مؤمنات میں سے بعض دوسرے بعض کے ولی و سرپرست ہیں۔''

۲۔وَلَن يَجْعَلَ اللّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلاً۔

ترجمہ: ''خداوند ہر گز مومنوں پر کافروں کو غلبہ نہیں دے گا۔''

**وضاحت:** آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی اس آیت مجیدہ کے ذیل میں فرماتے ہیں: لفظ ''سبیل'' نکرہ ہے اور سیاق نفی میں واقع ہونے کی وجہ سے عمومیت کا معنی دیتا ہے، پس اس آیت سے یہ استفادہ ہوتا ہے کہ کفار نہ صرف لحاظِ منطق بلکہ عسکری، سیاسی، ثقافتی، اقتصادی حتیٰ کہ کسی بھی لحاظ سے مومنین پر غالب و مسلّط نہیں ہو سکتے۔

''آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''الاسلام یَعلُو ولا یُعلیٰ علیہ''

اسلام ہمیشہ غالب ہے اور اس پر کسی کو غلبہ حاصل نہیں۔ (ولایت بھی ایک قسم کا غلبہ ہے جو کسی بھی مسلمان پر کسی بھی غیر مسلم کو حاصل نہیں ہو سکتا۔

## ۴۔مُحرِم ہونا: (احرام کی حالت میں ہونا) :In condition of Ihram

حالت احرام میں ہونا، عقد نکاح کے صیغہ کو ایجاباً و قبولاً سلب کرتا ہے، لہٰذا کوئی بھی انسان حالت احرام میں بعض امور ولایت جیسے عقد نکاح، کو انجام نہیں دے سکتا۔ لیکن حالت احرام میں ولی کی ولایت، حاکم شرع کی طرف منتقل نہیں ہوتی، کیونکہ ولی حالتِ احرام میں اپنے مولی علیہ پر حق ولایت تو رکھتا ہے، البتہ اس حالت میں اپنے اس حق کو امرِ نکاح استعمال نہیں کر سکتا۔

## (دفعہ :9، ضمن۔i) : باکرہ کے نکاح میں سقوط اجازہ ولی کے موارد

## (Causes of revocation of the permission of the guardian in the Nikah of virgin)

مندرجہ ذیل دو صورتوں میں بالغہ ورشیدہ باکرہ لڑکی اپنے ولی کی اجازت کے بغیر شادی کر سکتی ہے :

ا۔ جب ولی سے اجازت لینا اُس کے لیے ناممکن یا شدید مشقت کا باعث ہو، جبکہ شادی کرنا اُس کے لیے انتہائی ضروری ہو۔

۲۔ جب ولی لڑکی کو اس کے شرعی و عرفی کفو سے شادی کرنے سے منع کرے، جبکہ لڑکی کے لیے شادی ضروری ہو اور دوسرا کوئی کفو بھی موجود نہ ہو۔

**وضاحت:** مذکورہ بالا موارد میں اگرچہ ولی، لڑکی پر حق ولایت رکھتا ہے لیکن بالغہ اور رشیدہ لڑکی مصلحت کے پیش نظر ولی سے اجازت لینا ساقط ہے کیونکہ بالغہ اور رشیدہ لڑکی اپنے نفع و نقصان کو سمجھتی ہے اور ولی سے اجازت لینا ان موارد میں اس کے لیے باعث عسر و حرج ہے، نیز فقہاء امامیہ فرماتے ہیں کہ جب کسی انسان کو حرام (زنا) میں پڑ جانے کا خوف ہو تو اس پر شادی کرنا واجب ہو جاتا ہے۔

# (باب10: Chapter)
# اہلیت توکیلی، وکیل کون بن سکتا ہے

## (Eligibility of being a Lawyer)

### (دفعہ-10- Article)

**(دفعہ:10، ضمن۔i): اہلیت توکیلی کی تعریف**

ہر عقل وشعور اور قصد وارادہ رکھنے والا شخص عقد نکاح میں وکیل ہو سکتا ہے۔

**(دفعہ:10، ضمن۔ii): ارکان وکالت**

**(Essential conditions of Advocacy)**

**۱)موکل:** وہ شخص جو اپنے کسی کام کی انجام دہی کے لیے کسی دوسرے شخص کو وکیل بنائے۔

**۲)وکیل:** وہ شخص جو کسی کے کام کی انجام دہی بطور نیابت ووکالت اپنے ذمہ لے۔

**۳)موردوکالت:** وہ کام جس کو انجام دینے کی ذمہ داری موکل اپنے وکیل کے سپرد کرے (جب وکالت کسی خاص کام کے لیے ہو جیسے عقد نکاح کا جاری کرنا)۔

**۴)صیغہ وکالت:** وہ صیغہ جو ایجاب وقبول پر مشتمل ہو چاہے قولی ہو یا فعلی فرق نہیں ہے۔

**(دفعہ:10، ضمن۔iii): شرائط وکیل**

**(Terms of being a Lawyer)**

(۱)بلوغ (۲)عقل (۳)قصد وارادہ (۴)اختیار

۵) مورد وکالت کام کو وکیل مُباشرۃً انجام دے سکتا ہو، مثلا احرام کی حالت میں نہ ہو کہ اس صورت میں عقد نکاح کو جاری نہیں کر سکتا۔

۶) شیعہ امامیہ ہو، غیر امامیہ ہونے کی صورت میں فقہ امامیہ کے مطابق عقد نکاح کو جاری کرے۔
۷) عقد نکاح کو تمام عربی قواعد کے ساتھ صحیح پڑھ سکتا ہو۔
۸) صیغہ نکاح جاری کرتے ہوئے قصد انشاء رکھتا ہو۔
۹) صیغہ نکاح جاری کرتے ہوئے ناکح اور منکوحہ کو معین کرے۔
۱۰) مرد اور عورت میں سے ہر ایک اس وکالت اور زوجیت پر راضی ہوں۔
۱۱) مورد وکالت سے نہ تجاوز کرے بصورت دیگر یہ عقد موکل کی اجازت پر موقوف ہوگا۔
۱۲) جس عقد نکاح کے لیے وکیل بنایا جارہا ہے وہ کام جائز ہو۔
۱۳) موکل شرعاً اس عقد نکاح کے جاری کرنے پر قادر ہو ورنہ یہ وکالت باطل ہے۔

## (دفعہ: 10، ضمن۔iv): نکاح میں وکیل کی وکالت

## (Advocacy of lawyer in Nikah)

مرد اور عورت دونوں یا ان میں سے کوئی ایک یا ان کے ولی کسی دوسرے شخص کو عقد نکاح کے لیے اپنا وکیل بنا سکتے ہیں، وکیل کی طرف سے کیا گیا عقد نکاح لازم ہوگا اور موکل اسے فسخ نہیں کر سکتا، مگر جب یہ نکاح مہر المثل کے بغیر کیا گیا ہو یا اس میں موکل کی مصلحت کا خیال نہ رکھا گیا ہو تو اس صورت میں موکل کو یہ نکاح فسخ کرنے کا حق حاصل ہے۔ نیز عقد نکاح کا صیغہ جاری کرنے میں وکیل کا مرد ہونا شرط نہیں ہے، لہٰذا عورت بھی عقد نکاح میں وکیل بن سکتی ہے۔

### (دفعہ :10، ضمن۔v) : اطلاق موردِ وکالت (وکالت کی حدود و قیود)

### (Limitations and boundations of advocacy)

اگر عقد نکاح میں مورد وکالت کو مطلق رکھا جائے یا مورد وکالت مطلق میں ظہور رکھتا ہو، یعنی کسی خاص فرد کے ساتھ معین نہ کیا گیا ہو، تو وکیل جس کے ساتھ چاہے اپنے مؤکل یا موکّلِہ کا عقد نکاح جاری کر سکتا ہے، حتیٰ کہ اپنے ساتھ بھی جاری کر سکتا ہے۔

### (دفعہ :10، ضمن۔vi) : وکالت فضولی

### (Violation from the Lawyer)

وکیل کے لیے اگر موکل نے شخص، مہر اور وقت معین کیا ہو تو وکیل کو اس کے مطابق عمل کرنا ہوگا، لہٰذا اگر وکیل نے اس کی خلاف ورزی کی تو یہ عقد ''عقد فضولی'' شمار ہوگا اور اس کی صحت مؤکل کی اجازت پر موقوف ہوگی۔

### (دفعہ :10، ضمن۔vii) : وکیل در وکیل

### (Transfer of responsibility is another Lawyer)

وکیل اپنے موکل یا موکّلِہ کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے شخص کو وکیل نہیں بنا سکتا ہے۔ اگر ایسا کرے تو یہ وکالت فضولی اور موکل اول کی اجازت پر موقوف ہوگی، لہٰذا اگر وہ اجازت دے تو وکالت اور عقد نکاح صحیح ہے ورنہ دونوں باطل ہیں۔

## (دفعہ :10، ضمن۔viii):اثبات وکالت

## (Aceptance of legal assistance of Lawyer)

مندرجہ ذیل امور سے وکالت ثابت ہوتی ہے:

۱)اقرار خود موکل

۲) مفید علم کتابت

۳) دو عادل مردوں کی گواہی (لیکن ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی یا ایک مرد اور قسم سے وکالت ثابت نہیں ہو گی)۔

## (دفعہ :10، ضمن۔ix): وہ صورتیں جن میں وکالت ختم ہو جاتی ہے

## (Conditions of ending status of Advocacy)

مندرجہ ذیل موارد میں وکیل کی وکالت ختم ہو جاتی ہے:

۱) عقد نکاح جاری کرنے سے پہلے مؤکل یا وکیل دونوں یا اُن میں سے کسی ایک کی موت واقع ہو جائے۔

۲) عقد نکاح جاری کرنے سے پہلے مؤکل، وکیل کو وکالت سے معزول کر دے اور معزول کرنے کی اطلاع وکیل کو دے۔

۳) عقد نکاح جاری کرنے سے پہلے مؤکل اور وکیل دونوں یا اُن میں سے کسی ایک کو دیوانگی لاحق ہو جائے یا دونوں بہ یک وقت بے ہوش ہو جائیں۔

۴) مؤکل اور وکیلِ نکاح میں سے دونوں یا کوئی ایک دین مقدس اسلام سے خارج ہو جائے۔

۵) مؤکل یا مؤکلہ نے جس کام کے لیے کسی دوسرے کو وکیل قرار دیا تھا، وکیل کے انجام دینے سے پہلے مؤکل خود اس کام کو انجام دے دے، مثلاً خود عقد نکاح کا صیغہ جاری کر دے۔

۶)وکیل اپنے آپ کو وکالت سے معزول کر دے۔

۷)وکیل اس کام کو جس کام کے لیے وکیل قرار دیا گیا تھا، عملی طور پر پایہ تکمیل تک پہنچادے۔

۸)مؤکل،وکالت کے وقت شرط رکھ دے کہ وکیل میں عدالت ہو اور وکیل فاسق ہو جائے تو وکیل کی وکالت باطل ہو جائے گی۔

۹)وکیل،مورد وکالت کام کو انجام دینے سے قاصر ہو جائے یا ممنوع التصرف قرار پائے،تب بھی وکالت ختم ہو جائے گی۔

☼☼☼☼☼

# (باب 11: Chapter)

# رضایت زوجین (طرفین کا نکاح پر راضی ہونا)

## (Between parties agreeable terms of Nikah)

### (دفعہ-11- Article)

**(دفعہ: 11، ضمن-i): رضایت شرط صحت نکاح**

طرفین (زوجین) کی نکاح پر رضامندی، نکاح کے صحیح ہونے میں شرط ہے، لہٰذا اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک یا دونوں مجبور ہوں تو نکاح صحیح نہ ہوگا، البتہ اگر بعد میں رضایت حاصل ہو جائے تو نکاح صحیح ہو جائے گا۔

**وضاحت:** ہر دوسرے عقد کی طرح نکاح میں بھی طرفین (زوجین) کی رضایت شرط ہے، پس اگر خود مرد و عورت بالغ و عاقل اور دوسری شرائط کے حامل ہوں تو ان کی اپنی اور اگر وہ مولّی علیہم (صغیر یا مجنون وغیرہ) ہوں تو ان کے اولیاء کی رضامندی، نکاح کے صحیح ہونے میں شرط ہے۔

**(دفعہ: 11، ضمن-ii): رضایت کی اقسام (Types of consent)**

رضایت دو طرح کی ہوتی ہے:

۱۔ صریح رضایت ۲۔ معنوی رضایت

اگر بالغہ اور رشیدہ لڑکی باکرہ ہو تو اس کی معنوی رضامندی ہی کافی ہے، یعنی اگر اس کے سامنے اس کا ولی شادی کا مسئلہ پیش کرے اور وہ چپ ہو جائے تو یہ اس کی معنوی رضایت پر دلالت کرتا ہے لیکن اگر لڑکی ثیّبہ (غیر باکرہ) ہو تو اس کی صریح رضامندی ضروری ہے۔

# (Chapter:12 باب)
# تعیین زوجین (طرفین عقد کا معین ہونا)

## (Condition about fixation of spouse)

## (Article -12-دفعہ)

**(دفعہ :12، ضمن۔i): شرط تعین زوجین**

عقد نکاح میں زن و شوہر کا (نام یا اشارہ سے) معین ہونا ضروری ہے، پس اگر ان کو معین نہ کیا جائے تو عقد نکاح باطل ہوگا۔

# (باب 13: Chapter)

# اختلاف جنس زوجین

## (Nikah require parties opposite sex)

### (دفعہ-13- Article)

**(دفعہ: 13، ضمن۔i): شرط اختلاف جنس زوجین**

عقد نکاح کے صحیح ہونے میں متعاقدین (زوجین) کا جنسی اختلاف بنیادی شرط ہے، یعنی دو مردوں اور اسی طرح دو عورتوں کا آپس میں نکاح نہیں ہو سکتا۔

**(دفعہ: 13، ضمن۔ii): لواط (Homosexual)**

فقہاء امامیہ کے نزدیک لواط گناہ کبیرہ اور ایسا قابل حد جرم ہے، جس کی سزا قتل ہے اور یہ قتل مندرجہ ذیل تین صورتوں میں سے کسی ایک صورت میں ہونا چاہیے:

۱۔اس قبیح فعل کے انجام دینے والے کی گردن اُڑا دینا۔

۲۔اس کو کسی بلند مقام سے گرا دینا۔

۳۔اس پر دیوار گرا دینا۔

**(دفعہ: 13، ضمن۔iii): مساحقہ کا قانون (Lesbian women)**

عورتوں میں ہم جنس بازی (مساحقہ) بھی اسلام کی نظر میں ممنوع، حرام اور قابل حد جرم ہے۔

# (باب 14: Chapter)

# نکاح اور اس کے صیغے

## (Nikah & Sections)

### (دفعہ-14 -Article)

### (دفعہ: 14، ضمن۔i): عقد کی تعریف (Definiation of Nikah)

**لغوی تعریف: (Literal definiation)**

گرہ لگانا، مضبوط کرنا، مضبوط ہونا، پکا کرنا، معاہدہ کرنا، گاڑھا ہونا، پناہ لینا، عہد و پیمان، گرہ، گانٹھ، قول و قرار و عہد۔

**اصطلاحی تعریف: (Terminological definiation)**

زوجہ (عورت) کی جانب سے ایجاب اور شوہر (مرد) کی جانب سے قبول کا نام عقد نکاح ہے۔

### (دفعہ: 14، ضمن۔ii): نکاح کا صیغہ (Sections of Nikah)

تمام اہل اسلام کے نزدیک نکاح میں ایجاب و قبول شرط ہے، فقط طرفین کی رضامندی (معاطاۃ) سے نکاح منعقد نہیں ہوتا۔

نکاح میں ایجاب کا صیغہ زوجہ کی طرف سے اور قبول کا صیغہ مرد کی طرف سے ہوتا ہے۔اور نکاح دائمی میں ایجاب کے لیے ''زوّجتُ'' اور ''انکحتُ'' کے الفاظ پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے، جبکہ قبول ''قبلتُ'' اور ''رضیتُ'' کے الفاظ کے ساتھ صحیح ہے۔

صیغہ نکاح میں مندرجہ ذیل امور کو شرط قرار دیا گیا ہے:

ا۔صیغہ نکاح ماضی کی صورت میں پڑھا جائے۔

۲۔ نکاح کے صیغوں کی ادائیگی کے وقت قصد انشاء کرنا ضروری ہے، یعنی یہ کہ میں اب نکاح کو وجود دے رہا ہوں (نہ کہ نکاح کے انعقاد کی خبر دے رہا ہوں)۔

۳۔ نکاح غیر مشروط پڑھا جائے۔ لہٰذا اگر نکاح کو کسی صفت، شرط یا کسی خاص وقت کے ساتھ مشروط کر دیں تو نکاح باطل ہے۔

## (دفعہ :14، ضمن۔iii): نکاح پڑھنے کی مختلف صورتیں

## (Different powers of reciting Nikah)

عقد نکاح کے صیغے جاری کرنے سے پہلے مستحب ہے کہ خطبہ پڑھا جائے، بطور نمونہ ہم یہاں صرف ایک خطبہ ذکر کر رہے ہیں۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

''اَلحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی مَنَّ عَلَی عِبَادِهِ بِارْتِكَابِ الطَّاعَاتِ وَأَمَرَهُم بِتَزْوِيْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالصَّلاةُ وَالسَّلامُ عَلَی سَيِّدِنَا ونَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ شَفِيْعِ المُذْنِبِين يَوْمَ العَرَصَاتِ وَآلِه وَأَحْفَادِه المَعصُومِيْن أُولِی الْكَرَامَاتِ وَالمُعْجِزَاتِ القَاهِرَاتِ.

وبَعْدُ، فَإِنَّ النِّكَاحَ سَبَبٌ لِنِظَامِ العَالَم و واسِطَةٌ لِبَقَاءِ نَسْلِ آدم كما أَمَرَ اللهُ تَعَالَی بِقَوْلِهِ: «وَأَنْكِحُوا الْأَيَامیٰ مِنْكُمْ وَالصّالِحِينَ مِنْ عِبادِكُمْ وَإِمائِكُمْ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ» وقَالَ سَيِّدُ الْعَرَبِ وَالْعَجَم و مَنْبَعُ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالكَرَمْ: «تَنَاكَحُوا وتَنَاسَلُوا تَكْثُرُوا فَإِنِّی أُبَاهِی بِكُمُ الأُمَمْ يَومَ القِيَامَةِ وَلَوْ بِالسِّقْطِ» صَدَقَ اللهُ وصَدَقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالاَئِمَّةُ عَلَيْهِمُ السَّلامُ ونَحْنُ عَلَی ذَلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْن''

خطبہ نکاح کے بعد بلا فاصلہ عقد نکاح کی صیغے (ایجاب و قبول) جاری کرنا ضروری ہیں، جن کی مختلف صورتیں بنتی ہیں، ہم یہاں فقط سات صورتیں بیان کرنے پر اکتفاء کریں گے۔

## پہلی صورت: (1st Forum)

عقد نکاح میں ایجاب عورت (دُلہن) کی طرف سے اور قبول مرد (دُولہا) کی طرف سے ہوتا ہے، لہٰذا اگر زوجین اپنا نکاح دائم خود پڑھنا چاہیں تو باہمی گفتگو، توافق، آمادگی اور تعیین حق مہر کے بعد عورت اپنے ہونے والے شوہر سے مخاطب ہو کر یہ کہے:

''أَنْكَحْتُكَ نَفْسِي عَلَى الْمَهْرِ الْمَعْلُومِ''

اس کے بعد فوراً مرد کہے: ''قَبِلتُ النِّكَاحَ لِنَفسِي عَلَى الْمَهْرِ الْمَعْلُومِ''

ایجاب: ''أَنْكَحْتُ نَفْسِي مِنْكَ عَلَى الْمَهْرِ الْمَعْلُومِ''

قبول: ''قَبِلْتُ النِّكَاحَ لِنَفْسِي عَلَى الْمَهْرِ الْمَعْلُومِ''

ایجاب: ''زَوَّجْتُ نَفسِي مِنْكَ عَلَى الْمَهْرِ الْمَعْلُومِ''

قبول: ''قَبِلْتُ التَّزْوِيْجَ لِنَفْسِي عَلَى الْمَهْرِ الْمَعْلُومِ''

ایجاب: ''أَنْكَحْتُ نَفْسِي لَكَ عَلَى الْمَهْرِ الْمَعْلُومِ''

قبول: ''قَبِلْتُ النِّكَاحَ لِنَفْسِي عَلَى الْمَهْرِ الْمَعْلُومِ''

ایجاب: ''زَوَّجْتُكَ نَفْسِي عَلَى الصِّدَاقِ الْمَعْلُومِ''

قبول: ''قَبِلْتُ التَّزْوِيْجَ وَالزَّوَاجَ لِنَفْسِي عَلَى الصِّدَاقِ الْمَعْلُومِ''

ایجاب: ''زَوَّجْتُ نَفْسِي لَكَ عَلَى الصِّدَاقِ الْمَعْلُومِ''

قبول: ''قَبِلْتُ التَّزْوِيْجَ وَالزَّوَاجَ لِنَفْسِي عَلَى الصِّدَاقِ المَعْلُومِ''

ایجاب: ''زَوَّجْتُ لَكَ نَفْسِي عَلَى الصِّدَاقِ الْمَعْلُومِ''

قبول: ''قَبِلْتُالتَّزْوِيْجَ وَالزَّوَاجَ لِنَفْسِي عَلَى الصِّداقِ الْمَعْلُومِ''

**نوٹ:** کلمہ ''المَهْر'' اور ''اَلصَّدَاق'' دونوں استعمال کئے جا سکتے ہیں، کیونکہ ان کے معنی میں کوئی فرق نہیں ہے نیز کلمات ''الْمَعْلُوم''، ''المُعَيَّن''، ''المَعْهُود''، ''المَذْكُور'' اور ''المُشَخَّص'' بھی ایک ہی معنی دیتے ہیں، لہٰذا ان میں سے کسی کو بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔

**دوسری صورت: (2nd Forum)**

جب زوجین (دُلہن اور دُولہا دونوں) کی طرف سے ایک ہی شخص کو وکیل مقرر کیا جائے، اگر دُولہا کا نام ''احمد'' اور دلہن کا نام ''فاطمہ'' ہو تو نکاح خواں کو چاہیے کہ پہلے ایجاب اور پھر قبول کے صیغے اس طرح جاری کرے۔

ایجاب: ''أَنْكَحْتُ مُوَكِّلِي اَحْمَدَ مُوَكِّلَتِي فَاطِمَةَ عَلَى الصِّدَاقِ المَعْلُومِ''

قبول: ''قَبِلْتُ النِّكَاحَ لِمُوَكِّلِي اَحْمَدَ عَلَى الصِّدَاقِ المَعْلُومِ''

ایجاب: ''زَوَّجْتُ مُوَكِّلِي اَحْمَدَ مُوَكِّلَتِي فَاطِمَةَ عَلَى الصِّدَاقِ المَعْلُومِ''

قبول: ''قَبِلْتُ التَّزْوِيجَ والزَّوَاجَ لِمُوَكِّلِي اَحْمَدَ عَلَى الصِّدَاقِ المَعْلُومِ''

## (دفعہ: 14، ضمن-iv): مستحبات نکاح

## (Requirements/Demonds/Desires of Nikah)

نکاح میں مندرجہ ذیل اُمور مستحب ہیں۔

۱۔ نکاح کو علی الاعلان پڑھنا۔

۲۔ نکاح پر گواہ بنانا (اہل بیت اطہار علیہم السلام کے نزدیک نکاح پر دو عادل گواہ قرار دینا، صحت نکاح میں شرط نہیں ہے۔)

## (دفعہ :14، ضمن ۔v): نکاح کی رجسٹریشن (Registeration of Nikah)

نکاح کی رجسٹریشن نہ تو نکاح کے صحیح ہونے میں شرط ہے اور نہ ہی اس کا حکم قرآن و حدیث سے ثابت ہے، لہٰذا نکاح کا رجسٹرڈ ہونا یا نہ ہونا، نکاح کے جائز اور صحیح ہونے پر اثر انداز نہیں ہوتا، اگرچہ پاکستان کے آرڈیننس ۸ بابت ۱۹۶۱ء کے تحت نکاح کی رجسٹریشن لازمی قرار دی گئی ہے۔

مسلم عائلی قوانین میں نکاح کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں:

۱۔ زبانی نکاح ۲۔ تحریری نکاح

مرد اور عورت کا آپس میں بطور میاں بیوی قانونی لحاظ سے تحریری اقرار نامہ تحریری نکاح کہلاتا ہے، جو کہ ہمارے ملک کے عائلی قوانین کے مطابق ضروری ہے تاکہ مختلف قسم کے مسائل اور قانونی پیچیدگیوں سے بچا جاسکے۔

پس اگرچہ نکاح کی رجسٹریشن واجب نہیں ہے، لیکن مختلف قسم کی قانونی پیچیدگیوں اور خاندانی جھگڑوں سے بچنے کے لیے نکاح کی رجسٹریشن کروانا ایک اچھا عمل ہے۔

### وضاحت: (Explanation)

مسلم عائلی قوانین میں نکاح کی بابت جو دفعات فقہ جعفری سے مطابقت نہیں رکھتی تھیں انہیں شیعہ مسلمانوں کے لئے فقہ جعفری کے مطابق ہی نافذ کرنا ہوگا شیعہ مسلمانوں پر دوسرے اسلامی فرقوں کی فقہ کے ضابطے نافذ نہ ہوں گے۔

☼☼☼☼☼

# (باب 15: Chapter)

# نکاح منقطع (غیر دائمی نکاح) (Temperary Nikah)

## (دفعہ-15- Article)

### (دفعہ: 15، ضمن۔i): تعریفات (Definiations)

**لغوی تعریف:** لفظ نکاح کا لغوی معنی باب اول میں بیان ہو چکا ہے، اور لفظ منقطع باب انفعال سے اسم فاعل ہے اور انقطاع کے معانی ''کٹ جانا، منقطع ہونا، اور وقت ختم ہونا'' کے ہیں۔

**اصطلاحی تعریف:** (Terminological definiation)

نکاح منقطع وہ نکاح ہے، جو معینہ مدت کے لیے معین و مشخّص مہر کے ساتھ منعقد ہوتا ہے۔

نکاح منقطع (غیر دائمی) وہ عقد ہے کہ جو معین مدت کے لیے ایسے مرد و عورت کے درمیان واقع ہوتا ہے کہ جن کے باہمی عقد کرنے میں ایسی کوئی شرعی رکاوٹ نہ ہو کہ جو انہیں شادی کرنے سے روکے اور یہ نکاح مرد و عورت کی طرف سے ایجاب و قبول اور معین مہر کے ساتھ منعقد ہوتا ہے۔

نکاح منقطع کو ''متعہ'' اور ''نکاح مؤجل'' بھی کہا جاتا ہے۔

### (دفعہ: 15، ضمن۔ii): شرائط (Conditions)

نکاح منقطع اکثر شرائط میں عقد دائم ہی کی طرح ہے، مثلاً دونوں میں شرط ہے کہ:

۱۔ صحیح عربی میں لفظی ایجاب و قبول پر مشتمل صیغے پڑھے جائیں۔

۲۔ صیغوں میں قصد انشاء کیا جائے۔

۳۔ متعاقدین معین اور مشخّص ہوں۔

۴۔ مرد اور عورت راضی ہوں۔

۵۔صیغہ پڑھنے والا (نکاح خوان) بالغ اور عاقل ہو۔وغیرہ

لیکن نکاح منقطع کی کچھ خاص شرائط بھی ہیں، جیسے مہر اور مدت کا ذکر کیا جانا۔

## (دفعہ :15، ضمن۔iii) :ارکان عقد منقطع

## (Discontinuation/Disconnection of Nikah)

نکاح منقطع کے مندرجہ ذیل چار ارکان ہیں:

۱)صیغہ ۲) متعاقدین ۳)مہر ۴) مدت

## (دفعہ :15، ضمن۔iv) :صیغہ

''صیغہ''وہ لفظ ہے جسے شریعت مقدسہ نے انعقاد نکاح کا ذریعہ اور وسیلہ قرار دیا ہے اور وہ لفظ ''ایجاب وقبول'' ہے۔

### ا۔الفاظ ایجاب: (Words of acceptance)

''متّعت''''زوّجت''اور''انکحت''میں سے کوئی ایک لفظ ایجاب کے لیے کافی ہے۔

### ۲۔الفاظ قبول: (..... Words of acceptance)

قبول کے لیے وہ الفاظ کافی ہیں جو قبول کے مفہوم اور راضی ہونے پر دلالت کریں، جیسے ''قَبِلتُ النِّکَاحَ'' یا ''قَبِلْتُ التَّزْوِیْجَ'' وغیرہ۔لیکن صرف ''قَبِلْتُ'' یا ''رَضَیْتُ'' یا ''قبلتُ و رضیتُ'' کہہ دینا بھی کافی ہے۔

### 3۔شرائط الفاظ ایجاب وقبول):

## (Condition of words acceptance)

ایجاب اور قبول کے الفاظ میں شرط ہے کہ:

۱)ماضی کے صیغے ہوں۔ ۲)قصد انشاء کیا جائے (یہ قصد ہو کہ ان الفاظ کے ساتھ اس عقد کو منعقد کیا جارہاہے)۔ ۳)عربی زبان میں ہوں۔

۴) ایجاب و قبول کے درمیان موالات کی رعایت کی جائے۔(یعنی ایجاب و قبول پے در پے ہوں اور ان کے درمیان قابل اعتناء فاصلہ نہ ہو)

۵) مُنَجّزٌ(غیر مشروط)ہوں۔

عقد میں قصد انشاء معتبر ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ایجاب کرنے والا اپنے قول ''اَنْکَحْتُ'' اور ''زَوَّجْتُ'' کے ذریعے عقد نکاح وازدواج کو واقع کرنے اور قبول کرنے والا اپنے قول ''قبلتُ'' کے ذریعے اس مفہوم کو قبول کرنے کا قصد رکھتا ہو۔

## ۴۔ کیفیت عقد: (Condition/Status/Situation of Nikah)

عقد منقطع کے پڑھنے کا طریقہ عقد دائم ہی کی طرح ہے، لیکن فرق یہ ہے کہ اس کے صیغوں میں ''فِی الْمُدَّۃِ الْمَعْلُوْمَۃِ عَلَی الْمَھْرِالْمَعْلُوم'' کا ذکر کیا جانا ضروری ہے نیز یہ عقد لفظ ''مَتَّعْتُ'' کے ساتھ بھی پڑھا جاسکتا ہے، اس عقد کے پڑھے جانے کی مختلف صورتیں ہیں جن میں سے بعض کو نمونے کے طور پر یہاں بیان کیا جاتا ہے:

### پہلی صورت: (First forum)

اگر مرد اور عورت خود عَقْدِ مُتعَہ پڑھنا چاہیں تو مہر اور مدّت کی تعین کے بعد پہلے عورت کہے: ''اَنْکَحْتُکَ نَفْسِی فِی الْمُدَّۃِ الْمَعْلُومَۃِ عَلَی الْمَھْرِالْمَعْلُوم''

اسکے بعد بلا فاصلہ مرد کہے: ''قَبِلتُ النِّکَاحَ فِی الْمُدَّۃِ الْمَعْلُومَۃِ عَلَی الْمَھْرِ الْمَعْلُومِ''

ایجاب: ''زَوَّجْتُکَ نَفْسِی فِی الْمُدَّۃِ الْمَعْلُومَۃِ عَلَی الْمَھْرِ الْمَعْلُومِ''

قبول: ''قَبِلتُ التَّزْوِیْجَ فِی الْمُدَّۃِ الْمَعْلُومَۃِ عَلَی الْمَھْرِ الْمَعْلُومِ''

ایجاب: ''مَتَّعْتُكَ نَفْسِی فِی الْمُدَّةِ الْمَعْلُومَةِ عَلَی الْمَهْرِ الْمَعْلُومِ''

قبول: ''قَبِلتُ التَّمْتِیْعَ فِی الْمُدَّةِ الْمَعْلُومَةِ عَلَی الْمَهْرِ الْمَعْلُومِ''

ایجاب: ''اَنْکَحْتُكَ وَمَتَّعْتُكَ نَفْسِی فِی الْمُدَّةِ الْمَعْلُومَةِ عَلَی الْمَهْرِ الْمَعْلُومِ''

قبول: ''قَبِلتُ النِّکَاحَ وَالتَّمْتِیْعَ فِی الْمُدَّةِ الْمَعْلُومَةِ عَلَی الْمَهْرِ الْمَعْلُومِ''

### (دفعہ: 15، ضمن-v): متعاقدین

### (Upcoming spouse to be the couple)

عقد نکاح میں متعاقدین (زوجین) کو نام، اشارہ یا کسی اور وصف کے ذریعہ اس طرح معین کرنا شرط ہے کہ وہ دوسروں سے الگ ہو جائیں۔ نیز جس عورت سے نکاح منقطع کیا جارہا ہے اس کا مسلمان یا کتابیہ ہونا شرط ہے، اس لئے کہ کافرہ غیر کتابیہ، مشرکہ، مرتدّہ اور ناصبیہ سے کسی بھی صورت میں نکاح (دائمی ہو یا منقطع) جائز نہیں ہے۔ بطور کلی ہر وہ عورت جس سے نکاح دائم جائز نہیں ہے اس سے نکاح منقطع بھی جائز نہیں ہے، البتہ کتابیہ سے متعہ کیا جاسکتا ہے اگرچہ اس سے نکاح دائم نہیں کیا جاسکتا۔

### (دفعہ: 15، ضمن-vi): مہر (Dower)

نکاح منقطع میں مہر کا ذکر کرنا شرط ہے پس اگر ایسا نہ کیا جائے تو عقد باطل ہو جائے گا۔

### (دفعہ: 15، ضمن-vii): مدت (Duration)

عقد منقطع میں مدت کا ذکر کیا جانا شرط ہے، پس جان بوجھ کر یا بھولے سے مدت کے ذکر نہ کئے جانے کی صورت میں متعہ باطل ہو جائے گا اور یہ عقد، نکاح دائمی میں تبدیل ہو جائے گا۔

## (دفعہ :15، ضمن-viii): عقد منقطع کے آثار و احکام

## (Traces and orders about temporary Nikah)

نکاح منقطع اور نکاح دائم اکثر آثار و احکام میں مشترک ہیں، لیکن بعض میں مختلف ہیں مثلاً: عقد منقطع میں طلاق، لِعَان اور اِیْلَاء نہیں ہیں۔(ان کی تفصیل کتاب الطلاق میں آئے گی)

توارث، نفقہ اور حق استمتاع کا وجوب اس بات پر موقوف ہے کہ عقد میں ان کی شرط رکھی جائے (جیسا کہ بعد میں بیان ہوگا) بطورِ کلی عقد منقطع میں مرد اور عورت ہر قسم کی شرط رکھ سکتے ہیں، سوائے اس شرط کے جو عقد کے بطلان یا اس کے مُعَلَّقْ ہونے کا باعث بنے۔

### ا۔ باکرہ سے عقد میں ولی کی اجازت

### (Permission of guardian with a virgin)

باکرہ لڑکی سے عقد منقطع کرنے کے لیے اس کے ولی کی اجازت ضروری ہے۔

### ۲۔ صغیرہ کے ساتھ عقد منقطع

### (Teporary Nikah with an inminor/Under age girl)

صغیرہ (نابالغ بچی) کے ساتھ اس کے ولی کی اجازت سے عقد منقطع کیا جاسکتا ہے، لیکن بالغ ہونے سے پہلے اس کے ساتھ دخول جائز نہیں ہے۔

### 3۔ جواز عزل اور بچے کا الحاق

### (Connection in the coitus interruptus)

عقد متعہ میں بیوی کی اجازت کے بغیر عزل (منی کو رحم سے باہر خارج کرنا) جائز ہے، لیکن اگر وہ حاملہ ہو جائے تو بچہ شوہر کے ساتھ ملحق ہوگا۔ اور اس پر عقد دائم کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بچے کے احکام جاری ہوں گے۔

### ۴۔ طلاق: (Divorce)

i) عقد متعہ میں طلاق نہیں ہے، اس لیے کہ اس میں ابتداء ہی سے مدّت معین کی جاتی ہے، لہٰذا مدت ختم ہو جانے یا مدت کے بخش دیئے جانے کی صورت میں عورت مرد سے جدا ہو جائے گی۔

### ۵۔ عدّت: (Iddat)

i) نکاح منقطع میں مرد اگر معینہ مدت کے دوران بیوی سے مقاربت نہ کرے، یہاں تک کہ مدت ختم ہو جائے یا ہمبستری کئے بغیر اسے مدت بخش دے تو اس پر عدت گزارنا واجب نہیں ہے، لیکن اگر ہمبستری کے بعد مدت ختم ہو یا مرد اسے بخش دے اور عورت نابالغ اور یائسہ بھی نہ ہو تو اس پر عدت گزارنا واجب ہے۔

ii) عدت متعہ کی مدت دو حیض ہے اور اگر عورت کو حیض نہ آتا ہو، جبکہ اس کی عمر حیض کی متقاضی ہو تو اس کی عدت ۴۵ دن ہے۔

iii) جس طرح نکاح دائمی میں اگر بیوی حاملہ ہو تو طلاق کی صورت میں اس کی عدّت وضع حمل ہے، اسی طرح نکاح منقطع میں اگر بیوی حاملہ ہو تو متعہ کی مدّت ختم ہونے یا شوہر کی طرف سے مدت بخش دیئے جانے کی صورت میں، اس کی عدّت بھی وضع حمل ہے۔

iv) شوہر کی موت کی صورت میں اگر بیوی حاملہ نہ ہو تو اس کی عدت وفات، چار ماہ دس دن ہے، لیکن حاملہ ہونے کی صورت میں وضع حمل اور عدت وفات میں سے جو مدت زیادہ ہو، نکاح دائم کی طرح یہاں بھی اسی کی رعایت کی جائے۔

### ۶۔ وراثت: (Inheritance)

نکاح غیر دائمی میں میاں بیوی ایک دوسرے کے وارث نہیں بنتے، مگر یہ کہ وراثت کو متعہ میں شرط قرار دیں۔

**۷۔ نفقہ: (Maintenance/Allowance/Alimony)**

دو صورتوں کے علاوہ (جن کا ذکر تبصرہ 2 میں آئے گا) عقد متعہ میں بیوی نفقہ کا حق نہیں رکھتی۔

**۸۔ استمتاع: (Entertainment/Enjoyinal)**

i) نکاح متعہ میں مرد پر عورت کے ساتھ جنسی روابط اور تعلقات برقرار رکھنا ضروری نہیں ہے۔ لیکن بیوی کے لیے ضروری ہے کہ وہ بغیر عذر شرعی کے شوہر کو تمکین سے نہ روکے۔

ii) متعہ میں عورت کے ساتھ عقد کرنے میں اگرچہ لذّت کا حصول مقصود نہ بھی ہو پھر بھی عقد صحیح ہے۔

iii) اگر متعہ کی مدت طویل ہو تو دائمی بیوی کی طرح اس سے بھی چار مہینے سے زیادہ عرصہ کے لئے ہمبستری ترک کرنا جائز نہیں ہے۔

# (باب16: Chapter)

# نکاح مسیار کا قانون

## (Type of contract Marriage)

### (دفعہ-16- Article)

**(دفعہ :16، ضمن۔i): مسیار کے علل واسباب**

نکاح مسیار کی پیدائش اور اس کی طرف توجہ ورغبت اور میلان ورجحان کے بہت سے عوامل بیان کئے گئے ہیں، جن میں سے اہم ترین مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ شادی کی عمومی عمر والی عورتوں کی کثرت۔

۲۔ مطلّقات، بیوگان اور ان جیسی مخصوص حالات کی شکار خواتین کی بہتات۔

۳۔ اکثر بیویاں خاوند کی ایک سے زیادہ شادی کی مخالفت کرتی ہیں، جس بناپر وہ نکاح مسیار کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے تاکہ پہلی بیوی کو اس کا علم نہ ہو سکے، چونکہ دوسری بیوی نے اپنے میکے ہی میں رہنا ہوتا ہے۔

۴۔ بعض مردوں کی عفّت وعصمت اور حلال فائدہ حاصل کرنے کی طرف رغبت، جو اُن کے مخصوص حالات کے موافق ہو۔

۵۔ بعض لوگوں کا شادی کے اخراجات اور ذمہ داریوں سے فرار۔

۶۔ کچھ لوگ تعلیم، تجارت یا ملازمت کے سلسلے میں دوسرے شہروں یا ملکوں کا سفر کرتے ہیں اور بعض اوقات مہینوں اور سالوں تک انہیں اپنے اہل وعیال سے دور رہنا پڑتا ہے جس وجہ سے وہ مسیار کا رخ کرتے ہیں۔

☼☼☼☼☼

# (باب 17:Chapter)

# نکاح موقوف

## (دفعہ-17- Article)

### (دفعہ: 17، ضمن۔i): نکاح موقوف کی تعریف

ایسا نکاح جو شریعت مقدسہ اسلام کے مطابق ہو لیکن اس میں کوئی ایسی شرط مفقود ہو کہ اس شرط کے پورا ہونے پر ہی وہ نکاح نافذ ہو سکتا ہو۔

### (دفعہ: 17، ضمن۔ii): نکاح موقوف کی اقسام

نکاح موقوف کی تین اقسام ہیں:

i)اجازت پر موقوف نکاح ii)رضامندی پر موقوف نکاح iii) تحلیل (حلالہ) پر موقوف نکاح

# اجازت پر موقوف نکاح

### (دفعہ: 17، ضمن۔iii): اجازت پر موقوف نکاح کے موارد

اجازت پر موقوف نکاح کے مندرجہ ذیل موارد ہیں:

۱۔ نکاح فضولی۔

۲۔ باکرہ کا نکاح۔

۳۔ مجنون (دیوانہ) کا نکاح۔

۴۔ نابالغ کا نکاح۔

۵۔ زوجہ کی بھتیجی یا بھانجی سے نکاح۔

## (دفعہ: 17، ضمن۔iv): نکاح فضولی کی تعریف

ایسا نکاح جو ولی اور وکیل کے علاوہ کسی اور کی طرف سے واقع ہوا ہو، ''نکاح فضولی'' کہلاتا ہے اور وہ عقد بھی فضولی ہی کہلائے گا، جو ولی یا وکیل کی طرف سے تو واقع ہوا ہو لیکن ولی نے مولیٰ علیہ کی مصلحت کا خیال نہ رکھا ہو یا وکیل نے اپنے موکل کے کہنے کے برعکس کسی اور سے عقد کر دیا ہو۔

## (دفعہ: 17، ضمن۔v): نکاح فضولی کا حکم

نکاح فضولی کی صحت صاحبِ عقد کی اجازت پر موقوف ہے۔ اب اس میں فرق نہیں کہ یہ نکاح دونوں (زوجین) کی طرف سے فضولی ہو یا صرف ایک کی طرف سے، نیز معقود علیہ صغیر ہو یا بالغ، عاقد (نکاح خواں)، معقود علیہ کا قریبی (رشتہ دار) ہو، جیسے بھائی، چچا اور ماموں یا اجنبی۔

## (دفعہ: 17، ضمن۔vi): باکرہ کا نکاح (تعریفات) (Nikah of a virgin)

**لغوی تعریف:** ''بِکر'' اور ''باکرہ'' نئی اور پہلی چیز کو کہا جاتا ہے، اسی طرح اس کنواری لڑکی اور دوشیزہ کو بھی ''بِکر'' اور ''باکرہ'' کہا جاتا ہے جس سے ابھی تک مباشرت نہ کی گئی ہو۔

**اصطلاحی تعریف:** وہ عورت کہ جس کے ساتھ عقد صحیح یا ایسے عقد فاسد کے ساتھ کہ جس پر عقد صحیح کا حکم جاری ہوتا ہو، مباشرت نہ کی گئی ہو۔

## (دفعہ: 17، ضمن۔vii): باکرہ کے نکاح کا حکم (Order of virgin Nikah)

وہ لڑکی جو بالغہ ورشیدہ ہے، یعنی اپنی مصلحت جانتی ہے اگر وہ باکرہ ہو تو ضروری ہے کہ شادی کے لیے اپنے باپ یا دادا سے اجازت لے۔

## (دفعہ: 17، ضمن۔viii): مجنون (دیوانہ) کا نکاح (تعریفات)

## (Nikah of a Mad/Insane)

**لغوی تعریف:** ''جَنّ'' چھپایا، ''جُنّ'' چھپایا گیا۔

''جُنَّ فھو مجنون'' چھپایا گیا، پس وہ مجنون یعنی دیوانہ ہو گیا۔

**اصطلاحی تعریف:** مجنون: پاگل، دیوانہ، دیوزدہ، پوشیدہ، چھپاہوا، فاقد العقل

## (دفعہ: 17، ضمن۔ix): مجنون (دیوانہ) کے نکاح کا حکم

## (Order about the Nikah of on Insane)

وہ دیوانہ جو جنون کی حالت میں بالغ ہوا ہو تو اس کے عقد نکاح کا صحیح ہونا، اُس کے شرعی ولی کی اجازت پر موقوف ہے، یہی حکم سفیہ کے لیے بھی ہے۔ البتہ مرگی کی بیماری اس حکم میں شامل نہیں ہے۔

## (دفعہ: 17، ضمن۔x): نابالغ کا نکاح

## (Nikah of an underage)

نابالغ لڑکی اور نابالغ لڑکے کا نکاح بالغ ہونے کے بعد انکی اجازت پر موقوف ہے، جبکہ انکے اولیاء کی طرف سے کئے گئے نکاح میں مصلحت نہ ہو۔

## (دفعہ: 17، ضمن۔xi): زوجہ کی بھتیجی یا بھانجی سے نکاح

## (Nikah with the niece or nephew of wife)

بیوی کی اجازت کے بغیر اُس کی بھتیجی یا بھانجی سے کئے گئے نکاح کی صحت، بیوی کی اجازت پر موقوف ہے، اس میں فرق نہیں کہ دونوں نکاح دائمی ہوں یا منقطع (متعہ) یا ایک دائمی اور دوسرا منقطع، چاہے زوجہ کے ساتھ ان کا رشتہ نسبی ہو یا رضاعی۔

# رضامندی پر موقوف نکاح

## (Approach of Nikah after consent)

### (دفعہ: 17، ضمن۔xii): رضامندی پر موقوف نکاح کے موارد

رضامندی پر موقوف نکاح کے تین موارد ہیں:

۱۔ مکرَہ کا نکاح ۲۔ معیوب کا نکاح ۳۔ مدلّس یا مدلّسہ کا نکاح

### (دفعہ: 17، ضمن۔xiii): مکرَہ کا نکاح (مجبور کا نکاح)

### (Nikah of Compelled /Helpless)

مُکرَہ اور مجبور شخص کا نکاح جبر و اکراہ اُٹھ جانے کے بعد اس کی رضامندی پر موقوف ہے، اگر وہ راضی تو عقد صحیح و گرنہ باطل ہوگا۔

### (دفعہ: 17، ضمن۔xiv): معیوب کا نکاح

### (Nikah of an Improper/Dyechie)

عقد نکاح کے بعد کسی موجب فسخِ عقد، عیب کی اطلاع حاصل ہو جانے پر عقد کی صحت، فریق ثانی کی رضامندی پر موقوف ہے۔

### (دفعہ: 17، ضمن۔xv): مدلّس یا مدلّسہ کا نکاح (تعریفات)

### لغوی تعریف: (Literally definition)

تدلیس (Fraud) کا لغوی معنی ''عیب کا چھپانا اور مخفی کرنا'' ''دھوکہ اور فریب دینا'' ہے۔

**اصطلاحی تعریف: (Conventional definition)**

خریدار سے جنس کے عیب چھپانے کو تدلیس کہتے ہیں۔ فریب کاری و دھوکہ دہی کے ذریعہ مرد اور عورت میں پائے جانے والے عیب اور نقص کو چھپایا جائے یا ان میں نہ پائے جانے والے کمال اور خصوصیت کا اظہار کیا جائے۔

شادی بیاہ یا کسی دوسرے معاملہ میں ایسی تعریف و توصیف کرنا کہ طرفِ مقابل دھوکہ کھا جائے، تدلیس کہلاتا ہے۔ اسی طرح عورت میں کسی عیب کی موجودگی کے باوجود سکوت اختیار کیا جائے کہ مرد کو عورت کے بے عیب ہونے کا اطمینان ہو جائے، تب بھی تدلیس صادق آتی ہے۔

**(دفعہ: 17، ضمن۔xvi): مدلّس یا مدلّسہ کے نکاح کا حکم**

**(Tacky Nikah order deception in hickey Inspection)**

تدلیس کی صورت میں کیا گیا نکاح، طرفِ مقابل کی رضامندی پر موقوف ہے، مثلاً: عورت یا مرد میں کوئی عیب ہو اور اُسے چھپایا جائے یا کسی ایسی صفت کا اظہار کیا جائے، جو در حقیقت اس میں موجود نہ ہو اور نکاح کے بعد حقیقت آشکارا ہو جائے، تو ایسا نکاح طرفِ مقابل کی رضا مندی پر موقوف ہے۔ طرفین عقد میں سے اگر کوئی اپنے آپ کو صفت کمال مثلاً شرافت، حسب و نسب، حُسن و جمال اور یکارت وغیرہ سے متّصف ظاہر کرے یا ان چیزوں کی شرط رکھی گئی ہو، جبکہ مذکورہ صفات اس میں موجود نہ ہوں، تب بھی "تدلیس" صادق آتی ہے۔

# تحلیل (حلالہ) پر موقوف نکاح

## (Nikah often splash in for a divorced couple)

### (دفعہ: 17، ضمن۔xvii): تحلیل پر موقوف نکاح کا مورد

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو تین بار طلاق رجعی دے، تو تیسری طلاق کے بعد وہ عورت اُس شخص پر عارضی طور پر حرام ہو جاتی ہے۔

**وضاحت:** تحلیل (حلالہ) کے لیے ضروری ہے کہ تین طلاقوں میں سے دو طلاقیں رجعی ہوں، پس اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو تین بار طلاق رجعی دے، خواہ پہلی دو طلاقوں کے بعد اُس نے عدّت میں رجوع کر لیا ہو یا رجوع نہ کیا ہو، بلکہ عدّت ختم ہونے کے بعد از سر نو عقد جدید کیا ہو، تو تیسری طلاق کے بعد وہ عورت اپنے شوہر پر عارضی طور پر حرام ہو جاتی ہے۔ البتہ اگر وہ عورت کسی دوسرے شخص سے تمام شرائط کے ساتھ نکاح دائم کرنے کے بعد (طلاق یا شوہر کی موت کی وجہ سے) جدا ہو جائے، تو وہ عدّت گزارنے کے بعد سابقہ شوہر سے از سر نو شادی کر سکتی ہے۔ (اس کو عرف عام میں حلالہ کہتے ہیں)۔

### (دفعہ: 17، ضمن۔xviii): تحلیل (حلالہ) کی شرائط

## (Conditions and Stipulation)

تحلیل (حلالہ) کے لیے درج ذیل شرائط کا موجود ہونا ضروری ہے:

۱۔ محلِّل بالغ ہو۔

۲۔ وہ عورت سے دائمی نکاح کرے۔

۳۔ عورت کے ساتھ صحیح مجامعت واقع ہو، (یعنی دوسرا شوہر قُبل میں دخول کرے۔)

۴۔ طلاق یا فسخ کے ذریعہ جدا ہو جائے یا دوسرا شوہر مر جائے۔

۵۔ عدّت (طلاق یا وفات) گزارے۔

### ۱۔ محلِّل بالغ ہو: (Puberty of to be husband)

محلِّل کے لیے بالغ ہونا شرط ہے، قبل از بلوغ کوئی بچہ محلِّل واقع نہیں ہو سکتا، اگرچہ وہ ممیز ہی کیوں نہ ہو۔

### ۲۔ دائمی نکاح کرے: (Permanent Nikah)

محلِّل کے لیے شرط ہے کہ وہ عورت کے ساتھ عقد دائمی کرے نہ کہ عقد انقطاعی، عقد انقطاعی کی صورت میں وہ عورت اپنے پہلے شوہر پر حلال نہیں ہو گی۔

### ۳۔ صحیح مجامعت واقع ہو:

### (Existence/Accuracy of perfect Intercourse)

محلِّل کے لیے شرط ہے کہ وہ عقد دائمی کے بعد اُس عورت کے ساتھ ہمبستری بھی کرے، اگر دخول کئے بغیر عورت سے جدا ہو جائے تو وہ عورت اپنے پہلے شوہر پر حلال نہیں ہو گی اور شرط یہ ہے کہ دوسرا شوہر دخول بھی قُبل میں کرے، دُبر میں دخول کرنا کافی نہیں ہے۔

**وضاحت:** دخول میں شرط یہ ہے کہ صحیح مجامعت واقع ہو، یعنی کم از کم آلہ تناسل کا اگلا حصہ (ختنہ گاہ) داخل ہو یا جس کا آلہ تناسل کٹا ہوا ہو تو وہ ختنہ گاہ کی مقدار برابر آلہ تناسل داخل کرے کہ جس سے غسل واجب ہو جاتا ہے اور احتیاط یہ ہے کہ انزالِ منی بھی ہو۔

### ۴۔ طلاق یا فسخ کے ذریعہ جدا ہو جائے یا دوسرا شوہر مر جائے:

### (Though Divorce/Breaking the marriage in death of second husband)

عورت دوسرے شوہر (محلِّل) سے مباشرت واقع ہو جانے کے بعد طلاق یا فسخ نکاح کے ذریعہ جدا ہو جائے یا دوسرے شوہر کی موت واقع ہو جائے۔

## ۵۔عدّت (طلاق یا وفات) گزارے: (After Iddat)

دوسرے شوہر (محلِّل) سے جدائی کے بعد ضروری ہے کہ عورت عدّت (طلاق یا وفات) گزارے، جو طلاق کی صورت میں تقریباً تین ماہ اور وفات کی صورت میں چار ماہ دس دن ہے۔

# (باب 18: Chapter)
# نکاح باطل کا قانون

## (Definition False/Worthless Nikah)

### (دفعہ-18- Article)

### (دفعہ: 18، ضمن۔i): نکاح باطل کی تعریف

[i] نکاح باطل ایسا نکاح ہے جس میں نکاح صحیح کی کوئی بنیادی شرط مفقود ہو۔

[ii] نکاح باطل وہ ہے جو از خود ناجائز ہو اور جس کی ممانعت دائمی اور قطعی طور پر کی گئی ہو۔ جس کی وضاحت ایف ڈی ملّا نے اپنی کتاب محمڈن لاء کی دفعات ۲۶۰۔۲۶۱۔۲۶۲ کے تحت کی ہے کہ محرمات بوجہ قرابت یا رضاعت میں شامل ہوں، تو ایسی عورتوں سے نکاح منع ہے اور اسی وجہ سے نکاح باطل ہے۔

### وضاحت: (Explanation)

[i] شیعہ حضرات کے نزدیک نکاح یا جائز ہوگا یا باطل، اس کی تیسری صورت نہیں ہے، جبکہ احناف کے ہاں محمڈن لاء کی دفعہ ۲۶۴ میں فاسد اور باطل نکاح کا فرق بیان ہوا ہے کہ نکاح فاسد حضرات اہل سنت کے نزدیک شرعی حیثیت رکھتا ہے، لیکن اہل تشیع اسے تسلیم نہیں کرتے اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ جب اللہ رب العزّت نے چار بیویوں سے بیک وقت نکاح کا حکم دیا ہے تو پھر پانچویں بیوی سے نکاح کرنا، قرآن وسنّت کے مطابق جائز ہی نہیں ہے، تو اہل سنت حضرات ایسے نکاح کو باطل نہیں بلکہ فاسد نکاح یعنی (Irregular Marriage) قرار دیتے ہیں، جسے اہل تشیع اور اہل حدیث حضرات تسلیم نہیں کرتے۔

[ii] اہل سنت کا نظریہ یہ ہے کہ نکاح فاسد اس لیے باطل قرار نہیں دیا جاسکتا کہ اُس وجہ کو رفع کر دینے سے، جس کی وجہ سے باطل سمجھا جاتا ہے، مابعد فاسد جائز قرار پائے گا۔ مثلاً پانچ بیویوں

میں سے کسی ایک کو طلاق نافذ کرنے سے رکاوٹ دُور ہو جائے گی یا دوران عدّت کیا گیا نکاح، عدّت کی مدت ختم ہو جانے پر یہی نکاح فاسد جائز قرار پائے گا۔ فقہ جعفری میں اس کی کوئی شرعی وجوہ نہیں ہیں، یا نکاح جائز ہے یا حرام۔ لفظ فاسد سے حرام کو حلال قرار نہیں دیا جا سکتا۔

## (دفعہ :18، ضمن۔ii): صحیح نکاح کی بنیادی شرط

## (Basic condition of a true Nikah)

صحیح نکاح کی بنیادی شرط یہ ہے کہ زوجین کے درمیان اسباب حرمت میں سے کوئی سبب نہ پایا جائے، ورنہ نکاح باطل ہو گا۔

## (دفعہ :18، ضمن۔iii): نکاح باطل کی اقسام

## (Kinds of False Nikah)

نکاح باطل کی متعدّد اقسام ہیں جن میں سے بعض باب ۲-۳-۴ (تحریم نکاح دائمی اور عارضی کے اسباب) اور باب ۵ کی ضمنی دفعات ح، ط اور ی کے تحت تفصیل سے بیان کی جا چکی ہیں، یہاں مزید چند اقسام کا بیان ہے۔

## ا۔ نکاح شغار

**لغوی تعریف:** شغار مادہ ''شغر'' سے ''رفع'' کے معنی میں ہے، یعنی کسی چیز کا اُٹھانا یا خالی کرنا، جیسے کہا جاتا ہے: ''شغرالکلب'' یعنی ''کتے کا پیشاب کے وقت ایک پاؤں اٹھانا'' یا ''شغر البلد'' یعنی ''کسی شہر کا لوگوں سے خالی ہو جانا''

**اصطلاحی تعریف:** نکاح شغار یہ ہے کہ دو عورتوں کی دو مردوں سے شادی کی جائے اس طرح سے کہ ایک کا مہر دوسری کا نکاح قرار دیا جائے۔

# نکاح شغار کا حکم

اجماع فقہاءاور روایات کی روشنی میں ایسا نکاح باطل ہے۔

### ۲۔ تکمیل عدد (چار سے زیادہ زوجات): (Completely the number)

چار دائمی بیویوں کے ہوتے ہوئے پانچویں عورت سے دائمی نکاح کرنا، حرام اور باطل ہے۔

### ۳۔ متعدد شوہر: (Multiple husbands)

ایک مسلمان عورت کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ ایک وقت میں ایک سے زیادہ مردوں کی زوجہ ہو۔ کسی ایسی عورت کیساتھ نکاح جس کا شوہر زندہ ہو اور جس کو اُس نے طلاق نہ دی ہو، شرعاً نکاح باطل ہے۔ اسے محمڈن لاء کی دفعہ 256 میں بھی ذکر کیا گیا ہے۔

### کافر سے نکاح کا حکم: (Nikah with a Non-Muslim)

[i] کسی مسلمان عورت کو کسی بھی کافر مرد، چاہے وہ کافر حربی ہو یا کافر ذمی، کافر کتابی (یہودی و عیسائی) ہو یا کافر غیر کتابی کے ساتھ نکاح دائمی یا نکاح منقطع (متعہ) کی شرعاً اجازت نہیں ہے۔ لیکن مسلمان مرد کتابیہ (یہودی و عیسائی) عورت سے فقط نکاح منقطع کر سکتا ہے، جبکہ نکاح دائمی کرنا جائز نہیں ہے۔

### مرتد سے نکاح کا حکم: (Nikah with a Apostale/ Dissension)

[ii] ارتداد اگر مسلمان مرد کی جانب سے ہو کہ شادی کے وقت وہ مسلمان تھا اور اس کے بعد اسلام سے انحراف کر کے کسی اور مذہب کا پیروکار بن گیا، تو ایسے شخص کی زوجہ کا نکاح فی الفور منفسخ ہو جائے گا۔ لیکن اس سے پیدا ہونے والی اولاد باپ سے ورثہ پائے گی اور عورت دوران عدّت اپنا نان و نفقہ حاصل کرے گی، لیکن مرتد خاوند سے ورثہ مفقود ہو گا۔

# (باب 19: Chapter)

# لواطت کے احکام

## (Order about Homosexuality)

### (دفعہ-19 Article)

### (دفعہ: 19، ضمن۔i): تعریفات (Definitions)

**۱۔لغوی تعریف: (Literal Definition)**

لواط کا اصلی لغوی معنی ''چپکنا، چپکانا، چھپانا اور ملانا'' کے ہیں۔

**۲۔اصطلاحی تعریف: (Terminological Definition)**

مرد کے کسی مرد یا مرد کے کسی لڑکے کے ساتھ بد فعلی (عمل شنیع قوم لوط) کرنے کو شرعی اصطلاح میں ''لواط'' کہتے ہیں۔

**۳۔قانونی تعریف: (Legel Definition)**

لواطت یا اغلام (Sodomy)۔(مجرمانہ خلاف فطرت جماع)، لیکن قانون میں اس کی وسیع تعبیر کی گئی ہے، چنانچہ نہ صرف مرد کا مرد کے ساتھ ہم صحبت ہونا، بلکہ مرد کا عورت کے ساتھ غیر فطری طور پر ہم صحبت ہونا یا مرد یا عورت کا کسی جانور کے ساتھ صحبت کرنا''لواطت'' کہلاتا ہے اور اسے (Burggery) بھی کہتے ہیں۔پاکستان کے قانون میں حدود آرڈیننس کی دفعہ 12 اور تعزیراتِ پاکستان ۱۸۶۰ء، دفعہ 377 کے تحت یہ لائق تعزیر جرم ہے۔

## (دفعہ :19، ضمن۔ii) :لواط کی حُرمت

## (Unlawfulness of Homosexuality how sanctity as a forbidden)

لواط کی حرمت ضروریات دین میں سے ہے کہ جس کی حرمت پر قرآن کریم، سنّت پیغمبر اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کی پاک آلؑ کی احادیث دلالت کرتی ہیں۔

## (دفعہ :19، ضمن۔iii) : حکم لواط

## (Order about homosexual)

لواط کرنے سے فاعل، مفعول کی ماں، بہن اور بیٹی سے ہمیشہ کے لئے نکاح نہیں کر سکتا ہے، نیز اس حکم میں مفعول کی رضاعی ماں، بہن اور بیٹی بھی شریک ہیں۔

# (باب20:Chapter)

# تعدّد ازواج کا قانون (Polygyny)

## (دفعہ-20- Article)

**(دفعہ :20، ضمن۔i) : تعدّد ازواج**

مسلمان مرد ایک ہی وقت میں زوجات کے درمیان عدالت کی رعایت کرتے ہوئے، نکاح دائم میں چار بیویاں رکھ سکتا ہے، جبکہ پانچواں دائمی نکاح حرام اور باطل ہے۔

**وضاحت:** تعدّد زوجات اسلام کی نظر میں ہر مرد پر واجب اور ضروری نہیں ہے، بلکہ یہ عمل اُس مرد کے لیے جائز ہے جو زوجات کے درمیان عدالت برقرار کر سکے اور یہاں عدالت بھی کھانے پینے کی چیزوں، لباس، رہائش کے لیے مناسب گھر اور شب خوابی میں ہونا ضروری ہے اور یہ انسان کے لیے ممکن ہے۔

# (باب 21:Chapter)

# حق مہر کا قانون (Law of Dower)

## (دفعہ-21- Article)

### (دفعہ: 21، ضمن-i): تعریفات

**ا۔ لغوی تعریف:** مہر کا لغوی معنی ''بدلہ، معاوضہ اور اجرت'' ہے۔ مہر کی جمع ''مہور'' ہے اور اسے ''صداق'' بھی کہا جاتا ہے۔

**۲۔ اصطلاحی تعریف:** مسلمان مرد کے کسی حلال مال یا عمل کو نکاح زوجہ کے عوض قرار دینے کو مہر کہا جاتا ہے۔

**۳۔ قانونی تعریف:**

[i] مہر وہ نقد رقم یا جائیداد وغیرہ ہے جو بیوی شوہر سے بعوض نکاح پانے کی مستحق ہوتی ہے۔

[ii] لاہور ہائیکورٹ نے حق مہر کی تعریف اپنے فیصلہ میں کچھ یوں کی ہے: حق مہر، جائیداد، بدل یا مال مراد ہے جس کی ادائیگی بوقت نکاح خاوند بیوی کو کرتا ہے یا اُس کا تعین کر لیا جاتا ہے اور حسب وعدہ اُس کی ادائیگی کی جاتی ہے۔

[iii] مہر اُس مالی منفعت کا نام ہے جو شرعاً زوجہ اپنے شوہر سے بعوض نکاح پانے کی مستحق ہوتی ہے۔ مہر میں مال کا تصور بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ کیونکہ مہر سے اصل مقصود مال ہے۔ مہر دراصل اُس مال کا نام ہے جو عورت کو نکاح میں اُس سے استمتاع کے عوض دیا جاتا ہے، خواہ نکاح صحیح ہو یا فاسد یا وطی بالشبہ ہو۔ فتاویٰ قاضی خان میں اس کو ''مِلكِ بُضع'' کا بدل کہا گیا ہے۔

**۴۔ لفظِ مہر کا قرآن میں استعمال: (The word Mehr in Quran)**

قرآن کریم میں چند مختلف الفاظ مہر کے لیے استعمال ہوئے ہیں:

[i] ''صَدُقة'': اسی سے ''صَدَقہ اور صداق'' ہیں، یہ تینوں الفاظ مہر کے معنی میں استعمال ہوئے ہیں، اسی کے ساتھ ''نِحلة'' کا لفظ بھی قرآن میں ذکر ہوا ہے جس کا معنی ''عطیہ'' ہے۔

''وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً فَإِن طِبْنَ لَكُمْ عَن شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَّرِيئًا''

ترجمہ: ''عورتوں کو ان کا مہر بطور عطیہ دے دو، پھر اگر وہ خوشی سے تمہیں کچھ دینا چاہیں تو اُسے بڑے شوق سے کھالو۔''

## (دفعہ: 21، ضمن۔ii): حق مہر کی شرائط (Conditions of dower)

مسلمان عورت کے مہر میں ہر وہ چیز قرار دی جاسکتی ہے، جو مندرجہ ذیل شرائط رکھتی ہو:

۱۔ شرعاً مالیت رکھتی ہو اور ملکیت میں آسکتی ہو۔

۲۔ عین، قرض، منفعت، صنعت یا تعلیم جیسی چیزوں میں سے ہو۔

۳۔ عین خارجی ہو تو موجود اور معلوم ہو۔

۴۔ قابل قبض واقباض اور قابل انتقال ہو۔

۵۔ مرد اُسے بالفعل یا بالقوۃ ادا کرنے پر قادر ہو۔

## (دفعہ: 21، ضمن۔iii): عقد میں مہر کا ذکر

## (Hiring of Mentioning of Dower during Nikah)

### ا۔ نکاح دائم میں مہر کا ذکر

عقد دائم بغیر ذکر مہر کے صحیح ہے اور مہر کا ذکر کرنا عقد دائم کے صحیح ہونے کی شرط نہیں ہے، البتہ مباشرت کے بعد طلاق دینے کی صورت میں بیوی مہر المثل اور مباشرت سے پہلے طلاق دینے کی صورت میں وہ مہر المتعہ کی مستحق قرار پائے گی اور مباشرت سے پہلے اُن میں سے کسی ایک کی موت واقع ہو جانے یا

عقد کے باطل ہونے کا کوئی سبب موجود ہو جائے گا یا زوجہ کے مرتدّ ہو جانے یا اُس کے کسی عیب کی وجہ سے عقد کے فسخ ہو جانے کی صورت میں زوجہ مہر کے حوالے سے کسی چیز کی مستحق نہیں ہو گی۔

**۲۔ نکاح غیر دائمی (متعہ) میں مہر کا ذکر**

(Fixation/Mentioning of Dower in temporary Nikah)

غیر دائمی عقد (متعہ) میں مہر کا ذکر کرنا شرط ہے، مہر کے ذکر نہ کرنے کی صورت میں عقد باطل ہو گا۔

**(دفعہ : 21، ضمن۔iv) : مہر کی اقسام (kind of dower)**

مہر کی کلی طور پر مندرجہ ذیل چار اقسام ہیں، جو علیحدہ علیحدہ ابواب میں بیان کی جائیں گی :

۱۔ مہر المسمیٰ ۲۔ مہر المثل ۳۔ مہر المتعہ ۴۔ مہر السنّہ

☼☼☼☼☼

# (باب 22: Chapter)
# مہر المسمیٰ اور اس کی اقسام
## (Fixed Dower and its kinds)

### (دفعہ-22- Article)

### (دفعہ: 22، ضمن-i): تعریف

''مہر المسمّیٰ'' اس مہر کو کہتے ہیں جس پر میاں بیوی عقد سے پہلے یا عقد کے بعد، مباشرت سے پہلے کسی خاص چیز یا کسی منفعت یا کسی ہنر یا مال معین پر راضی ہو جائیں اور عقد میں اُس کا ذکر کریں یا مباشرت سے پہلے وہ مقدار معیّن کر دیں، اس کی مقدار ''مہر المثل'' سے کم بھی ہو سکتی ہے اور زیادہ بھی۔

### (دفعہ: 22، ضمن-ii): مہر المسمیٰ کی اقسام

مہر المسمیٰ کی دو قسمیں ہیں: ا۔ مہر معجّل ۲۔ مہر مؤجّل

### (دفعہ: 22، ضمن-iii): مہر معجّل کی تعریفات

### (Definitions of immediately dower)

**ا۔لغوی تعریف:** (Literal definition)

معجّل باب تفعیل ''عجّل یعجّل تعجیلا'' سے اسم مفعول ہے اور ''تعجیل'' کا معنی ''جلدی اور سُرعت کرنا'' ہے، یہاں اس سے مراد فوری و نقد مہر ہے۔

**۲۔اصطلاحی تعریف:** (Terminological Definition)

وہ مہر جس کی تاریخ ادائیگی کو معین کیا گیا ہو یا مجلس عقد میں مہر معین ادا کر دیا جائے، اسے مہر معجّل یا مہر نقد و حاضر بھی کہتے ہیں۔

## (دفعہ: 22، ضمن۔iv): مہر مؤجّل کی تعریفات

**ا۔لغوی تعریف:** مؤجّل باب تفعیل "أجّل یُؤجّل تأجیلا" سے اسم مفعول ہے اور تاجیل، تاخیر کے معنی میں ہے۔

**۲۔اصطلاحی تعریف:**

[i] وہ مہر جس کی تاریخ ادائیگی معین نہ ہو اور اُس کی ادائیگی کے لیے مہلت دی گئی ہو، اسے مہر مؤجّل، مہر غائب اور مہر مافی الذمہ بھی کہتے ہیں۔ واضح رہے کہ اس مہر کی ادائیگی کے لیے مدّت معین نہیں ہوتی، بلکہ طلاق یا زوجین میں سے کسی ایک کی وفات پر قابل ادا ہوتا ہے۔

## (دفعہ: 22، ضمن۔v): مہر المسمیٰ کا تعین

## (Determination of Maher al-Masma)

مہر المسمیٰ کو چار طرح سے معیّن کیا جا سکتا ہے:

ا۔ تمام مہر معجّل (فوری ادائیگی والا) ہو۔

۲۔ تمام مہر مؤجّل (ادائیگی کے لیے وقت معین نہ ہو) ہو۔

۳۔ نصف مہر معجّل اور نصف مہر مؤجّل ہو۔

۴۔ عقد نکاح میں مہر تجویز کر دیا جائے، لیکن ادائیگی کا طریقہ ذکر نہ کیا جائے۔

## (دفعہ: 22، ضمن۔vi): مہر معجّل اور مہر مؤجّل کے بارے میں اختلاف

## (Opposite/Cliffenent opinion about Maher Muajjal and Maher Muajjal)

زوجین کے درمیان مہر کے معجّل اور مؤجّل ہونے یا مؤجّل کے اَجل (مدت) کے بارے میں شوہر اور بیٹوں میں اختلاف ہو جائے اور گواہ (بیّنہ) بھی موجود نہ ہوں تو قسم لے کر زوجہ کی بات مان لی جائے گی۔

## (دفعہ: 22، ضمن۔vii): استحقاق مہر المسمیٰ

## (Lawful claim about fixed Dower)

### ا۔ طلاق کی صورت میں استحقاق مہر

### (Lawful claim about the Dower in case of Divorce)

زوجہ عقد کے اجراء کے ساتھ ہی تمام مہر المسمّیٰ کی مالک بن جاتی ہے اور اُس میں تصرف کر سکتی ہے، لیکن قبل از مباشرت یہ مہر ملک متزلزل شمار ہوتا ہے، لہٰذا مباشرت سے پہلے طلاق کی صورت میں زوجہ نصف مہر المسمیٰ کی مستحق ہو گی۔

### ۲۔ موت کی صورت میں استحقاق مہر

### (Lawful claim about fixed Mehr in case of Death)

اگر قبل از مباشرت زوجین میں سے کسی ایک کی موت واقع ہو جائے تو زوجہ نصف مہر المسمّیٰ کی مستحق قرار پائے گی البتہ شوہر کی موت کی صورت میں مستحب یہ ہے کہ آپس میں مصالحت کر لی جائے۔

### ۳۔ فسخ عقد کی صورت میں استحقاق مہر

### (Lawful claim about fixed Dowerin case of revoking of Nikah)

عیوب کے سبب زوجین میں سے ہر ایک نکاح فسخ کر سکتا ہے، مباشرت سے پہلے جو بھی فسخ کرے زوجہ مہر کی مستحق نہیں، لیکن مباشرت کے بعد تمام مہر مسمّیٰ کی مستحق ہو گی،

البتہ مرد کے عنین (نامرد) ہونے کی صورت میں مباشرت سے پہلے بھی نصف مہر کی حقدار قرار پائے گی۔

## فسخ نکاح کا بلا فاصلہ ہونا:

**(Breaking of Nikah in instant basis)**

خیار فسخ نکاح فوری اور بلا فاصلہ ہے، اگر شوہر یا بیوی میں سے کسی ایک کو دوسرے میں کسی بھی موجب فسخِ نکاح، عیب کا علم ہو جائے اور وہ بلا فاصلہ حقِ خیارِ فسخ کو استعمال نہ کرے، تو عقد نکاح لازم ہو جائے گا اور اس کے بعد اُسے نکاح فسخ کرنے کا حق حاصل نہ ہو گا۔

# (باب 23: Chapter)

# مہر المثل

## (دفعہ-23- Article)

### (دفعہ: 23، ضمن-i): تعریف (Definition)

''مہر المثل'' اُس مہر کو کہتے ہیں جو زوجہ کے لیے مہر المسمّٰی (حق مہر کی معین شدہ مقدار) قرار نہ دینے یا کسی وجہ سے عقد یا مہر المسمّٰی باطل ہو جانے کی صورت میں زوجہ کو اُس جیسی خواتین کی شان و منزلت اور حیثیت کا لحاظ رکھ کر دیا جاتا ہے۔

**وضاحت:** اگر زوجین عقد سے پہلے یا عقد واقع ہونے کے بعد، مباشرت سے پہلے کوئی مہر معیّن نہ کریں، اور مباشرت واقع ہو جائے یا کسی بھی وجہ سے عقد باطل ہو جائے تو زوجہ کو مہر المثل دیا جاتا ہے اور اِس میں زوجہ کی ظاہری حیثیت، جیسے عمر، نجابت، عفت، عقل اور کمال و جمال کو مدّ نظر رکھا جاتا ہے۔

### (دفعہ: 23، ضمن-ii): مہر المثل کے موارد (Issues of regarding)

مندرجہ ذیل موارد میں زوجہ ''مہر المثل'' کی حقدار قرار پاتی ہے:

**ا۔ مہر کا ذکر نہ کرنا**

اگر عقد نکاح مہر کا ذکر کیے بغیر جاری کیا گیا ہو یا مہر میں کسی قسم کا ابہام موجود ہو اور عقد کے بعد بھی مباشرت واقع ہونے تک کوئی مہر معیّن نہ کیا گیا ہو، تو مباشرت کے بعد زوجہ ''مہر المثل'' کی مستحق ہو گی۔

### ۲۔ عقد نکاح کا باطل ہونا (Cancellation of Nikah)

اگر مباشرت کے بعد موانع نکاح میں سے کسی مانع کے سبب عقد باطل ہو جائے، جبکہ منکوحہ کو اِس نکاح کی حرمت اور بطلان کا علم نہ ہو، جیسے عقد اور مباشرت کے بعد یہ معلوم ہو کہ منکوحہ مرد کی رضاعی بہن یا شوہر دار یا معتدّہ (ایام عدت) ہے، تو منکوحہ ''مہر المثل'' کی حقدار ہے۔

### ۳۔ مہر کا باطل ہونا (Cancellation of fixed dower)

اگر کسی وجہ سے مہر المسمیٰ باطل ہو جائے، یعنی اُس میں شرائط صحت مہر موجود نہ ہوں، مثلاً کسی ایسی چیز کو مہر قرار دیا جائے جس کا مسلمان مالک نہیں بن سکتا، جیسے شراب، خنزیر، مردار وغیرہ کو مہر کے طور پر رکھا جائے، تو ایسا مہر باطل ہے، البتہ عقد صحیح ہے اور مباشرت واقع ہونے کی صورت میں زوجہ ''مہر المثل'' کی حقدار قرار پائے گی۔

### ۴۔ وطی بالشبہہ یا زنا بالجبر ہونا (In case mistaken in rape)

اگر ناجائز طور پر (شوہر کے علاوہ) کوئی شخص کسی بھی طریقہ سے کسی عورت کی بکارت زائل کر دے یا زبردستی اُس سے زنا کرے یا وطی بالشبہہ واقع ہو جائے، تو عورت ''مہر المثل'' کی مستحق قرار پائے گی، نیز یہی حکم وطی سکران، مجنون اور نائم کے لیے بھی ہے۔

# (Chapter:24 باب)

# مہر المتعہ

## (Dower in temporary Nikah)

### (Article -24- دفعہ)

### (دفعہ :24، ضمن۔i): تعریف

عقد نکاح بغیر ذکر مہر کے منعقد ہو جائے اور مہر معیّن کرنے اور مباشرت سے پہلے کسی وجہ سے جدائی (طلاق) کی صورت میں مرد اپنی مالی حیثیت کے مطابق جو مال عورت کو مہر کی جگہ بخشش کے طور پر دیتا ہے، اسے ''مہر المتعہ'' کہتے ہیں۔

### (دفعہ :24، ضمن۔ii): مہر المتعہ کا حکم

### (Order of Dower in temporary Nikah)

اگر عقد بغیر مہر کے منعقد ہو اور تعیین مہر و مباشرت سے پہلے شوہر زوجہ کو طلاق دے دے، تو اُسے چاہیے کہ مطلّقہ کو اپنی امیری، غریبی، تنگ دستی اور کشادہ دستی کے پیش نظر کوئی چیز ہدیہ کر دے جیسے کپڑا، پیسہ یا کوئی اور چیز، اِسے ''مہر المتعہ'' کہتے ہیں اور مہر المتعہ کا عطا کرنا شوہر پر لازم ہے، کیونکہ یہ حکم قرآن و سنت اور فقہاء کے فتاویٰ سے ثابت ہے۔

# (باب 25: Chapter)

# مہر السنہ

## (Sunnah Dower OR Dower according to Sunnah)

## (دفعہ-25- Article)

### (دفعہ: 25، ضمن-i): تعریف

مہر السنہ اس مہر کو کہتے ہیں کہ جسے رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات اور اپنی لخت جگر حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کے لیے معین کیا تھا۔

### (دفعہ: 25، ضمن-ii): مستحباتِ مہر

**ا۔ مہر کی مقدار کم ہو: (Less Dower)**

مستحب ہے کہ مہر کی مقدار ''مہر السنّہ'' سے زیادہ نہ ہو، جس کی مقدار پانچ سو چاندی کے درہم ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ مہر جسقدر ممکن ہو کم رکھا جائے۔ آج کے دور میں مستحب مہر (مہر سنت) پانچ سو درہم چاندی کے برابر قیمت قرار پائے گا۔

**۲۔ مہر کی ادائیگی کا قصد رکھتا ہو: (Delineation of paying the Dower)**

مستحب ہے کہ شوہر بوقتِ نکاح مہر کی ادائیگی کی نیت رکھتا ہو، چاہے وہ بالفعل ادا کرنے کی استطاعت نہ ہی رکھتا ہو۔

# (Chapter:26 باب)

# نفقہ کا قانون

## (Alimony/Maintenance Allowance Law)

## (Article -26- دفعہ)

### (دفعہ :26، ضمن۔i): تعریفات (Definitions)

**ا۔ لغوی تعریف:** (Literal Definition)

مادہ (ن ف ق) کے لغوی معانی: ختم ہونا، کم ہونا، رائج ہونا، مرنا، اخراج اور ذہاب ہیں۔

عبدالرحمٰن جزیری نفقہ کے لغوی معنی کے متعلق کہتے ہیں: ''نفقہ لغت میں اخراج (خارج کرنے) اور ذہاب (چلے جانے) کے معنی میں ہے۔۔۔اس کا مصدر ''النُفُوق'' بروزن ''الدُخُول'' ہے اور نفقہ اسم مصدر ہے، اس کی جمع نفقات اور نِفاق (نون کے کسرہ کے ساتھ) جیسے ثمرۃ کی جمع ''ثمرات اور ثِمار'' ہے۔''

جب یہ لفظِ ''نفقہ'' حیوان کے لیے استعمال کیا جائے، جیسے: ''نَفَقَتِ الدابۃُ'' تو اس سے مراد ''حیوان کی موت'' اور جب یہ لفظ خرید و فروخت کے لیے استعمال کی جائے، جیسے: ''نَفَق البیع'' تو اس سے مراد ''خرید و فروخت کا شائع اور رائج ہونا'' ہے۔نِفاق (نون کے کسرہ کے ساتھ) منافق کا فعل (یعنی منافقت) ہے، نیز یہ نفقہ کی جمع بھی ہے۔۔۔

ہر وہ کلمہ جس کا ''فاء الفعل''، ''نون اور ''عین الفعل'' فاء ہو تو وہ کلمہ ''خروج اور ذھاب'' پر دلالت کرتا ہے، لہٰذا لفظِ ''نفق'' اور ''نفد'' ایک ہی معنی دیتے ہیں۔

علامہ حسن مصطفوی لکھتے ہیں: ''اس مادہ (ن ف ق) کا حقیقی معنی ''کسی چیز کا تدریجی طور پر ختم ہو جانا'' ہے اور حیوان کا زندگی گزارنے کے بعد مر جانا اور اہل عیال پر مال خرچ کرنا وغیرہ اسکے معنیٔ حقیقی کے مصادیق ہیں۔''

**۲۔ اصطلاحی تعریف: (Terminological definition)**

[i] وہ مال جو زندگی کی بقاء اور ضروریات زندگی کی فراہمی کے لیے ضروری اور واجب ہے، اسے ''نفقہ'' کہا جاتا ہے۔

[ii] نفقہ ایک شخص کا اپنے اوپر واجب النفقہ افراد کو روٹی، سالن، لباس، مکان اور اس سے مربوط دیگر اشیاء جیسے پانی، تیل اور چراغ (اُوڑھنا بچھونا) وغیرہ کی قیمت کا ادا کرنا ہے۔

**۳۔ قانونی تعریف: (Legal definition)**

مسلم فیملی آرڈیننس ۱۹۶۱ء کی دفعہ ۹ کے تحت بیوی کا ذاتی حق ہے کہ وہ اپنے خاوند سے خرچہ نان و نفقہ حاصل کرے، کیونکہ قرآن کریم کا حکم ہے کہ ہم نے عورتوں پر مردوں کو قوام بخشا ہے، نان و نفقہ میں سامان آرائش و آسایش، علاج معالجہ، رہائش کھانا پینا، بدنی پارچہ جات وغیرہ سب شامل ہیں۔

## (دفعہ: 26، ضمن۔ii): اسباب وجوب نفقہ

## (Reasons for ompulsory/ObligationaryAlimony/Maintenance Allowance)

نفقہ تین اسباب کی وجہ سے واجب ہوتا ہے:

۱۔ زوجیت ۲۔ قرابت ۳۔ ملکیت

## (دفعہ :26، ضمن-iii) : وجوبِ نفقہ زوجہ

## (Obligalition of wife alimony)

شوہر پر اپنی دائمی بیوی کا نفقہ (خوارک، لباس اور مکان وغیرہ) فراہم کرنا واجب ہے۔

**ضابطہ:** شریعت میں بیوی کے نفقہ کی مقدار معیّن نہیں کی گئی، لیکن اس کا ضابطہ یہ ہے کہ ضرورت کے مطابق کھانے، پینے، پہننے، بچھانے، اوڑھنے، رہائش اور ضروریات زندگی کے دوسرے وسائل عرف اور بیوی کی شان کے مطابق فراہم کئے جائیں۔

## (دفعہ :26، ضمن-iv) : شرائط وجوب نفقہ

بیوی دو شرائط (عقد دائم اور تمکین کامل) کے ساتھ حق نفقہ کی مستحق قرار پائے گی۔

**۱۔ عقد دائم: (Permanent Nikah)**

عقد دائمی کے نتیجہ میں بیوی نفقہ کی مستحق ہو جاتی ہے۔

اس بات پر تمام فقہاء کا اجماع ہے کہ شوہر پر بیوی کا نفقہ واجب ہونے کے لیے عقد دائمی ضروری ہے۔

**۲۔ تمکین کامل: (Complete compliance)**

بیوی شوہر کی اطاعت کرے اور بغیر کسی قید و شرط اور زمان و مکان کے تمکین کامل (پوری خود کو شوہر کے حوالے کرے) کرے، تو وہ مستحق نفقہ قرار پائے گی۔

**ضابطہ:** دائمی بیوی کے استحقاقِ نفقہ کے لیے شرط ہے کہ جن اُمور میں بیوی کے لیے شوہر کی اطاعت واجب ہے وہ اس کی مطیع ہو اور تمکین عام (ہر قسم کے لطف و لذت اٹھانے کے لیے) اور تمکین خاص (ہمبستری) کے لیے ہمیشہ خود کو آمادہ رکھے۔ تمام فقہاء کا اس پر اجماع ہے۔

## (دفعہ :26، ضمن۔v):اسباب سقوط نفقہ زوجہ

## (Blockage/Cancellation of Wife Alimony/Maintenance Allowance)

مندرجہ ذیل اسباب کی وجہ سے زوجہ کا حقِ نفقہ اور حقِ رہائش شوہر سے ساقط ہو جاتا ہے:

[i] زوجہ ناشزہ (خود کو شوہر کے سامنے پیش کرنے سے انکاری ہو) ہو جائے۔

[ii] مطلّقہ بائنہ (غیر حاملہ) ہو۔ [iii] زوجہ مرتدّ ہو جائے۔ [iv] غیر بالغ ہونا۔

### [i] زوجہ ناشزہ ہو جائے

### (In case of wife disobedience/out of control behavior)

''نشوز'' تمکین کے مقابلے میں ہے، نشوز یعنی ''بیوی کا شوہر کی نافرمانی کرنا اور اُس کا مطیع نہ ہونا''، ناشزہ (نافرمان) عورت (جب تک شوہر کی مطیع نہ ہو جائے) شوہر سے حقِ نفقہ نہیں رکھتی ہے، شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جانا بھی ''نشوز'' کا مصداق ہے۔ البتہ اگر بیوی ناشزہ نہ ہو، بلکہ کسی شرعی یا عقلی عذر، جیسے حیض، احرامِ حج، واجب اعتکاف یا بیماری کی بناء پر تمکین نہ کر سکتی ہو تو اُس کا نفقہ ساقط نہ ہو گا۔

### [ii] مطلّقہ بائنہ (غیر حاملہ) ہو: (If the Divorce is not Pregnant)

طلاق بائن کی عدّت گزارنے والی غیر حاملہ عورت بھی حقِ نفقہ نہیں رکھتی، لیکن اگر عورت حاملہ ہو تو وہ عدّت بائن کے دوران طلاق دینے والے شوہر سے حقِ نفقہ رکھتی ہے۔

### [iii] زوجہ مرتدّ ہو جائے: (In case of wife Apostate)

مرتدّہ بیوی جب تک عدّت کے دوران توبہ نہ کر لے، حقِ نفقہ نہیں رکھتی، لیکن اگر عدّت کے دوران توبہ کر لے، تو وہ دوبارہ نفقہ کی مستحق ہو جاتی ہے۔

**ضابطہ:** مسلمان زوجہ مرتدّ ہو جانے سے حقِّ نفقہ سے محروم ہو جاتی ہے، کیونکہ ارتداد کی وجہ سے ظاہرًا وہ زوجیت سے خارج ہو جاتی ہے، یہ نشوز کے زمرہ میں بھی آتا ہے، بلکہ اس سے بھی بالاتر گستاخی ہے، لہٰذا جب تک وہ توبہ کر کے مسلمان نہ ہو جائے، حق نفقہ نہیں رکھتی۔ اس پر تمام فقہاء اسلام کا اتفاق اور اجماع ہے۔

### [iv] غیر بالغ ہونا: (Underage/Immature)

زوجین میں سے کوئی ایک یا دونوں نابالغ (صغیر) ہوں تب بھی زوجہ نفقہ کا استحقاق نہیں رکھتی، کیونکہ حصول لذّت (مجامعت) یا تو بچپن کی وجہ سے ممکن نہیں ہوتی یا شرعاً جائز نہیں ہے۔

**ضابطہ:** اگر بیوی نابالغ (صغیرہ) ہو کہ جس سے شوہر مجامعت نہ کر سکتا ہو یا شوہر نابالغ ہو کہ وہ خود مجامعت کے قابل ہی نہ ہو یا زوجین دونوں ہی نابالغ ہوں، تو بیوی کا استحقاقِ نفقہ شوہر سے ساقط ہو جاتا ہے، یہی حکم ہے اگر شوہر نابالغ اور زوجہ بالغہ ہو۔

### (دفعہ: 26، ضمن۔vi): مطلّقہ رجعیّہ کا نفقہ (Alimony of divorce)

مطلّقہ رجعیہ خواہ حاملہ ہو یا حاملہ نہ ہو، عدّت کے دوران حقِّ نفقہ اور حقِّ رہائش کی مستحق ہے، کیونکہ وہ دورانِ عدّت زوجہ یا حکمِ زوجہ میں شمار ہوتی ہے۔

**ضابطہ:** اگر مطلّقہ رجعیّہ ناشزہ (نافرمان) نہ ہو تو عدّتِ طلاق کے دوران نفقہ اور رہائش وغیرہ کی حقدار ہے، لیکن اگر وہ طلاق سے پہلے نافرمان تھی اور اسی حالت میں اُسے طلاق دے دی گئی ہو تو وہ نفقہ و رہائش کی مستحق نہیں ہو گی اس حکم پر تمام فقہاء کا اجماع ہے۔

### (دفعہ: 26، ضمن۔vii): مطلقہ بائنہ کا نفقہ (Divorce Alimony)

مطلّقہ بائنہ اگر حاملہ ہو تو وہ وضع حمل تک نفقہ کی مستحق ہو گی۔

**ضابطہ:** دورانِ عدّت مطلّقہ بائنہ کا حقِّ نفقہ اور حقِّ رہائش شوہر پر واجب نہیں یہی حکم فسخ عقد کی صورت میں بھی ہے اگر مطلّقہ بائنہ حاملہ ہو تو وہ وضع حمل تک نفقہ اور رہائش دونوں کی حقدار ہو گی، اس پر تمام فقہاء کا اجماع ہے،

جبکہ عقد انقطاعی (عقد موقت) میں عورت کو بقیہ مدّت بخش دے یا نکاح کی مدت ختم ہو جائے دونوں صورتوں میں دوران عدّت چاہے وہ حاملہ ہی کیوں نہ ہو شوہر پر نفقہ نہیں ہے۔

## (دفعہ: 26، ضمن۔viii): عدّت وفات میں نفقہ (Death alimony)

عدّت وفات گزارنے والی عورت چاہے حاملہ ہی کیوں نہ ہو، نفقہ کی مستحق نہیں ہے۔

عدّت وفات گزارنے والی عورت کے مستحق نفقہ ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں فقہاء دو نظریات رکھتے ہیں:

۱۔ مشہور فقہاء کا مشہور نظریہ یہ ہے کہ ایسی عورت، چاہے حاملہ ہی کیوں نہ ہو، دورانِ عدّت متوفی شوہر کی طرف سے نفقہ کی حقدار نہیں اور نہ ہی وہ متوفی شوہر کے ترکہ سے اپنا نفقہ لے سکتی ہے۔ اسی حکم پر شہرت روائی اور شہرت عملی فقہاء قائم ہے۔

۲۔ بعض فقہاء قائل ہیں کہ عدّت وفات میں عورت اگر حاملہ ہو تو نفقہ کی مستحق ہے، لیکن اس کا نفقہ اس کے بچّے کے سہم الارث سے لیا جائے گا نہ کہ متوفی شوہر کے مال سے، بعض فقہاء نے ایک حدیث کی بنیاد پر عورت کا نفقہ شوہر کے ترکہ سے دینے کو مستحب قرار دیا ہے۔

## (دفعہ: 26، ضمن۔ix): عدم سقوط نفقہ زوجہ

## (Non-fall alimony of wife)

بیوی کا نفقہ، شوہر کی اجازت سے مباح سفر پر جانے یا بغیر اجازت کے واجب سفر پر جانے یا شرعی اور عقلی عُذر کی بناء پر تمکین نہ کرنے کی صورت میں بھی ساقط نہیں ہوتا۔

**ضابطہ:** اگر بیوی کسی شرعی یا عقلی عُذر، جیسے حیض و نفاس، احرام حج و عمرہ و واجب اعتکاف میں ہونے یا بیماری کی وجہ سے یا شوہر کے کسی ایسی بیماری میں مبتلاء ہونے (کہ جو مباشرت سے عورت میں سرایت کر سکتی ہو) کی بناء پر، اپنے آپ کو شوہر کے اختیار میں نہ دے یا وہ شوہر کی اجازت سے کسی مستحب یا مباح سفر پر جائے یا شوہر کی اجازت کے بغیر کسی واجب سفر، جیسے واجب حج پر جائے، تو اِس سے اُس کا حقِ نفقہ ساقط نہیں ہوتا اور شوہر پر نفقہ دینا واجب ہے۔

واجب سفر جیسے واجب حج کی ادائیگی یا عہد و نذر و قسم کے پورا کرنے سے بھی زوجہ کا نفقہ ساقط نہیں ہوتا، کیونکہ حج حق اللہ ہے جو حق العباد، شوہر کے حق پر مقدّم ہے۔

## (دفعہ: 26، ضمن۔x): عقد اور رخصتی کے درمیان نفقہ

## (Maintenance Allowance between of Nikah and wedding)

عقد نکاح سے رخصتی کی مدّت کے دوران زوجہ کے لیے نفقہ نہیں ہے۔

**ضابطہ:** مشہور فقہاء اس بات کے قائل ہیں کہ عقد نکاح اور رخصتی کے درمیان جتنی مدّت بھی ہو اس مدت میں شوہر پر زوجہ کا نفقہ واجب نہیں ہے، کیونکہ نفقہ زوجہ کی تمکین کی صورت میں شوہر کے ذمہ عائد ہوتا ہے اور اِس مدّت کے دوران عورت اپنے اہل خانہ کے ساتھ ہوتی ہے، لیکن اگر اس مدّت کے دوران تمکین واقع ہو جائے تو نفقہ بھی واجب ہو جائے گا۔

## (دفعہ: 26، ضمن۔xi): نفقہ کی مقدار (Amount of mention)

عورت کا جس معاشرہ سے تعلق اور وہ جس ماحول میں پروان چڑھی اور معاشرے میں اُس کی جو حیثیت بن چکی ہے اسی کے مطابق اُس کا نفقہ دینا جس میں کھانے، پینے، پہننے، اوڑھنے، بچھونے اور زندگی کی ضروریات جیسے رہائشی مکان اور علاج معالجہ کی چیزیں فراہم کرنا شوہر کے ذمہ ہے۔

**ضابطہ:** شریعت مقدّسہ اسلام میں زوجہ کے نفقہ کی مقدار معیّن نہیں کی گئی ہے، بلکہ اس کے ضابطہ اور معیار کو عرف اور ماحول پر چھوڑ دیا گیا ہے، مثلاً کھانے میں روٹی، چاول، پھل،، سالن میں گوشت، سبزی وغیرہ، پینے کے لیے حلال مشروبات، پہننے کے لیے موسم کے مطابق کپڑے، اوڑھنے بچھونے کا بستر، جلانے کے لیے ایندھن، رہنے کے لیے مناسب مکان اور دوسری ضروریاتِ زندگی، نظافت وآرائش کے وسائل اور علاج معالجہ سب نفقہ میں شامل ہیں، پس عام طور پر معاشرے میں زندگی گزارنے کے لئے انسان کو جن اشیاء کی ضرورت پڑتی ہے، وہ سب زوجہ کے نفقہ میں شامل ہیں، اسی طرح اگر زوجہ ایسے گھرانے سے ہے کہ جس میں گھر میں نوکر رکھا جاتا ہے، تو نوکر فراہم کیا جائے، نیز زوجہ کے استحقاقِ نفقہ میں اُس کا فقیر اور محتاج ہونا شرط نہیں ہے، بلکہ چاہے زوجہ ثروتمند ہی کیوں نہ ہو شوہر پر نفقہ دینا فرض ہے۔

**ضابطہ:** ان آیات کی روشنی میں ضابطہ یہ ہے کہ زوجہ کا خرچ (نفقہ) شوہر پر دینا واجب ہے لہذا شوہر کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کی تمام ضروریات معروف اور شائستہ طریقہ سے پورا کرے۔ تاکہ وہ ''وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ'' اور ''فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ'' کا مصداق بن سکے۔

## (دفعہ: 26، ضمن۔xii): زوجہ کے (خرچ) میں تقدم کا حق

## (Right of advancement in wife's Maintenance)

مالی استطاعت نہ ہونے کی صورت میں انسان کا اپنا نفقہ سب پر مقدّم ہے اور زوجہ کا نفقہ دوسرے اقارب پر مقدّم ہے۔

**ضابطہ:** اگر انسان کے پاس اتنا مال نہ ہو کہ جس سے وہ اپنا، اپنی زوجہ اور اپنے واجب النفقہ اقارب کا نفقہ پورا کر سکے، تو اس کا اپنا نفس سب پر مقدّم ہے، کیونکہ اپنے نفس کو ضرر و نقصان سے بچانا واجب اور نفس کو ہلاکت میں ڈالنا حرام ہے۔ اس میں فقہاء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ البتہ اپنے نفس کا دوسروں پر مقدّم کرنا، اس وقت ہے جب اس کے پاس فقط ایک دن کا خرچہ، اپنا ایک ہی لباس اور بستر باقی بچا ہو۔

اپنے سے کچھ بچ جانے کی صورت میں زوجہ دوسرے اقارب پر مقدّم ہے، کیونکہ زوجہ کا نفقہ استمتاع اور تمکین کے مقابلے میں ایک قسم کا حق مالی ہے جسے معاوضہ سے تعبیر کیا گیا ہے، حتیٰ کہ زوجہ کا گھر سے باہر جانا بھی شوہر کی اجازت پر موقوف ہے، پس زوجہ اپنی تمام تر آزادیاں چھوڑ کر شوہر کے اختیار میں ہوتی ہے، اس لیے زوجہ کا نفقہ بعنوان معاوضہ دیگر اقارب پر مقدّم ہے، خواہ بیوی مالدار ہو یا فقیر، اسی طرح شوہر مالدار ہو یا فقیر، اسی طرح اگر کسی عذر کی وجہ سے شوہر نفقہ نہ دے سکے تو زوجہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ قرض ہے، جسے ادا کرنے کا وہ پابند ہے، جبکہ دوسرے واجب النفقہ اقارب کا نفقہ معاوضہ نہیں، بلکہ نیکی، احسان اور صلۂ رحمی کے زُمرے میں آتا ہے۔

## (دفعہ: 26، ضمن۔xiii): نفقہ میں حاصل شدہ مال ملکیتٔ زوجہ میں آجاتا ہے

## (Received in Maintenance will become wife's Property)

**ضابطہ:** عورت کی اپنے شوہر کے لیے اپنی طرف سے تمکین کامل دینے کے ساتھ ہی بیوی کو اپنے شوہر کی طرف سے نفقہ (خرچ) کے لیے ملنے والی روزمرہ استعمال کی چیزیں اُس کی ملکیت میں آجاتی ہیں۔

**اس کے بارے میں ذیلی شقیں:۔**

[i] اگر زوجہ تمکینِ کامل کرنے میں شوہر کی مطیع ہو تو وہ روزآنہ نفقہ میں استعمال ہونے والی اُن چیزوں کی جو کھانے اور استعمال کرنے سے ختم ہو جاتی ہیں، جیسے غذائی اَشیاء، صابن، عطر اور ادوّیات وغیرہ کی مالک ہو جاتی ہے۔

[ii] تمکینِ کامل کی صورت میں زوجہ ہر روز شوہر سے اپنے نفقہ کا مطالبہ کر سکتی ہے اور اگر شوہر نفقہ نہ دے تو اس کے ذمہ واجب الاداء قرض ہو گا۔

[iii] اگر شوہر نے ماضی میں کبھی زوجہ کو نفقہ نہ دیا ہو تو عند المطالبہ اُسے دینا ہو گا، اس لیے کہ یہ اُس کا قرض ہے۔

[iv] زوجہ کا روزانہ کے نفقہ کا مالک ہو جانا، اس صورت میں ہے کہ شوہر ہر روز کا نفقہ زوجہ کو دیتا ہو، تو اُس سے واپس نہیں لے سکتا، مگر یہ کہ زوجہ ناشزہ (نافرمان) ہو جائے۔

[v] اگر شوہر چند دن، ہفتے یا مہینے کا نفقہ زوجہ کے سپرد کر دے اور یہ مدّت گزر جائے، لیکن زوجہ نے نفقہ اپنے آپ پر خرچ نہ کیا ہو یا تھوڑا خرچ کیا ہو اور باقی نفقہ کسی اور (ماں، باپ وغیرہ) سے لے کر خرچ کرتی رہی ہو، تو بچا ہوا نفقہ شوہر واپس نہیں لے سکتا اور زوجہ جیسے چاہے خرچ کر سکتی ہے۔ حتیٰ کہ فروخت، صدقہ اور ہدیہ کے طور پر بھی کسی کو دے سکتی ہے، جیسا کہ حدیث سے اس مطلب کا استفادہ ہوتا ہے۔

[vi] زوجہ کی طرف سے نفقہ کا مطالبہ اس صورت میں ہے جب زوجہ شوہر سے علیحدہ رہتی ہو، لیکن اگر وہ شوہر کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتی ہو اور وہ ساتھ کھاتے پیتے ہوں، جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے، تو پھر زوجہ علیحدہ نفقہ کا مطالبہ نہیں کر سکتی۔

## (دفعہ: 26، ضمن۔xiv): شوہر کی جانب سے زوجہ کو دیے جانے والے نفقہ کا وہ حصہ جس کی زوجہ مالک نہیں بنتی

## (Part of Maintenance given by Husband which closenist become wife's Property)

**ضابطہ:** وہ چیزیں جو شوہر زوجہ کو مکان تو استعمال کے لیے فراہم کرتا ہے اور استعمال کرنے کے باوجود اُن کی عین (اصل) باقی رہتی ہے، زوجہ کی ملکیت میں نہیں آتیں۔

## اس ضابطہ کی ذیلی شقیں: (Additional sections of rows)

[i] مکان، نوکر، فرش، لباس اور دیگر گھریلو سامان جو استعمال کی غرض سے شوہر زوجہ کو فراہم کرتا ہے، استعمال کی وجہ سے وہ چیزیں فرسودہ (پرانی) ہی کیوں نہ ہو جائیں، زوجہ ان کی مالک نہیں بن سکتی اور یہ ساری چیزیں شوہر کی ملکیت میں ہی باقی رہتی ہیں۔

[ii] ماحول اور رہن سہن کا انداز ایسا ہے کہ شوہر ان اُشیاء کو زوجہ کی ملکیت میں نہیں دیتا، بلکہ زوجہ کو ان کے استعمال کی اجازت دیتا ہے، اگرچہ ان کا فراہم کرنا شوہر پر واجب ہے۔ البتہ اگر ثابت ہو جائے کہ شوہر نے مذکورہ اُشیاء زوجہ کو تملیک کے قصد سے دی ہیں یا کسی علاقے میں یہ رسم اور رواج ہو کہ جو کچھ زوجہ کو دیا جاتا ہے وہ بطور ملکیت دیا جاتا ہے۔

[iii] ان اُشیاء کو زوجہ فقط اپنے استعمال میں لا سکتی ہے نہ کسی کو فروخت کر سکتی ہے اور نہ صدقہ یا ہبہ دے سکتی ہے۔

**ضابطہ:** شوہر پر زوجہ کے لیے لباس فراہم کرنا واجب ہے، چاہے وہ خرید کر دے یا کرایہ پر لے کر دے یا قرض وعاریۃً لے کر دے، جیسے بھی ہو زوجہ کے تن ڈھانپنے کے لیے لباس فراہم کرے، جیسا کہ جناب اسحاق بن عمارؒ کی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقولہ روایت سے یہی استفادہ ہوتا ہے۔

**ضابطہ:** البتہ اگر عرف وماحول ایسا ہو کہ اس میں سے بعض چیزیں جیسے زینت وآرائش کا سامان اور لباس شوہر زوجہ کو تملیک کر دیتے ہوں تو یہ چیزیں زوجہ کی ملکیت ہو جائیں گی۔

### (دفعہ :26، ضمن۔xv) : نفقہ کی ادائیگی میں شوہر اور بیوی کے درمیان اختلاف (Differences between Husband & Wife in payment of Maintenance)

زوجین کے درمیان اصل استحقاقِ نفقہ میں زوجہ سے اتفاق ہو، لیکن ادائیگی میں اختلاف ہو، جبکہ شوہر غائب ہو یا زوجہ الگ زندگی گزار رہی ہو تو قسم لے کر زوجہ کی بات مانی جائے گی۔

### (دفعہ :26، ضمن۔xvi) : واجب النفقہ افراد

ہر شخص پر اپنے والدین اور ان کے آباء و اُجداد، اپنی اولاد اور ان کی اولادوں کا نفقہ، نیز اسی طرح اپنے غلاموں، کنیزوں اور چوپایوں کا نفقہ بھی واجب ہے۔

### چوپایوں کے بارے میں نفقہ کا قانون:

جس شخص کے پاس حیوانات ہوں اس پر واجب ہے کہ وہ ان کی ضروریات کو پورا کرے۔ حیوانات کے جو حقوق ہیں ان سب کو پورا کرے۔ جناب سکونی نے حضرت امام جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام کے مطابق چوپایوں کے لیے ان کے مالک پر چھ قسم کے حقوق ہیں:

۱۔ اس کی طاقت سے زیادہ اس پر بوجھ نہ ڈالے

۲۔ اس کی پشت کی جگہ کو بات چیت کی جگہ نہ بنائے

۳۔ جب اس پر سے اتر جائے اس کو چارہ ڈالے

۴۔ اسے گالم گلوچ نہ کرے

۵۔ اس کے چہرے پر نہ مارے کیونکہ وہ اس سے تسبیح کرتا ہے

۶۔ جب بھی اس کے پاس سے گزرے اسے پانی پلائے

**ضابطہ:** ہر شخص (چاہے مرد ہو یا عورت) پر اپنے والدین اور ان کے آباء و اُجداد (اُوپر جہاں تک یہ سلسلہ جا پہنچے)، اسی طرح اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد (نیچے جہاں تک یہ سلسلہ چلا جائے)، چاہے مرد ہوں یا عورتیں، چھوٹے ہوں یا بڑے، مسلمان ہوں یا کافر سب کا نفقہ واجب ہے۔ ان دو قسم کے علاوہ دوسرے رشتہ داروں کا نفقہ انسان پر واجب نہیں ہے، اگرچہ ضرورتمند رشتہ داروں (جیسے بہن، بھائی اور ان کی اولادیں، چچا، پھوپھی، خالہ اور ماموں وغیرہ) کا نفقہ دینا مستحب ہے۔ البتہ جن افراد کا نفقہ انسان پر واجب ہے، ان کو "أقرب فالأقرب" کے قانون کے مطابق نفقہ ادا کرنا چاہیئے۔ نیز اسی طرح اپنے مملوک یعنی غلام نیز چوپائے حتّیٰ اگر شہد کی مکھی، ریشم کے کیڑے اور پودے انسان کی ملکیت میں ہوں تو ان کا نفقہ بھی اُس پر واجب ہے۔ یعنی اُنکی خوراک اور پانی کی فراہمی۔

اسی طرح ایسا مضطر و مجبور شخص جس کو ہلاکت سے بچانا کسی دوسرے کے کھانا کھلانے پر موقوف ہو اور دوسرا (ابعام کرنے والا) شخص خود مضطر نہ ہو، تو اُس پر مضطر شخص کو ابعام کرنا واجب ہے۔

**(دفعہ: 26، ضمن۔xvii): واجب النفقہ افراد کے موارد**

**۱: والدین کا نفقہ (Maintenance of Parents)**

والدین اور والدین کے والدین (یہ سلسلہ جہاں تک اُوپر چلا جائے) کا نفقہ اولاد پر واجب ہے۔

**۲: اولاد کا نفقہ**

**ضابطہ:** اولاد اور اولاد کی اولاد (یہ سلسلہ جتنا بھی نیچے چلا جائے) کا نفقہ والدین پر واجب ہے۔

**۳: مملوک کا نفقہ (Maintenance of slave)**

مملوک (غلاموں اور کنیزوں) کا نفقہ مالک پر واجب ہے۔

**ضابطہ:** انسان اپنے واجب النفقہ افراد کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا اور ان میں غلام اور کنیز بھی شامل ہیں کہ ان کا نفقہ اُن کے مالک پر واجب ہے، پس وہ اپنے مال کی زکوٰۃ سے ان کو نہیں دے سکتا۔ غلام اور کنیز کا نفقہ مالک پر واجب ہونے کے بارے میں تمام فقہاء کا اتفاق ہے۔

### ۴: پالتو حیوانات کا نفقہ (Maintenance of pet animals)

مالک پر اپنے پالتو چوپایوں کا نفقہ (چارا، پانی اور مکان کا فراہم کرنا) واجب ہے۔

# (Chapter:27 باب)
# مفقود الخبر کی زوجہ کے نفقہ کا قانون

## ( wife of a missing person The Law of Maintenance of the)

## (Article -27- دفعہ)

### (دفعہ :27، ضمن۔i) : مفقود الخبر کی تعریف

### (Definition of a missing person)

**ا۔لغوی تعریف:**

لفظ ''مفقود'' باب ''ضَرَبَ یَضْرِبُ'' سے اسم مفعول ہے اور اس کا مصدر ''الفَقد، الفِقدان، الفُقدان اور الفَقود'' کے وزن پر آتا ہے، ''فقد'' کا معنی ''کسی شئی کا تلاش کرنے باوجود نہ ملنا'' ہے، جسے عرف عام میں ''گُمشدہ'' کہتے ہیں۔

**۲۔اصطلاحی تعریف:**

ایسا غائب شخص جس کی موت وحیات اور سکونت کے بارے میں اس کے متعلقین کو کوئی اطلاع نہ ہو۔ مفقود الخبر کی تعریف کے متعلق فقہاء کی کتابوں میں اسی طرح قانونی کتابوں میں عبارات مختلف ہیں لیکن مفہوم یکساں ہے۔

**وضاحت:** مفقود الخبر کی زوجہ کے نفقہ کی بحث چونکہ کتابِ نکاح ''قانون مناکحات'' سے مربوط ہے، اس لیے اس سے مربوط احکام و قوانین بطور اختصار یہاں پر بیان کئے جائیں گے، جبکہ مفقود الخبر سے متعلق تفصیلی احکام، مثلاً مفقود الخبر کی زوجہ کا انتظار، طلاق اور تقسیم اموال واملاک کے لیے حاکم شرع سے رجوع کرنا وغیرہ اِن شاءاللہ کتاب طلاق میں بیان کئے جائیں گے۔

## (دفعہ: 27، ضمن۔ii): مفقودالخبر کی زوجہ کا نفقہ

## (Maintenance of wife of a missing person)

اگر مفقودالخبر (غائب شخص) کا کوئی مال ہو تو اُس کی زوجہ اپنا نفقہ اس مال سے لے گی یا اگر کوئی شخص مفقودالخبر (غائب) کے اُمور کا نگران (متولی یا وکیل) ہو یا کوئی مخیّر شخص بلا عوض عورت کو نفقہ دینے کی ذمہ داری اُٹھالے، تو وہ عورت کا نفقہ دے گا، بصورت دیگر حاکم شرع مفقودالخبر کی موت وحیات سے متعلق یقینی اطلاع آنے تک بیت المال سے عورت کا نفقہ ادا کرے گا۔

## (دفعہ: 27، ضمن۔iii): مفقودالخبر کی زوجہ کا دوسری شادی سے اجتناب

## (Refrainment from send marriage of the wife of a missing person)

مفقودالخبر کی زوجہ کے نفقہ سے متعلق بیان شدہ صورتوں میں سے اگر کوئی ایک صورت بھی پائی جائے تو زوجہ شوہر کی موت، طلاق یا ارتداد کے بارے میں یقینی اطلاع ملنے تک انتظار کرے۔

# (باب 28: Chapter)

# نشوز (نافرمانی) کا قانون

## (Law Relating to Defiance)

### (دفعہ-28- Article)

### (دفعہ: 28، ضمن۔i): نشوز کی تعریف (Definition of Defiance)

۱۔ **لغوی تعریف:** ''نشوز'' کا اصلی معنی ''اُٹھنا، بلند ہونا اور بلند پروازی'' کے ہیں۔ اسی وجہ سے ''بلند مکان'' کو بھی ''نشوز'' کہا جاتا ہے۔

بعض اہلِ لغت کے نزدیک ''نشوز'' سے مراد ''عورت کا نافرمان اور سرکش ہونا'' ہے، جب وہ اپنے شوہر کی نافرمانی کرے اور اس کو ناراض کر دے، اسی طرح شوہر کا ناشزاور سرکش ہونا، جب وہ بیوی کو مارے اور اس پر ظلم کرے۔

۲۔ **اصطلاحی تعریف:** ''نشوزُ المرأۃ''، یعنی بیوی کا شوہر کی نافرمانی اور اس کے ساتھ بدسلوکی کرنا یا بیوی کا بدون عذر شرعی شوہر کی اجازت کے بغیر اُس کے گھر سے باہر جانا۔

### (دفعہ: 28، ضمن۔ii): موارد نشوز (Defiance cases)

[i] مندرجہ ذیل موارد میں بیوی ''ناشزہ'' کہلائے گی:

(Leaving the without husband permission)

۱۔ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جانا۔

۲۔ شوہر کی جنسی خواہشات کی تکمیل و تسکین اور استمتاعات سے انکار کرنا۔

۳۔ شوہر کے لئے زینت و آرائش ترک کر دینا، جبکہ شوہر آرائش کا مطالبہ کرتا ہو۔

شوہر کی یاد دہانی کے باوجود، اگر ان تین موارد میں سے کسی ایک میں بھی بیوی بار بار شوہر کی نافرمانی کرے، جس کی وجہ سے شوہر کو اذیت اور اُس کی حق تلفی ہوتی ہو، تو ایسی صورت میں بیوی نفقہ اور ہم خوابی کے حق سے محروم ہو جائے گی۔

[ii] مندرجہ ذیل موارد میں شوہر ''ناشز'' کہلائے گا:

۱۔ بیوی کو نفقہ (خوراک، لباس اور مسکن) فراہم نہ کرنا۔

۲۔ چار ماہ سے زیادہ اُس سے ہمبستری ترک کرنا۔

۳۔ بیوی کو بغیر کسی عذر کے ستانا، تنگ کرنا یا مارنا پیٹنا۔

**(دفعہ: 28، ضمن۔iii): احکام نشوز (Ruling on Defiance)**

اگر بیوی ناشزہ ہو جائے تو پہلے مرحلے میں شوہر اُسے نصیحت کرے، دوسرے مرحلے میں اپنا بستر الگ کر لے اور تیسرے مرحلے میں جسمانی تنبیہ کر سکتا ہے، جس کا مقصد اُس کی اصلاح ہو۔ ان تینوں مراحل کے بعد بھی اگر عورت ناشزہ رہے، تو وہ نفقہ اور ہمخوابی کے حق سے محروم ہو جائے گی، لیکن اگر مرد ناشز ہو جائے اور عورت کا مطالبہ اور نصیحت بھی اُس پر اثر انداز نہ ہو، تو وہ حاکم شرع سے شکایت کرے، حاکم شرع جس قدر مناسب سمجھے گا اسے تعزیر کرے گا۔

**وضاحت:** اگر بیوی کے قول یا فعل کے ذریعے نشوز کی علامات ظاہر ہوں، تو پہلے مرحلے میں شوہر اُسے نصیحت کرے تاکہ وہ اس چیز سے باز آجائے اور اگر کوئی نصیحت اثر انداز نہ ہو، تو دوسرے مرحلے میں اُس کی طرف پیٹھ کر کے سوئے یا اپنی جائے خواب علیحدہ کر لے، لیکن اگر پھر بھی وہ اپنی نافرمانی پر قائم رہے، تو تیسرے مرحلے میں اس کو ہلکی پھلکی جسمانی تنبیہ کرے، البتہ یہ مارنا از روئے شفقت ہونا چاہیے، جیسے ماں باپ بچے کو ادب سکھانے کے لیے مارتے ہیں۔

اسی طرح اگر شوہر بیوی کی نسبت اپنے واجب حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرے، مثلاً راتوں کی تقسیم یا نفقہ وغیرہ میں اُسے حصّہ نہ دے، تو بیوی اُس سے مطالبہ کرے اور اُسے نصیحت کرے۔ لیکن اگر نصیحت اثرانداز نہ ہو، تو حاکم شرع سے شکایت کرے۔ البتہ بیوی کو شوہر سے الگ ہو جانے یا اس کی پٹائی کرنے کا کوئی حق نہیں ہے اور حاکم شرع کو جب شوہر کی نافرمانی اور بیوی سے زیادتی کا علم ہو جائے، تو وہ شوہر کو اس فعل حرام سے منع کرے اور واجب حقوق کی ادائیگی کا حکم دے، لیکن اگر وہ پھر بھی باز نہ آئے تو حاکم شرع جس قدر مناسب سمجھے اُسے تعزیر کرے۔ نیز حاکم شرع کو یہ حق بھی حاصل ہے کہ اگر شوہر اپنے مال سے بیوی کو نفقہ نہ دیتا ہو تو اس کے مال سے اس کی بیوی کو خرچہ دے، چاہے حاکم شرع کو اس کے لیے مرد کی املاک یا جائیداد وغیرہ ہی بیچنا پڑے، بشرطیکہ نفقہ کی ادائیگی اسی پر موقوف ہو۔

# (باب29:Chapter)

# شقاق کا قانون

## (Law relating to Dissension)

### (دفعہ-29- Article)

### (دفعہ:29، ضمن۔i): شقاق کی تعریف (Definition of dissension)

**۱۔لغوی تعریف:** شقاق ''شِق''(شین کے کسرہ کے ساتھ) سے مشتق ہے، جس کے معانی ''جانب اور کنارہ'' کے ہیں یا ''شَق'' (شین کے فتحہ کے ساتھ) سے مشتق ہے، جس کے معانی ''درز پڑنا، شگاف پڑنا، پھٹنا اور تڑخنا'' کے ہیں۔اسی طرح اس کے معانی ''جدائی، عداوت، تفریق اور نفاق'' کے بھی ہیں۔

**۲۔اصطلاحی تعریف:** شقاق سے مراد یہ ہے کہ میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کو ناپسند کریں یا ایک دوسرے کے حقوق ادا نہ کریں نہ تو دونوں صلح پر آمادہ ہوں اور نہ ہی شوہر طلاق دے، جس کی وجہ سے اُن کے درمیان دشمنی پیدا ہو جائے، اسے اردو میں ''ناچاقی'' کہتے ہیں۔

### (دفعہ:29، ضمن۔ii): شقاق کا حکم (Ruling on dissension)

اگر میاں بیوی کے درمیان شقاق (دشمنی و ناچاقی) واقع ہو جائے اور اُن کا معاملہ حاکم شرع تک پہنچ جائے، تو حاکم شرع مصالحت کے لیے زوجین کے رشتہ داروں میں سے دو حکم (ثالث) مقرر کرے گا۔

### (دفعہ:29، ضمن۔iii): شرائط حکمین

۱۔دونوں حکم زوجین کے رشتہ داروں میں سے ہوں۔ ۲۔دونوں حکم بالغ ہوں۔

۳۔دونوں حکم عاقل ہوں۔ ۴۔دونوں حکم مسلمان ہوں۔

۵۔دونوں حکم مرد ہوں۔ ۶۔دونوں حکم آزاد ہوں۔

۷۔دونوں حکم عادل ہوں۔ ۸۔دونوں حکم امین ہوں۔

۹۔دونوں حکم زوجین کے درمیان اختلاف اور اسباب شقاق کے مسئلہ پر دقیق رائے دے سکتے ہوں اور اُن کے ہمدرد ہوں۔

۱۰۔اختلاف اور ناچاقی کے سبب سے اچھی طرح آگاہ ہونے کی خاطر مرد کا حکم شوہر سے اور عورت کا حکم زوجہ سے علیحدگی میں ملاقات کرے۔

☼☼☼☼☼

# (باب30: Chapter)

# جہیز کا قانون

## (Law relating to-dowry)

## (دفعہ-30- Article)

### (دفعہ:30، ضمن۔i): جہیز کی تعریف (Definition of Dowry)

**ا۔ لغوی تعریف:** لفظِ ''جہیز'' کو عربی میں ''جَهَاز'' (جیم کے فتحہ و کسرہ کے ساتھ) کہتے ہیں، جس کا معنی ''ابتدائی ضروری سامان'' ہے، جو مختلف موارد میں میت کے کفن و دفن کے سامان، دُلہن کے لیے ضروریاتِ زندگی کے سامان (جسے ''جهاز العُروس'' کہتے ہیں)، سفر کے ضروری سامان نیز اسی طرح جنگی لشکر کو سامان حرب سے آراستہ کرنے وغیرہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

جیسا کہ قرآن کریم میں آیا ہے:

**فَلَمَّا جَهَّزَهُم بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِي رَحْلِ أَخِيهِ ثُمَّ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ أَيَّتُهَا الْعِيرُ إِنَّكُمْ لَسَارِقُونَ**

**ترجمہ:** ''پھر جب حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کا سامان سفر تیار کر لیا تو ان کے سامان میں (اپنا مخصوص) پیالہ رکھ دیا، پھر منادی نے آواز لگائی: اے قافلہ والو! تم تو یقیناً چور ہو۔''

**۲۔ اصطلاحی تعریف:** ضروریاتِ زندگی کا وہ سامان جو زوجین کی مالی حیثیت اور زمان و مکان کا لحاظ رکھتے ہوئے، دُلہن کو اس کے شوہر، والدین اور عزیز و اقارب کی طرف سے بطور ہدیہ دیا جاتا ہے، اُسے ''جہیز'' کہتے ہیں۔

**۳۔ قانونی تعریف:** جہیز کے لیے قانونی کتابوں میں کوئی خاص عنوان نہیں ہے، لیکن اس سے مراد گھر کا سامان اور لباس وغیرہ ہیں جو شادی کے موقع پر دُلہن اپنے ساتھ شوہر کے گھر لاتی ہے۔

## (دفعہ :30، ضمن۔ii): رسمِ جہیز کا تاریخی پس منظر اور شرعی حیثیت

## (Historical background and religious position of the ritual of dowry)

تاریخی اعتبار سے جہیز کی رسم، زمانہ قدیم سے مختلف اقوام و ملل میں موجود تھی کہ جب کبھی کوئی اپنی بچی کی شادی کرتا تھا تو اس کو باپ کے گھر سے رخصت کرنے اور شوہر کے گھر کا فرد شمار ہونے کی وجہ سے، ضروریاتِ زندگی کا سامان بطور ہدیہ فراہم کیا جاتا تھا، تو گویا اُسے یہ سامان جہیز کے عنوان سے دینا، باپ کی جائیداد سے اس کا حصہ دینا شمار ہوتا تھا، یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں بھی یہ رسم موجود تھی کہ جب باپ کی جائداد سے لڑکی کو جہیز دیا جاتا، تو بعد میں اُسے باپ کی جائداد سے کوئی چیز نہیں ملتی تھی۔

قبل از اسلام بھی جہیز کا رسم و رواج موجود تھا، جب بھی کوئی شخص اپنی بچّی کی شادی کرتا تھا تو وہ وقت کے مطابق ضروریاتِ زندگی کا سامان اُس کے ساتھ دیتا تھا اور یہ جہیز کا سامان لڑکی (دُلہن) ہی کی ملکیت سمجھا تھا اور اُسے اس میں تصرف کا مکمل اختیار ہوتا تھا، کیونکہ جہیز کا سامان وہ اپنے ہمراہ لاتی تھی اور گویا وہ اس کے باپ کی جائیداد کا حصہ ہوتا تھا، بعد از اسلام بھی جہیز کی رسم بہت سے دیگر مباح رسم و رواج کی مانند برقرار رہی، لیکن پیغمبر اکرم ﷺ نے اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی شادی کے موقع پر ایک ایسا عملی نمونہ پیش کیا، جو تمام اہل اسلام کے لیے قابل اتّباع و پیروی ہے، آپ ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام سے زرہ فروخت کرنے کا فرمایا اور زرہ کی قیمت سے اس زمانہ کے مطابق ضروریاتِ زندگی کا سامان جہیز کے عنوان سے مہیا فرمایا۔

## (دفعہ :30، ضمن۔iii): جہیز کی ملکیّت (Possession of dowry)

لڑکی (دُلہن) کو اس کے خاندان والوں کی طرف سے جہیز میں دیا جانے والا سامان لڑکی کی ملکیت شمار ہوتا ہے اور طلاق (یا شوہر سے جدائی) کی صورت میں قابل واپسی ہے۔

### (دفعہ :30، ضمن۔iv): جہیز زوجہ کی ملکیت ہے

### (Dowry is the property of wife)

باپ بیٹی یا میاں بیوی کے درمیان جہیز کی ملکیت کے بارے میں اختلاف ہو جائےاور دونوں جہیز کے سامان کی ملکیت کے دعویدار ہوں، تو مدعی، بیّنہ قائم کرے گا، بصورت دیگر منکر قسم کھائے گا۔

### (دفعہ :30، ضمن۔v): جہیز میں اضافہ (Increase in dowry)

جہیز کے سامان میں واقع ہونے والی نشوونما، عین کے تابع اور دُلہن کی ملکیت شمار ہو گی، لہٰذا کسی کو اُس کی اجازت کے بغیر تصرّف کا حق حاصل نہیں، مگر یہ کہ عرف اس بات کا متقاضی ہو اور اگر کوئی دُلہن کی اجازت کے بغیر تصرّف کرے اور وہ چیز تلف ہو جائے، تو تلف کرنے والا ضامن ہو گا۔

### (دفعہ :30، ضمن۔vi): جہیز کا مطالبہ (Demand of dowry)

دولہا یا اُس کے خاندان والوں کو لڑکی یا اُس کے اہل خانہ سے جہیز کے مطالبہ کا حق نہیں ہے، نیز اسی طرح جہیز دینے کے بعد دُلہن سے اس کے واپس لینے کا بھی کسی کو حق نہیں ہے۔

### (دفعہ :30، ضمن۔vii): زوجہ کی موت

بیوی کی موت کی صورت میں اس کا مہر اور جہیز کا باقی ماندہ سامان، اس کے ترکہ میں شمار کرتے ہوئے عورت کے ورثاء میں تقسیم کیا جائے گا، البتہ ورثاء میں خود شوہر بھی تینوں طبقات میں شامل ہو گا۔

# (باب 31:Chapter)

# مجامعت کا قانون

## (Law related to sexual interconrse)

### (دفعہ-31 -Article)

### (دفعہ:31، ضمن۔i): مجامعت کی تعریف

### (Definition of sexual interconrse)

**۱۔لغوی تعریف:** مجامعت کنایہ ہے جماع سے، یعنی کسی بات پر اتفاق کرنا، موافقت کرنا، ہمبستری کرنا، بڑی ہانڈیا(دیگ)وغیرہ کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

**۲۔اصطلاحی تعریف:** مرد کا عورت کے قُبل یا دُبر میں وطی (ہمبستری) کرنا، چاہے انزال منی ہو یا نہ ہو۔

### (دفعہ:31، ضمن۔ii):آدابِ مجامعت

### (Manners of sexual interconrse)

شرع مقدّس اسلام نے چاہے شب زفاف ہو یا نہ ہو، زوجین (میاں بیوی) کے لیے کچھ آداب متعیّن فرمائے ہیں، جن میں سے بعض آداب مستحب اور بعض مکروہ ہیں اور خوشگوار ازدواجی زندگی گزارنے کے لیے میاں بیوی دونوں کا ان آداب کو جاننا اور اِن پر عمل کرنا ضروری ہے تاکہ وہ متقی و پرہیزگار اور صحیح وسالم اولاد سے بہرہ مند ہو سکیں۔

### (دفعہ:31، ضمن۔iii):بلوغ سے پہلے مجامعت

### (Sexual Interconrse before maturation)

اگرچہ نابالغ زوجہ (صغیرہ) سے مجامعت جائز نہیں ہے لیکن اگر مجامعت واقع ہو جائے تو زوجہ شوہر پر حرام مؤبد نہیں ہو جاتی ہے۔

### (دفعہ:31، ضمن۔iv):ایامِ حیض میں مجامعت

### (Sexual interconrse during menstruation)

حالت حیض میں زوجہ سے قُبل (اندام نہانی) میں مجامعت کرنا دونوں زوجین کے لیے حرام ہے اور مجامعت کی صورت میں شوہر پر کفارہ دینا واجب ہے۔

# (باب 32: Chapter)

# ولیمہ کا قانون

## (Law relating to walima)

### (دفعہ-32- Article)

### (دفعہ: 32، ضمن-i): ولیمہ کی تعریف (Definition of walima)

**لغوی تعریف:** ''أولم، یولم: ای صنع ولیمة'' وہ بعام یا کھانا جو کسی کی شادی کے وقت تیار کیا جائے یا ہر اس بعام کو کہتے ہیں جو کسی بھی خوشی کے موقع پر تیار کر کے لوگوں کے ایک گروہ کو دیا جائے۔ ''الولیمة، جمع ولائم'' کھانے کی وہ دعوت، جو شادی کے وقت کچھ لوگوں کو دی جائے۔

**اصطلاحی تعریف:** ولیمہ کا عنوان ہر اس کھانے پر استعمال ہوتا ہے، جو کسی خوشی کے موقع پر تیار کر کے کچھ لوگوں کو دیا جائے، لیکن اس کا اکثر استعمال شادی کے موقع پر، شب زفاف سے پہلے یا بعد میں دیئے جانے والے کھانے پر ہوتا ہے۔

### (دفعہ: 32، ضمن-ii): ولیمہ کے مخصوص موارد

### (Specific cases of walima)

مندرجہ ذیل پانچ مواقع پر دعوت ولیمہ دینا، شریعت اسلام میں مستحب اور موردتاکید قرار دیا گیا ہے:

۱۔ شادی بیاہ کے موقع پر
۲۔ بچے کی پیدائش کے موقع پر
۳۔ بچہ کے ختنہ کے موقع پر
۴۔ نیا گھر خریدنے یا بنانے کے موقع پر
۵۔ حج واجب کی ادائیگی کے موقع پر۔

## (دفعہ: 32، ضمن-iii): ولیمہ میں شرکت کا حکم

## (The ruling of attending Walima Ceremony)

دعوت ولیمہ دینا اور ولیمہ کی دعوت قبول کرنا مستحب ہے، اسلام میں دعوت ولیمہ میں شرکت کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔ جبکہ بعض اسے سنت مؤکدہ سے تعبیر کرتے ہیں۔

## (دفعہ: 32، ضمن-iv): ولیمہ کا وقت (Timing of walima)

دعوت ولیمہ شبِ زفاف یا اس دن میں دی جائے جس دن شادی ہو رہی ہو۔

## (دفعہ: 32، ضمن-v): ولیمہ کی حدود دنوں کے اعتبار سے

## (The boundaries of Walima with respect to both Parties)

ایک یا دو دن دعوت ولیمہ دینا مستحب ہے، کیونکہ پہلے دن دعوتِ ولیمہ دینا حق اور دوسرے دن کرامت و بزرگی شمار ہوتا ہے، جبکہ تیسرے دن ریاکاری و شہرت طلبی سمجھا جاتا ہے کہ جس کی مذمت کی گئی ہے۔

## (دفعہ: 32، ضمن-vi): ولیمہ کے اخراجات کی مقدار

ولیمہ کے اخراجات کی مقدار ہر شخص کی مالی استطاعت کے مطابق ہونی چاہیے، اس کے لیے شرع مقدس اسلام میں کوئی مقدار مقرر نہیں کی گئی ہے۔

## (دفعہ: 32، ضمن-vii): ولیمہ کے شرکاء یا مدعوّین

دعوتِ ولیمہ دینے والے کو چاہیے کہ وہ مالدار اور فقیر کی تفریق کے بغیر، سب افراد کو دعوت دے، کیونکہ تنہا مالداروں کو دعوت ولیمہ میں بلانا، قابل مذمت اور مکروہ ہے، جبکہ مومنین کو دعوت دینا مستحب ہے۔

## (دفعہ: 32، ضمن-viii): غیر مسلم کے ولیمہ میں شرکت کا حکم

## (The ruling of attending the Walima Ceremony of a Non-Muslim)

ولیمہ کی دعوت دینے والا اگر کافر ذمی ہو تو اس کی دعوت قبول کر کے شرکت کرنا جائز نہیں، کیونکہ کافر ذمی کے ہاتھ کا ذبیحہ اور اس کے ہاتھ کی پکی ہوئی غذا نجس اور اس کا کھانا حرام ہے، نیز اسی طرح اگر دعوتِ ولیمہ میں شراب یا دوسری لہو و لعب کی چیزوں کا استعمال ہو، تب بھی اس قسم کی مجالس اور دعوتوں میں شرکت کرنا جائز نہیں ہے۔

# (باب 33: Chapter)

# حقوق زوجین کا قانون

## (Law relating to the rights of Spouses)

### (دفعہ-33- Article)

### (دفعہ: 33، ضمن۔i): حق کی تعریف (Definition of Right)

**۱۔لغوی تعریف:** حق کی جمع "حقوق" ہے، لغت میں سچائی، اختیار، ملکیت اور نفع وغیرہ کو کہا جاتا ہے۔ حق یعنی "خلاف باطل" حصہ، عدل، مطابقت، موافقت، مال، ملک اور حکم جو واقع کے مطابق ہو۔

**۲۔اصطلاحی تعریف:** اصطلاح فقہ میں حق "کسی چیز پر ایک قسم کی سلطنت اور تسلّط" کو کہا جاتا ہے، جیسے حق تحجیر یا حق خیار اور حق مالکیت وغیرہ۔

### (دفعہ: 33، ضمن۔ii): بیوی پر شوہر کے حقوق

### (Rights of husband on wife)

#### ۱۔ شوہر کے لیے تمکین کرنا

حصول لذّت اور استمتاع کی خاطر بیوی اپنے شوہر کی بات مانے اور تمکین کرتے ہوئے اپنے آپ کو شوہر کے حوالے کر دے اور اس کی نافرمانی نہ کرے۔

#### ۲۔ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ جانا

#### (Not leaving the house without husband permission)

بیوی شوہر کی اجازت کے بغیر اُس کے گھر سے باہر نہیں جا سکتی اور نہ ہی کوئی پیشہ یا کام کاج اختیار کر سکتی ہے، نیز کوئی مباح کام سیکھنے یا کسی مستحب کام کی انجام دہی کے لئے بھی شوہر کی اجازت ضروری

ہے، یہاں تک کہ اپنے والدین کے گھر یا کسی مریض کی عیادت و تیمار داری یا تشیّع جنازہ میں شرکت اور تعزیت کے لئے بھی شوہر کی اجازت کے بغیر نہیں جاسکتی۔

## ۳۔ شوہر کی اجازت کے بغیر مال خرچ نہ کرنا

## (Not spending money without husband permission)

بیوی صرف اس مقدار میں شوہر کے مال سے اپنے لئے خرچ کر سکتی ہے کہ جتنا اس کے نان، نفقہ، مسکن اور اولاد کی پرورش کے لیے عرف کے مطابق خرچ کیا جاتا ہے، اس مقدار میں شوہر کی اجازت ضروری نہیں ہے، بشرطیکہ شوہر علیحدہ سے اِن اُمور کی انجام دہی کے لیے اسے کوئی رقم نہ دے رہا ہو۔ اس کے علاوہ شوہر کے ذاتی مال سے اس کی اجازت کے بغیر کسی بھی جگہ، حتّٰی کہ صدقہ، نذر و نیاز وغیرہ کے لیے بھی خرچ نہیں کر سکتی۔

## ۴۔ شوہر کے لیے بناؤ سنگھار کرنا

## (Beatifuling herself for the husband)

اگر شوہر بیوی سے بناؤ سنگھار کا تقاضا کرے، تو اُسے چاہیئے کہ وہ شوہر کے لیے زینت و آرائش کرے، اپنے لباس اور بدن کو پاک صاف رکھے اور ایسی چیزوں سے پرہیز کرے جو شوہر کے لیے ناگوار ہوں۔ تاکہ اس کی طرف شوہر کی رغبت بڑھے اور ان کے درمیان ناچاقی اور جدائی کے اسباب پیدا نہ ہوں۔

## (دفعہ: 33، ضمن۔iii): شوہر پر بیوی کے حقوق

## (The rights of wife on husband)

### ا۔ زوجہ کا نفقہ فراہم کرنا:

### (The provision of maintenance of wife)

شوہر کے لیے ضروری ہے کہ وہ زوجہ کا نفقہ (مناسب لباس، خوراک اور مکان) فراہم کرے۔

### ۲۔ خطاؤں سے در گزر کرنا: (Forgiving mistakes)

شوہر پر بیوی کے حقوق میں سے ایک حق یہ ہے کہ اس کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آئے اور اگر اُس سے کوئی غلطی یا خطا سرزد ہو جائے تو اسے معاف کر دے۔

### ۳۔ دوسروں کے سامنے بیوی کی شخصیت کا خیال رکھنا:

### (Being respectful towards wife in front of people)

شوہر کو چاہیے کہ دوسروں کے سامنے بیوی کی عزّت وآبرو کا لحاظ رکھے اور ایسا رویہ اختیار نہ کرے کہ جس سے بیوی کا احترام مجروح ہوتا ہو۔

### ۴۔ بیوی کو واجب احکام اور اعتقادی مسائل کی تعلیم دینا:

### (Educating wife on compulsory rulings and belives)

اگر بیوی واجب احکام اور ضروری اعتقادی مسائل سے جاہل ہو، تو شادی کے بعد شوہر پر واجب ہے کہ خود اُسے ان چیزوں کی تعلیم دے یا تعلیم دینے کا بندوبست کرے۔

### ۵۔ بیوی کی جنسی خواہشات کو پورا کرنا:

### (Fulfilling sexual desires of wife)

شوہر پر لازم ہے کہ بیوی کی جنسی خواہشات کو پورا کرے اور اگر دائمی بیوی ہے تو چار راتوں میں سے ایک رات اُس کے ساتھ گزارے، ایک سے زیادہ بیویاں ہونے کی صورت میں، اُن کے درمیان راتوں کو مساوی طور پر تقسیم کرے، نیز چار مہینے سے زیادہ بیوی سے ہمبستری ترک نہ کرے۔

## (دفعہ :33، ضمن۔iv) : میاں بیوی کے مشترکہ حقوق:

### (Combined rights of spouses)

کامیاب ازدواجی زندگی بسر کرنے کے لیے میاں بیوی دونوں کے لیے مندرجہ ذیل مشترکہ حقوق بیان کئے گئے ہیں:

### ۱۔ حُسن سلوک سے پیش آنا: (Good behavior)

میاں بیوی کا مشترکہ حق یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ اور ایک دوسرے کے والدین اور عزیز واقارب کے ساتھ حُسن سلوک سے پیش آئیں۔

### ۲۔ باہمی تعاون کرنا: (Cooperating with each other)

گھر کا ماحول سدھارنے اور اولاد کی تربیت کے سلسلے میں میاں بیوی ایک دوسرے کی مدد کریں۔

### ۳۔ ناپسندیدہ کاموں سے اجتناب کرنا:

### (Refraining from disliked actions)

ان اعمال اور کاموں سے پرہیز کریں، جن کو دوسرا فریق پسند نہ کرتا ہو اور وہ کام دونوں کی ایک دوسرے سے جدائی کا موجب بنیں۔

### ۴۔ باہمی تعلقات کو استحکام بخشنا:

### (Empowering mutual relationship)

میاں بیوی کو چاہیے کہ اُن کاموں کو انجام دیں جن سے باہمی تعلّقات استوار، مضبوط اور مستحکم ہوتے ہیں۔

### ۵۔ ایک دوسرے سے وفادار رہنا:

### (Being faithful to one anothers)

میاں بیوی کے لیے ضروری ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ وفادار رہیں اور ایک دوسرے کے اعتماد کو ٹھیس نہ پہنچائیں۔

### ۶۔ محبت و سکون کا ماحول بنانا:

### (Creating a loving and comfortable envirment)

میاں بیوی کے لیے لازم ہے کہ گھر میں مہر و محبت اور آرام و سکون کا ماحول برقرار کریں۔

# (Chapter:34 باب)

# ممانعتِ حمل کا قانون

## (Law relating to birth control)

### (Article -34-دفعہ)

### (دفعہ:34، ضمن۔i): ممانعتِ حمل کی تعریف

### (Definition of birth control)

لغت میں حد منع اور روکنے کے معنی میں ہے۔اسی مناسبت سے فقہاء نے ممانعت حمل کے لیے ''تحدید النسل'' کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ضبط تولید کا لفظی معنی ولادت کا روکنا ہے،اس کا مطلب ہے ایسی تدابیر اختیار کرنا کہ نطفہ قرار نہ پکڑے اور حمل نہ ٹھہرے۔

### (دفعہ:34، ضمن۔ii): ممانعتِ حمل کا حکم

### (Ruling on birth control)

شرعی طور پر ممانعت حمل جائز ہے بشرطیکہ میاں بیوی کو شدید نقصان نہ ہو۔

# (باب 35: Chapter)

# ولادت اور نسب کا قانون

## (Law relating to birth and ancestry)

### (دفعہ-35- Article)

### (دفعہ: 35، ضمن۔i): تعریفات (Definitions)

**۱۔ بچے کی لغوی تعریف:** عربی زبان میں بچوں کے لیے ''صبیان'' اور ''اطفال'' کے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں، ''الصبیّ'' یعنی بچہ ''الصبیۃ'' یعنی بچی ''صبیان'' یعنی بچے۔

الصبیّ، الطفل، الصغیر، نظائر ہیں۔ لغت میں ''الصبیّ'' کے معنی ''صغیر اور بچہ'' کے ہیں۔

**۲۔ اصطلاحی تعریف:** شرعی اصطلاح میں بچہ کی تعریف یوں کی گئی ہے: ''مَنْ لَمْ یَبلُغ سنّ التکلیف'' بچہ وہ ہے جو سن تکلیف کو نہ پہنچا ہو۔

**۳۔ نسب کی تعریف:** لغت میں نسب، قرابت، رشتہ داری، خاندانی سلسلہ باپ کی طرف سے رشتہ کو کہتے ہیں۔ اور اصطلاح میں اس سے مراد: وہ تعلق ہے جو دو افراد میں سے ایک کی دوسرے سے پیدائش یا دونوں کی ایک تیسرے شخص سے پیدائش کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔

### (دفعہ: 35، ضمن۔ii): مدّت حمل کی انتہائی حد

### (The maximum limit of gestation period)

مذہب امامیہ میں حمل کی کمترین مدت چھے ماہ اور انتہائی مدت ایک سال ہے، جبکہ دوسرے ائمہ مذاہب کے نزدیک اس مدت میں اختلاف ہے، جیسے احناف کے نزدیک حمل کی انتہائی حد دو سال ہے اور یہی قول جناب ثوری کا ہے۔ حنابلہ کے نزدیک اس بارے میں دو اور تین سال کے دو قول ہیں اور

شوافع کے نزدیک حمل کی انتہائی حد چار سال ہے، جبکہ مالکیہ کے نزدیک چار اور پانچ سال کے اقوال ہیں۔

ان کے علاوہ زہری کے نزدیک سات سال، ابن عوام کے نزدیک پانچ سال، ابو عبید کے نزدیک بیس ماہ، جبکہ مغنی ابن قدامہ کے مطابق ابو عبید کا نظریہ یہ ہے کہ اقصیٰ مدت حمل کی کوئی حد نہیں ہے۔

نیز ابن حزم اندلسی لکھتے ہیں کہ نو ماہ سے زیادہ اور چھ ماہ سے کم حمل جائز نہیں ہے۔

## (دفعہ :35، ضمن۔iii): بچے کے الحاق کا قانون

## (Law of association of child)

مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ بچے کو باپ سے ''ملحق'' کیا جائے گا:

ا۔ازدواجی حقوق کی ادائیگی کے دوران مرد اپنی زوجہ سے ہمبستری کرے اور اُس کی اندام نہانی یا اس کے منہ پر انزال کرے یا مرد کے مادہ منویہ کو کسی بھی طریقے سے اس کی زوجہ کے رحم میں داخل کیا گیا ہو۔

۲۔ ہمبستری کے بعد نو ماہ قمری یا اس سے زیادہ کا عرصہ گزر گیا ہو۔

۳۔ بچے کی ولادت ''اقصی مدت حمل'' یعنی نو ماہ کے بعد نہ ہوئی ہو۔

## (دفعہ :35، ضمن۔iv): ولد الشبہہ

## (Suspected (illegitimate) father)

ولد الشبہہ اس بچے کو کہا جاتا ہے جو وطی بالشبہہ کے نتیجے میں پیدا ہوا ہو اور وطی بالشبہہ کی تعریف فقہی کتابوں میں اس طرح کی گئی ہے:

**وطی بالشبہہ:** ''مرد کسی غیر عورت سے بیوی سمجھ کے ہمبستری کرے اور عورت شوہر سمجھ کے اس بات کی اجازت دے (جیسے رات کی تاریکی میں مرد عورت کو اپنی بیوی سمجھے اور عورت اس کو اپنا شوہر

اور ہمبستری واقع ہو جائے)۔'' وطی بالشبہہ کی صورت میں وطی کرنے والوں پر درج ذیل احکام لاگو ہوں گے:

۱۔ وطی بالشبہہ کے نتیجے میں پیدا ہونے والی اولاد (اگر دونوں طرف سے وطی بالشبہہ ہو تو) دونوں کی شرعی اولاد ہو گی، لیکن اگر شبہہ ایک فرد کی طرف سے ہو تو اسی کی شرعی اولاد ہو گی۔

۲۔ وطی بالشبہہ (غلطی میں کوئی مرد اس عورت سے جماع کر بیٹھے) واقع ہو جائے تو اُس عورت کے لیے ضروری ہے کہ وہ عدّت رکھے۔

۳۔ اگر کوئی شخص کسی عورت سے وطی بالشبہہ کرے تو عورت ''مہر المثل'' کی مستحق قرار پائے گی۔

## (دفعہ: 35، ضمن۔v): ولد الزنا

## (ILLegitimate child)

**تعریف ولد زنا:** وہ بچہ جو غیر شرعی طریقہ سے متولد ہوا ہو۔

ولد زنا اور زانی (باپ) اور زانیہ (ماں) کے درمیان شرعاً نسب موجود نہیں۔

## (دفعہ: 35، ضمن۔vi): تلقیح مصنوعی (مصنوعی طریقۂ تولید)

## (In vitro fertilization)

مصنوعی طریقۂ تولید کی مختلف شکلیں اور ان کا شرعی حکم:

۱۔ شوہر کے نطفہ کو لے کر اس کی اپنی زوجہ کے رحم میں منتقل کر کے بچے کی پیدائش کرائی جائے اور اس عمل کو خود شوہر انجام دے تو ایسی صورت شرعی اعتبار سے وہ بچہ اسی عورت اور مرد کی طرف منسوب ہوگا۔

۲۔ شوہر کے نطفہ کو لے کر اس کی اپنی زوجہ کے نطفے سے ملا کر مصنوعی بارآوری ٹیوب کے اندر کی جائے اور پھر اسے عورت کے رحم میں منتقل کرکے بچے کی پیدائش کرائی جائے۔ اس صورت میں بھی بچہ زوجین کی طرف منسوب ہوگا۔

۳۔ کسی اجنبی مرد کے نطفے کو شوہر دار یا غیر شوہر دار عورت کے نطفے سے ملا کر اسے ٹیوب میں بارآور کرا کر اور پھر اس لقیحہ یا آمیزہ کو ایک مدت کے بعد اس شخص کی بیوی کے رحم میں ڈالا جائے اور اس کی بیوی کے رحم سے اس کی ولادت ہو، یہ صورت ناجائز اور حرام ہے کہ کسی مرد کے مادہ منویہ کو کسی اجنبی عورت کے بویضہ سے آمیزہ اور بارآور کیا جائے۔ اس صورت میں بچہ زوجین کی طرف منسوب نہیں ہوگا۔

# (Chapter:36 باب)

## احکام اولاد: (Rulings of children)

### (Article -36-دفعہ)

### (دفعہ:36، ضمن۔i): اسلام کی نظر میں بچوں کے حقوق

### (Rights of children in light of Islam)

نومولود بچوں کے حقوق کے بارے میں اسلام کے پیشواؤں اور راہنماؤں کے ارشادات کا بغور مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح اور عیاں ہو جاتی ہے کہ بچے کی پیدائش کے آغاز میں ہی اس کے گھر والوں پر کچھ حقوق عائد ہوتے ہیں کہ جن حقوق کا ادا کرنا ضروری ہوتا ہے، وہ حقوق مندرجہ ذیل ہیں:

**[i] ولادت کا جشن منانا اور بچے کی پیدائش پر خوش ہونا**

**[ii] غسل دینا**

**[iii] دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنا**

نومولود کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنا مستحب ہے۔ اسلام میں اس امر کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔

**[iv] شہد، خاک شفا، خرما، فرات کے پانی یا شیریں پانی سے بچے کو گھٹی دینا**

عربی زبان میں اسے ''تحنیک'' کہتے ہیں؛ یعنی کھجور وغیرہ منہ میں چبا کر نومولود کے تالو پر ملنا۔

**[v] بچے کے لیے اچھے نام کا انتخاب کرنا**

اسلام میں بچے کے اچھے نام کے انتخاب کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے، حتی کہ بچے کی پیدائش سے پہلے اس کا نام تجویز کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

**انبیاء علیہم السلام کے اسماء گرامی پر بچوں کے نام رکھنا**

**سات دنوں تک مولود کا نام رکھنا**

**آئمہ اطہار علیہم السلام کے اسماء گرامی پر بچوں کا نام رکھنا**

نام رکھنا ''محمد''۔ نام رکھنا'' فاطمہ''۔

**[vi] بچے کا سر منڈوانا**

مستحب ہے کہ بچے کی ولادت کے ساتویں دن اس کا سر تراشا جائے اور بالوں کے وزن کے برابر سونا یا چاندی صدقہ کی جائے۔

**[vii] عقیقہ کرنا**

**[viii] ختنہ کرنا**

# (باب 37:Chapter)

# عقیقہ اور ختنہ کا قانون

## (Ruling on Aqiqah Ceremony and Circumcision)

### (دفعہ-37- Article)

### (دفعہ: 37، ضمن-i): عقیقہ کی تعریف(Definition of Aqiqah)

**لغوی تعریف:** عقیقہ نومولود کے ان بالوں کو کہا جاتا ہے کہ جو ولادت کے وقت اس کے سر پر ہوتے ہیں اور اسی طرح اس بھیڑ کو بھی عقیقہ کہا جاتا ہے جسے بچے کے سر کے بال اتارنے کے وقت ذبح کیا جاتا ہے۔

**اصطلاحی تعریف:** عقیقہ اس ذبیحہ کو کہتے ہیں جو بچے کی ولادت کے ساتویں دن ذبح کیا جاتا ہے۔

چونکہ اسلام دین فطرت ہے اس لیے نبی اکرم ﷺ نے مسلمانوں کی صاحب اولاد ہونے کی خوشی میں جس ضیافت کی طرف توجہ مبذول کروائی ہے وہ ''عقیقہ'' ہے جو سنت موکدہ ہے۔

### (دفعہ: 37، ضمن-ii): عقیقہ کی شرعی حیثیت

### (Religious importance of Aqiqah)

بچے یا بچی کا عقیقہ کرنا مستحب موکدہ ہے اور مستحب ہے کہ لڑکے کی طرف سے نر اور لڑکی کی طرف سے مادہ جانور عقیقہ کیا جائے اور یہ عقیقہ ولادت کے ساتویں دن ہو، لیکن اگر عذر یا بغیر عذر کے عقیقہ کو تاخیر میں ڈالے تو ساقط نہیں ہوگا۔ حتیٰ اگر بچہ بالغ ہو جائے اور اس کا عقیقہ نہ ہوا ہو تو وہ خود اپنی طرف سے عقیقہ کرے۔ بلکہ اگر زندگی میں وہ عقیقہ نہ کر سکے تو مستحب ہے کہ مرنے کے بعد اس کی طرف

سے عقیقہ کیا جائے اور تین جانوروں یعنی بھیڑ، بکری، گائے اور اونٹ میں سے کوئی جانور عقیقہ میں ذبح کیا جائے اور ذبح کرنے کے بجائے عقیقہ کے جانور کی قیمت بطورِ صدقہ دے دینا کافی نہیں ہے۔

## (دفعہ: 37، ضمن-iii): ختنہ کی تعریف

## (Definition of circumcision)

**لغوی تعریف:** ''ختن الشیء'' یعنی کسی چیز کا کاٹنا۔ ''ختن الصبی'' یعنی بچے کے آلہ تناسل کے سرے پر موجود چمڑے کو کاٹنا۔

**اصطلاحی تعریف:** الختان، مرد کے آلہ تناسل کے سرے پر موجود چمڑے کا کاٹنا اسی طرح آلہ زنانہ پر موجود کچھ چمڑے کا کاٹنا۔ مرد و عورت کے آلہ تناسل کے کاٹنے کی جگہ کو بھی ختان کہتے ہیں۔

## (دفعہ: 37، ضمن-iv): ختنہ کا شرعی حکم

## (Religious importance of circumcision)

لڑکوں کا ختنہ واجب ہے اور ساتویں دن اسے انجام دینا مستحب ہے، اگر بالغ ہونے تک کسی وجہ سے ختنہ نہ کیا گیا ہو تو خود اُس شخص پر اپنا ختنہ واجب ہے، یہاں تک کہ اگر کافر مسلمان ہو جائے اور مختون نہ ہو تو اس پر بھی ختنہ واجب ہے، ختنہ طواف حج و عمرہ کے صحیح ہونے کی شرط ہے چاہے وہ واجب طواف ہو یا مستحب۔

# (باب 38: Chapter)

# رضاعت اور حضانت بچگان

## (Breastfeeding and raising a child)

## (دفعہ-38- Article)

### (دفعہ :38، ضمن۔i): تعریفات (Definition)

**ا۔لغوی تعریف:** رضاعت رضع سے بنا ہے۔رضاع یا رضاعۃ (راپر زیر یا زبر کے ساتھ) دودھ پینے اور پستان چوسنے کے معنی میں ہے۔

حضانت (حاء کے فتحہ و کسرہ کے ساتھ) کا لغوی معنی محفوظ رکھنا، بچانا، حفاظت کرنا، حفاظت، پرورش، دایہ گری، جمع کرنا اور اپنی طرف کھینچنا، یا لفظ ''حِضن'' سے مأخوذ ہے، حضن بغل کے نیچے سے پہلو تک کا حصہ یا سینہ، دو بازو اور ان کے درمیانی حصّے کو کہا جاتا ہے۔

اسے اردو میں ''آغوش'' اور ''گود'' کہا جاتا ہے۔دوسرے معنی کی برگشت پہلے معنی کی طرف ہے۔

لفظ حضانت مصدر یا اسم مصدر ہے۔بہر حال لغت کی مذکورہ وغیرہ مذکورہ کتب کا بغور مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضانت کا لغوی وضعی معنی جمع کرنا اور محفوظ کرنا یا حفاظت ہے۔

**۲۔اصطلاحی تعریف:**

فقہی اصطلاح میں شیر خوار کا شیر خوارگی کی عمر میں کسی بھی محرم یا نامحرم عورت کے دودھ پینے یا اس عورت کا دودھ پلانا (یعنی ارضاع) دونوں کا عمل رضاعت کہلاتا ہے۔

بچے کی تربیت و پرورش کرنے کو حضانت کہا جاتا ہے۔

فقہاء کرام نے حضانت اور اس سے متعلقہ امور کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

''الحضانة عبارة عن حفظ الطفل و تعهده بغسله وغسل رأسه وثيابه وخرقه وتطهيره من النجاسات وتدهينه وتكحيله و...''

حضانت عبارت ہے بچے کی حفاظت، اس کو نہلانے دھلانے، اس کے کپڑے دھونے، نجاست سے اس کو پاک کرنے، اس کی مالش کرنے، اس کی آنکھوں میں سرمہ ڈالنے اور۔۔۔ کی ذمہ داری لینے سے۔

**۳۔ قانونی تعریف:** بچے کی حفاظت، اس کی تعلیم و تربیت، اس کی صفائی ستھرائی اور دوا دارو کو حضانت کہتے ہیں۔

**۴۔ قرآن اور حضانت بچگان:** قرآن کریم میں بچے کی حفاظت اور اور اس کی ضروریات زندگی کو پورا کرنا لفظ ''حضن'' اور اس کے مشتقات سے نہیں آیا بلکہ اس کے لیے لفظ ''کفل'' آیا ہے، تفسیری متون میں ''کفالت'' سے مراد بچے کی پرورش و تربیت، حفاظت و رضاعت نیز بچے کو دودھ پلانا اور اس کے امور کی ذمہ داری لینا بھی لیا گیا ہے۔

سورہ طٰہٰ میں ارشاد پروردگار ہے:

''إِذْ تَمْشِي أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ مَن يَكْفُلُهُ فَرَجَعْنَاكَ إِلَىٰ أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنَاكَ''

ترجمہ: اس وقت کو یاد کرو (اے موسیٰ) جب تمہاری بہن دوڑتے ہوئے ان کے پاس آئی اور کہا کیا میں تمہیں اس کے بارے میں بتاوں جو اس بچے کی کفالت کرے پس ہم نے تمہیں تیری ماں کی طرف لوٹا دیا تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں۔۔۔

## (دفعہ :38، ضمن۔ii) :رضاعت کا حکم (Rulings on breastfeeding)

ماں پر اپنے بچے کو دودھ پلانا واجب نہیں ہے۔ مگر یہ کہ اسے دودھ پلانے والی دوسری کوئی عورت نہ ہو یا بچہ اپنی ماں کے علاوہ کسی اور کا دودھ نہ پیئے اور دودھ نہ پینے کی وجہ سے اس کی جان کو خطرہ لاحق ہو، تو اس صورت میں اس کی ماں پر واجب ہے کہ وہ اپنے بچے کو دودھ پلائے۔

## (دفعہ :38، ضمن۔iii) :رضاعت کی مدت

## (Time period of breastfeeding)

دودھ پلانے کی زیادہ سے زیادہ مدت دو مکمل قمری سال ہے۔

## (دفعہ :38، ضمن۔iv) :رضاعت پر اجرت

## (Payment of Breastfeeding)

۱۔ماں اپنے بچے کو دودھ پلانے کی اجرت لینے کا حق رکھتی ہے۔

۲۔ماں اپنے بچے کو دودھ پلانے کی زیادہ حقدار ہے اگر وہ اتنی ہی اجرت لینے پر راضی جو جتنی دوسری عورتیں لیتی ہیں یا وہ مفت میں اپنے کو دودھ پلانا چاہے۔ لیکن اگر وہ دودھ پلانے سے انکار کرتی ہے یا دودھ پلانے والی دوسری عورتوں کی بہ نسبت زیادہ اجرت مانگتی ہے تو اس سے حق رضاعت ساقط ہو جائے گا۔

## (دفعہ :38، ضمن۔v) : مشترکہ حضانت

## (Mutuality raising the child)

ازدواجی زندگی میں بچے کی حضانت والدین کا مشترکہ حق اور ان کی ذمہ داری ہے۔

**وضاحت:** بچے کی حضانت کو دو موارد میں زیر بحث لایا جاتا ہے۔

الف: ازدواجی زندگی میں بچے کی حضانت۔

ب: والدین کے درمیان افتراق وجدائی کی صورت میں بچے کی حضانت۔

پہلی صورت میں بچے کے والدین مشترکہ طور پر اس کی حضانت وتربیت کے ذمہ دار ہیں، والدین پر بچے کا یہ حق ہے کہ وہ ماں کی پیار ومحبت بھری آغوش اور باپ کی شفقت وعطوفت کے سائے میں جسمانی اور روحانی لحاظ سے پروان چڑھے۔ اور اگر والدین اس عظیم ذمہ داری سے صرف نظر کریں گے تو نتیجہ کے طور پر بچے کو اس کا نقصان ہوگا اور اس پر منفی اثر پڑے گا۔

بچے کی حضانت والدین کا حق بھی ہے اور یہ حق طبیعی ہے فقط بچے اور اس کے والدین میں موجود تکوینی رابطہ ہی اس حق کے ثبوت کے لیے کافی ہے۔

## (دفعہ :38، ضمن۔vi): ماں کا حق حضانت

## (Right of Mother to raise the child)

ماں باپ میں جدائی اور مفارقت کی صورت میں مدت رضاعت کے دوران، ماں اپنے بچے کی حضانت کی زیادہ حقدار ہے چاہے لڑکا ہو یا لڑکی اور چاہے وہ خود اس کو دودھ پلا رہی ہو یا نہ بشرطیکہ آزاد، مسلمان اور عقل مند ہو، اس مدت میں باپ (یا کوئی دوسرا شخص) بچے کو ماں سے جدا نہیں کر سکتا۔

### مستند قرآنی

سورہ بقرہ میں ارشاد پروردگار ہے:

''لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَّهُ''

ترجمہ: ''نہ ماں کو بچے کی وجہ سے تکلیف میں ڈالا جائے اور نہ باپ کو اس کی وجہ سے کوئی ضرر پہنچایا جائے۔''

ضرر اور تکلیف کی کئی صورتیں ہیں مثلاً ماں کو مجبور کرنا کہ وہ بچے کو دودھ پلائے، ماں سے بچہ لے کر رضاعت کے لیے کسی دوسری عورت کو دینا، حاملہ عورت کا نفقہ نہ دینا، حمل کے خوف کی وجہ سے ترک

ہمبستری وغیرہ۔ صاحب جواہر فرماتے ہیں: ''رضاعت کے دوران بچے کو اس کی ماں سے دور کرنا اور نہ ملنے دینا بھی ضرر ہے۔''

## (دفعہ :38، ضمن۔vii): رضاعت بعد از حضانت

## (After breastfeeding right to raise children)

رضاعت کی مدت کے بعد بیٹے کی حضانت کے لیے باپ اور ولادت سے سات سال تک بیٹی کی حضانت کے لیے اس کی ماں زیادہ حقدار ہے اس کے بعد بچی سے متعلقہ حق حضانت بھی باپ کو منتقل ہو جاتا ہے اگرچہ بہتر یہ ہے کہ بیٹا بھی سات سال تک ماں کے ہی زیر حضانت رہے۔

## (دفعہ :38، ضمن۔viii): تزویج کے سبب اسقاط حق حضانت

## (Non-entitlement of Right to raise children of the getting married)

طلاق وافتراق کی صورت میں بھی ماں بچے کی حضانت کی زیادہ حقدار ہے بشرطیکہ وہ دوسری شادی نہ کرے چاہے اس کا شوہر بچے کا کوئی رشتہ دار ہو یا اجنبی، بہر حال شادی کرنے کی صورت میں اس کا حق حضانت ساقط ہو جاتا ہے۔

**محمڈن لاء:** شیعوں کے قانون کی رو سے ماں کو اپنے لڑکوں سے متعلق دو سال اور لڑکیوں سے متعلق سات سال کی تکمیل تک حق حضانت حاصل رہتا ہے، اور اس کے بعد ان کی حضانت باپ کی ذمہ داری ہے۔

**قانون مدنی ایران:** جس بچّے کے والدین ایک دوسرے سے جدا زندگی گزار رہے ہوں سات سال تک ماں بچے کی حضانت کے لیے اولویت رکھتی ہے اس کے بعد بچے کا باپ اس کی حضانت کا ذمہ دار ہے۔

**تبصرہ:** سات سال کے بعد اختلاف کی صورت میں بچے کی حضانت اس کی مصلحت کا لحاظ رکھتے ہوئے عدالت کی تشخیص پر ہے۔

**وضاحت:** بعض فقہاء کے نزدیک احتیاط اس میں ہے کہ بچے کو سات سال سے پہلے ماں سے جدا نہ کیا جائے اگرچہ لڑکا ہی کیوں نہ ہو۔ شاید ایران میں قانون سازی کرتے وقت اسی بات کا خیال رکھا گیا تھا اور بچے کی جنس کی تفریق کیے بغیر سات سال تک ماں کے سپرد کرنے کا قانون بنایا گیا۔

## (دفعہ :38، ضمن۔ix): بچے سے ملاقات کا حق

## (Right to meet the child)

طلاق یا کسی بھی وجہ سے بچے کے والدین اگر اکٹھے زندگی نہ گزار رہے ہوں تو ان میں سے جس کے پاس بچے کا حق حضانت نہیں وہ بچے سے ملاقات کا حق رکھتا ہے، اگر ملاقات کے وقت اور جگہ میں اختلاف ہو جائے تو عدالت اس کی تعیین کرے گی۔

**وضاحت:** بچے کے والدین اگر کسی وجہ سے جدا ہو کر علیحدہ زندگی گزار رہے ہوں تو اس صورت میں بچہ ان میں سے جس کی کفالت و حضانت میں ہے وہ دوسرے کو بچے کے ساتھ ملاقات سے منع نہیں کر سکتا کیونکہ حق حضانت نہ ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ بچے پر اس کو کوئی حق حاصل نہیں ہے۔

چونکہ باپ کی نسبت بچے کی ماں اس پر زیادہ شفیق و مہربان ہوتی ہے اس لیے فقہاء کرام فرماتے ہیں: ''شادی کرنے کی وجہ سے ماں کا حق حضانت تو ختم ہو جاتا ہے لیکن اسے اپنے بچے کے ساتھ ملاقات سے منع نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس میں قطع رحم اور ضرر (نقصان پہنچانا) ہے، بچہ اگر بیٹا ہو تو اسے ماں کے پاس جانے دینا چاہئے اور اگر لڑکی ہو اور گھر سے نکلنے میں اسے کوئی ضرر ہو تو ماں اس کے پاس آئے وگرنہ اسے ماں کے پاس جانا چاہیے اور ماں اگر بچے کو ملنے آئے تو اسے زیادہ دیر اس گھر میں نہیں ٹھہرنا چاہئے''۔

قطع رحمی اور ضرر اسلامی تعلیمات کی رو سے حرام ہیں۔

سورہ بقرہ میں ارشاد پروردگار ہے:

''لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ''

ترجمہ: ''کوئی بھی ماں اپنے فرزند کی وجہ سے نقصان نہ اٹھائے اور نہ کسی باپ کو اس کی اولاد کی وجہ سے نقصان ہو۔''

اگر بچے کے ساتھ ملاقات کے لیے وقت اور جگہ کے بارے اختلاف ہو جائے تو جس طرح ہر دوسرے اختلاف کے حل کے لیے کسی ثالث یا عدالت کی طرف رجوع کیا جاتا ہے اس مورد میں بھی عدالت کی طرف ہی رجوع کیا جائے گا۔

## (دفعہ :38، ضمن۔x): والدین میں سے کسی کی وفات کی صورت میں حضانت

## (Raising a child in case of death of one of the parents)

اگر باپ اپنی طرف حق حضانت منتقل ہونے سے پہلے یا بعد میں مر جائے تو دوسرے افراد کی نسبت بچے کی حضانت کی زیادہ حقدار اس کی ماں ہو گی اگرچہ اس نے دوسری شادی کر لی ہو اسی طرح اگر ماں مدت حضانت کے دوران فوت ہو جائے تو باپ بچے کی حضانت کا زیادہ حقدار ہو گا۔

**وضاحت:** ماں کے بعد بچے کی حضانت اگر باپ کے پاس آجائے تو اس میں بھی وہی شرائط موجود ہونا ضروری ہیں جو ماں کے لیے رکھی گئی ہیں مثلا مسلمان، عاقل اور آزاد ہونا وغیرہ پس حاضن کی شرائط حاضنہ (آیا) میں بھی معتبر ہیں۔

## (دفعہ :38، ضمن۔xi): والدین کے بعد حق حضانت

## (The Right to raise the child after the death of parents)

بچے کے والدین فوت ہو جانے کی صورت میں اس کی حضانت دادا کی ذمہ داری ہے اور دادا کے نہ ہونے کی صورت میں باپ یا دادا نے جس کو وصیت کی ہو اور اگر وہ بھی نہ ہو تو (مراتب ارث کے اعتبار سے) سب سے قریبی رشتہ دار یہ ذمہ داری نبھائے گا۔

**وضاحت:** درحقیقت حضانت باپ کی ذمہ داری ہے کیونکہ بچہ اس کا ہے اور اگر ماں موجود ہو تو حضانت باپ کی طرف سے اسے منتقل ہوتی ہے اور جب والدین مفقود ہوں تو حضانت دادا کی طرف منتقل ہو جاتی ہے کیونکہ وہ ''مَوْلُودٌ لَّہٗ'' ہونے میں والد کے ساتھ شریک ہوتا ہے۔

**گارڈین اینڈ وارڈز ایکٹ (۱۸۹۰) دفعہ ۷:** ماں کی حضانت ایک ماتحت حضانت ہے اور باپ کے کنٹرول کے تابع ہے جسے گارڈین اینڈ وارڈز ایکٹ کے تحت حقیقی حضانت حاصل ہے۔

**نوٹ:** وراثت میں جس رشتہ دار کا حصہ دوسروں کی نسبت زیادہ ہوگا حضانت کے لیے بھی وہی اولویّت رکھتا ہے کیونکہ ارث میں حصّہ کی زیادتی قرب کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے۔

**محمڈن لاء دفعہ ۳۵۲:** شیعہ قانون کے مطابق اگر ماں باپ دونوں مر جائیں تو حق حضانت دادا کو پہنچتا ہے۔

## (دفعہ :38، ضمن۔xii): اختتام حضانت

## (Age limit for requirement of guardian)

بچہ جب عاقل و بالغ (رشید) ہو جائے تو اس پر سے والدین یا کسی اور کا حق حضانت ختم ہو جاتا ہے اور (والدین کے درمیان جدائی کی صورت میں) اسے ان میں سے کسی ایک کے ساتھ زندگی گزارنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔

**وضاحت:** بچے کی حضانت اس کے بلوغ تک ہوتی ہے پس جب وہ بلوغ کو پہنچ جائے تو خود بخود وہ دوسروں کی حضانت و سرپرستی سے نکل آتا ہے نیز مسلم عائلی قوانین میں ''حضانت نابالغان'' کی اصطلاح ہی اس بات کا پتہ دیتی ہے کہ بلوغ کو پہنچتے ہی بچے کی حضانت کا اختتام ہو جاتا ہے۔

## (دفعہ :38، ضمن۔xiii): مختلف اسلامی ممالک کے شخصی قوانین اور اختتام حضانت

## (Individual laws and age limit for requirement of a guardian in different Islamic Countries)

یمن کے قانون میں لڑکے کی مدت حضانت نو(۹)سال اور لڑکی کی بارہ(۱۲)سال ہے۔

متحدہ عرب امارات کے قانون کے مطابق حضانت کی مدت لڑکے کے لیے گیارہ سال اور لڑکی کے لیے ۱۳ سال ہے۔

مغرب کے قانون میں لڑکے اور لڑکی کی مدت حضانت قانونی عمر کو پہنچنے تک ہے، اور ماں باپ میں افتراق کی صورت میں پندرہ سال کی عمر میں بچے کو اختیار حاصل ہو جاتا ہے کہ والدین میں سے کس کے پاس رہنا چاہتا ہے۔

## (دفعہ :38، ضمن۔xiv): شرائط حضانت

## (Terms for guardianship)

بچے کی حضانت کرنے والے (حاضن، حاضنہ) کے لیئے درج ذیل شرائط کا حامل ہونا ضروری ہے وگرنہ وہ حضانت کا اہل قرار نہ پائے گا۔

۱۔اسلام ۲۔عقل ۳۔ماں کا شادی نہ کرنا ۴۔متعدی یا دائمی مرض میں گرفتار نہ ہونا۔

# تشریحات:

## [i] اسلام

مسلمان بچے کی حضانت کے لیے حاضن یا حاضنہ کا مسلمان ہونا ضروری ہے پس اگر وہ مرتد ہو جائے تو اس کا حق حضانت ساقط ہو جاتا ہے۔ فقہاء امامیہ نے مسلمان بچے کی حضانت کے لیے اسلام کو شرط قرار دیا ہے۔

## [ii] عقل

بچے کی حضانت کے لیئے حاضن یا حاضنہ کا عاقل ہونا بھی ضروری ہے۔

جنون چاہے ہمیشگی ہو یا ادواری ہر صورت میں مجنون دوسرے کی حضانت سے قاصر ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ خود مولیٰ علیہ ہے اور اسی سبب سے وہ دوسروں کی حضانت میں چلا جاتا ہے۔

## [iii] ماں کا شادی نہ کرنا

فقہاء امامیہ اس بات پر متفق ہیں کہ طلاق یا فسخ کی صورت میں ماں اگر دوسری شادی کر لے چاہے وہ بچے کے قریبی رشتہ دار سے شادی کرے یا کسی اجنبی سے تو اس کا حق حضانت ختم ہو جاتا ہے۔

کیونکہ دوسری شادی کی صورت میں ماں اپنے بچے کی حضانت اور اس کے بارے اپنے فرائض کی صحیح طور پر بجاآوری پر قادر نہیں رہ سکتی۔

## [iv] دائمی یا متعدی مرض میں گرفتار نہ ہونا

بچے کی حضانت کرنے والا کسی متعدی اور دائمی مرض میں گرفتار نہ ہو کیونکہ اس وجہ سے وہ بچے کی کفالت سے قاصر ہو گا، علاوہ ازیں بچے کے ضرر کا بھی خوف رہے گا۔ مثال کے طور پر جزام ایک متعدی مرض ہے اس کے بارے میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

**وضاحت:** اگر بچے کی حضانت ایک ایسے فرد کے ذمہ ہو جو کسی متعدی مرض میں گرفتار ہے یا اسے لا علاج مرض لگا ہوا ہے ایک طرف تو بچے کو مرض لگ سکتا ہے دوسری طرف وہ شخص بچے کی حضانت کی ذمہ داری نہیں نبھا سکتا اس لیے اس میں بچے کا سراسر نقصان ہے کہ جس کی اسلام کے اندر اجازت نہیں ہے۔

## (دفعہ :38، ضمن۔xv): اجرت حضانت

## (Payment of guardianship)

ماں اپنے بچے کی حضانت کے لیے اجرت لینے کی مستحق ہے مگر یہ کہ وہ خود بغیر اجرت کے حضانت کرنا چاہتی ہو۔

**وضاحت:** بچے کو دودھ پلانے کی اجرت لینے کا جواز تو قرآن و روایات اسلامی سے ثابت ہے، آیا بچے کی حضانت پر بھی ماں اجرت لینے کی حقدار ہے؟ چونکہ رضاعت اور حضانت ایک دوسرے سے جدا اور الگ الگ فعل ہیں رضاعت میں اگر بچے کی ماں دوسری عورتوں کی نسبت زیادہ اجرت مانگے تو اس کا حق رضاع ساقط ہو جاتا ہے لیکن حق حضانت بدستور باقی رہتا ہے۔

فقہاء امامیہ کے نزدیک رضاعت و حضانت جدا عمل ہیں دونوں پر اجرت لینا جائز ہے۔ اور یہ اجرت باپ کے اپنے بچے پر واجب نفقہ کے علاوہ ہے۔

☼ ☼ ☼ ☼ ☼

# کتاب مناکحات میں موجود کلیدی الفاظ کے معانی کی وضاحت

## "الف"

ارتداد: اسلام کو چھوڑ کر کفر کی طرف جانا

استمتاع: لطف اندوز ہونا، جنسی تسکین حاصل کرنا

افضاء: کسی عورت کے مقام پیشاب اور پاخانہ کے درمیان حائل دیوار کا ٹوٹ جانا، یا مقام حیض و پیشاب کا ایک ہو جانا

اہلیت تصرفی: انسان کے اندر اپنے اموال میں تصرف کرنے کی صلاحیت (پاگل، نابالغ بچہ، سفیہ میں یہ اہلیت موجود نہیں ہوتی ہے ان کا تصرف اپنے مال میں بھی قانونی طور پر نافذ نہیں ہوتا)

اہلیت تملیکی: کسی چیز کے شرعی حوالے سے مالک بننے کا اہل ہونا (غلام و کنیز کے علاوہ باقی سب انسانوں میں یہ اہلیت موجود ہوتی ہے)

اہلیت توکیلی: ہر عقل، شعور، قصد و ارادہ رکھنے والا شخص کسی اور کے وکیل بننے کا اہل ہو۔ اس صلاحیت کو اہلیت توکیلی کہا جاتا ہے۔

اہلیت ذاتی: انسان کی ایسی ذاتی صلاحیت جس کے تحت ولادت سے موت تک وہ اپنے حقوق و فرائض کو انجام دیتا ہے

اہلیت ولائی: اس شرعی اور قانونی حق کو کہا جاتا ہے جو ایک کامل شخص کسی اور پر اس کے نقص یا کمزوری کی وجہ سے رکھتا ہے جیسے نابالغ بچہ، پاگل، سفیہ شخص کے امور کی انجام دہی ان کے ولی سے مربوط ہوتی ہے پس ولی کے پاس اہلیت ولائی ہوتی ہے۔

## "ب"

باکرہ: کنواری دوشیزہ، وہ لڑکی جس کی ابھی تک شادی نہیں ہوئی ہے۔

بلوغ: عمر کی وہ حد جس تک پہنچنے سے احکام شرعی لاگو ہو جاتے ہیں اور انسان مکلّف ہو جاتا ہے۔

"ت"

تعدُّدازواج: متعدد یاایک سے زیادہ شادیاں کرنا
تمکین: پیش کرنا، رکاوٹوں کا خاتمہ، آمادگی و تیاری

"ح"

حرمت: کسی عمل کے ترک کرنے کاایسا حکم جس کی مخالفت شریعت کی رو سے موجب سزا ہو
حلالہ: وہ مورد جب سابقہ شوہر اپنی سابقہ بیوی سے اس وقت تک شادی نہیں کر سکتا جب تک وہ کسی اور مرد سے شادی نہ کرے
حکم (حکمین): ثالث، فیصلہ کرنے والا، وہ فرد یاافراد جن کو تنازع کے دونوں فریق منتخب کرتے ہیں اور فیصلے کااختیار دیتے ہیں

"خ"

خواستگاری: ہاتھ مانگنا، کسی خاتون کو شادی کا پیغام دینا Propose کرنا

"ر"

رضاع: جب کوئی عورت کسی اور کے بچے کو ایک خاص مقدار میں دودھ پلادے مخصوص شرائط کے ساتھ تو دودھ پینے والے بچے اور پلانے والی عورت کے درمیان رشتہ قائم ہو جاتا ہے جس کو رضاع یا رضاعت کہا جاتا ہے
رضایت: راضی ہونا، قبول کرنا، منظور کرنا

"ش"

شقاق: نفرت، ناپسندیگی، جب میاں بیوی ایک دوسرے کو ناپسند کریں، یاایک طرف سے بھی ایسی ناپسندیدگی ہو جس کی موجودگی میں حقوق کی ادائیگی کی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔

"ص"

صغیرہ: وہ لڑکی جو حدِّ بلوغ تک نہیں پہنچی

صیغہ: وہ الفاظ جو کسی عقد یا معاملے کو وجود میں لانے کے لیے بولے جاتے ہیں۔

"ع"

عدت: طلاق یا شوہر کی وفات کی صورت میں عورت ایک خاص مدت تک دوسرا نکاح نہیں کر سکتی اس مدت کو عدت کہا جاتا ہے۔

عقد: معاہدہ، عہد و پیمان، قول و قرار، اسی لیے نکاح کو عقد کہا جاتا ہے کیونکہ یہ دو افراد کے درمیان ایک شرعی معاہدہ ہے۔

عقد فضولی: وہ عقد جس میں طرفین یا ایک طرف کی اجازت کے بغیر (چاہے اجازت دینے کی اہلیت موجود ہو یا موجود نہ ہو) انجام دیا گیا ہو فضولی کہلاتا ہے ایسے عقد کا صحیح ہونا اجازت پر موقوف ہے، اگر اجازت مل جائے تو درست ہے نہ ملنے کی صورت میں کالعدم قرار دیا جائے گا۔

"غ"

غلات: وہ افراد جو ائمہ علیہم السلام کو اللہ تعالی کی ذات یا صفات میں شرک قرار دیں، یا ان کے مخلوق ہونے کا انکار کریں غالی یا غلات کہلاتے ہیں۔

"ف"

فسخ: کسی معاملے کو کچھ خاص شرائط کی موجودگی میں منسوخ قرار دینا فسخ کہلاتا ہے

فقیہ: ایسا عالم جو شرعی احکام کو ان کے تفصیلی دلائل کے ساتھ جانتا ہو اور جو شخص احکام شرع کو قرآن و سنت اجماع و عقل کے ذریعے استنباط کرنے کی پوری صلاحیت رکھتا ہو فقیہ کہلاتا ہے۔

"ک"

کافر: ایسا شخص جو توحید، نبوت اور قیامت کا منکر ہو اور ضروریات دین کا برملا انکار کرے

کفات: ہم پلہ، مانند، مثل، ہم رتبہ، ہم کفو ہونا، نکاح کے لیے میاں اور بیوی ہم کفوء ہوں

کفر: توحید، نبوت اور قیامت نیز ضروریات دین کا انکار کفر کہلاتا ہے۔

"ل"

لواط: مرد کا مرد کے ساتھ بد فعلی، جنسی تعلق لواط کہلاتا ہے

"م"

متعاقدین: وہ دو فریق جن کے درمیان کوئی عقد، معاملہ، معاہدہ انجام پاتا ہے

مجامعت: ہمبستری، مرد اور عورت کا جنسی تعلق

مجنون: دیوانہ، پاگل، ایسا شخص جس کی عقل سلامت نہیں

مُحرِم: ایسا شخص جو حالت احرام میں ہو: حج یا عمرہ کے لیے احرام پہنا ہو

مُحلِّل: وہ شخص جس کا نکاح حلالہ کہلا سکتا ہے

مدلّس یا مدلِّسہ: دھوکہ دینے والا، دھوکہ دینے والی،

مرتد: ایسا شخص جس نے اسلام کو چھوڑ کر کفر اختیار کیا ہو

مسقطات: ساقط کرنے والے امور، ختم کرنے والی

مصاھرہ: شوہر کا بیوی کے والدین اور رشتہ داروں سے جو تعلق استوار ہوتا ہے وہ مصاھرہ کہلاتا ہے اسی طرح بیوی کے لیے شوہر کی طرف سے۔

مطلّقہ: وہ عورت جس کو طلاق دی گئی ہو

مطلقہ بائنہ: وہ عورت جس کی طلاق بائن ہو (شوہر عدت کے دوران بھی بغیر نکاح کے اپنی زوجیت میں نہیں لا سکتا)

مطلّقہ رجعیہ: وہ عورت جس کی طلاق رجعی ہو (شوہر عدت کے دوران بغیر نکاح کے اپنی زوجیت میں واپس لا سکتا ہے)

مفسدہ: فساد، بگاڑ مصلحت کے برخلاف، کسی چیز کا شرعی اصولوں کے برخلاف ہونا مفسدہ کہلاتا ہے

مفقود الخبر: وہ شخص جس کی موت وزندگی کا کوئی پتا نہ ہو

مُکرہ: مجبور، ایسا شخص جس کو کسی کام کے لیے مجبور کیا گیا ہو، اس کام کا انجام نہ دینا اس کے اختیار میں نہ ہو

مملوک: وہ غلام یا جانور جو کسی کی ملکیت ہو

موانع: رکاوٹیں، وہ امور جو کسی کام کی بجاآوری میں رکاوٹ ہوں

مولّی علیہ: ایسا فرد جو اپنی ذمہ داریاں خود انجام دینے سے قاصر ہو (بچہ، مجنون، سفیہ وغیرہ) کوئی اور شخص شرعی اور قانونی طور پر اس کی طرف سے وہ ذمہ داریاں اور فرائض انجام دیتا ہے، پس وہ قاصر مولی علیہ کہلاتا ہے

مہر: وہ مال (منقول و غیر منقول) یا خدمت جو نکاح کے عوض شوہر اپنی بیوی کو دینے کا پابند ہوتا ہے

مہر المثل: نکاح کے وقت مہر کا تعین نہ ہونے کی صورت میں عورت اپنی ہم رتبہ عورتوں جتنا مہر لے سکتی ہے اسی کو مہر المثل کہا جاتا ہے

مہر السنّہ: وہ مہر جسے رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات اور اپنی لخت جگر حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کے لیے معین کیا تھا

مہر المسمّیٰ: وہ مہر جو نکاح کے وقت فریقین کے درمیان طے کیا گیا ہو

مہر معجّل: وہ مہر جس کی ادائیگی فوراً کی جاتی ہے

مہر مؤجّل: وہ مہر جس کی ادائیگی کے لیے کوئی وقت مقرر نہ کیا گیا ہو، جس کو فوری ادا کرنا واجب نہ ہو

مؤبد: ہمیشہ، دائمی، ابدی

"ن"

نسب: ایسا خونی رشتہ جو دو افراد کے درمیان پیدائشی طور پر موجود ہو۔

نشوز (ناشزہ): جب دائمی نکاح والی بیوی شوہر کے حقوق زوجیت ادا نہ کرے یا اس کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلے تو اس حالت کو نشوز کہا جاتا ہے اور بیوی ناشزہ کہلاتی ہے۔

نفقہ: زندگی کی وہ بنیادی ضروریات، روٹی، کپڑا اور مکان، نفقہ کی مثالیں ہیں۔

نکاح: وہ شرعی معاہدہ جس کی رو سے میاں بیوی ایک دوسرے پر حلال ہو جاتے ہیں اور نسب درست ہو جاتا ہے۔

نکاح مسیار: ایسا نکاح جس میں بیوی اپنے نفقے والے حقوق سے دستبردار ہو جاتی ہے اور شوہر کبھی کبھار بیوی کے پاس جاتا ہے اور بیوی حقوق زوجیت کی ادائیگی کا شوہر سے مطالبہ کرنے کا حق نہیں رکھتی۔

نکاح منقطع: وہ غیر دائمی نکاح جس کے لیے ایک خاص مدت معین کی گئی ہو جس کے ختم ہونے پر نکاح خود بخود تحلیل ہو جائے گا۔

نواصب: وہ کلمہ گو مسلمان جو آل محمد کی شان میں برملا گستاخی کرتے ہیں۔

"و"

وطی: شوہر اور بیوی کے درمیان جنسی تعلق کو وطی کہا جاتا ہے۔

وطی بالشبہ: اگر کوئی مرد کسی اور عورت کے ساتھ اس خیال سے کہ وہ اس کی شرعی بیوی ہے جنسی تعلق قائم کرے یہ وطی بالشبہ کہلائے گی۔

ولی: ایسا شخص جو کسی قاصر (مجنون، بچہ، سفیہ وغیرہ) کے امور، معاملات، حقوق و فرائض کو انجام دینے کا شرعی اور قانونی طور پر مجاز ہو۔

**افادہ:** نکاح سے متعلق مختلف مواد اور ضمناً میں جن قوانین کو ڈرافٹ میں بیان کیا گیا ان قوانین بارے تفصیلی مستندات جاننے کے لئے کتاب قوانین نکاح، تالیف سید افتخار حسین نقوی النجفی دیکھئے۔

☼☼☼☼

# قوانین طلاق

# (Laws relating to Divorce)

از دفعہ: 39 تا 57

# (باب 1: Chapter)

# طلاق (Divorce)

## (دفعہ-39 Article)

### (دفعہ: 39، ضمن۔i): تعریفات (Definition)

۱۔ **لغوی تعریف (Meaning)**: طلاق کے لغوی معنی کسی بندھن سے آزاد کرنے کے ہیں، محاورہ ہے: ''اطلقتُ البعیر من عقالہ وطلّقتہ'' میں نے اونٹ کو اس کے پائے بندھن سے کھول دیا؛ ''طالق'' اور ''طلق'' اس اونٹ کو کہا جاتا ہے جو مقید اور بندھا ہوا نہ ہو، اسی سے ''طلّقتُ المراۃ'' یعنی میں نے اپنی بیوی کو نکاح کے بندھن سے آزاد کر دیا، بطور استعارہ استعمال کیا جاتا ہے۔

طلاق کو ''ارسال'' اور ''ترک'' کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے لیکن یہ طلاق کے وضعی معانی نہیں ہیں۔

۲۔ **اصطلاحی تعریف (Definition)**: ''حل عقد النکاح، بعبارات محددۃ وشروط محددۃ فی المطلّق والمطلّقۃ وکیفیۃ الطلاق''

مخصوص الفاظ (صیغوں) اور مطلِّق، مطلّقہ اور کیفیت طلاق میں معین شدہ شرائط کے ساتھ نکاح کے بندھن کو توڑنے کا نام، طلاق ہے۔

فخر المحققینؒ اور ابن فہد حلیؒ نے طلاق کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے: ''الطلاق لفظ إنشائی وضعہ الشارع سببا لإزالۃ قید النکاح ابتداء إلی من غیر اعتبار غیرہ''

ترجمہ: طلاق وہ انشائی لفظ ہے جسے شارع مقدس نے ابتداءً یعنی کسی غیر کے اعتبار کے بغیر، قید نکاح کو زائل کرنے کا سبب قرار دیا ہے۔

۳۔ **قانونی تعریف (Legal Definition)**: قانون اسلام کے بموجب کوئی بھی عاقل، بالغ اور مسلمان شوہر جب چاہے اپنی مرضی سے بغیر کوئی وجہ بتائے اپنی منکوحہ بیوی کو بذریعہ طلاق حقِ زوجیت سے فارغ کر سکتا ہے۔

شوہر کی جانب سے اصالتاً یا وکالتاً یا نیابتاً یا تفویضاً مخصوص الفاظ کے ساتھ یا ''بالکنایۃ فی الفور'' یا ''بالنتیجۃ'' رشتہ ازدواج ختم کرنے کا نام ''طلاق'' ہے۔ طلاق دینے والے کو طالق (Divorcer) اور جس عورت کو طلاق دی جائے اُس کو مطلقہ (Divorced) کہا جاتا ہے۔

**(دفعہ: 39، ضمن۔ii): عدالتی نظائر (Presedents of Courts)**

[i] تقسیم ہند سے قبل ہندوستانی عدالتوں کا یہ نقطہ نظر رہا ہے کہ ایک مسلمان شوہر کو طلاق کا حق اُس وقت حاصل ہو گا جب فریقین مسلمان ہوں اور اُن کا نکاح از روئے اسلام وقوع پذیر ہوا ہو۔ چنانچہ اگر کسی پاکستانی مسلمان اور انگریز عورت کے درمیان لندن میں انگلش لاء یعنی انگریزی قانون کے مطابق رجسٹرار کے دفتر میں اندراج بحیثیت سول میرج ہوا ہو تو پھر مسلمان شوہر کو طلاق دینے کا حق بدون اجازت عدالت نہیں ہے۔

[ii] بمبئی ہائیکورٹ نے قرار دیا اُس وقت صورتحال مختلف ہو جائے گی جبکہ وہ انگریز عورت مسلمان ہو جائے پھر وہ خاتون شریعت محمدیہ کے تابع ہو جائے گی اور جو قواعد وضوابط شریعت اسلامیہ نے بابت طلاق مقرر کیے ہیں کے تحت اُسے طلاق دی جاسکے گی۔

[iii] سپریم کورٹ نے قرار دیا کہ مسلمان شوہر کی دی ہوئی طلاق موثر ہو گی جیسا کہ نورالدین جتوئی نے انگلش لاء کے تحت نکاح رجسٹریشن ایکٹ ۱۹۴۹ء لندن میں کیا تھا اور پاکستان میں آ کر طلاق نامہ بھیج دیا تھا۔ اس طلاق کو نافذالعمل قرار دیا۔

[iv] کوئی مسلمان جو عقل صحیح رکھتا ہو اور سن بلوغ کو پہنچ چکا ہو جب چاہے بلااظہارِ وجوہ اپنی بیوی کو طلاق دینے کا مجاز ہے۔ یہی تعریف محمڈن لاء کی دفعہ ۳۰۸ میں کی گئی ہے۔

[v] ازدواج اسلام میں ایک مذہبی رسم نہیں ہے بلکہ یہ ایک شرعی معاہدہ ہے جس پر کچھ حدود و قیود مقرر ہیں۔

**تنسیخ معاہدہ:** جب فریقین تنسیخِ معاہدہ کرنا چاہیں تو اُن کو جبراً روکا نہیں جاسکتا۔

## شوہر کے طلاق دینے کی بابت عدالت سے شیعہ مسلک کے مطابق فیصلہ:

## (Decision of Divorce from husband according to shia faith)

اسی طرح پی ایل ڈی ۱۹۹۵ء لاہور صفحہ ۱۸۷ پر قرار دیا گیا کہ اگر خاوند شیعہ ہے اور بیوی کا عقیدہ سُنی ہے، خاوند نے اپنا اختیار استعمال کرتے ہوئے بیوی کو طلاق دے دی ہے۔ اس میں شیعہ قانون کا احترام کیا جانا ضروری ہے۔ بیوی اس بات سے انکار نہیں کر سکتی کہ اُس کا خاوند شیعہ تھا اور وہ سُنی ہے اور اُسے طلاق سُنی طریقے سے کیوں نہیں دی گئی۔ عدالت کے نزدیک بیوی کو اُسی فرقہ کا پابند کیا جائے گا جس کے مطابق اُس کا نکاح ہوا تھا۔ چونکہ شیعہ قانون طلاق تفویض پر کوئی پابندی عائد نہیں کرتا لیکن پاکستان سپریم کورٹ اپنے فیصلہ ۱۹۹۲ء صفحہ ۷۵۶ پر قرار دے چکی ہے کہ لاہور ہائیکورٹ کا فیصلہ اختیارِ تفویض شدہ اور قانونِ شیعہ کو تسلیم کر لیا ہے لہٰذا مطلقہ اُس وقت تک دوسری شادی نہیں کر سکتی جب تک اُس کی عدت پوری نہ ہو جائے۔

## طلاق کے بعد دارالامان سے بچیوں کا اپنے والدین کے گھر جانا:

## (Having the female children to go their parents home from Dar-ul-Aman after Divorce)

بہر حال ایسے حالات میں قرار دیا گیا کہ ایسی طلاقیں جن میں عدالتوں نے بچیوں کو دارالامان بھیجنے کا حکم دیا ہے اُس میں سپریم کورٹ دخل اندازی کرتے ہوئے قرار دیتی ہے کہ ایسی بچیاں بعد از طلاق اپنے والدین کے ساتھ جاسکتی ہیں۔

## (دفعہ :39، ضمن۔iii) : ارکان طلاق

## (Pillars of Divorce)

طلاق کے مندرجہ ذیل چار ارکان ہیں:

ا۔ مطلِّق (طلاق دینے والا) ۲۔ مطلَّقہ (وہ عورت جسے طلاق دی جائے)

۳۔ صیغۂ طلاق ۴۔ دو عادل گواہ

## (دفعہ :39، ضمن۔iv) : مُطَلِّق کی شرائط

## (Conditions of Repudiator)

مُطلِّق، مندرجہ ذیل افراد میں سے کوئی ایک ہو سکتا ہے:

الف۔ شوہر

ب۔ شوہر کی جانب سے صیغۂ طلاق جاری کرنے کے لیے مقرر کردہ وکیل

ج۔ ولی: بچے کی طرف سے اس کے ولی جیسے باپ اور دادا کا طلاق دینا اس صورت میں صحیح ہے جب بچہ دیوانگی کی حالت میں بالغ ہوا ہو یا بالغ ہونے کے بعد اس پر جنون طاری ہو جائے اور بچے کا ولی اس کی مصلحت اور بہتری کو بھی مد نظر رکھتا ہو۔

د۔ حاکمِ شرع: بعض صورتوں میں حاکمِ شرع بھی طلاق دے سکتا ہے۔

جس کی تفصیل ''طلاق حاکمِ شرع'' میں بیان کی جائے گی۔

مطلِّق میں مندرجہ ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے:

ا۔ بلوغ ۲۔ عقل ۳۔ اختیار ۴۔ قصد و ارادہ

### (دفعہ :39، ضمن۔v): بلوغ (Puberty)

چونکہ مُطَلَّقْ کے لیے بالغ ہونا شرط قرار دیا گیا ہے لہٰذا نابالغ بچے کی طلاق صحیح نہیں ہے اور اس کی طلاق واقع نہیں ہو گی۔ لہٰذا نابالغ بچہ نہ تو خود اور نہ ہی کسی کو وکیل بنا کر طلاق دے سکتا ہے۔

### (دفعہ :39، ضمن۔vi): عقل (Maturity)

چونکہ مطلق کے لیے عقلمند ہونا شرط قرار دیا گیا ہے لہذا شخص چاہے مستقل طور پر دیوانہ ہو یا اسے دیوانگی کا دورہ پڑتا ہو، دیوانگی کی حالت میں اس کی طلاق صحیح نہیں ہے اور یہی حکم مست اور اس شخص کا بھی ہے جس کی عقل بیہوشی یا خواب آور اشیاء کے استعمال کی وجہ سے زائل ہو جائے۔

### (دفعہ :39، ضمن۔vii): اختیار (Free Will)

جس شخص کو ڈرا دھمکا کر طلاق دینے پر مجبور کیا گیا ہو اس کی طلاق واقع نہیں ہو گی۔ لہٰذا مکرہ اور مجبور شخص کی طلاق صحیح نہیں ہے۔

### (دفعہ :39، ضمن۔viii): قصد و ارادہ (Intention)

سنجیدہ حالت میں بغیر کسی مذاق کے طلاق کے صیغہ کو زبان سے جاری کرتے وقت طلاق دینے کا ارادہ رکھتا ہو۔

جو شخص غیر ارادی طور پر نیند کی حالت میں یا مستی کے عالم میں یا بھول چوک کر یا غلطی سے یا مذاق کے طور پر یا ایسے سخت غصے کی حالت میں جس سے اس کا ارادہ سلب ہو جائے، صیغۂ طلاق جاری کرے تو اس کی طلاق واقع نہیں ہو گی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص سکھانے یا حکایت کرنے یا تلقین کرنے یا اپنی بعض بیویوں کا دل رکھنے کے لیے طلاق کا صیغہ زبان پر لاتا ہے جبکہ سنجیدگی سے طلاق کا ارادہ نہیں کرتا تو بھی طلاق واقع نہیں ہو گی۔

## (دفعہ :39، ضمن۔ix) : مُطَلّقہ کی شرائط

## (Conditions of Repudiated Woman)

جس عورت کو طلاق دی جارہی ہو اس میں مندرجہ ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے :

۱۔ زوجیت ۲۔ دوام (دائمی نکاح میں ہونا) ۳۔ حیض و نفاس سے طہارت

۴۔ طہر غیر مواقع (جس پاکی میں ہمبستری نہ کی ہو) ۵۔ معیّن ہونا

## (دفعہ :39، ضمن۔x) : زوجیت

## (Divorcee must be a wife)

یعنی وہ عورت طلاق کے وقت اس کے حبالۂ عقد میں ہو۔

لہٰذا اجنبی عورت کو طلاق دینا صحیح نہیں ہے چاہے بعد میں اس سے شادی ہی کیوں نہ کرے اور اسی طرح اگر طلاق کو شادی پر معلّق کرے تو طلاق صحیح نہیں ہوگی، چاہے زوجہ کو معین کرے یعنی یوں کہے: ''اگر میں نے فلاں عورت سے شادی کی تو وہ میری طرف سے فارغ ہے۔''

یا معین نہ کرے یعنی اس طرح کہے: ''جس عورت سے بھی میں شادی کروں گا وہ میری طرف سے مطلّقہ ہے۔''

## (دفعہ :39، ضمن۔xi) : دائمی نکاح میں ہونا

## (Marriage must be permanent)

یعنی وہ عورت اس کے دائمی نکاح میں ہو لہذا غیر دائمی نکاح والی بیوی کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ غیر دائمی نکاح میں طلاق کا تصور ہی نہیں ہے کیونکہ غیر دائمی نکاح میں مدت معین کرنا صحت نکاح کے اساسی ارکان میں سے ہے لہذا معینہ مدت کے ختم ہونے یا شوہر کی طرف سے بیوی کو بقیہ مدت ہبہ کرنے کی صورت میں میاں بیوی از خود جدا ہو جائیں گے۔

### (دفعہ :39، ضمن۔xii): حیض و نفاس سے طہارت

### (Divorcee must be clean of Courses & Nifas)

اگر بیوی مدخولہ ہو اور شوہر حاضر ہو تو طلاق کے لیے بیوی کا حیض و نفاس سے پاک ہونا ضروری ہے۔

### (دفعہ :39، ضمن۔xiii): حیض و نفاس کی صورت میں طلاق

### (Divorcee in case of menstruation and Nifas)

مندرجہ ذیل تین صورتوں میں حیض یا نفاس کی حالت میں بھی بیوی کو طلاق دی جاسکتی ہے:

۱۔ بیوی غیر مدخولہ ہو (شوہر نے شادی کے بعد اس سے مقاربت نہ کی ہو)۔

۲۔ معلوم ہو کہ وہ حاملہ ہے۔

۳۔ شوہر غائب ہونے کی وجہ سے معلوم نہ کر سکے کہ بیوی حیض و نفاس سے پاک ہے یا نہیں (البتہ اس صورت میں ضروری ہے کہ اگر مقاربت کے بعد اس سے غائب اور دور ہوا ہو تو غائب ہونے کے ایک ماہ بعد طلاق دے اور اس سے بھی بہتر یہ ہے کہ تین ماہ کے بعد طلاق دے)۔

### (دفعہ :39، ضمن۔xiv): طہر غیر مواقع (جس پاکی میں ہمبستری نہ کی ہو)

### (Menstruation period without intercourse)

ضروری ہے کہ جس طُہر میں انسان بیوی کو طلاق دے، اس طہر اور پاکی کے دوران شوہر نے اس سے مقاربت نہ کی ہو، لہذا طہر مواقع میں دی جانے والی طلاق غیر صحیح اور باطل ہے۔

### (دفعہ :39، ضمن۔xv): طہر مواقع میں طلاق کی صورتیں

### (Condition of divorce in Menstruation with intercourse)

البتہ چار صورتوں میں مقاربت کے باوجود بیوی کو طلاق دی جاسکتی ہے، اگر وہ:

۱۔ نو سال سے کم عمر کی ہو (صغیرہ ہو)۔ ۲۔ حاملہ ہو۔ ۳۔ یائسہ ہو۔

۴۔ مسترابہ ہو (یعنی عورت کی عمر کا تقاضا ہو کہ اسے حیض آئے لیکن پیدائشی طور پر یا کسی بیماری کی وجہ سے اسے حیض نہ آتا ہو)، البتہ اس صورت میں اگر شوہر طلاق دینا چاہے تو شرط یہ ہے کہ زمان مواقع و مباشرت سے تین ماہ کا عرصہ گزر چکا ہو لہذا مذکورہ مدت سے پہلے دی گئی طلاق واقع نہیں ہو گی۔

## (دفعہ :39، ضمن۔xvi) : تعیین

## (Clearly Determined)

اگر کسی شخص کی ایک سے زائد بیویاں ہوں تو جسے طلاق دینا چاہتا ہے اسے نام، اشارہ، وصف یا کسی علامت کے ذریعہ معین کرنا ضروری ہے۔ لہذا اگر یہ کہے: ''احدیٰ زوجاتی طالق'' یا ''احدی کن طالق'' (میری بیویوں میں سے ایک مطلقہ ہے یا اپنی زوجات کو مخاطب ہو کر یہ کہے: تم میں سے ایک مطلقہ ہے) تو طلاق باطل ہو گی۔ کیونکہ طلاق ایک معین شے ہے اور وہ محل معین کی محتاج ہے اس لیے کہ معین شے کا مبہم میں حلول، محال ہے اور ثانیاً توابع طلاق، جیسے عدت وغیرہ کے لیے بھی محل معین کی ضرورت ہے لہذا خود طلاق میں بھی تعیین ضروری ہے۔

## (دفعہ :39، ضمن۔xvii) : شرائط صیغۂ طلاق

## (Condition for validity of a sigha)

صیغۂ طلاق میں مندرجہ ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے:

ا۔ صیغہ، طلاق میں صریح ہو اور لفظ ''طالق'' پر اکتفا کیا جائے مثلاً شوہر اپنی بیوی کو مخاطب کر کے یہ کہے: ''انتِ طالق'' یا اس کا نام لے کر کہے: ''عائشۃ طالق'' یا اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہے: ''ھذہ طالق'' یا یہ کہے: ''زوجتی طالق''

۲۔ صیغہ، صحیح عربی میں پڑھا جائے (مگر یہ کہ عربی پر قادر نہ ہو تو دوسری زبانوں میں بھی پڑھ سکتا ہے)

۳۔ منجّز ہو (غیر مشروط طور پر ادا کیا جائے)، پس اگر کوئی شخص مُعلّق و مشروط طور پر صیغۂ طلاق جاری کرے مثلاً یہ کہے: ''اَنْتِ طَالِقٌ اِنْ دَخَلْتُ الدَّارَ''

ترجمہ: اگر میں گھر میں داخل ہوا تو تجھے طلاق ہے۔

یا یہ کہے: ''اَنْتِ طَالِقٌ اِنْ طَلَعَتِ الشَّمْسَ''

ترجمہ: اگر سورج طلوع ہو تو تمہیں طلاق ہے۔

یا یہ کہے: ''اَنْتِ طَالِقٌ اِذَا جَاءَ رَأسَ الشَّهْرِ''

ترجمہ: مہینہ کے شروع ہو جانے پر تمہیں طلاق ہے۔

تو طلاق واقع نہیں ہو گی۔

۴۔ صیغۂ طلاق کے بعد کوئی ایسا لفظ نہ کہے جو طلاق کو باطل کرنے والا ہو مثلاً اگر ''اَنْتِ طَالِقٌ لِلْبِدْعَةِ'' کہے تو طلاق واقع نہیں ہو گی۔

۵۔ طلاق کی نسبت خود عورت کی طرف دے نہ کہ اس کے بعض اعضاء کی طرف، پس اگر یہ کہے: ''یدكِ طالق (تیرے ہاتھ کو طلاق ہے)، رَأسَكِ طَالِق (تیرے سر کو طلاق ہے)، رِجلكِ طالق (تیرے پاؤں کو طلاق ہے)'' تو طلاق واقع نہیں ہو گی۔

۶۔ قصد انشاء ہو، پس اگر خبر دینے کی نیت سے صیغۂ طلاق جاری کرے تو طلاق واقع نہیں ہو گی۔

لہٰذا اگر کوئی شخص لفظ ''طَالَقَ'' کی بجائے طلاق ہی کے دوسرے مشتقات جیسے: ''اَنْتِ طَلَاقٌ'' ''اَنْتِ الطَّلَاق'' ''اَنْتِ مُطَلَّقَةٌ'' ''انتِ مِنَ الْمُطَلَّقَات'' ''طَلَقْتُ فَلَانَة'' استعمال کرے یا کنایۃً

طلاق دے مثلاً یہ کہے: ''اَنْتِ خَلِیَّة'' ''اَنْتِ بَرِیّة'' ''اِلحقِی بِاَھْلِكِ'' ''اَنْتِ بَائِن'' ''اَنْتِ حَرَامُ'' وغیرہ یا عربی زبان پر قدرت رکھنے کے باوجود کسی دوسری زبان میں صیغۂ طلاق جاری کرے یا بولنے پر قدرت رکھنے کے باوجود اشارے سے یا لکھ کر طلاق دے یا مشروط طور پر طلاق دے تو طلاق واقع نہیں ہو گی۔

## (دفعہ: 39، ضمن۔xviii): بغیر رجوع کیے تین طلاق کی نیت سے صیغۂ طلاق کا تکرار

## (Repetition of divorce with intention of triple talaq without reference)

اگر کوئی شخص درمیان میں رجوع کیے بغیر متعدد طلاقوں کے ارادے سے صیغۂ طلاق کو تین بار دہرائے اور کہے: ''ھی طالق، ھی طالق، ھی طالق'' تو صرف ایک ہی طلاق واقع ہو گی اور دوسری دو لغو ٹھہریں گی۔

## (دفعہ: 39، ضمن۔xix): طلاق کے صیغے (Sighas of divorce)

نمونے کے طور پر یہاں طلاق کے چند صیغے ذکر کیے جاتے ہیں:

**ا۔ اگر طلاق جاری کرنے والا خود شوہر ہو تو یوں صیغہ جاری کرے:**

**(If the divorce is the husband himself, he should issue the following conditions)**

''زوجتی طالق'' ''زوجتی فاطمة طالق'' ''زوجتی ھذہ طالق''

''انتِ طالق'' ''ھی طالق''

## ۲۔ صیغۂ طلاق جاری کرنے میں وکالت:

## (Pleading in issuing sighas of divorce)

اگر شوہر صیغۂ طلاق جاری کرنے کے لیے کسی اور شخص کو وکیل قرار دے تو وکیل اپنے موکل کا صیغۂ طلاق یوں جاری کرے گا:

''زَوجَۃُ مُوَکِّلی طَالِقَ'' ''زَوْجَۃُ مُوَکِّلی زَیْنَبُ طَالِقٌ''

''زَیْنَبُ زَوْجَۃٌ مُوَکِّلی اَحْمَدُ طَالِقٌ'' ''زَیْنَبُ زَوْجَۃُ مُوَکِّلی اَحْمَد طَالِقٌ''

''ھی طالق علی کتاب اللہ و سُنَّۃِ رسولہ ﷺ''

### (دفعہ: 39، ضمن۔xx): دو عادل گواہ (Two Just Witnesses)

ضروری ہے کہ طلاق کا صیغہ دو عادل مردوں کے سامنے جاری کیا جائے جو طلاق کے الفاظ کو سنیں البتہ انہیں سننے کے لیے باقاعدہ دعوت دینا ضروری نہیں ہے بلکہ اگر ایک ایسی محفل میں طلاق دے جہاں دو عادل مرد طلاق کے الفاظ کو سن رہے ہوں تو کافی ہے۔

### (دفعہ: 39، ضمن۔xxi): عورتوں کی گواہی (Testimony of women)

طلاق میں عورتوں کی گواہی معتبر نہیں ہے چاہے صرف عورتیں ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں۔

# (باب 2: Chapter)

# طلاق باطل اور بدعی

## (Void divorce and bidah)

### (دفعہ-40- Article)

**(دفعہ: 40، ضمن-i): طلاق کی اقسام: (Kinds of divorce)**

طلاق کی (مشروعیت وعدم مشروعیت کے لحاظ سے) دو قسمیں بنتی ہیں۔

۱۔ سنت (سنتی) ۲۔ بدعت (بدعی)

**وضاحت:** فقہ میں مشروعیت اور عدم مشروعیت کے لحاظ سے طلاق کی دو قسمیں بیان ہوئی ہیں۔ طلاق کی ان دونوں قسموں کو شیعہ سنی فقہاء بیان کر چکے ہیں نہ صرف فقہی کتب میں ان دو قسموں کا ذکر ہوا ہے بلکہ اسی تناظر میں اسلامی قوانین کی کتب میں بھی صراحت سے انہیں بیان کیا گیا ہے۔

واضح رہے کہ فقہ اور اسلامی قوانین کا اصلی ماخذ قرآن و سنت ہے۔ علم اصول کے قواعد کی روشنی میں اور قرآن وسنت کے مطابق اسلامی قوانین کا استنباط کیا جاتا ہے۔

طلاق کی ان دونوں قسموں کو فریقین کے مشہور فقہاء مانتے ہیں لیکن ان کی تفصیلات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ یہ دو قسمیں اس طرح ہیں:

۱۔ طلاق سنت ۲۔ طلاق بدعت

**(دفعہ: 40، ضمن-ii): طلاق سنت سے مراد**

**(Meaning of sunna divorce)**

وہ طلاق جسے عام طور پر طلاق سنت یا طلاق مسنون سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

''طلاق سنت ہر وہ طلاق جس میں صحیح طلاق کی تمام شرائط جمع ہوں۔''

طلاق سنت کی دو قسمیں ہیں:

(۱) طلاق سنت بالمعنی الاعم (۲) طلاق سنت بالمعنی الاخص

**طلاق سنت بالمعنی الاعم:**

طلاق سنت سے مراد ''طلاق السنتالمعنی'' الاعم ہے جو طلاق بدعی کے مقابل میں ہے کیونکہ طلاق سنت کو کبھی طلاق عدی کے مقابل میں استعمال کیا جاتا ہے اور کبھی طلاق سنت سے طلاق ''سنت بالمعنی الاخص'' مراد لی جاتی ہے۔

طلاق سنت جو طلاق عدّی کے مقابل میں ہے اس سے مراد یہ ہے کہ وہ طلاق جس میں شوہر اپنی بیوی کی طرف عدّت کے دوران رجوع کرے لیکن اس سے ہمبستری نہ کرے۔

**طلاق سنت بالمعنی الاخص:**

''طلاق سنت بالمعنی الاخص'' سے مراد یہ ہے کہ جس میں شوہر عدّت ختم ہونے تک رجوع نہ کرے لیکن عدّت گزرنے کے بعد اسی سے دوبارہ شادی کرے۔

یہاں پر طلاق سنت (طلاق سنی) سے مراد وہ طلاق ہے جو بدعت (بدعی) کے مقابل میں ہے کہ جسے اصطلاحاً طلاق سنی بالمعنی الاعم کہا جاتا ہے یہ طلاق صحیح نہیں ہے جبکہ طلاق بدعی شیعہ فقہاء کے نزدیک باطل ہے۔ جس کی تائید چند روایات سے ہوتی ہے۔

**(دفعہ: 40، ضمن۔iii): طلاق بدعت (Bidah divorce)**

وہ طلاق جسے عام طور پر طلاق بدعی غیر مسنون یا بدعت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

طلاق بدعی ایسی طلاق ہے جس میں صحیح طلاق کی تمام شرائط موجود نہ ہوں۔

ڈاکٹر سید مصطفیٰ لکھتے ہیں: طلاق بدعی ایسی طلاق ہے کہ جو شریعت کی مقررہ شرائط کے خلاف انجام پائے، اس طرح کی طلاق باطل ہے۔

ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن لکھتے ہیں: طلاق بدعی (یا طلاق بدعت) کو غیر مسنون طلاق بھی کہتے ہیں۔ طلاق کا اس طرح دینا موجب گناہ ہے۔

## (دفعہ :40، ضمن۔iv) : طلاق بدعی (بدعت) کے موارد

## (Cases of bidah divorce)

اس قانون کے ذیلی دفعات میں مندرج موارد، طلاق باطل اور بدعی کے ہیں۔

### ا۔ مُطلِّق کا فاقد شرائط ہونا

شرائطِ صحتِ طلاق نہ ہونے کے سبب نابالغ، مجنون، مُکرہ، مست اور غیر قاصد کی طلاق باطل وبدعت ہے۔

#### [i] نابالغ کی طلاق

نابالغ شخص کی جانب سے دی گئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

#### [ii] مجنون کی طلاق

مجنون کی طلاق باطل اور بدعت ہے اور یہ واقع نہیں ہوتی۔

#### [iii] مُکرہ کی طلاق

مُکرہ کی طلاق باطل ہے اور یہ طلاق واقع نہیں ہوگی۔

#### [iv] مست کی طلاق

مست (سکران) کی طلاق باطل ہے اور واقع نہیں ہوگی، اس میں فقہاء امامیہ کے درمیان اختلاف نہیں پایا جاتا۔

### [v] غیر قاصد کی طلاق

غیر قاصد کی طلاق باطل اور بدعت ہے اور یہ طلاق صحیح نہیں ہے، لہٰذا وہ شخص جو صیغۂ طلاق جاری کرتے وقت فراق اور طلاق کا قصد نہ کرے تو اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی اور ایسی طلاق باطل اور بدعت قرار پائے گی۔

## (دفعہ :40، ضمن۔v): حالتِ حیض میں طلاق

## (Divorce in courses)

طلاق کے صحیح واقع ہونے کے لیے ضروری ہے کہ عورت حیض سے پاک ہو۔ اگر شوہر بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے، تو باطل اور بدعت ہوگی۔

حالت حیض میں دی گئی طلاق، چار صورتوں میں بدعت ہوگی:

[i] بیوی مدخولہ ہو، یعنی ہمبستری کے بعد حالت حیض میں طلاق دے۔

[ii] شوہر چاہے حاضر ہو یا غائب، لیکن اس کے لیے بیوی کے حیض کی حالت سے آگاہی ممکن ہو (شوہر حاضر ہو یا حکم حاضر میں ہو) پھر بھی بغیر معلومات حاصل کیے ایام حیض میں طلاق دے۔

[iii] شوہر کے غائب ہونے کی صورت میں شرعی طور پر معینہ مدت (اکثر اور مشہور فقہاء کے نزدیک ایک ماہ اور بعض کے نزدیک تین ماہ) سے پہلے طلاق دینا۔

[iv] بیوی حاملہ نہ ہو۔ (اگر حاملہ کو حالت حیض میں طلاق دے، تو صحیح ہے)۔ (عام طور پر جو عورت حاملہ ہوتی ہے اسے حیض آتا ہی نہیں، یہ ایک احتمالی صورت کے بارے میں حکم بنایا گیا ہے)

حالتِ حیض میں طلاق دینا تمام فقہاء اسلام کے نزدیک بدعت اور حرام ہے۔ لیکن اختلاف اس میں ہے کہ اس حالت میں دی گئی طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

فقہاء امامیہ کے نزدیک یہ طلاق واقع نہیں ہوگی۔ یہ حکم قرآن و روایات مستفیضہ اور اجماع منقول و محصل سے ثابت ہے۔

## (دفعہ :40، ضمن-vi): حالتِ حیض میں طلاق کے صحیح ہونے کی صورتیں

**(Cases of validity of divorce in the menstruation)**

حیض کی حالت میں تین صورتوں میں طلاق دینا صحیح ہے:

۱۔ شوہر نے شادی کے بعد بیوی سے ہمبستری نہ کی ہو۔ ۲۔ عورت حاملہ ہو۔

۳۔ شوہر عورت سے دور (غائب) ہو اور وہ معلوم نہ کر سکتا ہو یا اس کے لیے معلوم کرنا مشکل ہو کہ بیوی حیض سے پاک ہے یا نہیں۔

### [ii] حالت نفاس میں طلاق

**مادہ:** حالت نفاس میں طلاق دینا باطل اور بدعت ہے۔ ظاہر کتاب، نصوص مستفیضہ کے علاوہ فقہاء امامیہ کا اس پر اجماع ہے۔

### [iii] طہر مقاربت میں طلاق

اُس طہر (پاکی) میں طلاق دینا جس میں بیوی سے ہمبستری کی ہو، تو ایسی طلاق باطل اور بدعت ہے۔ اس میں فقہاء امامیہ کے درمیان اختلاف نہیں پایا جاتا، بلکہ اجماعِ منقول و محصل کے علاوہ بہت سی نصوص کا بھی یہی قطعی فیصلہ ہے۔

اس حکم سے مندرجہ ذیل عورتیں مستثنیٰ ہیں:

۱۔ صغیرہ ۲۔ یائسہ ۳۔ حاملہ (جس کا حمل واضح ہو چکا ہو) ۴۔ مسترابہ

### [iv] مسترابہ کی مدت تربّص میں طلاق

مسترابہ کو مدت تربّص (تین ماہ) ختم ہونے سے پہلے طلاق دینا باطل اور بدعت ہے اور ایسی طلاق واقع نہیں ہو گی۔

## (دفعہ :40، ضمن-vii): مسترابہ کی تعریف

## (Definition of mustarabah)

''مسترابہ'' اس بالغہ، غیر یائسہ عورت کو کہا جاتا ہے جسے کسی وجہ سے حیض نہ آتا ہو اور حیض نہ آنا ممکن ہے بیماری یا رضاع یا حمل، یا خلقت کی وجہ سے ہو۔

طلاق میں مسترابہ کے لیے مندرجہ ذیل صورتیں ہیں:

۱۔ مستراباۃ الحیض: وہ عورت جو سن حیض میں ہو لیکن اسے حیض نہ آئے، اسے مستراباۃ الحیض کہا جاتا ہے۔

۲۔ مستراباۃ الدم: وہ عورت جس کا خون متصل ہو اور وہ حیض کو طہر سے تمیز اور تشخیص نہ دے سکے۔

۳ ۔ المستراباۃ فی الحمل: یہ وہ مسترابہ ہے جو اپنے حاملہ ہونے اور نہ ہونے کو تشخیص نہ دے سکے۔

۴۔ المستراباۃ فی الیأس وعدمہ: یہ وہ مسترابہ ہے جو اپنے یائسہ اور عدم یائسہ ہونے کو تشخیص نہ دے سکے۔

مذکورہ تمام صورتوں میں مسترابہ کے لیے ضروری ہے کہ زمان ہمبستری سے لیکر تین ماہ تک صبر کرے۔

بہر حال مسترابہ کی صحتِ طلاق کے لیے زمان مواقع سے لے کر تین ماہ کا گزرنا شرط ہے، اگر اس مدت سے پہلے کسی شخص نے اپنی مسترابہ بیوی کو طلاق دی تو وہ طلاق صحیح نہیں ہوگی، یہ حکم فقہاء امامیہ کے نزدیک اتفاقی مسئلہ ہے۔

## (دفعہ :40، ضمن۔viii): معلق ومشروط طلاق

## (Suspended and conditional of divorce)

[i] معلّق ومشروط طلاق باطل اور بدعت ہے۔

**[ii] بغیر گواہ کے طلاق**

دو عادل گواہوں کی عدم موجودگی میں طلاق باطل اور بدعت ہے۔

**[iii] ایک ہی مجلس میں پے در پے تین طلاقیں**

اس طلاق کی دو صورتیں ہیں:

**پہلی صورت:** مطلّق (طلاق دینے والا) تعدد طلاق کے قصد سے یہ کہے: ''ھی طالق، ھی طالق، ھی طالق'' اس صورت میں ایک طلاق واقع ہو گی اور باقی دو لغو ہوں گی (تین طلاقیں قطعا واقع نہیں ہوں گی)۔ایک طلاق کے وقوع کے بارے میں فقہاءامامیہ کے درمیان کوئی اختلاف واشکال نہیں پایاجاتاہے بلکہ اجماع منقول ومحصل اس پر دلیل ہیں۔

**دوسری صورت:** مطلّق تین طلاقوں کے واقع ہونے کی غرض سے یہ کہے: ''ھی طالق ثلاثا'' اس صورت میں فقہاءامامیہ کے دو قول ہیں:

**پہلا قول:** اکثر فقہاءامامیہ اس کے بطلان کے قائل ہیں۔بلکہ اگر شوہر بعنوان شریعت (بقصد حکم شریعت) بیوی سے کہے: ''انتِ طالق، انتِ طالق، انتِ طالق'' یا ''انتِ طالق ثلاثا'' تو ایسی طلاق فقہاءامامیہ بلکہ علماءاسلام کے نزدیک دوسری باطل طلاقوں کی طرح حرام اور بدعت ہے۔

**دوسرا قول:** بعض فقہاء قائل ہیں کہ اس صورت میں بھی ایک ہی طلاق واقع ہو گی۔

# (باب 3: Chapter)

# طلاق رجعی

## (Revocable divorce)

## (دفعہ-41- Article)

### (دفعہ :41، ضمن ۔i) : تعریفات (Definitions)

**لغوی تعریف:** "رجعت" فتح اور کسرہ دونوں کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں اور اس کے معنی پلٹنا اور واپس ہونے کے ہیں۔

ابن سکیت کا کہنا ہے کہ "الرجعة' الذهاب" کی نقیض ہے اور یہ لازم اور متعدی دونوں استعمال ہوا ہے۔

**تعریف اصطلاحی:** ایسی طلاق جس میں مرد عقد جدید کے بغیر عدت کے دوران اپنی (مطلّقہ) بیوی کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔ چاہے رجوع کرے یا نہ کرے۔

فتاویٰ عالمگیری میں رجعت کی تعریف یوں کی گئی ہے: "مطلّقہ جب تک عدت میں ہے اس سے نکاح کو بدستور باقی رکھ لینے کو رجعت کہتے ہیں۔"

**تعریف قانونی:** طلاق رجعی وہ طلاق ہے جو مرد اپنی مدخولہ بیوی کو یائسہ ہونے سے پہلے بدون عوض کے تیسری طلاق کے علاوہ طلاق دے تو اس کو طلاق رجعی کہا جاتا ہے۔

### (دفعہ :41، ضمن۔ii) : حق رجوع (Right of revocation)

عدت تمام ہونے سے پہلے مرد اپنی مطلقہ بیوی کی طرف رجوع (بغیر نکاحِ جدید کے اپنی زوجیت میں رکھ سکتا ہے) کر سکتا ہے اور یہ رجوع کرنا شوہر کا شرعی حق ہے۔

## (دفعہ :41، ضمن ۔iii): عدّت کی انواع

عدّت تین طرح سے رکھی جاتی ہے:

ا۔ جس عورت کو خون حیض آتا ہو اس کے لیے دو مرتبہ خون حیض سے پاک ہو کر تیسرے خون حیض کے آنے سے عدت تمام ہو جائے گی۔

۲۔ جس عورت کی عمر خون حیض آنے کی ہو لیکن خون حیض نہ آتا ہو اس عورت کو تین مہینے عدت رکھنی ہو گی۔

۳۔ اگر مطلقہ رجعیہ حاملہ ہو اور اُسے حمل کے دوران طلاق دی ہو تو وضع حمل ہوتے ہی عدت ختم ہو جائے گی۔

## (دفعہ :41، ضمن ۔iv): مطلقہ رجعیہ کا حکم

## (Reconciliation during Iddat period)

مطلقہ رجعیہ زوجہ کے حکم میں ہوتی ہے لہذا اسے گھر سے نکال دینا یا اس کا (شوہر کی اجازت کے بغیر) گھر سے نکلنا ممنوع ہے۔

## (دفعہ :41، ضمن ۔v): مطلّقہ رجعیہ کا نفقہ

## (Maintenance & Residence of Revocably Divorcee)

طلاق رجعی میں عدّت کے دوران مطلقہ کا نان و نفقہ شوہر کے ذمہ ہے اور اگر اس دوران، ان میں سے کوئی ایک مر جائے تو وہ دوسرا اس کا وارث قرار پاتا ہے۔

### مستند قرآنی

ارشاد پروردگار ہے:

"وَإِن كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ فَأَنفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ"

ترجمہ: اور اگر وہ (مطلقات) حاملہ ہوں تو ان پر اس وقت تک انفاق کرو جب تک وضع حمل نہ ہو جائے۔

## (دفعہ :41، ضمن ۔vi) :مطلّقہ حاملہ کا نفقہ

## (Maintenance of divorced Pregnet)

زوجہ مطلقہ اگر حاملہ ہو تو چاہے وہ مطلقہ رجعیہ ہو یا بائنہ، اُس کا نفقہ طلاق دینے والے پر عدّت تمام ہونے (وضع حمل) تک واجب ہے۔

## (دفعہ :41، ضمن۔vii) : عقد جدید کا حکم

عدت ختم ہونے کے بعد عقد جدید کے ساتھ مطلقہ رجعیہ والی عورت کو دوبارہ اپنی بیوی بنالینا بھی رجوع کے حکم میں ہے۔

## (دفعہ :41، ضمن۔viii) : تیسری طلاق

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو دو مرتبہ طلاق دے اور ہر طلاق کے بعد رجوع کرلے یا دو بار طلاق دے اور ہر طلاق کی عدّت گزرنے کے بعد عقد جدید کرلے یا ایک طلاق کے بعد رجوع کرے اور دوسری طلاق کے بعد عقد جدید کرلے، تو تیسری طلاق کے بعد یہ عورت اس شخص پر حرام ہو جاتی ہے۔ مگر یہ کہ یہ عورت کسی دوسرے مرد (محلِّل) سے شادی کرے، وہ اس کے ساتھ مباشرت بھی کرے اور پھر طلاق، فسخ نکاح یا محلِّل کی موت واقع ہو جانے کی صورت میں عدّت گزرنے کے بعد یہ عورت اپنے سابقہ شوہر کے عقد میں آسکتی ہے۔

## (دفعہ :41، ضمن۔ix) : محلِّل کی شرائط

## (Conditions of Intercourse)

مُحلِّل میں درج ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے:

۱۔ بالغ ہو۔ ۲۔ عورت کے ساتھ دائمی عقد کرے۔ ۳۔ قُبل میں دخول کرے۔

**۱۔ بلوغ (Puberty)**

حلالہ کے لیے شرط ہے کہ وہ شخص بالغ ہو، لہٰذا اگر کوئی نابالغ شخص محلل بنے تو وہ عورت اپنے سابقہ شوہر پر حلال نہ ہوگی اگرچہ حلالہ کرنے والا ممیّز ہی کیوں نہ ہو۔

**۲۔ عقد دائمی (Permanent Marriage)**

حلالہ کے لیے شرط ہے کہ محلِّل اس عورت سے نکاح دائمی کرے، لہٰذا اگر کوئی شخص اس عورت سے نکاح انقطاعی کرے تو وہ عورت اپنے سابقہ شوہر پر حلال نہ ہوگی۔

**۳۔ دخول (Intercourse)**

حلالہ کے لیے شرط ہے کہ مرد، اس عورت کے ساتھ عقد دائمی کے ساتھ ساتھ دخول بھی کرے، لہٰذا اگر کوئی شخص اس عورت کے ساتھ نکاح دائمی کرے اور دخول نہ کرے تو وہ عورت اپنے سابقہ شوہر پر حلال نہ ہوگی۔

## (دفعہ :41، ضمن ۔x): رجوع کی کیفیت

## (Condition of reconciliation)

طلاقِ رجعی میں مرد دو طرح سے رجوع کر سکتا ہے۔

۱۔ ایسی بات کرے جس کا مطلب یہ ہو کہ اس نے عورت کو دوبارہ اپنی زوجہ بنالیا ہے۔

۲۔ ایسا کام کرے جس سے سمجھا جائے کہ اس نے رجوع کر لیا ہے۔

## (دفعہ :41، ضمن ۔xi): شرائط طلاقِ رجعی

## (Conditions of reconciliation in divorce)

اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو ان شرائط کے ساتھ طلاق دے تو اس کی طلاق کو ''طلاقِ رجعی'' کہا جاتا ہے۔

الف: زوجہ عقد دائمی والی ہو۔ ب: زوجہ مدخولہ ہو۔ ج: زوجہ یائسہ نہ ہو۔

د: تیسری طلاق نہ ہو۔ ھ: کسی عوض کے مقابلے میں طلاق نہ ہو۔

و: زوجہ صغیرہ نہ ہو، اگرچہ مدخولہ ہی کیوں نہ ہو۔

## (دفعہ :41، ضمن ۔xii): طلاق بائن کی شرائط

## (Condition of complete divorce/bain)

## (Conditions of Irrevocable Divorce)

۱۔ ہمبستری سے پہلے طلاق دے۔

۲۔ نو(۹) سال تمام ہونے سے پہلے طلاق دے، اگرچہ مباشرت ہی کیوں نہ کی ہو۔

۳۔ یائسہ عورت کو طلاق دے۔

۴۔ طلاق خلع اور مبارات دے بشرطیکہ عورت عوض کی طرف رجوع نہ کرے۔

۵۔ تیسری طلاق دی ہو۔

## (دفعہ :41، ضمن ۔xiii): طلاقِ رجعی کے صیغے

## (Revocable/Regressive divorce sigas)

کسی بھی قید و شرط کے بغیر اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دے تو صیغۂ طلاق یوں جاری کرنا ہوگا:

**الف:** اگر صیغۂ طلاق جاری کرنے والا خود شوہر ہو تو یوں صیغہ جاری کرے:

۱۔زَوجَتِی طَالِق ۲۔زَوجَتِی فَاطِمَۃ طَالِق

۳۔زَوجَتِی ھَذِہٖ طَالِق ۴۔اَنْتِ طَالِق

۵۔زَوجَتِی طَالِقٌ ھِیَ طَالِقُ طَلَقَۃً ھِیَ طَالِقٌ مرۃٌ

اگر کسی شخص کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو جب تک صیغۂ طلاق میں زوجہ کو معین نہیں کرے گا، طلاق صحیح نہیں ہے۔

**ب:** اگر شوہر صیغۂ طلاق جاری کرنے کے لیے کسی اور کو وکیل قرار دے تو وکیل اپنے موکل کا صیغۂ طلاق یوں جاری کرے:

۱۔زَوْجَۃُ مُوَکِّلِیْ طَالِقُ ۲۔زَوجَۃُ مُوَکِّلِی زَیْنَبُ طَالِقُ ۳۔زَیْنَبُ زَوجَۃُ مُوَکِّلِیْ اَحْمَدُ طَالِق

۴۔زَیْنَبُ زَوْجَۃُ مُوَکِّلِیْ اَحْمَدُ طَالِقُ ھِیَ طَالِقُ طَلَقَۃً ھِیَ طَالِقُ مَرَّۃً عَلیٰ کِتَابِ اللّٰہِ وَ سُنَّۃِ رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

# (باب 4: Chapter)

# تیسری طلاق (Third divorce)

## (دفعہ-42- Article)

### (دفعہ: 42، ضمن۔i) تیسری طلاق

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دے اور اس کے بعد رجوع کر لے پھر طلاق دے پھر رجوع کر لے، پھر طلاق دے تو تیسری طلاق کے بعد وہ عورت اس مرد پر عارضی طور پر حرام ہو جاتی ہے۔

### (دفعہ: 42، ضمن۔ii): حلالہ کی شرائط (Terms of Halala)

تیسری طلاق کے بعد عورت مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ اپنے سابقہ شوہر پر حلال ہو جاتی ہے:

۱۔ وہ عورت ایک بالغ شخص سے نکاح دائم کرے۔

۲۔ اس کے ساتھ صحیح مجامعت واقع ہو جائے، یعنی قُبل میں دخول واقع ہو۔

۳۔ پھر دوسرے شوہر سے طلاق کے ذریعہ جدا ہو جائے یا اس کا شوہر مر جائے۔

۴۔ اس کے بعد عدت طلاق یا عدت وفات گذارے۔

### (دفعہ: 42، ضمن۔iii): ایک ہی مجلس میں پے در پے تین طلاقیں

### (Three consecutive divorces in the same time)

اگر کوئی شخص ایک ہی مجلس میں بیک وقت دو یا تین طلاقیں دے دے، مثلاً اس طرح کہے: ''أنتِ طالق، أنتِ طالق، أنتِ طالق'' یا ''أنتِ طالق ثلاثا'' کہے تو فقط ایک ہی طلاق واقع ہو گی۔

## (دفعہ: 42، ضمن۔iv): نو طلاقوں کا حکم

## (Commandments of nine divorce)

نو طلاقوں کے بعد عورت ہمیشہ کے لیے شوہر پر حرام ہو جاتی ہے۔

اگر طلاق مکمل شرائط کے ساتھ دی جائے تو ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں واقع ہو سکتی ہیں، بشرطیکہ شوہر اسی مجلس میں دو مرتبہ رجوع کرے اور ہر رجوع کے بعد طلاق دے۔

# (باب 5: Chapter)

# طلاق بائن کی اقسام

## (Kinds of Bain Divorce)

### (دفعہ-43- Article)

**(دفعہ: 43، ضمن-i): تعریف (Definition)**

ایسی طلاق کہ جس میں شوہر کو (مطلقہ) بیوی کی طرف رجوع کرنے کا حق نہیں ہوتا، چاہے عورت کے لیے کوئی عدّت ہو یا نہ ہو۔

**بینونت (جدائی): شوہر اور بیوی میں جدائی کی دو اقسام ہیں:**

**الف: بینونت صغریٰ**

جب کوئی شخص اپنی زوجہ کو طلاق رجعی دے اور عدّت ختم ہونے سے پہلے رجوع نہ کرے، بلکہ عدّت ختم ہونے کے بعد وہ عقد جدید اور جدید حق مہر کے ساتھ اس عورت کو دوبارہ اپنی بیوی بنالیتا ہے۔ اسے ''بینونہ صغریٰ'' کہا جاتا ہے۔

**ب: بینونت کبریٰ**

اگر طلاق دینے کے بعد مرد نے دو مرتبہ رجوع کر لیا یا عدّت ختم ہونے کے بعد عقد جدید کر کے اسے اپنی بیوی بنالیا، تو یہ شخص جب اپنی زوجہ کو تیسری مرتبہ طلاق دے گا۔ جبکہ پہلے جو دو طلاقیں دی تھیں، ہر بار طلاق دینے کے بعد عدت کے دوران رجوع نہ کیا بلکہ کسی اور سے شادی کے بعد عقدِ جدید کیا، پھر دوبارہ ایسا کیا۔ اب اگر تیسری بار ایسا کرے گا تو اس کے بعد وہ عورت اس پر ابدی طور پر حرام ہو جائے گی۔

## (دفعہ :43، ضمن۔ii) : طلاق بائن کی اقسام

## (Types of complete divorce)

طلاق بائن کی درج ذیل سات اقسام ہیں:

۱۔غیر مدخولہ کی طلاق ۲۔صغیرہ کی طلاق ۳۔یائسہ کی طلاق

۴۔طلاق خلع ۵۔طلاق مبارات ۶۔حاکمِ شرع کی طلاق

۷۔ایسی تیسری طلاق جس سے پہلے شوہر دو بار طلاق دے چکا ہو اور دونوں بار عدّت میں رجوع نہ کیا ہو بلکہ اس عورت نے کسی اور سے شادی کی، پھر اس نے طلاق دی اور طلاق کے بعد پہلے شوہر نے عقدِ جدید پوری شرائط کے ساتھ کیا اور اس طرح دو دفعہ کر چکا ہو۔اب جب تیسری بار ایسا کرے گا تو پھر اس قسم کی تیسری طلاق دینے پر عورت اپنے پہلے شوہر پر ابدی حرام ہو جائے گی۔

## (دفعہ :43، ضمن۔iii) : غیر مدخولہ کی طلاق

## (Divorce of un-enjoyed wife)

اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو ہمبستری سے پہلے طلاق دے دے تو یہ طلاق بائن ہو گی، چاہے زوجہ بالغہ ہو یا نابالغہ اور چاہے اس شخص کے لیے ہمبستری کرنا حرام تھا یا جائز تھا۔

## (دفعہ :43، ضمن۔iv) : صغیرہ کی طلاق (Divorce of minor)

صغیرہ وہ لڑکی جس کی عمر نو(۹) سال قمری سے کم ہے، اگرچہ شوہر اس سے مجامعت ہی کیوں نہ کر چکا ہو، اگر شوہر اسے طلاق دے دے، تو یہ طلاق بائن ہو گی۔

## (دفعہ :43، ضمن۔v) : یائسہ کی طلاق (Yaisa's Divorce)

یائسہ اس عورت کو کہتے ہیں جو ایسی عمر کو پہنچ چکی ہو کہ جس کے بعد عام طور پر اسے حیض نہیں آتا۔وہ عمر پچاس یا ساٹھ سال ہے۔

## (دفعہ :43، ضمن۔vi): طلاق خلع و مبارات

## (Divorce are Khula & Mubarit)

طلاق خلع ومبارات بھی طلاق بائن میں سے ہیں،ان دونوں طلاقوں میں شوہر بیوی کی طرف رجوع نہیں کر سکتا ہے، مگر یہ کہ بیوی نے جو کچھ طلاق کے عوض شوہر کو دیا تھا،اس کا مطالبہ کرے تو شوہر بھی رجوع کر سکتا ہے۔

## (دفعہ :43، ضمن۔vii): حاکمِ شرع کی طلاق

## (Divorce of family court)

حاکمِ شرع کی طرف سے ایسی عورت کو طلاق بھی بائن ہو گی جس کا شوہر نہ اسے نفقہ دیتا ہے اور نہ ہی طلاق دیتا ہے۔

# (باب6: Chapter)

# طلاق خلع (Khula Divorce)

## (دفعہ-44- Article)

### (دفعہ: 44، ضمن۔i): تعریفات (Definitions)

**لغوی تعریف:** لغت میں ''اُتارنے'' اور ''جدا کرنے'' کے معنی میں آیا ہے۔

سورہ ''طہ'' میں حضرت موسیٰ کو ارشاد پروردگار ہوتا ہے:

''فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى''

ترجمہ: (اے موسیٰ) اپنے جوتے اتار دو کیونکہ تم ''طُوَی'' نامی مقدس وادی میں ہو۔

**اصطلاحی تعریف:** شوہر سے نفرت کرنے والی عورت کا فدیہ کے بدلے طلاق لینا خلع کہلاتا ہے۔

### (دفعہ: 44، ضمن۔ii): خلع کی شرائط (Terms of divorce)

خلع، طلاق کی ایک قسم ہے اس میں طلاق کی دوسری تمام شرائط کے علاوہ، یہ بھی ضروری ہے کہ بیوی اپنے شوہر سے نفرت کرتی ہو اور فدیہ دے کر شوہر سے طلاق حاصل کرلے۔

### (دفعہ: 44، ضمن۔iii): طلاق خلع صحیح ہونے کی شرائط

### (Conditions of completion of khula Divorce)

اس حدیث اور اس طرح کی دوسری احادیث کی روشنی میں طلاق خلع درج ذیل شرائط کے ساتھ صحیح کہلائے گی:

ا۔ بیوی، شوہر کو ناپسند کرے اور اس کے ساتھ زندگی گزارنے پر تیار نہ ہو۔

۲۔ شوہر کو طلاق کے مقابلہ میں فدیہ کے طور مہر یا کوئی ایسی چیز جو مہر کے برابر یا اس سے زیادہ یا کم ہو دے کر راضی کرے۔

## (دفعہ :44، ضمن۔iv) : طلاق خلع کے صیغے

## (Conditions/Sigha's of khula Divorce)

صیغہ طلاق خلع کو ان الفاظ میں سے کسی ایک کے ساتھ جاری کیا جاسکتا ہے۔

**الف:** اگر مہر شوہر کے ذمہ ہو تو بیوی لفظ ''أبرئت'' کا استعمال کرے گی۔

۱۔ بیوی شوہر سے کہے گی:

''أبرئتُ ذمةَ زوجی (احمد) عن مهری لِیَخْلَعَنِی علیه ویُطلِّقَنِی به''

ترجمہ: میں اپنے شوہر احمد کو اپنے مہر سے آزاد کرتی ہوں تاکہ وہ اس کے عوض آزاد کر دے اور مجھے اس کے بدلے میں طلاق دے دے۔

شوہر فوراً کہے گا: ''زوجتی (زینب) علی الإبراءِ مختلِعةٌ علیه هی طالقٌ علی کتاب الله وسنةِ رسول الله ﷺ''

ترجمہ: میری بیوی زینب حق مہر چھوڑنے پر میری طرف سے فارغ ہے، وہ اللہ کی کتاب اور سنتِ رسولؐ اللہ کی روشنی میں طلاق یافتہ ہے۔

۲۔ اگر بیوی کا وکیل صیغہ جاری کرے تو کہے گا:

''عن قِبَل موکّلتی (زینب) أبرئتُ ذمةَ زوجِها (احمد) عن مهرها لیخلَعَها علیه ویُطلِّقَها به''

ترجمہ: میں اپنی مؤکلہ زینب کی طرف سے اس کے شوہر کے ذمہ جو حق مہر ہے اس سے اسے بری کرتا ہوں اس شرط پر کہ وہ اس کے عوض اپنی بیوی کو زوجیت سے آزاد کر دے اور اسے طلاق دے دے۔

شوہر کا وکیل فوراً کہے گا: (زینب) زوجة موکلی (احمد) علی الإبراء مختلِعةٌ علیه هی طالقٌ علی کتاب الله و سنةِ رسول الله ﷺ"

ترجمہ: میرے مؤکل احمد کی بیوی حق مہر چھوڑنے پر آزاد ہے۔ اللہ کی کتاب اور سنت رسولؐ اللہ کے مطابق وہ مہر چھوڑنے کے بدلہ میں طلاق یافتہ ہے۔

**ب:** اگر بیوی شوہر کو کوئی چیز بطورِ فدیہ دینا چاہتی ہے تو اُسے لفظ "بذلتُ" استعمال کرنا چاہیے۔

ا۔ بیوی کہے گی: "بَذَلْتُ لِزَوْجِی (احمد) مَالِ لِیَخْلِعَنِی عَلَیْهِ وَیُطَلِّقَنِی بِهِ"

ترجمہ: میں نے اپنے شوہر احمد کیلئے دوگنا مال دیا ہے تاکہ وہ اس کے بدلے میں مجھے آزاد کردے اور مجھے طلاق دے دے۔

شوہر بلافاصلہ کہے گا: "زَوْجَتِی (زینب) مُخْتَلِعَةٌ عَلَی مَابَذَلَتْ هِیَ طالقٌ علی کتاب الله وسنة رسول الله ﷺ"

ترجمہ: میری بیوی زینب اس مال کے بدلے میں آزاد ہے جو اس نے دیا ہے۔ زینب اللہ کی کتاب، رسولؐ اللہ کی سنت اور اس ادا شدہ مال کے عوض میں طلاق یافتہ ہے۔

**۲۔** اگر بیوی کا وکیل صیغہ جاری کرے تو کہے گا: "عن قِبَل موکّلتی (زینب) بذلتُ لزوجها (احمد) مالَها لیخلعها علیه ویطلقها به"

ترجمہ: میں اپنی مؤکلہ زینب کی جانب سے اس کے شوہر کو اتنی مقدار میں مال دیا ہے تاکہ وہ اس کے بدلے میں اسے آزاد کردے اور اسے اس مال کے عوض طلاق دے دے۔

شوہر کا وکیل فوراً کہے گا: "عن قِبَل موکّلی (احمد) قبلتُ البذل وهی علی ما بذلتْ مختلعة هی طالقٌ علی کتاب الله و سنةِ رسول الله ﷺ"

ترجمہ: میں اپنے مؤکل احمد کی جانب سے اس کی زوجہ کی طرف سے دیا گیا مال قبول کر لیا ہے اور اس کی بیوی اس مال کے عوض اپنے شوہر سے آزاد اور اللہ کی کتاب اور رسولؐ اللہ کی سنت پر اس مال کے عوض میں طلاق یافتہ ہے۔

## (دفعہ: 44، ضمن۔v): طلاق خلع کی شرائط: (Terms of Khula)

طلاق خلع میں درج ذیل امور کا لحاظ ضروری ہے:

[i] طلاق خلع نہ تو کسی کنائی لفظ سے واقع ہوتی ہے اور نہ ہی ''خلع اور طلاق'' کے الفاظ کے علاوہ کسی بھی دوسرے صریح لفظ سے واقع ہوتی ہے۔

خلع و مبارات میں طلاق کی نیت شرطِ صحت ہے، البتہ خلع میں غلبۂ استعمال کی وجہ سے لفظ طلاق کا لانا شرط نہیں سمجھتے۔

[ii] خلع، طلاق ہے فسخ نہیں ہے۔

[iii] طلاق کا صیغہ جاری کرتے وقت اسے کسی حوالے سے مشروط اور معلق قرار نہیں دیا جاسکتا۔ مثلاً یہ کہنا کہ اگر میں نے پانی پی لیا تو اسی وقت میری بیوی اس مال کے عوض جو اس نے دیا ہے آزاد ہو گی۔ کسی قسم کی شرط لگانا درست نہیں۔

[iv] طلاق خلع کے صحیح ہونے کے لیے ضروری ہے کہ فدیہ دینے کی صورت میں اس کی ادائیگی فوری ہو اور ادائیگی کے فوراً بعد طلاق خلع کا صیغہ جاری کرنا ہو گا۔ اگر فدیہ اور طلاقِ خلع کے صیغہ کو جاری کرنے میں فاصلہ آجائے تو پھر اگر لفظ طلاق کا استعمال ہو گیا تو طلاقِ رجعی واقع ہو جائے گی۔ البتہ شوہر فدیہ لینے کا مستحق نہ ہو گا۔

[v] طلاق خلع کے صحیح واقع ہونے کے لیے خلع دینے والے شخص کا بالغ، عاقل، مختار اور قاصد ہونا لازمی ہے، پس صغیر، مجنون، مکرہ، مست کی طلاق اور اسی طرح بغیر قصد اور حالت غضب میں طلاق خلع صحیح نہیں ہے۔

[vi] مختلعہ عورت کو طلاق کے وقت حیض، نفاس اور مواقعہ (ہمبستری) سے پاک ہونا چاہیے ورنہ طلاق خلع صحیح نہیں ہے مگر یہ کہ بیوی صغیرہ، غیر مدخولہ، یائسہ، حاملہ ہو یا شوہر غائب ہونے کی صورت میں ان شرائط کے بغیر بھی طلاق خلع صحیح ہے۔

[vii] طلاق کی عام شرائط کی طرح، طلاق خلع کے وقت بھی دو عادل گواہوں کا موجود ہونا، طلاقِ خلع کے صحیح ہونے میں شرط ہے ورنہ طلاق باطل ہو گی۔

[viii] طلاق خلع میں کراہت اور ناپسندیدگی فقط بیوی کی جانب سے ہونی چاہیے۔

## (دفعہ: 44، ضمن۔vi): فدیہ کے بارے وضاحت

## (Explanation of redemption)

وہ مال جو رہائی یا نجات پانے کے لیے ادا کیا جاتا ہے، اسے تاوان بھی کہتے ہیں۔ ہر اس چیز کو عوض (فدیہ) قرار دینا صحیح ہے جسے مہر قرار دیا جاسکتا ہے۔

## (دفعہ: 44، ضمن۔vii): فدیہ کی مقدار (Amount of redemption)

طلاق خلع میں عوض (فدیہ)، زوجین کی باہمی رضامندی کے ساتھ، مختلعہ عورت کے مہر کے برابر، اس سے زائد یا اس سے کم قرار دیا جاسکتا ہے۔

## (دفعہ: 44، ضمن۔viii): طلاقِ خلع کے احکام (Rulings on Khula)

[i] بیوی کو فدیہ دینے پر مجبور (اکراہ) کرنا فعل حرام ہے کیونکہ ایسا کرنا ظلم ہے، اگر کوئی ایسا کرے تو طلاق رجعی واقع ہو گی۔

[ii] زوجہ کی طرف سے نفرت کے بغیر طلاق خلع صحیح نہیں ہے اور شوہر فدیہ (عوض) کا مالک نہیں ہوگا، اسی پر ظاہر کتاب، سنت اور اجماع دلالت کرتے ہیں۔

[iii] اگر طلاقِ خلع اپنی شرائط کے ساتھ صحیح طور پر واقع ہو جائے تو شوہر کو رجوع کرنے کا حق نہیں ہے، مگر یہ کہ زوجہ فدیہ واپس لے لے۔

[iv] اگر شوہر اپنی بیوی کو اس شرط پر طلاق خلع دے دے کہ میرے لیے حق رجوع ہوگا تو یہ شرط صحیح نہیں ہے کیونکہ طلاقِ خلع، طلاقِ بائن ہے اور طلاق بائن میں حق رجوع نہیں ہے، لہٰذا اس طرح کی شرط سے طلاقِ خلع باطل ہوگی۔

[v] میاں بیوی فدیہ کی ادائیگی اور طلاق خلع میں کسی کو اپنا وکیل بنا سکتے ہیں ہر ایک اپنے لیے ایک وکیل بھی بنا سکتے ہیں اور علیحدہ علیحدہ بھی، اس لیے کہ یہ بھی عمومات وکالت میں شامل ہے۔

# (باب 7: Chapter)

# طلاق مُبارات

# (Mubarit Divorce)

## (دفعہ-45- Article)

### (دفعہ: 45، ضمن-i): تعریفات (Definition)

**لغوی تعریف:** مبارات مادۂ "بَرأ" سے "جدائی اور دوری" کے معنی میں آتا ہے، مبارات یعنی دو شریکوں یا مرد و عورت کا آپس میں جدا ہونا۔

**اصطلاحی تعریف:** شریعت کی رو سے ایک دوسرے سے متنفر زوجین کا عوض (فدیہ) کے بدلے طلاق کے ذریعہ جدا ہونے کو "مبارات" کہا جاتا ہے۔

### (دفعہ: 45، ضمن-ii): صیغۂ طلاق مبارات

### (Conditions of Mubarit Divorce)

طلاق مبارات مندرجہ ذیل صیغوں کے ذریعہ واقع ہو گی۔ اس کے صیغہ میں لفظ "بَارَأْتُ" کے ساتھ لفظ "طَالِق" کا آنا بھی ضروری ہے۔ اس پر امامیہ فقہاء کا اتفاق ہے۔

**الف:** اگر مہر یا کوئی چیز شوہر کے ذمہ ہو تو:

ا۔ بیوی لفظ "اِبراء" کے ساتھ کہے گی: "أَبْرَأْتُ ذِمَّةَ زَوْجِیْ عَنْ مَهْرِیْ لِیُبَارِئَنِیْ عَلَیْهِ وَیُطَلِّقَنِیْ بِه"

شوہر فوراً کہے گا: "زوجتی (زینب) علی الإبرآء مُبَارَئَةٌ عَلَیْهِ هی طَالِق علی کتابِ الله وَسُنَّةِ رَسُوْلِ الله ﷺ"

۲۔ اگر بیوی کا وکیل صیغہ جاری کرے تو کہے گا: ''عن قِبَل مُوَکِّلَتی (زینب) أَبْرَئُتُ ذِمَّةَ زَوْجِهَا عَنْ مَهْرِهَا لِيُبَارِئَهَا عَلَيْهِ وَيُطَلِّقُهَا به''

شوہر کا وکیل کہے گا: ''زوجةُ مُوَكِّلِیْ (زینب) علی الْإِبْرَاءِ مُبَارَئَةٌ عَلَيْهِ هی طَالق عَلٰی كِتَابِ اللهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ''

**ب:** اگر بیوی شوہر کو فدیہ میں مہر یا کوئی اور چیز دینا چاہتی ہے تو لفظ ''بذلتُ'' لائے گی۔

۱۔ زوجہ کہے: ''بذلتُ لِزَوْجِی مَهْرِیْ لِيُبَارِئَنِیْ عَلَيْهِ وَيُطَلِّقَنِیْ به''

شوہر فوراً کہے: ''قَبِلْتُ الْبَذْلَ زَوْجَتِیْ (زینب) عَلٰی مَا بَذَلْتُ مُبَارِئَةً هِیَ طَالِقٌ عَلٰی كِتَابِ اللهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ''

۲۔ اگر بیوی کا وکیل صیغہ جاری کرے تو کہے گا: ''عَنْ قبل مُوَكِّلَتِیْ (زینب) بَذَلْتُ مهرها لِزَوْجِهَا (احمد) لِيُبَارِئَهَا عَلَيْهِ وَيُطَلِّقَهَا به''

شوہر کا وکیل فوراً کہے گا: ''قَبِلْتُ الْبَذْلَ زَوْجَةَ مُوَكِّلِیْ (احمد) عَلٰی مَا بَذَلْتُ بَارِئَهَا هِیَ طَالِقٌ عَلٰی كِتَابِ اللهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ''

## (دفعہ: 45، ضمن۔iii): طلاقِ مبارات کی شرائط واحکام

## (Terms and Orders of Mubarit Divorce)

طلاق مبارات طلاق خلع کی ہی طرح ہے، لہٰذا طلاق مبارات کی تمام شرائط اور احکام طلاق خلع کی مانند ہیں۔

## (دفعہ: 45، ضمن۔iv): طلاق خلع اور مبارات میں فرق

## (Difference between Khula and Mubarit Divorce)

طلاق مبارات، خلع کی مانند ہے البتہ مبارات، خلع سے مندرجہ ذیل تین امور میں مختلف ہے:

**الف:** زوجین کی ایک دوسرے سے نفرت، جبکہ خلع میں صرف زوجہ کی طرف سے نفرت ہوتی ہے۔

**ب:** مبارات میں فدیہ حق مہر سے زیادہ مقدار میں نہیں لیا جاسکتا، بلکہ مہر کی مقدار کے برابر یا اس سے کم ہو۔ جبکہ خلع میں فدیہ، حق مہر سے زیادہ یا کم بھی لیا جاسکتا ہے۔

**ج:** طلاق مبارات میں لفظ ''بارأتُ'' کے ساتھ لفظ ''طالق'' کا بھی آنا ضروری ہے۔ جبکہ خلع میں لفظ ''خالعت'' کے ساتھ لفظ ''طلاق'' کا آنا ضروری نہیں ہے۔

## (دفعہ: 45، ضمن۔v): طلاقِ مبارات میں عدم رجوع

## (Non-Reconciliation/Non-Performance of matrimonial obligationary in Mubarat Divorce)

طلاق مبارات طلاق بائن (کی ایک قسم) ہے، لہٰذا اس میں شوہر کو رجوع کا حق حاصل نہیں، مگر یہ کہ زوجہ عدت پوری ہونے سے پہلے فدیہ کی واپسی کا مطالبہ کرے، تو اس صورت میں شوہر بھی رجوع کر سکتا ہے۔

## (دفعہ: 45، ضمن۔vi): طلاق مبارات کا فدیہ (عوض)

## (Compensation of Mubarat Divorce)

طلاق مبارات میں فدیہ کی مقدار مہر کے برابر یا اس سے کم ہونی چاہیے، مہر سے زیادہ مقدار میں شوہر فدیہ نہیں لے سکتا۔

## (دفعہ: 45، ضمن۔vii): عدم توارث

## (Non-entitlement of legacy)

طلاق خلع (اور مبارات) کے سبب ایک دوسرے سے جدا ہونے والے زوجین میں سے عدت کے دوران اگر کسی کی موت واقع ہو جائے تو وہ ایک دوسرے سے ارث نہیں لے سکتے مگر یہ کہ بیوی دوران عدت فدیہ واپس لے چکی ہو اور شوہر نے رجوع کر لیا ہو۔

# (باب 8: Chapter)

# حاکمِ شرع کی جانب سے طلاق کے بارے میں قانون

## (Law about divorce by Ruler Sharia)

### (دفعہ-46- Article)

حاکمِ شرع اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے قرآن وسنت کی روشنی میں کسی شخص کی بیوی کو طلاق دے سکتا ہے۔

### (دفعہ :46، ضمن۔i): حاکمِ شرع سے مراد

### (Definition of Ruler Sharia)

''حاکمِ شرع سے مراد مجتہد جامع الشرائط یاان کے نائب ہیں۔''

### (دفعہ :46، ضمن۔ii): حاکمِ شرع کے ذریعہ طلاق

### (Divorce by the Ruler Sharia)

بعض حالات کے پیش نظر شرعی اور قانونی طور پر حاکم کو طلاق دینے کا اختیار حاصل ہے۔

چنانچہ کچھ شرائط کے تحت عورت کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ حاکمِ شرع کی طرف رجوع کرے اور اس کے ذریعے طلاق کی درخواست کرے۔ حاکم کی طرف سے اس درخواست کے بارے میں تحقیق کرنے کے بعد اگر عورت حق بجانب ہو تو حاکمِ شرع شوہر کو طلاق دینے پر راضی کرے گا۔ اگر اس نے طلاق دینے سے انکار کیا یا شوہر غائب ہو تو حاکم ''الحاکم ولی الممتنع'' خود شوہر کی طرف سے طلاق جاری کرے گا۔

## حاکمِ شرع کے ذریعہ طلاق کے موارد:

## (Cases of divorce by Ruler of Sharia)

حاکمِ شرع درج ذیل موارد میں شوہر کی جانب سے طلاق کا صیغہ جاری کر سکتا ہے۔

۱۔ شوہر غائب مفقود الخبر ہو۔

۲۔ شوہر بیوی کو نفقہ دینے سے انکار کر دے یا نفقہ دینے سے عاجز ہو۔

۳۔ بیوی کا شوہر کے ساتھ مزید ازدواجی زندگی گزارنے میں ضرر اور مشقت کے باعث عسر و حرج پیش آئے۔

۴۔ مجنون کا اگر ولی موجود نہ ہو اور زوجین کے درمیان مصلحت کی خاطر مفارقت ضروری ہو۔

۵۔ بچے کا ولی اگر موجود نہ ہو اور نکاح باقی رکھنے میں مفسدہ کا خطرہ ہو۔

## (دفعہ :46، ضمن۔iii) : مفقود الخبر (غائب) کی تعریف

## (Definition of missing husband)

ایسا شخص جو اپنے گھر سے کسی بھی کام کی انجام دہی کے لیے چلا گیا ہو یا کسی اور حوالے سے گھر سے غائب ہو اس کی عدم موجودگی اتنی طولانی ہو جائے کہ اس کی موت و حیات اور سکونت کا اس کے متعلقین کو علم نہ ہو۔

## (دفعہ :46، ضمن۔iv) : مفقود الخبر کی زوجہ کی طلاق کا حکم

## (Divorce by the family court the wife of missing person)

اگر کسی خاتون کا شوہر غائب مفقود الخبر ہو تو وہ خاتون عدالت (یعنی حاکمِ شرع) کے ذریعہ طلاق حاصل کر سکتی ہے۔

## (دفعہ :46، ضمن۔v): مفقود الخبر کی زوجہ کی حاکمِ شرع کے ذریعہ طلاق

## (Divorce of the wife of missing person by the authority of Sharia)

مفقود الخبر کی زوجہ کا نان و نفقہ کے لیے اگر شوہر کا کوئی مال نہ ہواور نہ ہی ولی نفقہ دے، تو اس صورت میں زوجہ حاکمِ شرع سے طلاق کا مطالبہ کر سکتی ہے پس حاکمِ شرع چار سال کی جستجو کے لیے مہلت دے گا اس مدت میں موت وحیات معلوم نہ ہو سکے تو حاکمِ شرع طلاق کے لیے ولی کو حکم دے گا،اگرولی طلاق نہ دے یا موجود نہ ہوتو خود حاکمِ شرع طلاق دے گا۔

## (دفعہ :46، ضمن۔vi): جستجو کی مدت

## (Time period of recondetion)

زمانہ کے اعتبار سے مفقود الخبر کی تلاش کی مدت چار سال ہے جو حاکمِ شرع یاان کے وکیل یا امور حسبیہ انجام دینے والے مجاز شخص کے پاس درخواست لے جانے کے بعد سے شروع ہو جائے گی۔

## (دفعہ :46، ضمن۔vii): جستجو کی کیفیت

## (Condition/Situation of reconciliation)

جستجو کی کوئی خاص کیفیت نہیں ہے البتہ جدید وسائل یا دوسرے ذرائع کے ذریعہ کوئی خاص شخص حاکم کی طرف سے یا خود بیوی حاکم کے حکم سے مفقود الخبر کو ان جگہوں میں تلاش کرے کہ عام طور پر وہاں پر اس کے جانے، موجود ہونے اور لا پتہ ہونے کا زیادہ احتما ل ہو۔تلاش سے مراد وہی عام معنی و مفہوم ہے اور اتنی مقدار میں تلاش کی جائے جس کے

بعد یقین ہو جائے کہ مفقودالخبر کے بارے میں اب کچھ پتہ لگانا مشکل ہے۔ اس کیلئے کوئی خاص طریقہ نہیں اور نہ ہی مدت متعین ہے۔

تلاش کی کیفیت کے بارے میں اتنا کافی ہے کہ کسی ایسے شخص کو تلاش کرنے پر مامور کیا جائے جو شخص مفقود کے نام، شکل و شمائل اور اس کے موجود ہونے کی جگہوں سے واقف ہو۔ کوئی خاص شخص حاکم کی طرف سے یہ کام انجام دے یا خود بیوی حاکم کے حکم سے تلاش کرے تو بھی کافی ہے۔

خط و کتابت، ٹیلیگراف اور دوسرے جدید وسائل سے بھی تلاش کیا جا سکتا ہے۔ مسافروں کے توسط سے شہروں کے اجتماعات اور دیگر عمومی جگہوں میں تلاش کرنا کافی ہے اور تلاش کرنے میں مفقود کے پیشہ کو مد نظر رکھا جائے۔

### (دفعہ :46، ضمن۔viii) : زوجہ مفقودالخبر کی طلاق کی نوعیت اور عدت

### (Iddats and description of divorce of missing persons wife)

مفقود الخبر کی زوجہ کا مدت تربصّ کے بعد حاکمِ شرع سے طلاق لینے کے بعد وہ طلاق رجعی ہوگی اور عورت عدت وفات رکھے گی۔

### (دفعہ :46، ضمن۔ix) : مفقودالخبر کی واپسی پر رجوع کی کیفیت

### (Situation of returning missing person of reconciliation)

اگر جستجو اور مدت تربّص (مخصوص مدت تک انتظار کرنے) کے بعد طلاق سے پہلے شوہر آجائے تو وہ اس کی بیوی ہے طلاق کے بعد عدت کے دوران آ جائے تو وہ رجوع

کر سکتا ہے۔ عدت ختم ہونے کے بعد کسی دوسرے مرد سے شادی کرنے سے پہلے یا شادی کرنے کے بعد پہلے والا شوہر آجائے تو اس کا بیوی پر کوئی اختیار نہیں۔

### (دفعہ :46، ضمن۔x) : شوہر کا بیوی کو نفقہ دینے سے انکار

### (The denial of provision for wife by husband)

اگر شوہر اپنی بیوی کو استطاعت کے باوجود نفقہ نہ دے تو بیوی حاکمِ شرع کی طرف رجوع کرے گی۔ حاکمِ شرع (عدالت) اس کے شوہر کو نفقہ دینے کے متعلق مجبور کرے گا اگر شوہر نفقہ دینے سے انکار کرے تو حاکمِ شرع اسے طلاق دینے پر راضی کرے گا۔ اگر شوہر طلاق نہ دے تو پھر حاکمِ شرع شوہر کی طرف سے خودطلاق دےدے گا۔

### (دفعہ :46، ضمن۔xi) : شوہر کی بیوی کو نفقہ دینے سے ناتوانی

### (Careless in provision for wife by husband)

اگر شوہر بیوی کو مالی استطاعت نہ ہونے کی بناء پر نفقہ نہ دے رہا ہو اور بیوی کا اس کے ساتھ مزید زندگی گزارنا مشکل ہو جائے اور وہ حاکمِ شرع سے طلاق کی درخواست کرے تو حاکم شوہر کو طلاق کا حکم دے گا۔ اگر شوہر طلاق سے انکار کرے اور اسے طلاق پر مجبور کرنا بھی ممکن نہ ہو تو حاکمِ شرع خود شوہر کی طرف سے اس عورت کو طلاق دےدے گا۔

## (دفعہ :46، ضمن۔xii): عجز کی صورتیں اور اس کا حکم

## (kinds of inability and order about it)

شوہر عقد سے پہلے تنگدست ہو خواہ بیوی کو عقد سے پہلے اس کا علم ہو یا عقد کے بعد علم ہو جائے اسی طرح اگر عقد کے بعد تنگدست ہو جائے، کوئی بھی صورت ہو نفقہ نہ ملنے پر اگر بیوی حاکمِ شرع سے مطالبہ کرے تو حاکمِ شرع شوہر کو نفقہ ادا کرنے پر مجبور کرے گا بصورت عدم ادائیگی نفقہ طلاق دینے کا حکم دے گا اگر طلاق سے بھی انکار کرے تو حاکم خود طلاق دے دے گا۔

## (دفعہ :46، ضمن۔xiii): شوہر کا نفقہ دینے پر قادر نہ ہونے کی صورتیں

## (kinds of inability payment of maintenance by husband)

شوہر کے نفقہ دینے پر قادر نہ ہونے کی دو صورتیں ہیں:

### [i] عجز سابق

**الف:** بیوی عقد سے پہلے یہ نہیں جانتی تھی کہ شوہر نفقہ دینے سے عاجز ہے اور اگر اسی لا علمی میں ایسے مرد سے شادی کرے تو تدلیس کے ثابت ہونے پر وہ خیار فسخ کا حق رکھتی ہے بعض فقہاء امامیہ اس کے قائل ہیں۔

ابن ادریس اور ابن سعید حلی نے سرائر اور الجامع للشرائع میں کہا ہے کہ شوہر کا نفقہ دینے پر قادر نہ ہونے کا بیوی کو (عقد کے بعد) علم حاصل ہو جائے تو اس کے لئے خیارِ فسخ ثابت ہے لیکن عقد فاسد نہیں۔

لیکن اشہر اور اظہر یہ ہے کہ نفقہ دینے پر قادر ہونا اور عاجز نہ ہونا نہ تو کفو کے لیے شرط ہے اور نہ صحتِ عقد کے لیے شرط ہے اور بیوی کے نہ جاننے کی وجہ سے تدلیس بھی نہیں اور نہ ہی بیوی عقد فسخ

کرنے کا حق رکھتی ہے۔ لیکن عجز باقی رہنے کی صورت میں حاکم کے ذریعہ طلاق کی درخواست کر سکتی ہے۔

معاصر فقہاء بھی تمکن و قدرتِ نفقہ کو شرط صحت نکاح اور شرط لزوم نکاح نہیں جانتے ہیں اور بیوی کے لیے حق خیارِ فسخ نہیں۔ البتہ حاکمِ شرع سے رُجوع کا حق بیوی کو حاصل ہے۔

**ب:** بیوی عقد نکاح سے پہلے یہ جانتی تھی کہ شوہر نفقہ دینے پر قادر نہیں ہے اس کے باوجود بھی ایسے مرد سے شادی کرلے تو اس صورت میں تدلیس (دھوکہ دہی) نہیں۔ لہٰذا خیارِ فسخ بھی اس کیلئے نہیں۔ البتہ خیار فسخ ہے، عسر و حرج کی بناپر قاعدۂ ''لا ضرر ولا ضرار'' کے تحت حاکم سے طلاق کی درخواست کر سکتی ہے۔

عسر و حرج کے موارد بہت زیادہ ہیں قانونی اور فقہی کتابوں میں بعض کا ذکر کیا گیا ہے لیکن عسر و حرج اور ضرر و مشقت کے اصل معیار اور املاک کو مد نظر رکھا جائے۔

### [ii] عجز لاحق

اگر شوہر شادی کے وقت نفقہ دینے پر قادر ہو لیکن بعد میں تنگدستی یا کسی اور بناپر بیوی کو نفقہ نہ دے سکے تو اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ شوہر تنگدستی، فقر اور عجز کی وجہ سے نفقہ نہ دے یا نفقہ دینے کی قدرت کے باوجود وہ بیوی کو نفقہ ادا کرنے سے انکار کرے تو دونوں صورتوں میں بیوی حاکمِ شرع سے طلاق کی درخواست کر سکتی ہے۔

## (دفعہ: 46، ضمن۔xiv): عسر و حرج کی تعریف

## (Definition of Helpless and Un-Ensurement)

عسر و حرج سے مراد یہ ہے کہ ایسی حالت اور کیفیت کا وجود میں آنا جس کی وجہ سے بیوی کو زندگی بسر کرنے میں مشقت اور ایسی سختی کا سامنا ہو جسے برداشت کرنا اس کیلئے مشکل ہو جائے۔

## عسر و حرج اور ضرر کا مفہوم (معنی)

۱۔ **عسر:** لغت میں دشوار، تنگی، سختی، زندگی کا سخت اور مشکل ہو جانا، یاد رہے کہ ''عسر''، ''یسر'' کے مقابل میں استعمال ہوتا ہے۔ عُسُر کا معنی تنگی ہے اور یُسُر کا معنی آسانی ہے۔ قرآن پاک میں بھی اسی معنی میں استعمال ہوا ہے ''سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا'' عنقریب اللہ تنگی کے بعد آسانی عطا کردے گا، مشکل کے بعد آسانی ہوگی، جملہ ما قبل اور ما بعد کے پیش نظر معنی میں تھوڑی سی تبدیلی آسکتی ہے۔

''فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا، إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا''

ترجمہ: یقینی امر ہے کہ مشکل کے بعد آسانی ہے، یقیناً مشکل کے ساتھ ساتھ آسانی بھی ہے۔

''عُسْرِ يُسْرًا'' سختی اور آسانی۔ ''عُسْرِ'' قُفل کے وزن پر سختی اور دشوار کا معنی دیتا ہے۔

۲۔ **حرج:** لغت میں ضیق، تنگ، تنگنا، گناہ، حرام، تنگ جگہ کے معنی میں آیا ہے، حَرَج اصل میں بہت زیادہ اشیاء کا جمع ہونے جیسے گھنے درختوں والی تنگ جگہ کو کہتے ہیں کہ جس کی وجہ سے جگہ میں تنگی آجاتی ہے۔

''حَرَجٍ'' حرَم کے وزن پر ہے مذکورہ معنی کے علاوہ تکلیف اور مسئولیت کے معنی میں بھی آتا ہے۔

۱۔ تنگی اور مشکل جیسے ''وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ''

اور دین کے معاملے میں تمہیں کسی مشکل (زحمت) میں قرار نہیں دیا گیا۔

۲۔ گناہ، جیسے ''لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَى حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ''

اندھے آدمی پر کوئی گناہ نہیں ہے اور نہ ہی لنگڑے، پر کوئی گناہ ہے (یہ اس صورت میں جو اندھے پن کی وجہ سے اس سے کوئی غلطی سرزد ہوجائے تو اسے اس غلطی کے بارے میں مفرور قرار دیا گیا ہے)۔

**۳۔ ضرر:** لغت میں نقصان، سختی، تنگی، بد حالی اور کمی کو کہا جاتا ہے، اسی طرح ''ضرر'' نفع کی ضد ہے: ''الضَّرُّ، الضُّرُّ اور الضَّرَرُ'' نقصان، سختی، تنگی اور بدحالی کا معنی دیتے ہیں۔ ان کے مشتقات معنی میں جملوں کے استعمال کے مطابق تبدیلی واقع ہوتی ہے، مادہ ضرر کے مشتقات ضِرار، اِضرار اور مُضَارّ قرآن اور حدیث میں وارد ہوئے ہیں۔

## (دفعہ :46، ضمن۔xv): بیوی کے لیے زوجیت میں رہنا باعث عسر و حرج ہو

## (To remain in marriage be the cause of helpless and Un-ensurements)

ضرر اور مشقت کے باعث اگر کسی عورت کو شوہر کی زوجیت میں باقی رہنے سے عسر و حرج پیش آئے تو بیوی حاکمِ شرع یا ان کی طرف سے مأذون اور مأمور شخص کے سامنے معاملہ کو لے جائے گی اور ثابت کرے گی کہ اس کا اپنے شوہر کے ساتھ زندگی گزارنا عسر و حرج (تنگی) کا سبب ہے اور وہ حاکمِ شرع سے طلاق کی درخواست کرے گی۔ اگر شوہر موجود ہو تو حاکم اسے طلاق دینے کا حکم دے گا بصورت انکار طلاق یا بسبب غیبت شوہر اور اس تک دسترسی ناممکن ہو تو حاکمِ شرع خود طلاق دے گا۔

## (دفعہ :46، ضمن۔xvi): عسر و حرج کے بعض موارد

## (Conditions due to Helpless and Un-Ensurements)

اگر کسی عورت کا شوہر:

ا۔ معتاد یعنی ہیروئن وغیرہ کا عادی ہو، نشہ کرتا ہو،

۲۔ صعب العلاج ایسی بیماری میں مبتلا ہو جس کا علاج مشکل ہو،
۳۔ گھریلو زندگی کو خیر آباد کہہ دے،
۴۔ بیوی کے ساتھ ہمیشہ برا سلوک کرے،
۵۔ پانچ سال یا اس سے زیادہ شوہر کو قید کا حکم سنایا گیا ہو،
تو ان موارد میں بیوی حاکمِ شرع سے طلاق کی درخواست کر سکتی ہے۔

## (دفعہ :46، ضمن۔xvii): مجنون کی طلاق

## (Divorce e of mentalityless person)

اگر مجنون کا ولی موجود نہ ہو اور زوجین کے درمیان مصلحت کی خاطر مفارقت ضروری ہو تو حاکمِ شرع (عدالت) طلاق دے سکتا ہے۔

## (دفعہ :46، ضمن۔xviii): بیوی کا حاکمِ شرع سے طلاق کیلئے رُجوع کرنا

## (Approach the wife to the Ruler of Sharia for Divorce)

درج ذیل موارد میں بیوی حاکمِ شرع سے طلاق کیلئے رجوع کر سکتی ہے:

۱۔ اگر بیوی اور شوہر ایک دوسرے سے نفرت کرنے لگیں اگر اس اختلاف اور نااتفاقی کا سبب شوہر ہو تو عورت حاکمِ شرع سے شوہر کے متعلق شکایت کر سکتی ہے۔ حاکمِ شرع شوہر کو بیوی کے حقوق کی ادائیگی اور اس سے اچھا سلوک کرنے کو کہے گا۔ اگر ایسا نہ کرے تو اسے طلاق دینے پر مجبور کرے گا۔ اگر شوہر دونوں باتوں کو قبول نہ کرے تو حاکمِ شرع اس عورت کو خود طلاق دے دے گا۔

۲۔ اگر حاکمِ شرع پر واضح ہو جائے کہ شوہر و بیوی کے مابین اختلاف اور شرعی حدود سے تجاوز کا سبب شوہر ہے تو حاکمِ شرع شوہر کو شرعی احکام کی پابندی اور بیوی کے

حقوق ادا کرنے کی نصیحت کرے گا اور اس سے عہد لے گا کہ وہ آئندہ ایسی کوتاہی نہیں کرے گا۔ اگر شوہر ہٹ دھرمی پر اُترآئے تو حاکمِ شرع شوہر کو اختیار دے گا کہ یا تو بیوی کے حقوق ادا کرے یا پھر اسے طلاق دےدے۔ اگر شوہر دونوں کام نہ کرے اور حاکمِ شرع کو اطمینان ہو جائے کہ وہ دونوں کاموں میں سے کوئی بھی کام کرنے کے لیے تیار نہیں تو حاکمِ شرع اس کی بیوی کو طلاق دے کر آزاد کر دے گا۔

۳۔ شوہر نہ تو اپنے فرائض انجام دے(یعنی بیوی کے واجب حقوق ادا نہ کرتا ہو) اور نہ ہی بیوی کو طلاق دے تو اس صورت میں شوہر کو (عدالت میں) بلایا جائے گا اور اس کو طلاق پر آمادہ کیا جائے گا۔ اگر طلاق نہ دے تو حاکمِ شرع طلاق دےدے گا۔

۴۔ جب کبھی حاکم کو یہ علم حاصل ہو جائے کہ شوہر اچھے سلوک سے پیش نہیں آتا اور نہ ہی بیوی کے حقوق ادا کرتا ہے تو اس صورت میں حاکم شوہر کو طلاق پر مجبور کرے گا اور اس طرح اس کو مجبور کرنا صحت طلاق کے لیے منافی نہیں ہے۔

۵۔ اگر شوہر غیر شرعی طور پر بیوی کو ستائے اور اس کے ساتھ سختی سے پیش آئے تو بیوی حاکمِ شرع سے شوہر کی شکایت کر سکتی ہے تاکہ حاکمِ شرع اس کے شوہر کو اس پر ظلم سے روکے اور بیوی کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی ہدایت کرے۔ اگر شوہر عدالتی فیصلہ کے مطابق عمل نہ کرے تو حاکم اس کے حق میں تعزیر کا فیصلہ کرے گا اس کے باوجود بھی وہ اپنے رویہ پر قائم رہے تو بیوی طلاق کا مطالبہ کر سکتی ہے اگر شوہر طلاق دینے سے انکار کرے اور طلاق دینے پر شوہر کو مجبور بھی نہیں کیا جا سکتا تو پھر حاکمِ شرع اسے طلاق دے دے گا۔

# (باب 9: Chapter)

## (Law of divorce for wife of missing persons)

## مفقود الخبر کی زوجہ کی طلاق کا قانون

## (Order for second marriage of wife of missing persons)

## (دفعہ-47- Article)

### (دفعہ: 47، ضمن۔i): مفقود الخبر کی زوجہ کا دوسری شادی کرنے سے متعلق حکم

نفقہ نہ ملنے اور اکیلے زندگی بسر کرنے میں عسر و حرج پیش آجائے تو حاکمِ شرع کے ذریعہ طلاق لے کر یا شوہر کی موت کا یقینی علم ہو جائے تو حاکم کی طرف رجوع کیے بغیر ان دونوں صورتوں میں عدّت وفات گزارنے کے بعد شادی کر سکتی ہے۔ مفقود الخبر کے بارے میں تفصیلی بحث پہلے گزر چکی ہے۔

### (دفعہ: 47، ضمن۔ii): مفقود الخبر کی زوجہ کی طلاق یا دوسری شادی کرنے کی کیفیت

### (Conditions of divorce and marriage of missing persons wife)

اگر کوئی شوہر مفقود الخبر ہو تو اس کی زوجہ عدالت کے ذریعہ تنسیخ نکاح کا حکم حاصل کرنے کی مجاز ہو گی، عدالت اس عورت کو ایک سال انتظار کا حکم دے گی اور شوہر کے اس مدت میں نہ آنے کی صورت میں عدالت نکاح فسخ کر دے گی اور وہ عورت بعد از انقضائے عدّت نکاح ثانی کرنے کی مجاز ہو گی، مگر

لازم ہے کہ مزید ایک سال انتظار کرنے کا حکم اس صورت میں دیا جائے گا جب عورت کے لیے ایک سال کا نفقہ موجود ہو، بصورت دیگر عدالت بعد ثبوت مفقود الخبری بسبب عدم فراہمی نفقہ، بلا انتظار نکاح فسخ کرنے کی مجاز ہو گی۔ تفریق بسبب مفقود الخبری طلاق رجعی کے حکم میں ہو گی۔

# (باب 10: Chapter)

# عدّت کے احکام

# (Rulings on Iddat)

## (دفعہ-39 Article)

### (دفعہ: 48، ضمن۔i): عدّت کی تعریف اور اُس کا حکم

### (Definition of Iddat and its rulings)

**الف: تعریف:** ''عدّت'' اس مدت کو کہا جاتا ہے کہ جس میں عورت اپنے شوہر سے کسی بھی حوالے سے جدائی کے بعد یا وطی بالشبھہ کی وجہ سے دوسرے شخص سے نکاح نہیں کر سکتی۔

جو عورت بالغہ، عاقلہ، غیر یائسہ اور مدخولہ ہو، اگر وہ اپنے شوہر سے طلاق حاصل کر لے یا غیر دائمی نکاح میں اس کی مدّت ختم ہو جائے یا غیر دائمی نکاح میں باقی مدت شوہر عورت کو بخش دے یا دائمی نکاح کسی بھی حوالے سے فسخ ہو جائے یا شوہر فوت ہو جائے (خواہ وہ یائسہ ہو یا صغیرہ ہو) یا اس عورت سے وطی بالشبہہ (غلطی میں کوئی مرد اس عورت سے جماع کر بیٹھے) واقع ہو جائے تو اُس عورت کے لیے ضروری ہے کہ وہ عدّت رکھے۔

شوہر کی وفات کے علاوہ میاں بیوی ایک دوسرے سے درج ذیل اسباب کے تحت جدا ہو سکتے ہیں: طلاق، فسخِ نکاح، لعان، ایلاء اور ظہار وغیرہ۔ ان صورتوں میں عورت کو اسی قانون میں دیئے گئے مورد کے مطابق عدّت رکھنی ہو گی۔

## ب: عدّت کا حکم

[i] طلاق یافتہ عورت کو عدّت رکھنے کا حکم دیا گیا ہے، عدت کے ذریعہ وہ انتظار کرے گی کہ اس کے شوہر کا نطفہ اس کے رحم میں مستقر تو نہیں ہوا ہے۔

[ii] اور کبھی تعبداً (اللہ کے حکم کی پیروی کرتے ہوئے) عدّت رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جیسے اُس عورت کی عدّت کہ جس کا شوہر شادی کے بعد دخول اور مباشرت سے پہلے فوت جائے۔

### (دفعہ: 48، ضمن۔ii): جن عورتوں کے لیے عدّت طلاق نہیں

### (Women for whom Iddat is not required)

مندرجہ ذیل عورتوں کے واسطے عدّت نہیں ہے۔

۱۔ صغیرہ (نابالغہ) ۲۔ یائسہ ۳۔ غیر مدخولہ

### (دفعہ: 48، ضمن۔iii): عدّت طلاق (Iddat of divorce)

مندرجہ ذیل عورتوں کو طلاق کی صورت میں عدّت رکھنا ہوگی:

۱۔ مطلقہ غیر حاملہ ۲۔ مطلقہ حاملہ ۳۔ مطلقہ مستراب

### (دفعہ: 48، ضمن۔iv): مطلّقہ غیر حاملہ کی عدّت

### (Iddat for is not pregnant divorce)

جب شوہر اپنی بالغہ ایسی بیوی کے ساتھ ہمبستری کرے جسے حیض آتا ہو تو جب اسے طلاق دی جائے گی یا کسی وجہ سے ان کا نکاح فسخ ہو جائے تو عورت پر تین طہر عدت رکھنا واجب ہے۔

### (دفعہ :48، ضمن۔v) : مطلّقہ حاملہ کی عدّت

### (Iddat for pregnant divorce)

اگر زوجہ اپنے شوہر سے طلاق یا کسی اور وجہ سے جدا ہونے سے پہلے حاملہ ہو خواہ وہ شوہر کے عقد دائمی میں ہو یا عقدِ غیر دائمی میں تو اس پر وضع حمل تک عدّت رکھنا واجب ہے۔

### (دفعہ :48، ضمن۔vi) : ایک سے زائد بچوں کا حمل

### (Pregnant with more than one child)

اگر کوئی عورت ایک سے زائد بچوں سے حاملہ ہو تو قرآن کی رو سے جب تک آخری بچہ سے وضع حمل نہ ہو وہ عورت عدّت سے خارج نہیں ہو گی جیسا کہ ''أَن يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ '' سے مراد وضع کل ہے نہ وضع بعض اور اس میں بھی کوئی فرق نہیں کہ حمل نکاح دائمی سے واقع ہوا ہو یا نکاح غیر دائمی سے یا وطی بالشبھہ سے واقع ہوا ہو۔

### (دفعہ :48، ضمن۔vii) : مسترابہ عورت کی عدّت

### (Iddat of musturabah woman)

وہ عورت جس کی عمر حیض آنے کی ہے لیکن اسے حیض نہیں آتا اس میں فرق نہیں کہ پیدائشی طور پر یا کسی بیماری کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو تو اس کے لیے تین ماہ کامل عدّت رکھنا واجب ہے۔

### (دفعہ :48، ضمن۔viii) : ذات الأقراء اور مسترابہ کی عدّت کے دوران یائسگی

### (Reconciliation during the Iddats period)

اگر کوئی شخص اپنی ماہانہ عادت حیض والی بیوی کو یائسہ ہونے سے پہلے طلاق دے اور وہ ایک یا دو مرتبہ سے زیادہ حیض نہ دیکھے اور یائسہ ہو جائے تو اس پر واجب ہے کہ باقی مدت کو مکمل کرے۔

## (دفعہ :48، ضمن۔ix): غیر دائمی زوجہ (متعہ والی عورت) کی عدّت کا حکم

## (Iddat period of Non-permanent wife)

جو عورت کسی سے غیر دائمی نکاح (متعہ) کرتی ہے اور وہ مدت معین ختم ہونے پر یا بقایا مدت اس کے لیے شوہر نے بخش دی ہو تو اگر وہ عورت اس عمر میں ہو کہ جس میں حیض آتا ہے اور یہ عورت عادت بھی رکھتی ہو تو اسے دو حیض اور اگر حیض نہ آتا ہے تو ۴۵ دن اور اگر حاملہ ہو تو بچے کی ولادت تک اس پر عدّت رکھنا واجب ہے۔

## (دفعہ :48، ضمن۔x): وطی بالشبہہ کی عدّت

## (Iddat of suspicious woman)

اگر کوئی مرد کسی عورت سے اشتباھاً مجامعت کر بیٹھے، خواہ اجنبی سمجھ کر نکاح کر لے اور بعد میں پتہ چلے کہ وہ عوت اس کی محرم تھی یا اپنی بیوی سمجھ کر کسی اجنبی عورت کے ساتھ ہمبستر ہو جائے تو وہ عورت مطلقہ عورت کی مانند عدّت رکھے گی۔

## (دفعہ :48، ضمن۔xi): مفقود الخبر شوہر سے عدّت

## (Iddat from suspicious husband)

اگر کسی عورت کا شوہر غائب ہو جائے اور اس کی موت وحیات کے بارے میں کوئی پتہ نہ چلے تو حاکمِ شرع سے طلاق لینے کی غرض سے رجوع کرنے کی صورت میں غائب شخص کی تلاش کے لیے حاکم عورت کو چار سال کی مہلت دے گا چار سال کی مدت میں مفقود الخبر کے بارے میں کوئی خبر نہ مل سکے تو حاکمِ شرع طلاق دے گا۔ وہ طلاق، طلاق رجعی ہو گی، لیکن اس طلاق کی عدّت عدّت وفات کے برابر چار ماہ دس دن ہے۔

## (دفعہ :48، ضمن۔xii) : زوجہ متوفّی کی عدّت

## (Iddat of wife of deceased)

متوفی کی بیوی اگر حاملہ ہو تو اُس کی عدّت ابعد الاجلین ہو گی۔ لیکن اگر حاملہ نہ ہو تو خواہ وہ صغیرہ ہو یا کبیرہ، یائسہ ہو یا غیر یائسہ، مباشرت واقع ہو چکی ہو یا یا نہ ہوئی ہو، عقد دائمی ہو یا انقطاعی اُس پر چار ماہ دس دن عدّت رکھنا واجب ہے۔

## (دفعہ :48، ضمن۔xiii) : مطلّقہ رجعیہ کی عدّت وفات

## (Iddah period of widow of deceased Rigiah)

اگر کوئی مرد اپنی زوجہ کو طلاق رجعی دے اور عدّت ختم ہونے سے پہلے وہ مر جائے تو اس عورت پر واجب ہے کہ عدّت طلاق کے ساتھ ساتھ شوہر کی وفات کے دن سے عدّت وفات بھی رکھے۔

## (دفعہ :48، ضمن۔xiv) : زوجہ مرتد کی عدّت

## (Iddah of wife of Apostates)

اگر کسی عورت کا شوہر مرتد یعنی دین اسلام سے خارج ہو جائے تو مرتد فطری کی بیوی کے لیے عدّت وفات کے برابر چار ماہ دس دن اور مرتد ملی کی بیوی کے لیے طلاق والی عدّت رکھنی ہو گی۔

**وضاحت:** اگر میاں بیوی میں سے کوئی ایک مرتد ہو جائے تو اسی وقت ان کا نکاح ختم ہو جائے گا خواہ مرتد فطری ہوں یا ملی اگر دخول سے پہلے مرتد ہو جائے یا بیوی صغیرہ ہو یا یائسہ تو اس کے لئے عدّت نہیں اور اگر دخول کے بعد مرتد ہو جائے تو اس کے لیئے عدّت ہے۔ مرتد فطری وہ شخص ہے کہ جس کی پیدائش کے دوران اس کے ماں باپ دونوں مسلمان ہوں یا ان میں سے ایک مسلمان ہو اور وہ خود بھی بالغ ہونے کے بعد اسلام قبول کرے پھر دوبارہ اسلام سے لوٹے اور کافر ہو جائے۔ مرتد ملی وہ شخص ہے

جو کافر ماں باپ سے پیدا ہو جائے اور خود بھی بالغ ہونے کے بعد کفر پر باقی رہے پھر اس کے بعد اسلام لے آئے پھر دوبارہ کافر ہو جائے۔

## (دفعہ :48، ضمن۔xv) : کتابیہ کی عدّت (Iddah of Kitabbia)

مسلمان عورت کی طرح اہل کتاب عورتوں پر بھی عدّت رکھنا واجب ہے اس میں فرق نہیں کہ وہ عدّت طلاق ہو، فسخ ہو، انفساخ ہو یا عدّت وفات۔ نیز اس میں بھی فرق نہیں کہ اس کا شوہر مسلمان ہو یا اہل کتاب سے ہو، عدّت رکھنے سے پہلے اس کے ساتھ کوئی دوسرا مسلمان شخص شادی نہیں کر سکتا ہے۔

# (باب 11: Chapter)
# عیوب کی وجہ سے فسخ نکاح

## (void marriage due to deficiencies,disability in marriage)

## (دفعہ-49- Article)

### (دفعہ :49، ضمن۔i): عیوب کی اقسام

### (Kinds of deficiencies in marriage)

فسخ نِکاح کے موجب عیوب کی دو قسمیں ہیں:

الف: مشترکہ عیوب ب: مخصوص عیوب

### الف: مشترکہ عیوب (جنون)

زوجین کے درمیان مشترکہ عیوب میں فقط جنون (دیوانگی) ایسا عیب ہے جس کے سبب عقد نکاح کو فسخ کرنے کا حق طرفین کو حاصل ہے۔

### ب: جنون سے مراد عقل کا زائل ہو جانا

اگر زوجین میں سے کسی ایک میں جنون پایا جائے، تو طرف مقابل کو نکاح کے فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

مرد اگر مجنون (دیوانہ) ہو، چاہے قبل از عقد ہو اور زوجہ کو اس کی اطلاع نہ ہو، چاہے عقد نکاح کے بعد اور ہمبستری سے پہلے یا بعد میں مرد کو جنون لاحق ہو جائے، تو ہر صورت میں عورت کے پاس حقِ فسخِ نِکاح موجود ہے۔

لیکن اگر عورت میں جنون، عقد نکاح سے پہلے تھااور مرد کو بعد میں پتا چلا، تو وہ فقط اس صورت میں عقدِ نکاح کو فسخ کر سکتا ہے۔

اس میں کوئی فرق نہیں کہ جنون دائمی (Permanent) ہو یا ادواری (Periodical) اسی طرح نکاح چاہے دائمی ہو، چاہے غیر دائمی، دونوں صورتوں میں جنون کی وجہ سے عقد نکاح فسخ کیا جاسکتا ہے۔

## (دفعہ: 49، ضمن۔ii): مردوں کے مخصوص عیوب

## (Specific illnesses in Men)

مردوں کے مخصوص عیوب، جن عیوب کی وجہ سے عورت عقد نکاح کو فسخ کر سکتی ہے، تین ہیں:

[i] خصاء [ii] جَبّ [iii] عنن

**[i] خصاء:** اگر عورت کو عقد نکاح کے بعد مرد کے خصی (Castrated) ہونے کا علم ہو تو وہ اس نکاح کو فسخ کر سکتی ہے۔

## (دفعہ: 49، ضمن۔iii): اثبات عیوب

## (How to prove deficiencies in marriage)

وہ تمام عیوب جو فسخ نکاح کا موجب بنتے ہیں، مندرجہ ذیل طریقوں سے ثابت ہو سکتے ہیں:

۱۔اقرار ۲۔دو عادل مردوں کی گواہی

۳۔ منکر کا قسم کھانا ۴۔ منکر کا قسم سے انکار اور مدعی کا قسم شرعی کھانا

۵۔اقرار پر دو عادل مردوں کی گواہی ۶۔ عورتوں کے پوشیدہ عیوب میں عورتوں کی گواہی

۷۔دوسرے امور مثلاً معاینہ اور میڈیکل ٹیسٹ وغیرہ

**۱۔اقرار:**

اگر صاحب عیب اقرار کرے تو طرفِ مقابل کو عقدِ نکاح فسخ کرنے کا حق حاصل ہے۔

**۲۔دوعادل مردوں کی گواہی:**

دوعادل مردوں کی گواہی سے بھی عیوب ثابت ہو جاتے ہیں۔

**۳۔منکر کا قسم کھانا:**

اگر مدعی گواہ پیش نہ کر سکے تو منکر کے قسم کھانے سے ہی معاملہ ختم ہو سکتا ہے۔

## (دفعہ :49، ضمن۔iv) : شرائط فسخِ عقدِ نکاح

## (Conditions for deficiencies in marriage)

اگر مرد یا عورت میں سے کسی میں کوئی عیب پایا جائے تو طرف مقابل کو مذکورہ شرائط کے ساتھ فسخِ نکاح کا حق حاصل ہو گا:

**[i]عیب قبل از عقد نہ ہو:**

عیب عقد نکاح سے پہلے موجود نہ ہو، اگر وہ عیب عقد نکاح کے بعد وجود میں آئے تو طرف مقابل کو حقِ فسخ حاصل نہ ہو گا۔

**[ii] طرف مقابل کو عیب کا علم نہ ہو:**

طرفِ مقابل کو عقد نکاح سے پہلے عیب موجود ہونے کا علم نہ ہو، اور مرد عیب کو پہلے سے جانتا ہو تو اس مرد کیلئے حقِ فسخ حاصل نہ ہو گا۔

**[iii]فوریتِ فسخِ عقد:**

خیارِ فسخ فوری ہے، یعنی عیب کے معلوم ہوتے ہی طرفِ مقابل فسخ کا حق فوراً استعمال کرے، اس میں فرق نہیں کہ مباشرت واقع ہو چکی ہو یا واقع نہ ہوئی ہو۔

اگر مرد اور عورت میں سے کسی ایک کو دوسرے میں کسی بھی موجب فسخِ عقد، عیب کا علم ہو جائے اور وہ خیارِ فسخ کو استعمال نہ کرے تو عقد لازم ہو جائے گا اور اس کے بعد اسے فسخ کا حق حاصل نہ ہو گا۔

## (دفعہ :49، ضمن۔v): حاکم کی طرف رجوع

## (Reconciliation by the Qazi Court for conducting marriage)

اگر عورت کو نکاح کے بعد شوہر کے عنین ہونے کا علم ہو تو وہ حاکمِ شرع (مجتہد جامع الشرائط) کی طرف رجوع کر سکتی ہے۔ جس دن وہ رجوع کرے گی، حاکمِ شرع اسی دن سے عنین کو علاج کے لیے ایک سال کی مہلت دے گا اگر وہ شخص اس مدت میں اپنی زوجہ یا کسی دوسری عورت کے ساتھ مباشرت کرنے پر قادر ہو جاتا ہے تو اس صورت میں عورت کے پاس فسخِ نکاح کا حق نہیں رہتا۔

## (دفعہ :49، ضمن۔vi): عورتوں کے مخصوص عیوب

## (Specific illnesses,deficiencies in females)

زوجہ میں مندرجہ ذیل عیوب میں سے اگر کوئی عیب ہو تو مرد فسخ نکاح کا حق رکھتا ہے، بشرطیکہ عقد نکاح کے وقت عورت میں وہ عیب موجود ہو۔

۱۔قرن ۲۔جذام ۳۔برص

۴۔افضاء ۵۔عرج ۶۔عمٰی

### [i]قرن

اسے ''عفَل'' بھی کہتے ہیں، یعنی عورت کے رحم کے منہ پر ایسی ہڈی یا غدود کا ہونا جو مجامعت سے مانع ہو، نیز رتق بھی اسی حکم میں شامل ہے۔

تمام فقہاء امامیہ قرن کو موجب فسخِ نکاح عیب قرار دیتے ہیں۔

## (دفعہ :49، ضمن۔vii) : ثبوت عیب میں اختلاف

## (Differences in proving deficiencies regarding marriage)

جب مرد اور عورت میں عیب پر اختلاف ہو جائے تو مدّعی کے پاس بیّنہ (گواہی) نہ ہونے کی صورت میں منکر کی بات قسم کے ساتھ قبول کی جائے گی لیکن اگر منکر قسم اٹھانے سے گریز کرے تو قاضی (حاکمِ شرع) مدعی کو قسم اٹھانے کے لئے کہے گا اگر وہ قسم اٹھالے تو فیصلہ اسی کے حق میں ہو جائے گا۔ اور اگر مدعی بھی قسم نہ اٹھائے تو قاضی اس کے خلاف فیصلہ دے گا، جیسا کہ اکثر منازعات میں ہوتا ہے۔

# (باب 12: Chapter)

# خیار تدلیس

## (Right regarding cheating fraud in marriage)

### (دفعہ-39- Article)

**(دفعہ: 50، ضمن۔i): تعریفات (Definition)**

**لغوی تعریف:** تدلیس کا لغوی معنی ''دھوکہ اور فریب دینا'' ہے۔

**اصطلاحی تعریف:** اصطلاح میں شادی بیاہ یا کسی دوسرے معاملہ میں ایسی تعریف و توصیف کرنا کہ طرف مقابل دھوکہ کھا جائے۔

**(دفعہ: 50، ضمن۔ii): تدلیس (Fraud, Cheating)**

شادی کے معاملہ میں عورت کی اس طرح سے تعریف و توصیف کرنا کہ مرد دھوکہ میں آجائے، تدلیس کہلاتا ہے۔ اسی طرح عورت میں کسی عیب کی موجودگی کے باوجود سکوت اختیار کیا جائے اور مرد کو عورت کے بے عیب ہونے کا اطمینان ہو جائے تو بھی تدلیس صادق آتی ہے۔

**(دفعہ: 50، ضمن۔iii): عقد کی اساس سلامتی پر**

**(Base of marriage on Peace)**

جس طرح خیار فسخ کے موجب عیوب مثلاً دیوانگی، نابینائی وغیرہ کو چھپانے سے تدلیس ثابت ہوتی ہے، اسی طرح جب عقدِ نکاح کی بنیاد طرفِ مقابل کی سلامتی پر رکھی گئی ہو تو دوسرے تمام عیوب کی وجہ سے بھی تدلیس ثابت ہو گی۔

### (دفعہ :50، ضمن۔iv): صفت کمال سے متصف کرنا

### (To express oneself innocent regarding moral)

طرفینِ عقد میں سے کوئی اگر اپنے آپ کو صفتِ کمال مثلاً شرافت، حسب و نسب، جمال اور بکارت وغیرہ سے متصف ظاہر کرے یا ان چیزوں کی شرط رکھی گئی ہو، جبکہ مذکورہ صفات اس میں موجود نہ ہوں تب بھی تدلیس صادق آتی ہے۔

### (دفعہ :50، ضمن۔v): فوریتِ خیارِ تدلیس

### (Urgency of cheating remedy)

عیب و تدلیس کی صورت میں خیارِ فوری ہے اور مرد میں ''عُنَّة'' (عنین ہونے) کے علاوہ کسی بھی قابل فسخِ عیب کی وجہ سے فسخ کرنے کی صورت میں حاکمِ شرع کی طرف رجوع کرنا ضروری نہیں ہے۔

# (باب 13: Chapter)

# تفویض طلاق کا قانون

# (Delegating power right to pronounce Divorce)

## (دفعہ-51 Article)

### (دفعہ: 51، ضمن-i): تعریفات (Definition)

**لغوی تعریف:** لفظ تفویض، فوّض یفوّض کا مصدر ہے، اور یہ مندرجہ ذیل معانی میں استعمال ہوتا ہے: سپرد کرنا، سونپ دینا، منتقل کرنا، کسی دوسرے شخص کے لیے کسی امر میں تصرف کا اختیار قرار دینا۔

قرآن کریم میں یہ لفظ ''سپرد کرنے'' کے معنی میں استعمال ہوا ہے:

''أُفَوِّضُ أَمْرِی إِلَی اللهِ''

ترجمہ: میں اپنے کام کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔

نیز مندرجہ ذیل حدیث میں بھی اسی معنی میں استعمال ہوا ہے:

''عن ابن أبی یعفورؒ قال: قال أبوعبد اللہ علیہ السلام: إن اللہ واحد، أحد، متوحد بالوحدانیۃ۔۔۔ خلق خلقا ففوض إلیہم أمر دینہ''

ترجمہ: جناب ابن ابی یعفورؒ کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ واحد، احد اور اپنی واحدانیت میں یکتا و تنہا ہے۔۔۔ اس نے ایک مخلوق پیدا کی اور اپنے دین کا معاملہ اس کے حوالے فرمادیا۔

**فقہی اصطلاحی تعریف:** تفویضِ طلاق یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی (یا کسی دوسرے شخص) کو انشاء طلاق کا اختیار سپرد کر دے۔

## (دفعہ: 51، ضمن۔ii): تفویض طلاق کا شرعی حکم

## (Delegating right of Divorce in Sharia)

شوہر کی طرف سے تفویض طلاق کی صورت میں اگر زوجہ اپنے آپ کو طلاق دے دے تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

# (Chapter: 14 باب)
# توکیلِ طلاق

## (Divorce through Agents/Attorney/Refer)

### (Article -52- دفعہ)

**(دفعہ: 52، ضمن۔i): تعریفات (Definition)**

**لغوی تعریف:** کسی دوسرے شخص کو کسی امر میں اپنا نائب بنانا۔

**فقہی اصطلاحی تعریف:** شوہر کا اپنی زوجہ یا کسی دوسرے شخص کو طلاق کے سلسلہ میں اپنا وکیل بنانا چاہے خود اسی زوجہ کی طلاق ہو یا اس شخص کی کسی دوسری زوجہ کی۔

**(دفعہ: 52، ضمن۔ii): توکیل طلاق کا شرعی حکم**

**(Divorce through agents or specific person in Shariah)**

مرد چاہے حاضر ہو یا غائب اسے یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنی زوجہ کو طلاق کے سلسلہ میں اپنا وکیل بنائے، اس طرح وہ عورت اپنے آپ کو اپنے شوہر کی نیابت (وکالت) میں طلاق دے سکتی ہے۔

**(دفعہ: 52، ضمن۔iii): توکیل و تفویض میں فرق**

**(Difference between pronunciations of divorce through agents etc or specific person)**

ا۔ توکیل میں موکل اپنے وکیل کو معزول کر سکتا ہے کیونکہ وکالت عقد جائز ہے، جبکہ تفویض طلاق میں جب شوہر یہ حق کسی کو تفویض کرتا ہے تو اس کو فسخ نہیں کر سکتا۔

۲۔ توکیل میں وکیل اپنے موکل کے قصد وارادہ کو انجام دیتا ہے، جبکہ تفویض میں مفوَّض الیہ اپنے ارادہ کو انجام دیتا ہے۔

۳۔ تفویض میں شرط نہیں ہے کہ مفوَّض الیہ بالغ اور عاقل ہو، لیکن وکالت میں وکیل کا بالغ اور عاقل ہونا شرط ہے۔

۴۔ تفویض مطلق ہو تو اسی مجلس میں جاری کرنا ضروری ہے، جبکہ وکالت مطلق ہو تو اس کا جاری کرنا کسی معین وقت کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔

۵۔ توکیل عقود میں سے ہے، جبکہ تفویض ایقاعات میں سے ہے، اسی لئے توکیل میں ایجاب وقبول دونوں شرط ہیں، جبکہ تفویض میں قبول شرط نہیں ہے۔

# (باب 15 :Chapter)

# ارتداد کے سبب انفساخ عقدِ نکاح

# (Void marriage due to Apostasy)

## (دفعہ : 53، ضمن۔i) : تعریفات (Definition)

**لغوی تعریف:** ارتداد لغت میں ''پھر جانا، پلٹنا، واپس جانا اور رجوع کرنے'' کو کہتے ہیں۔

**اصطلاحی تعریف:** اسلام کے بعد کفر اختیار کرنے کا نام ''ارتداد'' ہے۔

**مرتدّ کی لغوی تعریف:** مرتد باب افتعال کے مصدر ''ارتداد'' سے اسم فاعل ہے جس کا معنی پھرنے والا، رجوع کرنے والا، پلٹنے والا اور واپس جانے والا ہے۔

**مرتدّ کی اصطلاحی تعریف:** مرتد وہ شخص ہے جو اسلام کو چھوڑ کر کفر اختیار کر لے۔

## (دفعہ : 53، ضمن۔ii) : مرتدّ کی اقسام (Types of Apostates)

مرتد کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ مرتد فطری ۲۔ مرتد ملی

**۱۔ مرتد فطری:** وہ ہے جس کے انعقادِ نطفہ کے وقت اس کے والدین میں سے کوئی ایک مسلمان ہو اور یہ فرد بالغ ہونے کے بعد اظہار اسلام کرے اور اس کے بعد اسلام سے خارج ہو جائے۔

**۲۔ مرتد ملّی:** وہ ہے جس کے انعقاد نطفہ کے وقت اس کے والدین کافر ہوں اور بالغ ہونے کے بعد وہ اظہار کفر کرے اور پھر اسلام لانے کے بعد دوبارہ کفر اختیار کرے۔

## (دفعہ :53، ضمن۔iii) : مرتد فطری کے نکاح سے مربوط احکام

## (Rules/Orders/Commands regardings marriage of natural apostates)

### [i] مقاربت سے پہلے ارتداد:

اگر میاں بیوی میں سے کوئی ایک دین اسلام چھوڑ کر کفر اختیار کرلے (مرتد ہو جائے) تو ہمبستری سے پہلے ارتداد کی صورت میں ان کا نکاح فوراً ختم (منفسخ) ہو جائے گا۔ اور یہی حکم ہے جب دونوں ایک ساتھ مرتد ہو جائیں۔

## (دفعہ :53، ضمن۔iv) : ارتداد کی صورت میں عورت کا حق مہر

## (Woman's right to dowry, in case apostasy)

نکاح کے بعد اگر مقاربت سے پہلے بیوی مرتد ہو جائے تو کسی بھی قسم کے حق مہر کی مستحق نہیں ہو گی، البتہ اگر شوہر مرتد ہو جائے تو عورت آدھے حق مہر کی مستحق ہو گی، دوسرے قول کے مطابق پورے حق مہر کی مستحق ٹھہرے گی۔

اور اگر مقاربت کے بعد زوجین (میاں بیوی) میں سے کوئی بھی مرتد ہو جائے تو بیوی پورے حق مہر کی مستحق قرار پائے گی۔

## (دفعہ :53، ضمن۔v) : ارتداد کی صورت میں عورت کی عدّت

## (In case of Apostasy, Idda of woman)

شوہر کے مرتد ہونے کی صورت میں اس کی بیوی کی عدّت وفات کی عدّت کے برابر ہے۔ یعنی وہ چار ماہ دس دن عدّت گزارے گی۔

## (دفعہ :53، ضمن۔vi): مرتد ملی کے نکاح سے مربوط احکام

## (Rulings related the marriage of apostate)

**[i] مقاربت سے پہلے ارتداد:**

اگر میاں بیوی میں سے کوئی ایک دین اسلام چھوڑ کر کفر اختیار کرلے تو ہمبستری سے پہلے ارتداد کی صورت میں ان کا نکاح فوراً ختم ہو جائے گا۔

## (دفعہ :53، ضمن۔vii): ارتداد کی صورت میں عورت کی عدّت

## (In case of apostasy, Idda of woman)

شوہر کے مرتد ملی ہونے کی صورت میں اس کی (مدخولہ) بیوی کی عدّت، طلاق کی عدّت ہے، اور غیر مدخولہ پر کوئی عدّت نہیں۔

# (باب16 :Chapter)
# رضاعت سبب تحریم و تنسیخ نکاح

## (Dissolution of marriage due to fostracy)

## (prohibited degree of marriage)

### (دفعہ :54، ضمن۔i) : تعریفات (Definition)

**لغوی تعریف:** الرضاع ''رَضَعَ یرضِعُ'' یا ''رَضِعَ یَرضَع'' کا مصدر اور ''الرضاعة'' اسم مصدر ہے۔ جس کا معنی ''بچے کا اس طرح دودھ پینا جس طرح دودھ پینا چاہیے۔'' یعنی ''بچے کا منہ لگا کر پستان سے دودھ پینا۔''

**اصطلاحی تعریف:** ارضاع دودھ پلانے کو کہا جاتا ہے اور رضاعت شرعی حدود و قیود، شرائط اور احکام کے ساتھ دودھ پینے کو کہا جاتا ہے۔ بہ الفاظ دیگر رضاعت، شیر خوارگی کی عمر میں کسی بچے کا عورت کے پستانوں کو چوس کر دودھ پینے کو کہتے ہیں۔

### (دفعہ :54، ضمن۔ii) : رضاعت مانع عقد نکاح ابتداءً

### (Foster sibling regarding beginning of prohibited of marriage)

موانع نکاح میں سے ایک رضاعت ہے۔ جس خاتون سے رضاعی رشتہ استوار ہو اس کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہیں اور ایسا نکاح باطل ہے۔

## (دفعہ :54، ضمن۔iii): رضاعت سبب حرمت و تنسیخ نکاح

## (Due to fostree, Void marriage, prohibited degree of marriage)

جس طرح رضاعت ابتداءً باعث حرمت اور مانع نکاح ہے نیز اسی طرح بقاءً سبب تنسیخ نکاح ہے۔

## (دفعہ :54، ضمن۔iv): رضاعت کے سبب تنسیخ نکاح کے موارد

## (Elements of void marriage, due to fostree)

رضاعت درج ذیل موارد میں (بقاءً) سبب تنسیخ نکاح ہے:

[i] مرد کی محارم خواتین میں سے کوئی اس کی شیر خوار منکوحہ کو دودھ پلادے۔

[ii] کسی شخص کی بڑی بیوی اُس کی چھوٹی شیر خوار منکوحہ کو دودھ پلادے۔

[iii] نانی اپنی بیٹی کی اولاد کو دودھ پلادے۔

**[i] مرد کی محارم خواتین کا اُس کی زوجہ کو دودھ پلانا:**

اگر مرد کی محارم خواتین (ماں، بہن، بیٹی، بھتیجی، بھانجی، دادی اور نانی) یا اُس کی بھابی میں سے کوئی اُس کی شیر خوار منکوحہ کو دودھ پلادے، تو زوجین کا نکاح باطل ہو جائے گا۔

## (دفعہ :54، ضمن۔iv): شرائط رضاعت (Conditions for fostree)

**[i] رضیع (دودھ پینے والا بچے) کی شرائط:**

بچہ پورے دو سال قمری کا ہونے سے پہلے خود ہی عورت کے پستانوں سے منہ لگا کر دودھ پیئے۔

**پہلی شرط:** رضاعت کی پہلی شرط یہ ہے کہ بچہ دو سال قمری مکمل ہونے سے پہلے دودھ پیئے، دو سال کے بعد دودھ پینے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی ہے۔

### [ii] مرضعہ کی شرائط

ایک ہی زندہ خاتون بچے کو دودھ پلائے۔

**تیسری شرط:** رضاعت کی تکمیل ایک ہی خاتون کے دودھ سے ہونی چاہیے، مثلاً اگر کوئی خاتون کسی بچے کو چند مرتبہ اور دوسری خاتون چند مرتبہ دودھ پلائے تو اس سے نشر حرمت نہیں ہو گی، جب تک ایک ہی خاتون کے دودھ سے رضاعت کی تعداد مکمل نہ کی جائے، اسی طرح اگر کسی شخص کی دو بیویاں ہوں اور دونوں کسی بچے کو سات اور آٹھ مرتبہ دودھ پلائیں تو رضاعت صادق نہیں آئے گی۔ اس نظریے پر روایات دلالت کرتی ہیں اور فقہاء نے اجماع کا دعویٰ بھی کیا ہے۔

**چوتھی شرط:** مرضعہ (دودھ پلانے والی خاتون) رضاعت کے دوران زندہ ہونی چاہیے۔

### [iii] لبن (دودھ) کی شرائط

عورت کا دودھ خالص اور ایک ہی مرد سے منسوب ہونے کے ساتھ جائز حمل اور ولادت سے ہو۔

**پانچویں شرط:** عورت کا دودھ خالص ہو، کسی دوسری چیز سے مخلوط نہ ہو۔

**چھٹی شرط:** دودھ ایک ہی مرد (فحل) سے منسوب ہونا چاہیے۔

**ساتویں شرط:** عورت کا دودھ جائز وطی، حمل اور ولادت سے اُترا ہو۔

### [iv] مقدار اور زمان رضاعت

مندرجہ ذیل عناوین میں سے کوئی ایک رضاعت میں پایا جائے تو کافی ہے:

الف: کیفیت (اثر): اتنا دودھ بچے کو پلائے کہ اس سے گوشت بڑھے اور ہڈیاں مضبوط ہو جائیں۔

ب: کمیت (عدد): بچے کو سیر ہونے تک پندرہ مرتبہ دودھ پلائے۔

ج: زمان: مکمل ایک دن رات دودھ پلائے۔

**وضاحت:** ان مذکورہ عناوین میں سے کسی ایک عنوان کا تمام شرائط کے ساتھ صادق آنا ایجادِ حرمت کے لیے کافی ہے۔ پس گذشتہ سات شرائط کے ساتھ ان تین حدوں میں سے ایک حد بھی پوری ہو جائے تو نشر حرمت ہو جائے گی۔ علماء امامیہ کا اجماع ہے کہ رضاعت میں مسمیٰ رضاعت کافی نہیں، بلکہ مذکورہ شرائط کے کسی ایک حد کا پورا ہونا ضروری ہے۔

**الف: کیفیت (اثر)**

دودھ پینے سے بچے کے بدن پر گوشت پیدا ہوا اور ہڈیاں مضبوط ہو جائیں۔

**(دفعہ: 54، ضمن۔vi): ثبوت رضاعت (How to prove fostree)**

رضاعت کا اثبات دو عادل مردوں یا ایک عادل مرد اور دو عادل خواتین یا چار عادل خواتین کی مفصّل گواہی سے ہو سکتا ہے، ماں اور مرضعہ کی شہادت کافی نہیں ہے۔

# (باب 17 :Chapter)

# لعان کے احکام

## (Orders, Commands of Lian) (Allegation)

### (دفعہ-55- Article)

**(دفعہ : 55، ضمن۔i): تعریفات (Definition)**

**ا۔ لغوی تعریف:** لعان، ''لاعن، یلاعن'' کا مصدر ہے، جو کہ دو افراد کے ایک دوسرے پر لعنت بھیجنے کو کہا جاتا ہے، اصل ''لعن'' کا معنی ہے، طرد و ترک کرنا، چھوڑ دینا اور دور کر دینا۔

**۲۔ شرعی اصطلاحی تعریف:** لعان، میاں بیوی کے درمیان حاکمِ شرع (عدالت) کے حضور مخصوص الفاظ کے ساتھ واقع ہونے والا ایک خاص مباہلہ ہے کہ جس سے حد شرعی کا ازالہ یا بچے کی نفی ہو جاتی ہے۔

**۳۔ قانونی تعریف:** لعان ایک ایسی شہادت ہے جس کی تصدیق حلف کے ذریعہ لی جاتی ہے اور اس میں بد دعا شامل ہوتی ہے۔ زوجین میں سے ہر ایک کی جانب سے قسم کے ساتھ اللہ کی لعنت اور غضب کی شہادت دینا، لعان کہلاتا ہے۔

**(دفعہ : 55، ضمن۔ii): اسباب لعان (Causes of Lian)**

لعان کے مندرجہ ذیل دو سبب ہیں:

ا۔ قذف ۲۔ نفی ولد

**ا۔ قذف:** شوہر اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے۔ البتہ اس صورت میں اس وقت لعان ثابت ہو گا جب:

**الف:** شوہر بیوی کو زنا کی حالت میں مشاہدہ کرنے (دیکھنے) کا دعوی کرے۔

اگر وہ مشاہدہ کا دعوی نہ کرے یا دیکھ ہی نہ سکتا ہو جیسے نابینا ہو تو بیّنہ نہ ہونے کی صورت میں اس پر قذف کی حد جاری کی جائے گی۔

**ب:** شوہر کے پاس اپنے دعوی پر بیّنہ (چار عادل گواہ) بھی نہ ہوں۔

پس اگر بیّنہ ہو تو قذف کی حد سے بچنے کے لیے اسے شہادت لانا پڑے گی اور لعان کی نوبت نہیں آئے گی۔

## (دفعہ: 55، ضمن۔iii): ارکان لعان (Elements of Lian)

لعان کے مندرجہ ذیل تین ارکان ہیں:

الف: مُلَاعِنْ ب: مُلَاعِنَة ج: صیغہ و طریقہ لِعَان

**الف: مُلاعِنْ:**

[i] لِعَان کرنے والے کو بالغ، عاقل اور مختار ہونا چاہیے پس بچے اور مجنون کا لعان کرنا صحیح نہیں ہے۔ اس چیز پر فقہاء کا اجماع ہے کیونکہ غیر بالغ اور غیر عاقل کی عبارات، الفاظ اور باتیں، عقود و ایقاعات خصوصاً قسم اور شہادت جیسے مسائل میں کوئی شرعی حیثیت اور اعتبار نہیں رکھتیں۔

## (دفعہ: 55، ضمن۔iv): لعان میں واجبات و مستحبات

## (Wajbat & Mustabbat in Lian)

### [i] لعان کرنے میں واجب اُمور

### (Wajbat/Mandatory matters in Lian)

لعان میں مندرجہ ذیل چیزیں واجب ہیں:

۱۔ لعان صرف حاکمِ شرع کے روبرو کیا جائے اور یہاں پر حاکمِ شرع سے مراد امام معصوم علیہ السلام ہیں یا وہ شخص جسے امامؑ عمومی طور پر حکومت و قضاوت یا خصوصی طور پر لعان کے لیے منصوب فرمائیں۔ البتہ میاں بیوی کسی مجتہد عالم کو قاضی تحکیم بھی بنا سکتے ہیں چاہے امامؑ یا ان کا منصوب نمائندہ موجود ہی کیوں نہ ہو۔ یہ اس وقت ہے جب امام خود موجود ہوں لیکن غیبت کے دوران صرف مجتہد اور فقیہ جامع الشرائط کے روبرو ہی لعان کیا جا سکتا ہے کیونکہ وہ امامؑ کی طرف سے عمومی طور پر منصوب ہیں جیسا کہ وہ لعان کے علاوہ دوسرے احکام کے نفاذ کی نگرانی بھی کر سکتے ہیں۔

عصر غیبت میں لعان جیسے مسائل کے اجراء کے سلسلے میں فقیہ اور مجتہد کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

۲۔ ''لِعَان کی کیفیت'' اور لعن و غضب کے جو صیغے اور الفاظ ذکر کیے گئے ہیں بعینہٖ انہیں الفاظ میں لِعَان کیا جائے۔ اگر مرد یا عورت ''اَشْهَدُ'' کی بجائے ''اَحْلِفُ'' یا ''اُقْسِم'' یا ''شَهِدْتُ'' یا ''اَنَا شَاهِد'' یا ''بِاللهِ'' میں لفظ اللہ کی بجائے ''اَلرَّحْمٰن'' یا ''اَلْخَالِق'' وغیرہ کہیں یا مرد ''اِنِّیْ لَمِنَ الصَّادِقِیْن'' کی جگہ ''اِنِی صَادِقٌ'' یا ''اِنِی لَصَادِق'' یا ''اِنِی مِنَ الصَّادِقِیْن'' کہے یا عورت ''اِنَّهٗ لَمِنَ الْکَاذِبِیْن'' کی جگہ ''اِنَّهٗ لَکَاذِبٌ'' یا ''اِنَّهٗ کَاذِب'' یا ''اِنَّهٗ مِنَ الْکَاذِبِیْن'' کہے تو لِعَان واقع نہیں ہو گا۔ اسی طرح اگر مرد لعنت کی جگہ غضب یا عورت غضب کی جگہ لعنت کا لفظ استعمال کرے تو بھی لِعَان واقع نہیں ہو گا۔

۳۔ مرد اور عورت میں سے ہر ایک حاکم کے حکم اور دستور کے بعد لعان کرے۔ پس اگر اس کی اجازت اور دعوت سے پہلے لِعَان شروع کر دیں گے تو لِعَان واقع نہیں ہو گا۔

۴۔ لِعَان کے صیغوں کی ادائیگی کے وقت دونوں کھڑے ہوں۔

۵۔ پہلے مرد لِعَان کرے اور پھر عورت۔

۶۔ مرد عورت کو (بالخصوص ایک سے زیادہ بیویاں ہونے کی صورت میں) اس طرح معین کرے کہ دوسرے احتمال کا شائبہ تک باقی نہ رہے۔

۷۔ عربی زبان سے آگاہی کی صورت میں لعان کے صیغے جہاں تک ممکن ہو عربی میں ادا کیئے جائیں اور عربی سے ناآشنائی کی صورت میں کسی بھی دوسری زبان میں لعان کیا جائے لیکن اس صورت میں اگر حاکم اس زبان کو نہ جانتا ہو تو دو عادل مترجمین کا ہونا ضروری ہے۔

۸۔ مرد شہادت سے لِعَان شروع کرے اور لعنت پر ختم کرے اور عورت شہادت سے شروع کرے اور غضب پر ختم کرے۔

## [ii] لعان میں مستحب اُمور

## (Mustabbat matters in Lian)

لعان میں مندرجہ ذیل امور مستحب ہیں:

۱۔ حاکم (قاضی) قبلہ کی طرف پشت کر کے بیٹھے۔

۲۔ مرد اور عورت حاکم (قاضی) کے سامنے اس طرح کھڑے ہوں کہ مرد حاکم کے دائیں طرف اور عورت (اور اگر بچہ ہو تو وہ بھی) مرد کے دائیں طرف ہوں۔

۳۔ لعان سننے کے لیے معزز و محترم اور نیک لوگوں کو بلایا جائے۔

۴۔ حاکم (قاضی) مرد کو چار شہادتوں کے ادا کرنے کے بعد لعنت اور عورت کو چار شہادتوں کی ادائیگی کے بعد عذاب اور غضب الٰہی سے ڈرائے اور انہیں نصیحت کرے۔

۵۔ اس لیے کہ مُلَاعِنْ اور مُلَاعِنَہ لعان جیسے حساس مسئلے کو سادہ، آسان اور معمولی نہ سمجھیں اور جھوٹی شہادتیں دے کر خدا کی لعنت اور غضب کو دعوت نہ دیں، لعان کے لیے عظمت و شرف والے زمان و مکان کا انتخاب کیا جائے جیسے مکہ میں ہوں تو رکن و مقام کے درمیان، مدینہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی قبر مطہر کے سامنے اور اگر دوسرے علاقوں میں ہوں تو مساجد میں، اسی طرح جمعے کے دن نماز عصر کے بعد۔

## (دفعہ : 55، ضمن۔v) : لعان کے احکام (Rulings of Lian)

جب لعان اپنی تمام تر شرائط کے ساتھ واقع ہو جائے تو اس پر مندرجہ ذیل احکام جاری ہوں گے :۔

ا۔ نکاح خود بخود فسخ ہو جائے گا اور میاں بیوی ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں گے (اور یہ جدائی انفساخ عقد ہے نہ کہ طلاق)۔

۲۔ عورت مرد پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جائے گی اور حتی کہ عقد جدید کے ذریعے بھی اس پر حلال نہیں ہو گی۔

لعان کا سبب قذف ہو یا نفی ولد، دونوں صورتوں میں مذکورہ بالا دونوں احکام جاری ہوں گے۔

۳۔ شوہر کے لعان کرنے کی صورت میں اس پر سے قذف اور بیوی کے لعان کرنے کے نتیجے میں اس پر سے زنا کی حد ٹل جائے گی۔ پس اگر شوہر بیوی پر زنا کی تہمت لگائے اور پھر لعان کرے جبکہ بیوی لعان سے انکار کرے تو شوہر پر سے تو قذف کی حد ٹل جائے گی لیکن عورت پر زنا کی حد جاری کی جائے گی کیونکہ زنا کے اثبات میں شوہر کا لعان کرنا بیّنہ کا قائم مقام ہے۔

۴۔ اگر لعان بچے کی نفی کی خاطر ہو تو بچہ باپ سے منتفی ہو جائے گا نہ کہ ماں سے۔ اگر باپ بچے کی نفی کرے اور ماں دعوی کرے کہ بچہ اسی (باپ) کا ہے اور دونوں لعان کریں تو بچے اور باپ کے درمیان میراث کا رشتہ برقرار نہیں رہے گا، اسی طرح بچے اور ہر اس شخص کے درمیان توارث نہیں ہو گا جو باپ کی طرف سے اس (بچے) سے منسوب ہے جیسے دادا، دادی، سوتیلے بہن بھائی اور چچا پھوپھی وغیرہ۔

۵۔ لعان کے بعد اگر مرد یہ اقرار کرے کہ بچہ اسی کا ہے تو بچہ اس سے میراث پائے گا لیکن وہ بچے سے وراثت نہیں لے گا۔

۶۔ لعان کرنے سے پہلے اگر بیوی مر جائے تو توارث برقرار رہے گا۔

۷۔ شوہر اگر اپنی گونگی، بہری بیوی کی طرف زنا کی نسبت دے تو لعان کے بغیر ہی ان کے درمیان جدائی آجائے گی، حرام مؤبد صدق آئے گا اور شوہر پر حد جاری کی جائے گی لیکن اگر شوہر بینہ قائم کرے تو بیوی پر حد جاری ہو گی۔

۸۔ اگر شوہر لعان مکمل کر دے لیکن بیوی لعان کرنے سے پہلے مر جائے تو لعان کا موضوع ختم ہو جائے گا اگر لعان نفی ولد کی خاطر ہو تو بچے اور باپ کے درمیان توارث برقرار رہے گا لیکن باپ پر حد جاری ہو گی۔

# (Chapter: 18 باب)

# ظہار کے احکام

# (Rulings of Zihar/Appearance)

## (Article -56- دفعہ)

### (دفعہ: 56، ضمن۔i): تعریفات (Definition)

**ا۔لغوی تعریف:** لغت میں ظہار "ظَھر" سے مشتق ہے، "ظَھْر" کے معنی پیٹھ (کمر) کے ہیں۔ چونکہ جانور کی پیٹھ سواری کی چیز ہے اور زوجہ (مباشرت کے وقت) اپنے شوہر کی سواری ہوتی ہے اس لیے اس سواری کو مجازاً ایسی عورت (ماں) سے تشبیہ دی گئی ہے جو حرام ہے۔

**۲۔اصطلاحی تعریف:** شرعی اصطلاح میں ظِھَار، شوہر کے اپنی بیوی کو اپنی ماں کی پیٹھ سے تشبیہ دینے کو کہا جاتا ہے جس سے بیوی شوہر پر حرام ہو جاتی ہے، اگرچہ (زمانہ جاہلیت میں یہ ایک قسم کی طلاق تھی لیکن اسلام میں) یہ طلاق نہیں ہے، البتہ میاں بیوی آپس میں ازدواجی تعلقات برقرار نہیں رکھ سکتے مگر یہ کہ شوہر مقاربت سے پہلے کفارہ ادا کرے۔

**۳۔قانونی تعریف:** کسی مرد کا اپنی زوجہ کو کسی دائمی حرام عورت مثلاً ماں، بہن یا خالہ یا پھوپھی سے تشبیہ دینا "ظہار" کہلاتا ہے۔

### (دفعہ: 56، ضمن۔ii): ارکان ظہار (Elements of Zihar)

ا۔صیغہ (الفاظ ظہار) ۲۔مُظاھِر (ظہار کرنے والا شخص)

۳۔مُظاھَرۃ (جس عورت سے ظہار کیا جائے)

۴۔مشبَّہ بھا (وہ عورت جس کے ساتھ مظاہرہ کو تشبیہ دی جائے)

### ا۔ صیغہ ظہار (الفاظ ظِہار): (Sighas(Words)of Zihar)

فقہاء امامیہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر شوہر اپنی بیوی سے کہے: ''أنتِ علیّ کظھر أمّی'' تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ جیسی ہے یا یہ کہے: ''زوجتی علیّ کظھر أمّی'' میری بیوی مجھ پر میری ماں کی پیٹھ جیسی ہے یا یہ کہے: ''أنتِ علیّ حرام مثل ظھر أمّی'' تو مجھ پر ویسے ہی حرام ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ، تو ظہار واقع ہو جائے گا۔

### (دفعہ: 56، ضمن۔iii): احکام (Rules)

[i] <u>ظہار کی حرمت: (Sanctity of Zihar)</u>

قرآن وسنت کی رو سے شریعت اسلامیہ میں ظہار حرام ہے۔

# (باب 19: Chapter)

# ایلاء کا قانون

# (Ella's Law)

## (دفعہ-57- Article)

### (دفعہ: 57، ضمن۔i): تعریفات (Definition)

**ا۔لغوی تعریف:** ایلاء ''آلیٰ، یؤلِیُ'' کا مصدر ہے اور قسم کھانے کے معنی میں آتا ہے۔

**۲۔اصطلاحی و شرعی تعریف:** مرد کا اپنی دائمی مدخولہ بیوی کو نقصان پہچانے کی غرض سے ہمیشہ کے لیے یا چار ماہ سے زیادہ عرصے کے لیے ہمبستری ترک کرنے کی شرعی قسم کھانا، ایلاء کہلاتا ہے۔

**۳۔ قانونی تعریف:** ایلاء کی طلاق تعبیری طلاق کی ایک قسم ہے، جو قسم کھانے کے بعد کم از کم چار ماہ کے لیے مباشرت سے پرہیز کرنے سے مؤثر ہوتی ہے۔

### (دفعہ: 57، ضمن۔ii): ارکان ایلاء (Elements of Ella's)

ایلاء کے مندرجہ ذیل چار ارکان ہیں:

ا۔صیغہ ۲۔مُوْلِی یاحالف ۳۔مُوْلیٰ منھا ۴۔مدّت

**ا۔صیغۂ ایلاء: (Sigha Ella's)**

ایلاء یمین (قسم) کی ایک قسم ہے لہذا ہر قسم کی طرح ایلاء بھی شرعی طور پر صرف خداوند متعال کے خاص اسماء یا ان اسماء کے ساتھ منعقد ہوتا ہے کہ غالبا جن کا اطلاق خداوند متعال پر ہوتا ہے۔ البتہ صیغۂ ایلاء کا عربی میں ہونا شرط نہیں ہے اور نہ ہی یہ شرط ہے کہ صیغے میں ایسا لفظ استعمال کیا جائے جو صراحتاً ترک جماع پر حلف اٹھانے پر دلالت کر رہا ہو پس اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے یوں کہے: ''واللہِ لا

اُجامعكِ كذا وكذا، واللهِ لأغيظنَّكِ'' اللہ کی قسم میں تجھ سے ہمبستری نہیں کروں گا، اللہ کی قسم میں تجھے اشتعال دلاؤں گا، تو ایلاء واقع ہو جائے گا۔

## (دفعہ : 57، ضمن۔iii) : احکام ایلاء (Commands of Ella's)

### [i] مدّت تربّص: (Waiting period)

مدّت تربّص (انتظار کا زمانہ) ایلاء منعقد ہو جانے سے لے کر چار مہینے پورے ہونے تک کا ہے۔ پس اس عرصے میں بیوی مجامعت کا مطالبہ نہیں کر سکتی اور نہ ہی حاکم (عدالت) سے رجوع کر سکتی ہے کیونکہ یہ مدت شوہر کا حق ہے چار ماہ تک شوہر مجامعت کو ترک کر سکتا ہے خواہ بغیر ایلاء کے ہی کیوں نہ ہو۔

# حصہ کتاب طلاق میں مستعمل مشکل الفاظ واصطلاحات کے معانی

## (الف)

**اختیار:** اکراہ اور مجبوری کے بغیر عمل انجام دینا۔

**ارتداد:** اسلام قبول کرنے کے بعد دوبارہ کفر اختیار کرنا۔

**افضاء:** عورت کے پیشاب و پاخانہ یا پیشاب و حیض کے راستے کا ایک ہو جانا، بیچ میں موجود جلدی دیوار کا زائل ہو جانا۔

**اکراہ:** اختیار کی ضد ہے، کسی شخص کو زبردستی کوئی کام کرنے پر مجبور کرنا۔

**انفساخِ عقد:** عقد کا از خود (Automatically) ختم ہو جانا۔

**ایقاع:** وہ معاملہ یا معاہدہ جس میں صرف ایجاب ہوتا ہے قبول کی شرط نہیں ہوتی۔

**ایلاء:** شوہر اپنی دائمی مدخولہ بیوی کو نقصان پہنچانے کے ارادے سے ہمیشہ کے لیے یا چار ماہ سے زائد عرصے کے لیے ہمبستری ترک کرنے کی قسم کھائے۔

## (ب)

**بدعت:** کسی کام کو شریعت کا حصہ سمجھتے ہوئے انجام دینا جب کہ وہ شریعت کا حصہ نہ ہو۔

**بلوغ:** عمر کی وہ حد جس کے بعد انسان پر شرعی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں (لڑکے کی عمر پندرہ سال قمری اور لڑکی کی عمر نو سال قمری ہو جائے تو وہ بالغ ہو جاتے ہیں)۔

## (ت)

**تدلیس:** شادی بیاہ یا کسی دوسرے معاملے میں طرف مقابل کے ساتھ دھوکہ دہی اور فریب کرنا، جو صفات اور خصوصیات موجود نہیں ایسی صفات یا خصوصیات بیان کر کے طرف مقابل کو راضی کرنا۔

**تفویض طلاق:** شوہر اپنی بیوی یا کسی اور شخص کو طلاق کا حق دے دے کہ وہ شوہر کی طرف سے طلاق جاری کرے۔

**تنجیز:** کسی کام کا غیر مشروط، بغیر کسی شرط و قید کے ہونا۔

**توکیل:** کسی اور شخص کو طلاق کا صیغہ جاری کرنے یا نکاح پڑھنے کی اجازت دینا۔

## (ج)

**جَب:** آلہ تناسل کا اتنا زیادہ کٹا ہوا ہونا کہ ہمبستری پر قادر نہ ہو۔

## (ح)

**حاملہ:** وہ عورت جو حمل کی حالت میں ہو، جس کے پیٹ میں بچہ ہو۔

**حضانت:** بچے کی تربیت اور پرورش کرنا۔

**حلالہ:** جب کسی عورت کو طلاق ہو جائے اس کے بعد شوہر رجوع کرے، یا دوبارہ نکاح کرے اسی طرح تیسری طلاق ہو جانے کے بعد عورت اس مرد پر حرام ہو جاتی ہے جب تک وہ کسی اور مرد سے شادی نہ کرے، اس دوسرے مرد کے ساتھ شادی ''حلالہ'' کہلاتی ہے۔

## (خ)

**خصاء:** مرد کے خصیتین (Testis) کا کوٹ دیا جانا یا کٹ جانا جس کے سبب وہ ناکارہ ہو جائے۔

## (ر)

**رضاعت:** مخصوص شرائط کے ساتھ کوئی عورت کسی شیر خوار بچے کو دودھ پلائے۔

**رضیع:** دودھ پینے والا بچہ۔

## (س)

**سکران:** وہ شخص جو کسی نشہ آور چیز کے استعمال کی وجہ سے اپنا ارادہ و اختیار (ہوش و حواس) کھو چکا ہو۔

## (ص)

**صغیرہ:** نو سال سے کم عمر لڑکی/بچی ''صغیرہ'' کہلاتی ہے۔

## (ط)

**طلاق رجعی:** وہ طلاق جس میں عدّت کے دوران شوہر اپنی بیوی کو بغیر نکاح کے واپس لا سکتا ہے۔

**طلاق بائن:** وہ طلاق جس میں عدّت کے دوران شوہر اپنی سابقہ بیوی کو واپس نہیں لا سکتا۔ طلاق رجعی کے برعکس۔

**طلاقِ خلع:** وہ طلاق جس میں بیوی اپنی ناپسندیدگی کی وجہ سے فدیہ دے کر (مہر معاف کر کے یا کسی اور طریقے سے) شوہر سے طلاق لیتی ہے۔

**طلاق مبارات:** وہ طلاق جس میں شوہر اور بیوی دونوں ایک دوسرے کو ناپسند کرتے ہوں اور بیوی فدیہ دے کر طلاق لیتی ہے۔

**طلاق بدعی:** وہ طلاق جس میں صحیح طلاق کی تمام شرائط موجود نہ ہوں۔

**طہر:** ایسی حالت کو کہا جاتا ہے جب عورت حیض اور نفاس سے پاک ہو۔

**طہر غیر مواقعہ:** پاکیزگی کا وہ دورانیہ جس میں شوہر نے بیوی سے ہمبستری نہ کی ہو۔

**طہر مواقعہ:** پاکیزگی کا وہ دورانیہ جس میں شوہر نے بیوی کے ساتھ ہمبستری کی ہو۔

## (ع)

**عادل:** ایسا فرد جو گناہانِ کبیرہ کا مرتکب نہ ہوا ہو اور گناہانِ صغیرہ بھی بار بار انجام دینے سے اجتناب کرتا ہو۔

**عجز:** شوہر بیوی کو نفقہ دینے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو۔

**عدّت:** اس مدّت کو کہا جاتا ہے ہے جس میں عورت اپنے شوہر سے طلاق، شوہر کی موت یا وطی بالشبہہ واقع ہونے کی وجہ سے کسی دوسرے شخص سے نکاح نہیں کر سکتی۔

**عرج:** واضح لنگڑاپن، اپاہج، معذور۔

**عسر و حرج:** ایسی تکلیف جس کو برداشت کرنا معمولاً مشکل ہو، جس سے نظام زندگی درہم برہم ہو جائے۔

**عقد:** وہ معاملہ یا وہ معاہدہ جس میں ایجاب اور قبول شرط ہوتے ہیں۔

**عمٰی:** اندھاپن، دونوں آنکھوں سے نابینا۔

**عنن:** کوئی ایسی بیماری جس کی وجہ سے آلہ تناسل ڈھیلا پڑ جائے اور ہمبستری پر قادر نہ ہو۔

## (غ)

**غیر مدخولہ:** وہ عورت جس کے ساتھ شوہر نے ہمبستری نہ کی ہو۔

## (ف)

**فدیہ:** وہ مال یا منفعت جس کے بدلے شوہر اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے (ایسی طلاق خلع یا مبارات کہلاتی ہے)۔

**فسخ نکاح:** بغیر طلاق کے زوجیت ختم ہونا۔

## (ق)

**قذف:** شوہر اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگائے۔

**قَرَن:** عورت کی شرمگاہ میں ایسی ہڈی، گوشت یا غدود کی موجودگی جس کی وجہ سے ہمبستری میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہو یا مشکل ہو جائے۔

## (ک)

**کتابیہ:** وہ غیر مسلم عورت جو کسی آسمانی کتاب پر ایمان رکھتی ہو جیسے عیسائی، یہودی وغیرہ۔

## (م)

**مجامعت:** بیوی کے ساتھ ہمبستری، مقاربت، نزدیکی اور ازدواجی تعلقات برقرار کرنا۔

**مجنون:** ایسا شخص جس کی عقل زائل ہو چکی ہو، جس کا ذہنی توازن درست نہ ہو۔

**مجنونِ ادواری:** ایسا شخص جس کا ذہنی توازن کبھی درست رہتا ہو اور کبھی خراب ہو جاتا ہو۔

**مجنونِ مطبّق:** ایسا شخص جس کا جنون دائمی اور ہمیشہ کے لئے ہو، جو دائمی طور پر ذہنی توازن کھو بیٹھا ہو۔

**محلِّل:** وہ شخص جو کسی ایسی عورت سے شادی کرتا ہے جس کو تین طلاقیں (بیچ میں رجوع یا عقد جدید کے ساتھ) ہو چکی ہیں اب یہ عورت اس سابقہ شوہر پر حرام ہو چکی ہے جب تک کوئی اور مرد اس سے شادی نہ کرے، ایسی عورت سے شادی کرنے والا مرد محلِّل کہلاتا ہے۔

**مدّتِ تربّص:** وہ مدّت جس کے گزرنے کا مستزابہ انتظار کرتی ہے، اسی مدت کے گزرنے کے بعد اس کو طلاق ہو سکتی ہے (تین ماہ)۔

**مدخولہ:** وہ عورت جس کے ساتھ شوہر نے ہمبستری کی ہو۔

**مرتد:** ایسا شخص جو اسلام لانے کے بعد دوبارہ کافر ہو جائے۔

**مرتدِّ فطری:** ایسا شخص جس کی پیدائش کے وقت اس کے والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں مسلمان ہوں اور یہ شخص بھی بالغ ہونے کے بعد اسلام کا اظہار کرے پھر کفر کی طرف پلٹ جائے۔

**مرتدِّ ملی:** ایک شخص جس کی پیدائش کافر گھرانے میں ہوئی لیکن بالغ ہونے کے بعد یہ شخص اسلام قبول کرے پھر کافر ہو جائے۔

**مرضِعہ:** دودھ پلانے والی عورت۔

**مستراب:** وہ عورت جس کو حیض نہ آتا ہو جبکہ اس کی ہم عمر خواتین کو حیض آتا ہو۔

**مطلِّق:** طلاق دینے والا شخص (شوہر)۔

**مطلَّقہ:** وہ عورت جس کو طلاق دی جائے (بیوی)۔

**مطلَّقہ بائنہ:** وہ عورت جس کی عدّت کے دوران شوہر رجوع کا حق نہیں رکھتا۔

**مطلَّقہ رجعیہ:** وہ عورت جس کی عدّت کے دوران شوہر رجوع کرنے کا حق رکھتا ہے۔

**مظاہر:** ظہار کرنے والا شخص۔

**مظاہرہ:** وہ عورت جس سے ظہار کیا جائے (بیوی)۔

**معلَّق:** کسی چیز سے جوڑ دینا، مشروط کر دینا (جیسے اگر کوئی کہے میں اس سفر سے واپس آیا تو تم مطلّقہ ہو جاؤ گی)۔

**مفقود الخبر:** ایسا شخص جس کی زندگی کی کوئی خبر نہ ہو اور لوگ اس کی موت کا گمان کرتے ہوں۔

**مقاربت:** زوجہ کے ساتھ ہمبستری کرنا۔

**مکرَہ:** وہ شخص جس کو اس کے ارادے کے بر خلاف کام کرنے پر مجبور کیا جائے، جس سے زبردستی کوئی کام کروایا جائے۔

**مُلاعن:** لعان کرنے والا شخص (شوہر)۔

**مُلاعِنہ:** لعان کرنے والی عورت (بیوی)۔

## (ن)

**نسیان:** بھول، فراموشی۔

**نفاس:** بچے کی ولادت کے بعد عورت جو خون دیکھتی ہے وہ خونِ نفاس ہے۔

**نفقہ:** زندگی کی بنیادی ضروریات جیسے لباس، مکان اور غذا وغیرہ۔

## (و)

**وطی بالشبہہ:** مرد کسی غیر عورت سے بیوی سمجھ کے ہمبستری کرے اور عورت شوہر سمجھ کے اس بات کی اجازت دے (جیسے رات کی تاریکی میں مرد عورت کو اپنی بیوی سمجھے اور عورت اس کو اپنا شوہر اور ہمبستری واقع ہو جائے)۔

## (ی)

**یائسہ:** وہ عورت جس کے حیض آنے کی عمر سے گزر چکی ہو۔

# قوانین میراث

# (Rulings on Inheritance)

**از دفعہ: 58 تا 68**

# (باب 1: Chapter)

# وراثت کے قوانین

# (Law of Inheritance)

## (دفعہ-58- Article)

### (دفعہ: 58، ضمن۔i): میراث کی اصلاحی تعریف

کسی خرید وفرخت، ہبہ، عطیہ، وقف اور کسی قسم کی محنت و مشقت کے بغیر کسی شخص کی موت سے کسی اور شخص کو نسب یا سبب کی وجہ سے حاصل ہونے والے مال کو میراث کہا جاتا ہے۔

### (دفعہ: 58، ضمن۔ii): وراثت کے ارکان

### (Components of Inheritance)

وراثت کے تین رکن ہیں، اگران میں سے کوئی ایک بھی مفقود ہو تو وراثت ثابت نہ ہو گی۔

۱: مُوَرِّثْ: وہ شخص (میت یا جو میت کے حکم میں ہو جیسے گمشدہ) جس سے وراثت ملتی ہے۔

۲: وَارِثْ: متوفی کا مال اپنی ملکیت میں لینے والے زندہ افراد۔

۳: مَوْرُوْثْ: یعنی میت کا چھوڑا ہوا مال و دولت (ترکہ)

### (دفعہ: 58، ضمن۔iii): میراث کے حکم کی تشریع اور قانون سازی سے متعلقہ قرآنی حکم

### (Interpretation of the order of Inheritance & relevant Ayats regarding to legislation)

آیت ۱۔ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالأَقْرَبُونَ وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ إِنَّ اللهَ كَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيداً

ترجمہ: ''اور جو کچھ ماں باپ اور اقرباء نے چھوڑا ہم نے ان سب کے وارث مقرر کر دیئے ہیں اور جن سے تم نے عہد و پیمان کیا ہے انہیں بھی ان کا حصہ دے دو، بے شک اللہ ہر چیز پر گواہ اور نگران ہے''۔

حوالہ؟

۲۔ ''لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيباً مَفْرُوضاً''

ترجمہ: مردوں کے لیے ان کے والدین اور اقرباء کے ترکہ میں سے ایک حصہ ہے، اور عورتوں کے لیے بھی ان کے والدین اور اقرباکے ترکہ میں سے ایک حصہ ہے، وہ مال تھوڑا ہو یا زیادہ، یہ حصہ ایک طے شدہ امر ہے۔

۳۔ ''...وَأُولُوا الأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَى بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللهِ''

ترجمہ: ...اور اللہ کی کتاب میں خونی رشتہ دار ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں...

۴۔ ''يُوصِيكُمُ اللهُ فِي أَوْلادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الأُنْثَيَيْنِ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلأُمِّهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعاً فَرِيضَةً مِنَ اللهِ إِنَّ اللهَ كَانَ عَلِيماً حَكِيماً''

ترجمہ: اللہ تمہاری اولاد کے بارے میں تمہیں ہدایت فرماتا ہے، ایک بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے حصے کے برابر ہے، پس اگر بیٹیاں دو سے زیادہ ہوں تو ترکے کا دو تہائی ان کا حق ہے اور اگر صرف ایک بیٹی ہے تو نصف (ترکہ) اس کا ہے اور میت کی اولاد ہونے کی صورت میں والدین میں سے ہر ایک کے لیے ترکے کا چھٹا حصہ ہے، اور اگر میت کی اولاد نہ ہو بلکہ صرف ماں باپ اس کے وارث ہوں تو اس کی ماں کے لئے تیسرا حصہ ہے، پس اگر میت کے بھائی ہوں تو ماں کے لئے چھٹا حصہ ہے، یہ تقسیم میت کی وصیت پر عمل کرنے اور اس کے قرض کی ادائیگی کے بعد ہو گی، تمہیں نہیں معلوم تمہارے والدین اور تمہاری اولاد میں فائدے کے حوالے سے کون تمہارے زیادہ قریب ہے، یہ حصے اللہ کے مقرر کردہ ہیں، یقیناً اللہ بڑا جاننے والا، باحکمت ہے۔

۵۔ ''وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَى بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ وَصِيَّةً مِنَ اللهِ وَاللهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ''

ترجمہ: اور تمہارے لیے تمہاری بیویوں کے ترکے میں سے نصف حصہ ہے اگر ان کی اولاد نہ ہو، پس اگر ان کی اولاد ہو تو ان کے ترکے میں سے تمہارا چوتھائی حصہ ہے اُن کی وصیت پر عمل کرنے یا اُن کا قرض ادا کرنے کے بعد، اور ان کے لئے تمہارے ترکہ میں سے چوتھائی حصہ ہے اگر تمہاری اولاد نہ ہو، اور اگر تمہاری اولاد ہو تو ان کے لئے تمہارے ترکے میں سے آٹھواں حصہ ہے، اُس وصیت پر عمل کرنے کے بعد جو تم نے کی ہے یا قرض ادا کرنے کے بعد، اور اگر کوئی مرد یا عورت بے اولاد ہو اور والدین بھی زندہ نہ ہوں اور اس کا ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو بھائی اور بہن میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ ہے، پس اگر بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو سب ایک تہائی حصے میں شریک ہوں گے، اُس وصیت پر عمل کرنے کے بعد جو کی گئی ہے یا قرض ادا کرنے کے بعد، بشرطیکہ وصیت یا قرضہ کی بنیاد ورثہ کو ضرر پہنچانے پر نہ ہو، یہ نصیحت اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ بڑا دانا و بردبار ہے۔

۶۔ ''يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً رِجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا وَاللهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ''

ترجمہ: اے پیغمبر ﷺ تجھ سے کلالہ (کی میراث) کے بارے میں پوچھتے ہیں، تو آپ کہہ دیجئے کہ کلالہ (بھائی بہن) کے بارے میں خدا خود یہ حکم بیان کرتا ہے کہ اگر کوئی شخص مر جائے اور اُس کی

اولاد نہ ہو اور صرف بہن وارث ہو تو اسے ترکہ کا نصف ملے گا اور اسی طرح اگر بہن مر جائے اور اس کی اولاد نہ ہو تو بھائی اس کا وارث ہوگا، پھر اگر وارث دو بہنیں ہیں تو انہیں ترکہ کا دو تہائی ملے گا اور اگر بھائی بہن دونوں ہیں تو مرد کے لئے عورت کا دہرا حصہ ہوگا، خدا تمھارے لیے یہ سب (میراث کے احکام) واضح کر رہا ہے تاکہ تم اس حکم میں بھٹکنے نہ پاؤ، اور خدا ہر شے کا خوب جاننے والا ہے۔

## (دفعہ :58، ضمن۔iv) :ارث کے موجبات (اسباب)

## (Causes of Inheritance)

باب ارث میں موجب سے مراد وہ علت اور سبب ہے جس کی موجودگی ارث لینے کا باعث بنتی ہے، نسب کی وجہ سے مثل ولادت اور سبب کی وجہ سے مثل زوجیت۔

ارث کے موجبات دو ہیں۔ ا۔ نسب ۲۔ سبب

نسب: ایک فرد کا دوسرے فرد کے ساتھ خونی رشتے کو نسب کہا جاتا ہے۔ جیسے باپ بیٹے کا رشتہ نسب کہلائے گا۔

سبب: دو اشخاص کے درمیان ایسا ارتباط جو زوجیت شرعی کے ذریعے یا غلام اور بندہ کو آزاد کرنے کی وجہ سے یا جریرہ کا ضامن ہونے کی وجہ یا ولاء امامت و رہبریت کی وجہ سے وجود میں آتا ہے۔

سبب کی دو قسمیں ہیں:

ا۔ زوجیت ۲۔ ولاء

ولاء لغت میں قرب کو کہا جاتا ہے۔ لیکن باب ارث میں قرب سے مراد یہ ہے کہ دو اشخاص یا دو سے زائد کا اسطرح قریب ہونا ہے کہ جسکی وجہ سے وہ ایک دوسرے سے بغیر نسب اور زوجیت سے ارث لے سکتے ہیں یعنی دو اشخاص یا دو سے زیادہ کے مابین ایک تعلق خاص جو کہ غیر از نسب اور زوجیت کے ہے اور اسی تعلق خاص کے آثار میں استحقاق ارث ہے۔

ولاء کی تین اقسام ہیں:

## (دفعہ :59، ضمن۔i): ولاء عتق : (Walai Etaq(Loyalty Line)

مالک کا غلام کو فی سبیل اللہ آزاد کرنا کہ اسی وجہ سے مالک کو غلام پر ولاء حاصل ہو جاتی ہے اور اس ولاء کا معنی یہ ہے کہ اگر یہ غلام مر جائے اور اسکا کوئی وارث نہ ہو تو اسکا وارث وہی مالک (جس نے اس غلام کو آزاد کیا) ہو گا وہ اس کے مال کا وارث قرار پائے گا، اور اگر آزاد کردہ مالک موجود نہ ہو تو اسکے والدین اور اسکی اولاد ارث لینے میں اسکے قائم مقام قرار پاتے ہیں اور ان لوگوں کی عدم موجودگی میں اجداد اور اسکے بہن بھائی ارث لیں گے اور اگر یہ بھی موجود نہ ہوں تو پھر اعمام اور اخوال کی باری آتی ہے البتہ عمات اور خالات کا اس کے مال سے ارث لینے میں شریک ہونے میں اختلاف ہے۔

## وضاحت: آزاد کردہ مالک (مُعتِق مُنعِم) کے ارث لینے کے لیے تین شرطیں ہیں

## (Three conditions regarding taking Inheritance for the master)

1۔ مُعتِق مُنعِم نے اس غلام کو بلا عوض (تبرعاً) آزاد کیا ہو، کفارہ واجب یا نذر واجب وغیرہ کی بناء پر آزاد نہ کیا ہو۔

2۔ غلام کی آزادی کے بعد اس کے جرائم سے بری الذمہ ہونے اور لا تعلّقی کا اظہار نہ کیا ہو۔

3۔ آزاد شدہ غلام کا طبقات ثلاث میں سے کوئی نسبی وارث موجود نہ ہو۔

جبکہ وارث سببی مثلاً زوجہ موجود ہو یا لونڈی جس کو مالک نے آزاد کیا تھا اسکا شوہر موجود ہو تو اس صورت میں وارث سببی اپنا حصہ لے گا اور باقی تمام میراث مُعتِق مُنعِم کے لیے ہو گی۔

## (دفعہ :59، ضمن۔ii) :ولاء ضامن جریرہ (جرائم میں مالی تاوان ادا کرنے کا ضامن ہو)

## (Walai Zaman Jarerah,surety in the financial assistance of crime)

**تعریف:** جریرہ ، جنایت اور جرم کو کہتے ہیں ۔ولاء ضامن جریرہ کے معنی یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص کے جرائم میں مالی تاوان ادا کرنے کا ضامن بن جائے۔ جیسے دیہ وغیرہ اور اسی ضمان کے نتیجے میں ضامن اسکی موت کے بعد اس کا وارث قرار پائے گا۔

**وضاحت:** ضمانت کبھی ایک طرف سے ہوتی ہے اور کبھی طرفین میں ہوتی ہے ۔ جب ضمان ایک طرف سے ہو تو اس کا صیغہ یوں ہوگا پہلے موجب کہے گا۔

''عاقدتك على ان تنصرنی و تمنع عنی و تعقل عنی و ترثنی'' اس کے بعد دوسرا کہے گا: قبلت.

ترجمہ: میں تجھ سے عہد و پیمان کرتا ہوں کہ تو میری مدد کرے گا اور مجھ سے شر کو دور کرے گا اور میری دیت ادا کرے گا اور میرے بعد تو مجھ سے ارث لے گا۔ دوسرا جواب میں کہے گا کہ میں نے یہ قبول کیا ہے۔

اور اگر ضمان طرفین میں ہو تو یہ شکل ہو گی : ''عاقدتك على ان تنصرنی وانصرك و تمنع عنی ووامنع عنك و تعقل عنی واعقل عنك و ترثنی وارثك '' دوسرا کہے گا: '' قبلت''

ترجمہ: میں تجھ سے عہد و پیمان کرتا ہوں کہ تو میری مدد کرے گا اور میں تیری مدد کروں گا اور میں تجھ سے شر کو دور کروں گا اور تو مجھ سے شر کو دور کرے گا تو میری دیت ادا کرے گا اور میں تیری دیت ادا کروں گا تو میرے بعد مجھ سے ارث لے گا اور میں تیرے بعد تجھ سے ارث لوں گا دوسرا جواب میں کہے گا کہ میں نے یہ قبول کیا ہے۔

**وضاحت :** ولاء ضمان جریرہ کے سبب ارث واقع ہونے کے لیے وہی شرط ہے جو کہ ولاء عتق میں تھی ۔ اور عقد ضمان جریرہ عقود لازمہ میں سے ہے اور یہ حکم ضمان خود ضامن تک ہی محدود رہتا ہےاور اس کے وارث کے لیے یہ ضمان نہیں ہوگا۔

وضاحت: سبب ولاء کی ان دو قسموں کو ہم یہیں پر ختم کرتے ہیں لہٰذا آگے ان کو بیان نہیں کیا جائے گا البتہ جو بیان ہوا ہے یہ قانون ارث کی تکمیل کو مد نظر رکھتے ہوئے ہے وگرنہ اس زمانے میں یہ بحث غیر ضروری ہے اور اس کا کوئی عملی فائدہ نہیں ہے۔

## (دفعہ :59، ضمن۔iii) : ولاء امامؑ (Walai Imam)

جب وارث نسبی، مُعتِق مُنعِم اور ضامن جریرہ بھی نہ ہوں تو جس کا کوئی وارث نہ ہو تو اسکا وارث امام ہوتا ہے" الامام وارث من لاوارث له " اور یہی بات نصوص اور روایات سے سمجھ میں آتی ہے۔اور یہ مطلب فقہاء امامیہ کے نزدیک مسلمات سے ہے۔لیکن زوجین کے ساتھ امامؑ کی ارث میں شراکت پر بحث ہے کہ کیا امام شریک ہیں یا نہیں ؟زوج کی صورت میں قول مشہور بین فقہاء الامامیہ عدم شرکت امامؑ ہے۔بلکہ اس مطلب پر بعض فقہاء امامیہ نے اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔پس شوہر نصف ارث فرض کی بناء پر لے گااور باقی نصف ردًا لے گا۔

اور زوجہ کی صورت میں قول مشہور بین فقہاء امامیہ امامؑ کی مطلقاً ارث میں شرکت ہے خواہ زمانہ حضور امامؑ ہو یا زمان غیبت پس بیوی فقط فرض کی بناء پر لے گی۔

**وضاحت:** اس زمانے میں جو غیبتِ حضرت امام محمد مھدیؑ کا زمانہ ہے ارث کی یہ دو قسمیں کہ جس میں متوفی کا کوئی وارث نہ اور زوجہ کے ساتھ امامؑ کا شریک ہونا ہے تو مجتہد جامع الشرائط جو کہ عمومی نائب امام زمان ہوتا ہے وہ اس ارث کو لے گا اور اسکو مال امام زمان کے عمومی مصارف میں خرچ کرے گا کیونکہ جسطرح خمس میں امام زمانہ کا حصہ ہے اور یہ حصہ منصب امامت کے لیے ہوتا ہے اسی طرح یہ

ارث منصب امام کے لیے ہے لہٰذا اسکے وہی مصارف ہونگے جو کہ مال امام زمان کے ہیں جو مال منصب امامت کے لیے ہوتا ہے امام کے ورثاء کا اس مال میں حصہ نہ ہو گا۔

### (دفعہ :60): میراث کے طبقات (Classes of Inheritance)

وراثت میں رشتہ داروں کے تین طبقے ہیں، کسی بھی طبقہ میں موجود رشتہ داروں میں سے کوئی بھی اس وقت تک وارث نہیں ہوگا جب تک کہ اس سے پہلے والے طبقہ کے میت کے رشتہ دار موجود ہوں طبقات کی ترتیب حسب ذیل ہے؛

### (دفعہ :60، ضمن۔i): پہلا طبقہ (First class)

والدین اور اولاد جہاں تک بھی نیچے ہوں البتہ اولاد اور اولاد کی اولاد پہلا طبقہ میں سے ہیں تاہم اولاد کے ساتھ پوتے اور نواسے کے جمع ہونے کی صورت میں اولاد ان دونوں کو محروم کر دے گی۔

### (دفعہ :60، ضمن۔ii): دوسرا طبقہ (Second class)

دادے نانے اور دادیاں نانیاں، جہاں تک بھی اوپر ہوں، بھائی اور بہنیں یا انکی عدم موجودگی میں انکی اولاد جب بھائی کی اولاد متعدد ہو تو ان میں زیادہ قریبی دور والے کو وراثت سے محروم کر دے گا لہٰذا بھائی کا بیٹا وراثت میں بھائی کے پوتے پر مقدم ہے اسی طرح آگے چلے گا۔ جیسا کہ دادا نانا اپنے والدین پر مقدم ہوتے ہیں۔

### (دفعہ :60، ضمن۔iii): تیسرا طبقہ (Third class)

چچے ،ماموں پھوپھیاں اور خالائیں ، جب ان میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو تو ان کے بیٹے ان کے قائم مقام ہوں گے اور ان میں اقرب فالاقرب کے اصول کا لحاظ رکھا جائے گا لہٰذا چچا، ماموں، پھوپھی یا خالہ کی موجودگی میں انکے بیٹے وارث نہیں ہوں اس سے مستثنیٰ ہے اور وہ صورت یہ ہے کہ میت کا ایک علاتی چچا ہو یعنی جو اس کے باپ کے ساتھ صرف باپ میں شریک ہو اور ایک حقیقی

بھتیجا ہو یعنی جو میت کے ساتھ باپ اور ماں دونوں میں شریک ہوں تو اس صورت میں بھتیجا چچا پر مقدم ہوگا۔

اور جب ان طبقات میں سے میت کے رشتہ دار موجود نہ ہوں تو میت کے باپ اور ماں کے چچا پھوپھیاں، ماموں، خالائیں اور انکی عدم موجودگی میں انکے بیٹے وارث ہوں گے اور جب میت کے اس قبیل سے بھی رشتہ دار موجود نہ ہوں تو دادا، نانا اور دادی، نانی کے چچا، ماموں، پھوپھیاں اور خالائیں اور انکی غیر موجودگی میں انکی اولاد جہاں تک انکا تسلسل ہو واث ہوں گے۔ان طبقات کے بالمقابل شوہر اور بیوہ ہیں۔ یہ دونوں اس ترتیب سے الگ مستقل ترتیب سے وارث ہوتے ہیں۔

## (دفعہ :60، ضمن۔iv) :حسب ذیل ترتیب کے موافق تینوں طبقات

جب پہلے طبقہ کی وراثت پہلے طبقہ میں سے صرف میت کے بیٹے ہی ہوں تو وہ پورے مال کے وارث ہوں گے لہٰذا جب میت کا ایک ہی ولد ہو، نر ہو یا مادہ تو سارا مال اسی کا ہوگا اور اگر اولاد ایک سے زائد ہو اور وہ سب یا تو مذکر ہوں یا مؤنث ہوں تو مال ان میں برابر تقسیم ہوگا اور اگر مذکر و مؤنث مشترک اولاد چھوڑ کر فوت ہو تو بیٹے کو بیٹی کا دگنا ملے گا۔ چنانچہ جو شخص ایک بیٹا اور ایک بیٹی چھوڑ کر فوت ہوا ہو تو اسکا مال تین حصوں میں تقسیم کیا جائے گا، بیٹے کو دو حصے اور بیٹی کو ایک حصہ دیا جائے گا۔

جب پہلے طبقے میں سے میت کے صرف والدین ہوں تو اگر ان میں سے کوئی ایک زندہ ہو تو وہ سارا مال لے گا، اور اگر دونوں زندہ ہوں تو باپ دو تہائی مال لے گا اور ماں ایک تہائی لے گی بشرطیکہ کہ کوئی حصہ وراثت کم کرنے والا نہ ہو، رشتہ داروں میں سے کسی کم کرنے والے کی موجودگی میں ماں کا حصہ تہائی سے کم ہو کر چھٹا ہو جائے گا اور بقیہ باپ کو دیا جائے گا، جیسا کہ میت کے بھائی ہوں، وارث نہ ہونے کے باوجود ماں کو تہائی سے محروم کر دیں گے اور ماں کا حصہ تہائی سے کم ہو کر چھٹا ہو جائے گا بشرطیکہ ان بھائیوں میں حسب ذیل یا پانچ شرائط موجود ہوں:۔

ا۔ باپ کا موجود ہونا

۲۔اخوۃ دو مردوں یا چار عورتوں یا ایک مرد اور دو عورتوں سے کم نہ ہوں۔
۳۔ میت کے بھائی صرف حقیقی ہوں یا باپ شریک ہوں
۴۔ مسلمان ہوں
۵۔آزاد ہوں

اگر والدین اولاد کے ساتھ جمع ہوں تو اسکی چند صورتیں ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ والدین ایک بیٹی کے ساتھ جمع ہوں اور میت کے بھائی نہ ہوں جو ماں کے حصے کو کم کرتے ہیں ( جیسا کہ گزر چکا) تو مال کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا جائے گا والدین میں سے ہر ایک کو ایک حصہ اور بیٹی کو تین حصے دیئے جائیں گے۔

اور ان میں سے ایک صورت یہ ہے کہ والدین ایک بیٹی کے ساتھ جمع ہوں اور میت کے بھائی ہوں جو کہ ماں کے حصے کو کم کرتے ہیں تو مال کو اس طرح تقسیم کیا جائے گا مکمل تین حصے بیٹی کو دیئے جائیں گے جیسا کہ دوسرے سدس کی تین چوتھائی فی جاتی ہے اور ماں کا حصہ کم ہو کر چھٹا ہو جائے گا اور باپ کا حصہ چھٹا اور چھٹے کا چوتھا ہو گا، تو نتیجے کے طور پر مال چوبیس حصوں میں تقسیم کیا جائے گا ان میں سے چار حصے ماں کو، پانچ حصے باپ کو اور بقیہ یعنی پندرہ حصے بیٹی کو دیئے جائیں گے۔

اور ان میں ایک صورت یہ ہے کہ والدین ایک بیٹے کے ساتھ جمع ہو جائیں تو مال چھ حصوں میں تقسیم کیا جائے گا والدین میں سے ہر ایک کو ایک حصہ اور بیٹے کو چار حصے دیئے جائیں گے یہی صورت ہو گی جب کہ اولاد متعدد ہو والدین کے ساتھ کہ باپ اور ماں کے ساتھ ہر ایک کو چھٹا حصہ اور چار حصے اولاد کو دیئے جائیں گے اگر ساری اولاد چاہے مذکر ہو چاہے ساری مؤنث ہو تو یہ حصے ان میں برابر تقسیم ہوں گے بصورت دیگر لڑکے کو لڑکی کا دگنا کے ضابطہ کے تحت تقسیم ہوں گے۔

جب والدین میں سے کوئی ایک اولاد کے ساتھ جمع ہو تو اسکی بھی چند صورتیں ہیں:۔

ان میں سے ایک صورت یہ ہے کہ والدین میں سے کوئی ایک زندہ ہو اور میت کے صرف ایک بیٹی ہو تو مال کا ایک چوتھائی حصہ باپ یا ماں کو اور بقیہ سارا مال بیٹی کو دیا جائے گا۔

ان میں سے ایک اور صورت یہ ہے کہ والدین میں سے کوئی ایک میت کی ایک نرینہ یا ایک سے زائد نرینہ اولاد کے ساتھ جمع ہو جائے تو اس صورت میں والدین میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ اور بقیہ بیٹے کو دیا جائے گا بیٹے متعدد ہونے کی صورت میں مال ان میں برابر تقسیم کیا جائے گا۔

اِس کی ایک اور صورت یہ ہے کہ والدین میں سے کوئی ایک میت کی بیٹیوں کے ساتھ جمع ہو جائے تو باپ یا ماں کو مال کا پانچواں حصہ اور بقیہ بیٹیوں کو ملے گا جو کہ ان کے مابین برابر تقسیم ہوگا۔

اور صورت یہ ہے کہ والدین میں سے کوئی ایک بیٹا اور بیٹی دونوں کے ساتھ جمع ہو جائے تو ماں باپ کو مال کا چھٹا حصہ دیا جائے گا اور بقیہ اولاد کے مابین مؤنث کے بالمقابل مذکر کو دوگنا کے حساب سے تقسیم کیا جائے گا۔

جب میت کا بلا واسطہ بیٹا یا بیٹی نہ ہو تو ان کی اولاد کو وراثت ملے گی لہٰذا میت کا پوتا اپنے والد کا حصہ لے گا اور موئث کی صورت میں نواسی/نواسہ اپنی ماں کا حصہ لے گا، چاہے یہ مذکر ہو ان دونوں صورتوں میں ایک سے زائد ہونے کی صورت میں مذکر کو مؤنث کے بالمقابل دوگنا ملے گا چنانچہ اگر کوئی آدمی ایک پوتی اور ایک نواسا چھوڑ کر فوت ہوا تو پوتی دو حصے لے گی اور نواسا ایک حصہ لے گا۔

# (دفعہ:61) طبقہ اولیٰ کے ورثاء کے حصص کا جدول

## (Heirs of upper class)

### میت کے والدین اور اولاد (نیچے تک)

### (Deceased's parents and children (up to below)

اگر طبقہ اولیٰ میں سے صرف ایک فرد موجود ہو تو زوج یا زوجہ کے حصے کو نکالنے کے بعد (اگر ان میں سے کوئی ہو) سارا ترکہ اسی کا ہوگا۔

| نمبر شمار | ورثاء | حصہ | کیفیت اور تفصیل |
|---|---|---|---|
| ۱ | ماں (حاجب کے بغیر) اور باپ | 1/3 (33.33%) | ورثاء میں میت کے والدین ہوں، اور ماں کے لیے حاجب نہ ہو تو ایسی صورت میں ماں ثلث کی حقدار ہو گی اور باقی ترکہ باپ کو ملے گا۔ |
| ۲ | ماں (حاجب کے ساتھ) اور باپ | 1/6 (16.66%) | حاجب ہونے کی صورت میں ماں کو چھٹا حصہ ملے گا باقی ترکہ باپ کا ہوگا۔ |
| | | ½ (50%) | |
| ۴ | ماں، باپ | 1/6+1/6 (33.32%) | مفروضہ مثال میں والدین میں سے ہر ایک کو سدس (چھٹا حصہ) دیا جائے گا اور |

| | | | |
|---|---|---|---|
| | دو یا دو سے زیادہ بیٹیاں، ایک یا متعدد بیٹے | 2/3 (66.66%) | اولاد کے لیے دو ثلث ہونگے۔ اگر سب ایک جنس کے ہیں تو برابر تقسیم کریں گے بصورت دیگر مرد کے دو حصے اور عورت کے لیے ایک حصہ ہوگا۔ (للذکر مثل حظ الانثیین) |

# (دفعہ: 62) دوسرے طبقہ کی وراثت

## (Inheritance of second class)

(i) یہ بات گزر چکی ہے کہ بھائی دوسرے طبقہ میں سے ہیں بھائی کا اپنے بھائی کا وارث ہونا چند صورتوں میں متصور ہوگا:۔

ا۔ میت کا وارث اسکا ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو اس صورت میں بھائی یا بہن کو سارا مال ملے گا، بھائی یا بہن چاہے باپ شریک ہوں یا ماں شریک ہوں یا دونوں سے ہوں۔

۲۔ متعدد بہن بھائی وارث ہوں اور یہ سارے حقیقی ہوں یا باپ شریک ہوں تو اگر یہ سب مذکر ہوں یا سب موانث ہوں تو مال ان کے درمیان برابر تقسیم ہوگا بصورت دیگر مؤنث کے بالمقابل مذکر کے دوگنا کے ضابطہ کے تحت تقسیم کیا جائے گا۔

۳۔ متعدد بہن بھائی وارث ہوں اور یہ سارے ماں شریک ہوں تو مال ان کے درمیان برابر تقسیم کیا جائے گا چاہے یہ سب مذکر ہوں یا مؤنث ہوں یا مشترک ہوں۔

۴۔ حقیقی بھائی باپ شریک بھائی کے ساتھ جمع ہو جائے، ماں شریک بھائی نہ ہو تو سارا مال حقیقی بھائی کو ملے گا باپ شریک بھائی کسی چیز کا وارث نہیں ہوگا اس صورت میں حقیقی بھائیوں کے متعدد اور مشترک ہونے کی صورت میں مال ان کے مابین مؤنث کے بالمقابل مذکر کو دگنا کے ضابطہ کے تحت تقسیم ہوگا۔

۵۔ حقیقی بہن بھائی یا انکی غیر موجودگی میں باپ شریک بہن بھائی ایک ماں شریک بھائی یا بہن کے ساتھ جمع ہو جائیں تو ماں شریک بھائی یا بہن کو چھٹا حصہ دیا جائے گا اور بقیہ تمام بہن بھائیوں میں مذکر کو مؤنث کا دگنا کے حساب سے تقسیم کیا جائے گا۔

۶۔ حقیقی بہن بھائی یا ان کی غیر موجودگی میں باپ شریک بہن بھائی ایک سے زائد ماں شریک بہن بھائیوں کے ساتھ جمع ہو جائیں تو میراث کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے گا ایک حصہ ماں شریک بہن بھائیوں کو دیا جائے گا جو کہ ان کے مابین برابر تقسیم ہوگا، مذکر ہوں یا مؤنث اور باقی دو حصے، مذکر کو مؤنث کا دوگنا کے حساب سے۔

۷۔ حقیقی بہن بھائی باپ شریک بہن بھائیوں اور ایک ماں شریک بھائی یا بہن کے ساتھ جمع ہو جائیں تو باپ شریک بہن بھائی وراثت سے محروم ہو جائیں گے اور ماں شریک بہن یا بھائی کو مال کا چھٹا حصہ دیا جائے گا اور بقیہ سارا حقیقی بہن بھائیوں میں مذکر کو مؤنث کے دوگنا کے حساب سے تقسیم کیا جائے گا۔

۸۔ میت کے حقیقی بہن بھائی باپ شریک بہن بھائی اور ماں شریک بہن بھائی جمع ہو جائیں تو جیسا کہ اس سے پہلی صورت میں ہے کہ باپ شریک بہن بھائی وارث ہوں گے اور متعدد ماں شریک بہن بھائیوں کو مال کا ایک تہائی دیا جائے گا جو کہ ان کے مابین برابر تقسیم ہوگا مذکر ہوں یا مؤنث ہوں اور باقی دو تہائیاں حقیقی بہن بھائیوں کو مذکر کو مؤنث کے بالمقابل دگنا کے حساب سے ملیں گی۔

(ii) جب شوہر اپنی بیوی اور بھائی چھوڑ کر فوت ہوا تو زوجہ آنے والی تفصیل کے مطابق وارث ہو گی اور بھائی وارث ہوں (ان مسائل کے موافق جنکی ابھی معرفت ہوئی) جب زوجہ شوہر اور بھائی چھوڑ کر فوت ہو تو شوہر کو آدھا مال ملے گا اور بقیہ سابقہ مسائل کے موافق بھائیوں کو ملے گا البتہ نقص ماں شریک بھائیوں کے حصے میں اثر انداز نہیں ہوگا نقص حقیقی یا باپ شریک بھائیوں کے حصے پر اثر انداز ہوگا لہٰذا اگر ترکہ چھ دراہم ہوں اور میت کا زوج موجود ہو تو ماں شریک بھائیوں کو اس

میں سے دو درہم ملیں گے جیسا کہ اگر ان کی متوفی بہن کا زوج موجود نہ ہوتا (تو بھی دو درہم ہی ملتے) اور زوج کو تین درہم ملیں گے جو کہ آدھا ترکہ ہے اور حقیقی بھائیوں یا باپ شریک بھائیوں کے لئے ایک درہم بچ گیا یہ مطلب ہے اس بات کا کہ نقص حقیقی بھائیوں یا باپ شریک بھائیوں کے حصے میں اثر انداز ہوگا نہ کہ ماں شریک بھائیوں کے حصے میں۔

(iii) جب میت کے بھائی موجود نہ ہوں تو انکے حصے کے لئے انکی اولاد ان کی قائم مقام ہوگی اسی طرح ان میں برابر تقسیم یا کمی بیشی کے ساتھ تقسیم مشہور تفصیل کے مطابق ہوگی چنانچہ ماں شریک بہن بھائیوں کی اولاد میں ترکہ مساوی تقسیم ہوگا چاہے مذکر ہوں یا مؤنث ہوں اور باپ شریک یا حقیقی بھائیوں کی اولاد میں تقسیم مذکر کو مؤنث کا دوگنا کے ضابطہ سے کی جائے گی اسی بات کو اختیار۔۔۔۔ لیکن یہ بھی بعید نہیں کہ ان کے مابین بھی تقسیم مساوی ہو البتہ زیادہ احتیاط اسی میں ہے کہ صلح کی طرف رجوع کیا جائے۔

(iv) دادے یا نانے اور دادیاں یا نانیاں بھائیوں کی طرح دوسرے طبقہ میں سے ہیں انکی وراثت کی چند صورتیں ہیں؛۔

ا۔ وارث صرف دادا/نانا یا دادی/نانی میں منحصر ہوں تو سارا مال اسی جد یا جدہ کو ملے گا جد اقرب یا قریب ترین جدہ کی موجودگی میں دور والا وارث نہیں ہوگا۔

۲۔ میت کا دادا اور دادی وارث ہوں تو دادا کو دو تہائیاں اور دادی کو ایک تہائی ملے گا۔

۳۔ میت کا نانا اور نانی وارث ہوں تو سارا مال ان میں مساوی تقسیم ہوگا۔

۴۔ دادا یا دادی، نانا یا نانی کے ساتھ وارث ہوں تو نانا یا نانی کو ایک تہائی اور بقیہ دادا یا دادی کو ملے گا۔

۵۔ دادا اور دادی، نانا اور نانی کے ساتھ وارث ہوں تو دادا اور دادی کو دو تہائی جس میں سے دادا کو دادی کا دوگنا ملے گا اور نانا اور نانی کو ایک تہائی ملے گا جو کہ ان کے مابین مساوی تقسیم ہوگا۔

(v) اگر کوئی مرد فوت ہو اور اسکی وارث اسکی زوجہ اور دادا، دادی، اور نانا، نانی ہوں تو نانا، نانی کو کل ترکہ کا ایک تہائی دیا جائے گا جو کہ ان کے مابین مساوی تقسیم ہوگا اور بقیہ دادا، دادی کو دیا جائے گا، مذکر کو مؤنث کا دگنا کے حساب سے۔

(vi) اگر عورت شوہر اور جد، جدہ کو چھوڑ کر فوت ہو تو زوج آدھا مال لے گا اور بقیہ سابقہ تفصیلات کے مطابق جد اور جدہ کو ملے گا۔

(vii) جب ایک بھائی یا ایک بہن یا ایک سے زائد بھائی یا ایک سے زائد بہنیں جد یا جدی یا اجداد اور جدات کے ساتھ جمع ہوں تو اس میں چند صورتیں ہیں؛

**پہلی صورت:** جد یا جدہ، بھائی یا بہن سب ہی ماں کے طرف کے ہوں تو اس صورت میں انکے درمیان مال برابر تقسیم کیا جائے گا۔ اگرچہ ذکورت وانوثت میں اختلاف ہو۔

**دوسری صورت:** یہ سب باپ کی طرف سے ہوں تو اس صورت میں ذکورت و انوثت میں اختلاف کے وقت مذکر کو مؤنث کا دوگنا کے حساب سے مال تقسیم کیا جائے گا ورنہ مساوی تقسیم ہوگا۔

**تیسری صورت:** دادا یا دادی اور حقیقی بھائی یا حقیقی بہن ہو تو اس صورت کا حکم دوسری صورت کی مانند ہے یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ جب باپ شریک بھائی یا بہن، حقیقی بھائی یا بہن کے ساتھ آئے تو اسے وراثت نہیں ملے گی۔

**چوتھی صورت:** اجداد یا جدات متفرق ہوں کہ کچھ باپ کی طرف کے ہوں اور کچھ ماں کی طرف کے ہوں چاہے یہ سب مذکر ہوں، مؤنث ہوں یا ذکورت وانوثت میں مختلف اور بہن بھائی بھی اس طرح ہوں یعنی کچھ ماں شریک ہوں اور کچھ باپ شریک ہوں اور یہ سب مذکر ہوں یا سب مونث ہوں یا ذکورت وانوثت میں مختلف ہوں تو اس صورت میں حسب ذیل شکل میں مال تقسیم کیا جائے گا؛

ماں کے توسط سے رشتہ دار بھائیوں یا بہنوں اور اجداد یا جدات سب کو ایک تہائی ملے گا جو کہ ان کے درمیان مساوی تقسیم کیا جائے گا اگرچہ ذکورت وانوثت میں فرق بھی ہو اور ان میں سے باپ کے توسط سے رشتہ داروں کے لئے اس طرح باقی دو تہائیاں ہوں گی جو کہ ذکورت وانوثت میں فرق کی صورت میں ان کے مابین مؤنث کے بالمقابل مذکر کو دوگنا کے حساب سے تقسیم ہوگی اور بصورت دیگر برابری کے ساتھ۔

**پانچویں صورت:** دادا یا دادی کے ساتھ ماں شریک بھائی یا بہن کا ہو تو اس صورت میں اگر بھائی یا بہن ایک ہوں تو اسے چھٹا حصہ اگر ایک سے زائد ہوں تو تہائی ملے گا جو کہ ان کے مابین برابر تقسیم ہوگا اور بقیہ دادا یا دادی کو ملے گا ایک ہو یا ایک سے زائد ہاں! ایک سے زائد ہونے کی صورت میں ذکورت و انوثت میں فرق کے وقت باہم تفاضل کے ساتھ تقسیم ہوگا بصورت دیگر برابری کے ساتھ۔

**چھٹی صورت:** نانا یا نانی کے ساتھ باپ شریک بھائی ہو تو اس صورت میں نانا یا نانی کو ایک تہائی ملے گا، چاہے ایک ہو یا ایک سے زائد ہوں اور بھائی چاہے ایک ہو اسے دو تہائیاں ملیں گی اور ان دونوں (جد، جدہ) میں سے کسی ایک کے ساتھ باپ شریک بہنیں ہوں تو اگر یہ دو یا زائد ہوں تو ان کے لئے دو تہائی ہوگا اور اگر ایک ہو تو اسے آدھا ملے گا اور جد یا جدہ کے لئے دونوں صورتوں میں ایک تہائی ہوگا، البتہ آخری صورت میں چھٹا حصہ فریضہ سے زائد باقی بچ جائے گا، اس میں صلح کے ساتھ احتیاط ترک نہیں کی جائے گی۔

**ساتویں صورت:** اجداد یا جدات متفرق ہوں کہ کچھ باپ کی طرف سے ہوں اور کچھ ماں کی طرف سے ہوں اور ان کے ساتھ باپ شریک بھائی یا بہن ہو ایک ہو یا زائد تو اس صورت میں مال کو حسب ذیل اعتبار سے تقسیم کیا جائے گا ماں کی طرف کے جد یا جدہ کو ایک تہائی ملے گا اور ایک سے زائد ہونے کی صورت میں برابری کے ساتھ ان کے مابین تقسیم ہوگا اگرچہ ذکورت وانوثت میں

اختلاف ہو اور باپ کی طرف کے جد یا جدہ یا بھائی یا بہن کو بقیہ دو تہائی ملے گا جو کہ ذکورت وانوثت میں اختلاف کے وقت تفاضل کے ساتھ ورنہ برابری کے ساتھ تقسیم ہوگا۔

اور اگر ان کے ساتھ ماں شریک بھائی یا بہن ہو تو ماں شریک جد یا جدہ اور ماں شریک بھائی یا بہن کو ایک تہائی ملے گا جو کہ ان کے مابین برابر تقسیم ہوگا اگرچہ ذکورت وانوثت میں اختلاف ہو اور باپ کی طرف کے جد یا جدہ کو دو تہائی ملے گا جو کہ ذکورت وانوثت میں اختلاف کے وقت ان کے مابین تفاضل کے ساتھ ورنہ برابری کے ساتھ تقسیم ہوگا۔

**آٹھویں صورت:** متفرق بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ دادا یا دادی ہو تو اس صورت میں ماں شریک بھائی یا بہن کے لئے چھٹا حصہ اگر ایک ہو ایک تہائی اور اگر متعدد ہوں یہ ان کے مابین برابر تقسیم ہوگا اور باپ شریک بھائی یا بہن کو دادا یا دادی کے بقیہ ملے گا جو کہ ان کے مابین مذکر و مؤنث کے بالمقابل دوگنا کے حساب سے تقسیم ہوگا ذکورت وانوثت میں اختلاف کی صورت میں ورثہ برابر تقسیم ہوگا، اور اگر ان کے ساتھ نانا یا نانی ہو تو نانا یا نانی کو ماں شریک بھائی یا بہن کے ساتھ ایک تہائی ملے گا جو کہ ان کے مابین برابر تقسیم ہوگا اور باپ شریک بھائی یا بہن کو بقیہ ملے گا جو کہ ان کے مابین ذکورت وانوثت میں اختلاف کی صورت میں تفاضل کے ساتھ ورنہ مساوی طور پر تقسیم ہوگا۔

بھائیوں کی اولاد بھائیوں کی موجودگی میں کسی چیز کی وارث نہیں ہوگی لہٰذا بھتیجا اگرچہ حقیقی ہو بھائی یا بہن کے ساتھ وارث نہیں ہوگا اگرچہ یہ (بھائی یا بہن) صرف باپ یا صرف ماں شریک ہو یہ اُس صورت میں ہے کہ جب یہ اس کے مزاحم ہو لیکن اگر یہ ان کے مزاحم نہ ہو جیسے کہ آگے میت سے نانا ماں شریک بھائی کا بیٹا اور باپ شریک بھائی چھوڑا ہو تو اس صورت میں بھائی کا بیٹا ایک تہائی میں نانا کے ساتھ شریک ہوگا اور دو تہائی بھائی کو ملے گا۔

# (viii) طبقہ دوم کے ورثاء کے حصص کا جدول

## (Schedule of the shares of Inheritance of second class)

میت کے بہن بھائی، یا ان کی اولاد (بہن بھائیوں میں سے کوئی نہ ہونے کی صورت میں) اور اجداد (جتنا اوپر تک چلے جائیں)

نوٹ: اگر اسی طبقہ میں صرف ایک وارث ہو تو سارا ترکہ اسی کو ملے گا چاہے وہ مادری بہن یا جدہ ہی کیوں نہ ہو، اسی لیے جدول میں انفرادی صورت نہیں دی گئی ہے۔

| نمبر شمار | ورثاء | حصہ | کیفیت اور تفصیل |
|---|---|---|---|
| ۱ | دو یا دو سے زیادہ حقیقی یا پدری بھائی | | آپس میں برابر تقسیم کریں گے۔ |
| ۲ | دو یا دو سے زیادہ حقیقی یا پدری بہنیں | | آپس میں برابر تقسیم کریں گی۔ |
| ۳ | حقیقی یا پدری بھائی اور بہنیں | | بھائیوں کو بہنوں سے دوگنا دیا جائے گا (للذکر مثل حظ الانثیین) |
| ۴ | حقیقی بھائی (بھائیوں) کے ساتھ مادری بھائی یا بہن | 1/6 (16.66%) | مادری بہن یا بھائی کو سدس ملے گا باقی مال حقیقی بھائی یا بھائیوں کے لیے ہوگا۔ |
| ۵ | حقیقی بھائی بہنوں کے ساتھ ایک سے زیادہ | 1/3 (33.33%) | مادری بھائی (بھائیوں) اور بہنوں کو ایک ثلث دیا جائے گا جس کو وہ آپس |

| | | | |
|---|---|---|---|
| | مادری بہن بھائی ہوں | | میں برابر تقسیم کریں گے مرد عورت کا حصہ برابر ہوگا، باقی دو ثلث حقیقی بہن بھائیوں کے لیے ہونگے،(للذکر مثل حظ الانثیین) |
| ۶ | حقیقی یا پدری جد اور جدہ | | (للذکر مثل حظ الانثیین) |
| ۷ | حقیقی جد اور جدہ کے ساتھ مادری جد اور جدہ یا صرف ایک ہو | 1/3 (33.33%) | ماں کی طرف والوں کو دونوں یا ایک ہو، ثلث ملے گا جسے وہ آپس میں برابر تقسیم کریں گے باقی دو ثلث حقیقی یا پدری طرف والے اجداد کے لیے ہونگے، (للذکر مثل حظ الانثیین) |
| ۸ | حقیقی یا پدری جد اور جدہ کے ساتھ حقیقی بھائی بہن | | (للذکر مثل حظ الانثیین) |
| ۹ | اجداد، جدات کے ساتھ حقیقی یا پدری بھائی بہن اور ایک مادری بہن یا بھائی ہو | 1/6 (16.66%) | ماں کی طرف سے جو بھائی یا بہن ہے اس کو سدس دیا جائے گا، باقی ترکہ پدری ورثاء میں تقسیم ہوگا(للذکر مثل حظ الانثیین) |
| ۱۰ | اجداد، جدات کے ساتھ حقیقی یا پدری بھائی بہن | 1/3 (33.33%) | ثلث کو مادری بہن بھائی برابر تقسیم کریں گے بقیہ دو ثلث پدری ورثاء کے |

| | | | |
|---|---|---|---|
| | اور ایک سے زیادہ مادری بہن یا بھائی ہوں | | درمیان (للذکر مثل حظ الانثیین) کے اصول کے تحت تقسیم کیے جائیں گے۔ |
| ۱۱ | نانا، نانی، مادری بہن بھائیوں کے ساتھ حقیقی یا پدری بہن بھائی ہوں | 1/3 (33.33%) | ثلث مادری رشتہ داروں کو دیا جائے گا جس کو وہ آپس میں برابر تقسیم کریں گے، اور دو ثلث حقیقی یا پدری ورثاء کے درمیان (للذکر مثل حظ الانثیین) کے تحت تقسیم کیے جائیں گے۔ |
| ۱۲ | نانا، نانی، دادا دادی، مادری بہن بھائی اور حقیقی یا پدری بہن بھائی ہوں | 1/3 (33.33%) | ثلث مادری رشتہ داروں کو دیا جائے گا جس کو وہ آپس میں برابر تقسیم کریں گے، اور دو ثلث حقیقی یا پدری ورثاء کے درمیان (للذکر مثل حظ الانثیین) کے تحت تقسیم کیے جائیں گے۔ |

# (دفعہ:63): تیسرے طبقے کی میراث

## (Inheritance of third class)

(i) چچے اور پھوپھیاں تیسرے طبقے میں سے ہیں اور انکی وراثت کی چند صورتیں ہیں ان میں سے ایک صورت یہ ہے کہ وارث ایک چچا یا ایک پھوپھی میں منحصر ہو تو سارا مال چچا یا پھوپھی کو ملے گا چاہے یہ دونوں میت کے باپ کے ساتھ یا ماں باپ دونوں میں شریک ہوں (یعنی حقیقی چچا یا

پھوپھی) یا صرف باپ میں شریک ہوں (باپ شریک چچااور پھوپھی) یا صرف ماں میں شریک ہوں (ماں شریک چچا یا پھوپھی)

ان میں سے ایک اور صورت یہ ہے کہ کوئی شخص چچے یا پھوپھیاں چھوڑ کر فوت ہو سب ہی چچے یا پھوپھیاں باپ شریک ہوں ،سب ہی ماں شریک ہوں یا حقیقی ہوں تو مال ان کے مابین برابر تقسیم ہوگا۔

ان میں سے ایک اور صورت یہ ہے کہ کوئی شخص چچے اور پھوپھیاں چھوڑ کر فوت ہو کہ ان میں سے کچھ حقیقی ہوں، کچھ باپ شریک اور کچھ ماں شریک ہوں تو باپ شریک چچے اور پھوپھیاں وارث نہیں ہوں گے، باقی وارث ہوں گے لہٰذا اگر میت کاایک ماں شریک چچا یاایک ماں شریک پھوپھی ہو تو مشہور قول کے موافق ان کو چھٹا حصہ دیا جائے گااور حقیقی چچے اور پھوپھیاں باقی لیں گے جو کہ ان کے مابین مذکر کے بالمقابل مؤنث کو دوگنا کے قاعدہ سے تقسیم ہوگا اور اگر میت کا ماں شریک چچااور ماں شریک پھوپھو دونوں ہو تو یہ دونوں ایک تہائی لیں گے جو کہ ان کے درمیان مساوی تقسیم ہوگا یہ بھی بعید نہیں کہ ماں شریک چچے اور پھوپھیاں حقیقی چچے اور پھوپھیوں کی مانند ہوں اور یہ سب تاہم مساوی مال تقسیم کریں لہٰذا اگر کا حقیقی چچا، حقیقی پھوپھی، ماں شریک چچااور پھوپھی ہو تو مال ان کے درمیان چوتھائیوں میں تقسیم کیا جائے، بہتر یہ ہے کہ صلح کی طرف رجوع کیا جائے۔

ان میں سے ایک اور صورت یہ ہے کہ کوئی شخص چچے اور پھوپھیاں چھوڑ کر فوت ہو کہ ان میں سے کچھ باپ شریک ہوں اور کچھ ماں شریک ہوں تو اس صورت میں باپ کے توسط سے رشتہ دار حقیقی کے قائم مقام ہوں گے جیسا کہ سابقہ صورت میں

ماموں اور خالائیں تیسرے طبقے میں سے ہیں جیسا کہ گزر چکا ہے جب ان میں وہ جو باپ کے توسط سے رشتہ دار ہوں اور وہ جو ماں اور باپ دونوں کے توسط سے رشتہ دار ہوں جمع ہو جائیں تو باپ کے توسط والے وارث نہیں ہوں گے یعنی وہ جو کہ میت کے ماں کے ساتھ صرف باپ میں

شریک ہوں صرف باقی ہی وارث ہوں گے اور یہ بھی ممکن ہے کہ تقسیم ان کے درمیان برابری سے ہو۔

اگر ایک یا زائد چچے اور پھوپھیاں ایک یا زائد ماموں کے ساتھ جمع ہو جائیں تو مال تین حصوں میں تقسیم کیا جائے گا ایک حصہ ماموں والے رشتہ کو ملے گا اور دو حصے چچے والے رشتہ کو ملیں گے، اور جب میت کے چچے، پھوپھیاں، ماموں اور خالائیں نہ ہوں تو انکی اولاد انکی قائم مقام ہو گی جیسا کہ بھائیوں کے بیان میں ہم ذکر کر چکے ہیں البتہ حقیقی چچا کا بیٹا باپ شریک چچا پر مقدم ہوگا جیسا کہ گزر چکا ہے۔

جب میت کے ورثاء اس کے باپ کے چچاؤں، پھوپھیوں، ماموؤں اور خالاؤں میں سے ہوں اور اسکی ماں کے چچاؤں، پھوپھیوں، ماموؤں، خالاؤں میں سے ہوں تو ان ماں کے توسط سے رشتہ داروں کو مال کا ایک تہائی دیا جائے گا جو کہ ان کے مابین مساوی تقسیم ہوگا اور باقی کا ایک تہائی باپ کے ماموں اور اسکی خالہ کو دیا جائے گا جو کہ ان کے مابین مساوی تقسیم ہوگا اور بقیہ باپ کے چچا اور پھوپھی کو دیا جائے گا یہ اُن کے درمیان مساوی طور پر تقسیم ہوگا اور جب یہ لوگ نہ ہوں تو وراثت انکی اولاد کو اقرب فالأقرب کی رعایت سے ملے گی۔

## (ii) طبقہ ثالثہ کے حصص کا جدول (Third class)

اس طبقے میں متوفی کے چچا، پھوپھی، ماموں خالہ ہیں ان کی غیر موجودگی میں ان کی اولاد میراث لے گی۔

دوسرے طبقہ کے کسی فرد کے ہوتے ہوئے طبقہ ثالثہ تک میراث نہیں پہنچتی، اور اس طبقے میں بھی اگر وارث ایک ہی ہو تو سارا مال اسی کا ہوگا اس لیے انفرادی صورت جدول میں نہیں دی گئی ہے

| نمبر شمار | ورثاء | حصہ | کیفیت اور تفصیل |
|---|---|---|---|
| ۱ | حقیقی یا پدری چچا اور پھوپھی | | للذکر مثل حظ الانثیین |
| ۲ | حقیقی ماموں اور خالہ | | آپس میں برابر تقسیم کریں گے |
| ۳ | حقیقی یا پدری چچا، پھوپھی اور خالہ | 1/6 (16.66%) | ماں کی طرف کے وارث کو جیسے خالہ ہے ایک ہونے کی صورت میں سدس ملے گا اور باقی ترکہ حقیقی یا پدری ورثاء کے لیے ہوگا |
| ۴ | حقیقی یا پدری چچا، پھوپھی اور دو یا دو سے زیادہ ماموں یا خالائیں | 1/3 (33.33%) | ماں کی طرف کے ورثاء (ماموں، خالہ) ایک سے زیادہ ہونے کی صورت میں ثلث ملے گا جسے وہ آپس میں برابر تقسیم کریں گے۔ بقیہ مال حقیقی یا پدری رشتہ داروں کے لیے ہوگا، وہ اختلاف جنس کی صورت میں للذکر مثل حظ الانثیین کے تحت تقسیم کریں گے۔ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۵ | حقیقی یا پدری چچا، پھوپھی اور مادری چچا | 1/6 (16.66%) | مادری چچا کو سدس دیا جائے گا باقی ترکہ حقیقی چچا اور پھوپھی کے درمیان للذکر مثل حظ الانثیین کے تحت تقسیم ہوگا |
| ۶ | حقیقی یا پدری چچا، پھوپھی کے ساتھ ایک سے زیادہ مادری چچا یا پھوپھی | 1/3 (33.33%) | مادری ورثاء کی تعداد ایک سے زیادہ ہونے کی صورت میں ان کو ثلث دیا جائے گا اس مقام پر مذکر کو دو حصہ دینے سے پہلے مونث ورثاء کی رضایت حاصل کرنا اور مصالحت کے ساتھ تقسیم کرنا احتیاطاً ضروری ہے |
| ۷ | حقیقی یا پدری چچا، پھوپھی، پدری ماموں اور خالہ اور مادری چچا یا پھوپھی یا دونوں | 1/3 (33.33%) | ثلث ماموں اور خالہ کے درمیان برابر تقسیم کیا جائے گا |
| | | 1/6کا2/3 (11.11%) | ماموں اور خالہ کو دینے کے بعد بچے ہوئے دو ثلث کا سدس 1/6 مادری چچا یا پھوپھی کو دیا جائے گا جب مادری چچا یا پھوپھی ایک ہو |
| | | 1/3کا2/3 (22.22%) | جب مادری چچا اور پھوپھی ایک سے زیادہ ہوں تو ماموں اور خالہ کو دینے کے بعد بچے ہوئے دو ثلث 2/3 کا ثلث 1/3 ان کو دیا جائے گا اور للذکر مثل حظ الانثیین کا قانون جاری کرنے سے پہلے |

| | | | |
|---|---|---|---|
| | | | مونث ورثاء کی رضایت حاصل کرنا احتیاطاً ضروری ہے |

# (دفعہ: 64): میاں اور بیوی کی وراثت

## (Inheritance of shares of husband & wife)

*(i)* ا۔ فقہ جعفری کے مطابق صاحب اولاد متوفی کی بیوہ (چاہے بیوہ کی اولاد ہو یا اولاد نہ ہو) میت کی ہر قسمی غیر منقولہ جائیداد کی عین سے محروم ہوگی البتہ اسکی قیمت سے اسے ارث دیا جائے گا۔

بے اولاد میت کی بیوہ کو ترکہ سے ۱/۴ ارث دیا جائے گا، صاحب اولاد کی بیوہ کو ۱/۸ جبکہ بیوہ میت کے تمام منقولہ اموال کی عین سے اسی تناسب سے ارث لے گی۔

۲۔ شوہر متوفیہ کی منقولہ اور غیر منقولہ ہر قسمی ترکہ کی عین سے میراث لے گا، اگر متوفیہ بے اولاد ہو تو ۱/۲ لے گا اور اگر صاحبہ اولاد ہو تو ۱/۴ لے گا۔

۳۔ اگر متوفی کے وارثان بیوہ کو قیمت دینے پر آمادہ نہ ہوں تو بیوہ کو غیر منقولہ اموال کی عین سے ارث لینے کا حق حاصل ہے۔

۴۔ اگر متوفی کی چند بیوگان ہوں تو بے اولاد میت کی بیوگان ۱/۴، اور صاحب اولاد کی بیوگان ۱/۸ ارث لیں گی اور پھر ان کے درمیان ارث کو برابر تقسیم کیا جائے گا۔

۵۔ اس لحاظ سے کہ شیعہ مسلمان زندہ جامع الشرائط مجتہد اعلم (فقیہہ اعظم) کی تقلید میں ہوتے ہیں لہٰذا فریقین کے لئے یہ استحقاق ہے کہ اختلاف کی صورت میں وہ عدالت سے درخواست کریں کہ انکے مجتہد کے فتویٰ کی روشنی میں انکے درمیان متوفی کی میراث تقسیم کی جائے۔

(ii) جب زوجہ متعدد ہوں تو چوتھائی یا آٹھواں حصہ ان سب پر تقسیم ہوگا اگرچہ اس نے ان سے یا ان میں سے کچھ کے ساتھ مباشرت نہ کی ہو اس سے وہ صورت مستثنیٰ ہے کہ جب اس نے

اس زوجہ سے دخول نہ کیا ہو کہ جس سے اس مرض میں شادی کی ہو جس میں وہ فوت ہوا ہے یہ زوجہ اسکی وارث نہیں ہوگی جیسا کہ اسکو مہر بھی نہیں ملے گا لیکن جب زوج کسی عورت سے مرض موت میں شادی کرے تو وہ اسکی وارث ہوتی ہے اگرچہ اس سے مباشرت نہ کی ہو۔

(iii) زوجین باہم وارث ہوں گے جب طلاق رجعی کی وجہ سے الگ ہوتے ہوں جب اور عدت باقی ہو اگر عدت ختم ہو جائے یا طلاق بائن ہو تو باہم وارث نہیں ہوں گے۔

(iv) جب آدمی نے اپنی بیوی کو مرض میں طلاق دی اور سال یعنی بارہ قمری مہینوں کے گزرنے سے قبل زوج فوت ہو جائے تو زوجہ تین شرائط کے ساتھ زوج کی وارث ہوگی:۔

ا۔ عورت نے سال کے دوران اسکی موت تک کسی اور مرد سے شادی نہ کی ہو اگر شادی کر لی ہو زیادہ احتیاط صلح میں ہے۔

۲۔ طلاق زوجہ کی طرف سے عوض کے بدلے نہ ہو نیز اسکی طرف سے ناپسندیدگی بھی ہو بلکہ اسکی وراثت مشکل ہوگی اگر طلاق اسکے مطالبہ پر ہو بغیر عوض خرچے کے۔

۳۔ زوج کی وفات اس مرض میں اسی سبب یا کسی سبب سے ہوئی اگر مرد اس مرض سے صحت یاب ہو گیا ہو اور کسی اور سبب سے فوت ہو جائے تو زوجہ وارث نہیں ہوگی۔

جو چیزیں، کپڑے وغیرہ زوجہ زوج کی اجازت سے استعمال کرتی ہو ان اشیاء کا اسے مالک نہ بنایا ہو تو وہ بھی ترکہ کا حصہ ہوں گے اس سے تمام ورثاء وراثت پائیں گے، یہ زوجہ کے ساتھ مخصوص نہ ہوں گی۔

# (v): زوج اور زوجہ کے حصص کا جدول

## (Shares of husband & wife in Inheritance)

زوج اور زوجہ تمام نسبی طبقات کے ساتھ ارث لیتے ہیں طبقہ اول میں ان کا فرض کم ہونے کی گنجائش ہوتی ہے باقی دیگر طبقات میں وہ اپنا اعلیٰ ترین فرض لیتے ہیں۔

| نمبر شمار | ورثاء | حصہ | کیفیت اور تفصیل |
|---|---|---|---|
| ۱ | زوج (شوہر) کے دو فرض ہیں۔ فرض اول: نصف | ½ (50%) | متوفیہ کی اولاد نہ ہونے کی صورت میں شوہر بیوی کا نصف ترکہ بطور میراث حاصل کریگا۔ |
| | فرض دوم: ربع | 1/4 (25%) | اگر بیوی کی اولاد ہو، شوہر ربع (چوتھائی) ترکہ بطور میراث پائے گا۔ |
| ۲ | زوجہ (بیوی) کے بھی دو فرض ہیں۔ فرض اول: ربع | 1/4 (25%) | بیوی شوہر کے ربع (چوتھائی) ترکہ کو بطور میراث حاصل کرے گی اگر شوہر کی کوئی اولاد نہ ہو۔ |
| | فرض دوم: ثمن | 1/8 (12.5%) | شوہر کے ترکہ کا آٹھواں حصہ پائے گی اگر شوہر کی اولاد ہو۔ |

## (دفعہ 65:) : وراثت کے متفرق مسائل

## (Different problems of Inheritance)

(i) میت کا قرآن پاک، اسکی انگوٹھی، اسکی تلوار اور اسکا وہ لباس جو اس نے پہنا ہو اس کے بڑے بیٹے یا عمر میں مساوی دو بیٹوں کہ جن سے بڑا کوئی بیٹا نہ ہو کو دی جائیں گی اور جب یہ اشیاء لباس کے علاوہ متعدد ہوں جیسا کہ دو تلواریں ہوں تو باقی ورثاء کے ساتھ صلح کرنے کی احتیاط متعین ہے۔

(ii) جب میت پر دَین ہو اگر یہ پورے ترکہ پر محیط ہو تو یہ بڑے بیٹے ان مذکورہ مختص اشیاء کو دَین کی ادائیگی میں صرف کرنا لازم ہے اور اگر محیط نہ ہو تو ان مختص اشیاء میں سے اسی تناسب سے دینا لازم ہے اور اگر مجموعی ترکہ کے آدھے کے برابر ہو تو بڑے بیٹے پر ان مختص اشیاء میں سے آدھے کو اس رستہ میں صرف کرنا لازم ہے۔

(iii) وارث میں مسلمان ہونے کا اعتبار کیا جائے اگر مورث بھی مسلمان ہو لہٰذا کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوگا اسی طرح اسمیں اعتبار کیا جاتا ہے کہ اس نے جان بوجھ کر ناحق مورث کو قتل نہ کیا ہو لیکن اگر غلطی سے قتل کیا ہو جیسا کہ اس نے ہوا میں پتھر اچھالا اور اس مورث پر گر گیا اور وہ اس وجہ سے فوت ہو گیا تو یہ اس سے وارث ہوگا، البتہ اسکی دیت میں سے اس کا وارث ہونا محل نظر ہے

(iv) حمل وارث ہوگا اگر زندہ الگ ہوا ہو اسی بنیاد پر جب تک حمل ہو اگر اسکے ایک ہونے کا علم ہو تو اس کے لئے ایک مذکر کا حصہ فرض کیا جائے گا اور باقی ترکہ دیگر ورثاء پر تقسیم کیا جائے گا اگر حمل کے متعدد ہونے کا احتمال ہو اور ورثاء دو نر بچوں کا حصہ الگ کرنے پر راضی ہوں تو یہی دو حصے الگ کئے جائیں گے اور اگر اس پر راضی نہ ہوں تو ایک حصہ الگ کیا جائے گا اور باقی ترکہ زائد حمل کے حصہ کی حفاظت کے اعتماد اور اسکے لینے کے امکان کے ساتھ تقسیم کر دیا جائے گا، اگرچہ تقسیم ہونے کے بعد اس کے زندہ ہونے اور ولادت کی صورت میں۔

## (دفعہ:66):ترکہ سے منہا ہونے والے حقوق کا حکم

## (Ruling on rights deducted from Inheritance)

(i) میت کے ترکہ کے ساتھ کئی قسم کے حقوق کا تعلق ہو سکتا ہے، انہی حقوق مذکورہ میں سے بعض وہ حقوق ہیں جو ثلث ترکہ سے منہا کیے جاتے ہیں۔ اور بعض وہ حقوق ہیں جو میت کے اصل ترکہ سے ادا کیے جاتے ہیں، وصیت کے علاوہ باقی تمام حقوق میت کے اصل ترکہ سے ادا کیے جاتے ہیں۔

## میت کے حقوق (Rights of Deceased)

| | | | |
|---|---|---|---|
| مالی حقوق | ۱۔ حق تکفین اور تجہیز میت | غیر مالی حقوق | حقوق اللہ اور دیگر ایسے حقوق جو مالی نہ ہوں۔ |
| | ۲۔ حق الجنایہ: ایسا جرم جس کا تاوان میت کے ذمے واجب الادا ہو | | |
| | ۳۔ حق الرہانہ: گروی کا کوئی مال میت نے کسی سے لے رکھا ہو | | |
| | ۴۔ متوفی کے قرضے: ہر قسم کے قرضے جو میت کے ذمے واجب الادا ہوں | | |
| | ۵۔ حق الوصیت: اپنے مال سے جو وصیت کی ہو | | |
| | ۶۔ حق الحبوۃ: میت کے ذاتی استعمال کی اشیاء تلوار، انگوٹھی اور قرآن | | |

## (ii) ترکہ کا قانون (Inheritance Law)

میت کی چھوڑی ہوئی چیزیں (خواہ وہ اموال ہوں یا حقوق ہوں وارث کی حیثیت کو مدّ نظر رکھے بغیر) تین طرح کی ہوتی ہیں۔

i۔ موت سے پہلے مورّث جن چیزوں کا مالک تھا وہ یا تو عین ہوتی ہیں (ایسی اشیاء جو قابل مشاہدہ ہیں) یا دین (قرض) ہوتی ہیں یا مالی حقوق کی صورت میں ہونگی یا پھر غیر مالی حقوق کی صورت میں۔

وضاحت: اعیان سے مراد: وہ چیزیں ہوتی ہیں جن کا خارج میں وجود ہو اور جو ہمیں نظر آتی ہیں جیسے گھریلو سامان اور زمین وغیرہ

دَین سے مراد: وہ قرضے ہوتے ہیں جو کہ مرنے والے شخص کو دوسروں نے دینے ہوتے ہیں۔

مالی حق اسے کہتے ہیں کہ جس کے بدلے میں مال ادا کیا جاتا ہے جس طرح حقِ شفعہ ہے۔

حقِ غیر مالی سے مراد حقِ قصاص اور حقِ قذف ہے۔

## (دفعہ: 67 ضمن۔i): موانع ارث (Barriers to Inheritance)

چند چیزیں جن کی وجہ سے وارث متوفی کی میراث سے محروم ہو جاتا ہے جن میں سے مشہور یہ ہیں: (کفر، قتل، غلامی)

## اول مانع کفر: (Disbelief obstacle)

## (Problems of Inheritance of belief and disbelief)

ہر وہ شخص جو خدا کی وحدانیت اور نبی اکرم (ص) کی ختم نبوت کا یا ضروریات اسلام میں سے کسی ایک کا منکر ہو مثلاً قیامت کا انکار نماز و روزہ کا انکار تو وہ کافر کے زمرے میں آئے گا۔

## (i) مسلمان اور کافر کا ایک دوسرے سے میراث لینا:

## (Inheritance of Muslim and unbeliever from each other)

کافر مسلمان سے کسی بھی حال میں میراث نہیں لے سکتا جب کہ مسلمان کافر سے میراث لے سکتا ہے۔ اور اگر مرنے والے کافر کا کوئی بھی وارث مسلمان نہ ہو تو اُسے آزاد کرنے والا میراث لے

گا، اور اگر وہ بھی نہ ہو تو (ضامن جریرہ) اور اگر وہ بھی نہ ہو تو امامؑ اس کے وارث ہونگے ، مذاھب اربعہ کا اتفاق ہے کہ مسلمان بھی کافر سے میراث نہیں لے سکتا۔

### (ii) کافر کا میراث لینے سے پہلے مسلمان ہونا:

### before in (Disbeliever to conversion of in a believer receiving Inheritance)

اگر کافر ارث لینے کے لیے مال تقسیم ہونے سے پہلے مسلمان ہو جائے تو اگر وہ رتبے میں دوسرے وارثوں کے برابر ہے تو حصے میں برابر کا شریک ہوگا اور اگر تمام وارثوں میں اس کا رتبہ بالا تر ہو تو وہ اکیلا ہی وارث بنے گا۔

اس مسئلے میں حنبلی اور امامیہ کا اتفاق پایا جاتا ہے، البتہ شافعی، مالکی اور حنفی کا اتفاق ہے کہ اگر مورث کی وفات کے بعد اور مال تقسیم ہونے سے پہلے وارث مسلمان ہو جائے تو بھی میراث نہیں لے سکتا۔

### (iii) کافر کا مال تقسیم ہونے کے بعد مسلمان ہونا:

### (After distribution of Inheritance, disbeliever to conversion into believer)

اگر کافر مال کے تقسیم ہونے کے بعد مسلمان ہو، یا وارث فقط ایک ہی شخص ہو تو کافر کو حصے میں سے کچھ نہیں ملے گا۔

### (iv) مرتد کی اقسام: (Types of apostates)

مرتد دو قسمیں ہیں: ا۔ مرتد فطری ۲۔ مرتد ملی

i۔ **مرتد فطری:** ایسے کافر کو کہتے ہیں کہ جس کے والدین میں سے کوئی ایک نطفہ کے ٹھہرنے کے وقت مسلمان ہو۔

**ii۔ مرتد ملی:** ایسے کافر کو کہا جاتا ہے جس کے والدین مسلمان نہ ہوں، وہ اسلام قبول کرنے کے بعد دوبارہ کفر اختیار کرے۔

مرتد فطری کی توبہ قبول نہیں ہوتی اس کے مال کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ اگرچہ اس کو قتل نہ بھی کیا جائے۔

مرتد غیر فطری کو قتل نہیں کیا جائے گا اسے توبہ کرنے کی اجازت دی جائے گی اگر توبہ کرلے تو بہتر! اور اگر توبہ نہ کرے تو پھر اسے قتل کر دیا جائے گا۔ اور اس کا مال بھی مسلمان وارث کی عدم موجودگی کی صورت میں، مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔

مذاہب اربعہ کے نزدیک مرتد چاہے فطری ہو یا ملی، ہر صورت میں میراث سے محروم رہے گا، سوائے اس کے کہ واپس پلٹ آئے اور مال تقسیم ہونے سے پہلے توبہ کرلے۔

## (دفعہ: 67 ضمن۔ii): مانع دوّم: قتل (Murder)

علماء کا اجماع ہے کہ اگر کوئی وارث عمداً، جانتے ہوئے مورّث کو قتل کر دے ایسا وارث ارث سے محروم ہو جاتا ہے، ہاں اگر قتل عمدی نہ ہو تو ایسی صورت میں وہ دیت سے محروم ہو گا لیکن باقی اموال سے ارث لے گا۔

# قتل میں موانع ارث کا چارٹ

## (Spreadsheet of barriers to Inheritance)

| مسلک | قتل عمدی | قتل خطا | قاتل اگر بچہ یا مجنون ہو |
|---|---|---|---|
| امامیہ | مانع ہے | مانع نہیں ہے | قتل خطا کی مانند ہے |
| مالکی | مانع ہے | مانع نہیں ہے | قتل خطا کی مانند ہے |
| حنبلی | مانع ہے | مانع نہیں ہے | قتل خطا کی مانند ہے |
| حنفی | مانع ہے | مانع ہے | قتل خطا کی مانند ہے |
| شافعی | مانع ہے | مانع ہے | قتل خطا کی مانند ہے |

### (دفعہ: 67 ضمن۔iii): تیسرا مانع: غلامی: (Slavery)

شریعت اسلام میں غلام کا ارث میں کوئی حصہ نہیں ہوتا اگرچہ خود مورِّث بھی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ بلکہ اس کا ارث آزاد شخص لے گا اگرچہ وہ ضامن جریرہ ہو غلام کا بیٹا اپنے باپ سے ارث نہیں لے سکتا بلکہ وہ اپنے جدّ سے ارث لے گا۔ اسی طرح میراث چھوڑ کر جانے والا اگر غلام (مبعض) ہو تو وہ اپنے آزاد شدہ حصہ میں وہ ارث لے بھی سکتا ہے اور اسی نسبت میں اس سے ارث لیا بھی جا سکتا ہے لیکن غلامی میں وہ بھی محروم رہے گا اور اس کے رشتہ دار بھی۔

### (دفعہ: 67 ضمن۔iv): چوتھا مانع: لعان (Lian)

اگر شرعی ضوابط کے مطابق لعان واقع ہو جائے تو ایسی صورت میں مانع ارث ہوگا باپ لعان کردہ اولاد سے اور اولاد باپ سے میراث نہیں پائے گی۔ اس کی تفصیل کتاب " قانونِ میراث " میں دیکھی جا سکتی ہے۔

## (دفعہ: 67 ضمن۔v) : پانچواں مانع ارث: غیر شرعی نسب

## (Barriers to Inheritance: Illegal Lineage)

(i) **تعریف ولد زنا: وہ بچہ جو غیر شرعی طریقہ سے متولد ہوا ہو۔**

ولد زنا اور زانی (باپ) زانیہ (ماں) کے درمیان شرعاً نسب موجود نہیں، لہٰذا وہ ایک دوسرے سے میراث نہیں لے سکتے۔

## (ii) زنا بالجبر (Rape)

اگر زنا ایک طرف سے ہو مثلاً عورت پر جبر اور اکراہ کیا گیا ہو اور یہ بچہ زنا سے پیدا ہو تو فقط مرد کی طرف سے زنا صادق ہے لہٰذا نہ بچہ زانی سے اور نہ زانی بچے سے میراث لے گا کیونکہ نسب شرعاً صادق نہیں، لیکن عورت کی طرف سے کیونکہ اکراہ اور جبر تھا لہٰذا اس طرف سے زنا صادق نہیں ہے اس صورت میں عورت اس بچے سے اور بچہ ماں سے اور ماں کے عزیزوں سے میراث لے گا۔

## (iii) مختلف ادیان اور مذاہب کا نکاح ان کے پیروکاروں کے لیے صحیح نسب کے ثبوت کا ذریعہ ہے۔

تمام ادیان کے نزدیک جو نکاح ان کے مذہب و عقیدہ کے مطابق صحیح ہو اگرچہ اسلامی شریعت کے نقطہ نظر سے صحیح نہ ہو تب بھی اس نکاح کے نتیجے میں جو اولاد ان سے پیدا ہو گی والدین اور اولاد کے درمیان توارث برقرار ہو گا (ایک دوسرے سے میراث لیں گے)

## (دفعہ: 67 ضمن۔vi): چھٹا مانع حمل: (Contraception)

حمل: جب تک حمل کی صورت میں ماں کے شکم میں ہو اگرچہ اس کے زندہ ہونے کا علم بھی ہو میراث نہیں لیتا۔ لیکن یہ حمل دوسرے وارثوں کو جو کہ اس حمل سے طبقہ یا رتبہ کے لحاظ سے بعد میں ہوں انکو میراث لینے سے منع کرتا ہے، حمل میراث لیتا ہے بشرطیکہ حمل زندہ دنیا میں آئے

لیکن اگر حمل مردہ سقط ہو جائے تو نہ اس حمل سے کوئی میراث لے گا نہ یہ حمل کسی سے میراث لینے کا حق رکھتا ہے۔

## (دفعہ: 67 ضمن۔vii): ساتواں مانع ارث غیبت منقطع (مفقود ہونا)

## (Obstruction of Inheritance of Absenteeism)

**تعریف:** کسی شخص کا اس طرح سے غائب ہونا کہ اس کی زندگی و موت کی کوئی خبر نہ ملے۔

## مفقود کی میراث کا حکم: (Missing Inheritance ruling)

اگر کوئی شخص ایسے غائب (مفقود) ہو جائے کہ جس کی سلامتی کی کوئی خبر نہ ہو تو مشہور یہ ہے جب تک کہ اسکی موت کی تصدیق شرعی گواہی کے تحت یا خبر متواتر یا دیگر یقینی ذرائع سے نہ ہو اس وقت تک اسکی میراث تقسیم نہیں کی جائے گی، یا اسکی پیدائش سے لے کر زمانہ غیبت کو اتنا عرصہ گزر جائے کہ اس عرصہ میں معمولاً و عادتاً انسان زندہ نہیں رہتا۔

شہید ثانی فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں 120 سال یا 100 سال گزر جائیں تو اسکی فرضی موت کا حکم کیا جائے گا اور جو اسکے ورثاء اس وقت موجود ہیں اس کے اموال سے میراث پائیں گے بنابر فتوی مشہور، اجماعِ علماء اسلام، اصل اور عقل کی رو سے یہی حکم ہے۔

## (دفعہ: 68): خنثیٰ کی میراث (Neutral Inheritance)

خنثیٰ میں اگر عورت کی نشانیاں پائی جاتی ہوں تو وہ عورت کی میراث لے گی اگر مرد کی نشانیاں موجود ہوں تو اس کو مرد کی میراث دی جائے گی، اگر خنثیٰ میں دونوں نشانیاں موجود ہوں یعنی وہ خنثیٰ مشکلہ ہو تو اس کو مرد کی میراث کا نصف اور عورت کی میراث کا نصف دیا جائے گا۔

# قوانین حجر

# (Laws of Forbid)

# (ممنوع التصرّف)

از دفعہ: 69 تا 69

# حجر کا مفہوم اور اس کے اسباب

## (Meaning of forbid and its causes)

### (دفعہ: 69 ضمن۔i): حجر کا مفہوم (Meaning of forbid)

لغت میں حجر، ممانعت کرنے اور محدود کرنے کو کہا جاتا ہے اور فقہی اصطلاح میں اس سے مراد یہ ہے کہ شرعی اعتبار سے کسی شخص کو ذیل میں ذکر ہونے والی وجوہات میں سے کسی ایک وجہ سے اپنے مال میں تصرف کرنے سے منع کیا گیا ہو: صغر (کم عمری)، جنون (دیوانگی) سفہ (سادہ لوح) اور افلاس (دیوالیہ پن)۔

# حجر کا اسباب

## (Causes of forbid)

### (دفعہ: 69 ضمن۔ii): صغر (کم عمری) (Minor)

صغیر (کم عمر) انسان شرعی طور پر اپنے مال میں تصرف کرنے کا حق نہیں رکھتا اگرچہ وہ رشید اور ممیّز ہی کیوں نہ ہو۔ لہٰذا شرعی اعتبار سے صغیر کے مندرجہ ذیل تصرفات کی کوئی حیثیت نہیں ہے: اس کا خریدنا، بیچنا، ہبہ کرنا، عاریہ دینا، نکاح کرنا، طلاق دینا اور مضاربہ اور مزارعہ میں عامل قرار دینا۔

صغیر کے مال میں تصرف کرنے اور اس کی زندگی کے دیگر امور کا چلانے کا حق اس کے باپ اور دادا کو حاصل ہے۔ ان کے موجود نہ ہونے کی صورت میں اس شخص کو یہ حق حاصل ہے جسے اس کے باپ یا دادا نے وصیت کی ہو۔ اگر کسی کو وصیت بھی نہیں کی گئی ہو تو وراثت لینے میں قریب ترین فرد کو اس کی ولایت کا حق حاصل ہے، اگر اس کے قریبی وارث، اس کی ولایت کو اپنے ذمہ نہ لیں تو کوئی بھی شخص بچے کی سرپرستی اپنے ذمہ لے سکتا ہے۔

### (دفعہ: 69 ضمن۔iii) : جنون (دیوانگی) (Mental disability)

مجنون (دیوانہ) ان تمام امور میں جو صغیر میں بیان ہوئے، ممنوع التصرف ہے۔ ہاں جنون سے افاقے کے دوران اس کا اپنے مال میں تصرف کرنا اور دیگر امور کو انجام دینا جایز ہے۔

دیوانہ کے مالی اور دیگر امور کو انجام دینے کا حق اسی ترتیب کے ساتھ انہی لوگوں کو حاصل ہے جو صغیر کی بحث میں بیان ہوئے۔

### (دفعہ: 69 ضمن۔iv) : سفہ (سادہ لوحی) (Simplinity/Innocence)

سفیہ سے مراد وہ شخص ہے جو اپنے اموال کی سرپرستی اپنے ذمہ نہ لے سکے اور مال و دولت کے لین دین میں اپنے فائدے کو نہ سمجھ سکے۔

سفیہ، شرعی طور پر اپنے مال میں تصرف کرنے کا حق نہیں رکھتا لہٰذا اس کا خریدنا، بیچنا، ہبہ کرنا، عاریہ دینا صحیح نہیں ہے۔ اس بناء پر سفیہ سے صادر ہونے والے سارے مالی امور باطل ہیں۔

ولی کی اجازت یا اذن کے بغیر سفیہ کا شادی کرنا صحیح نہیں ہے، لیکن اس کا ولی کی اجازت کے بغیر طلاق یا خلع دینا اور ظہار کرنا صحیح ہے۔

سفیہ صرف مالی امور میں ممنوع التصرف ہے، اس کے علاوہ دیگر امور میں جیسے نسب کے اقرار کرنے یا حلف لینے یا نذر کرنے میں وہ آزاد ہے۔

### (دفعہ: 69 ضمن۔v) : مفلس (دیوالیہ) (Poor/Insolvent)

مفلس اس شخص کو کہتے ہیں جس کا مال اس کے قرضہ سے کم ہو۔

اگر حاکم شرعی دیوالیہ شخص کو قرضہ ادا کرنے کا حکم دے تو اس سے ان مالی تصرفات کا اختیار چھن جاتا ہے جو قرض کی ادائیگی میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر تصرفات میں اس کا تصرف کرنا جائز ہے۔

## حاکم شرع کا مفلس کو ممنوع التصرف قرار دینے کی شرائط

مقروض کے قرض کی ادائیگی سے انکار کرنے اور معاملہ حاکم شرع کے پاس اٹھائے جانے پر حاکم شرع اس کے پاس مال موجود ہونے کی صورت میں اسے قرضہ ادا کرنے کا حکم دے گا اور اگر وہ قرضہ ادا کرنے سے انکار کرے تو حاکم بذات خود اس کے مال سے اس کا قرضہ ادا کرنے کے لیے اقدام کرے گا۔

دیوالیہ شخص کے قرضے کو اداء کرنے کے لیے اس کی رہائش کے گھر، پہننے کے کپڑے اور ضروریات زندگی کی چیزیں جیسے اس کی کمائی کا سرمایہ اور کام کرنے کے آلات کو نہیں بیچا جا سکتا۔

## (دفعہ: 69 ضمن۔vi): مرض الموت (On death bed)

وہ مریض جو مرض موت میں مبتلا ہے اپنے مال کے ثلث سے زیادہ پر تصرف کرنے کا حق نہیں رکھتا۔

# وصیت

## (WILL)

## از دفعہ: 70 تا 72

# (باب 1: Chapter)

## (دفعہ: 70): وصیت کی تعریف اور اقسام

## (Definition of Wills and Its types)

**(i) وصیت کی لغوی تعریف:** لفظ وصیت، وصی یصی وصی الشیء سے مشتق ہوا ہے اور متصل ہونا، پیمان باندھنا، مہربان ہونا، امر اور حکم کرنا کے معانی میں استعمال ہوا ہے، جیسے وصی توصیة فلانا بکذا، وصیت الیه بالصلاة، وغیرہ[1]

**(ii) وصیت کی اصطلاحی تعریف:** اصطلاح میں وصیت، وفات کے بعد عین یا منفعت کی تملیک کو وصیت کہتے ہیں، جیسا کہ صاحب جواہر فرماتے ہیں: (تملیك عین أو منفعة بعد الوفاة)[2]

## (دفعہ: 71): وصیت کی اقسام (Types of Wills)

وصیت کی دو قسمیں ہیں:۔

**۱۔ وصیت تملیکی:** انسان اپنی وفات کے بعد اپنے مال میں سے کوئی چیز کسی شخص یا کسی گروہ جیسے فقراء کے لیے قرار دے اسے وصیت تملیکی کہتے ہیں۔

**۲۔ وصیت عہدی:** انسان کسی دوسرے کو کسی شیء میں تصرف کرنے کا کہے، جیسے یہ کہے کہ مجھے فلاں مقام پر دفن کرنا، یا میرے مال کو فلاں کے لیے وقف کرنا، یا میری نیابت میں نمازیں اور روزے انجام دینا وغیرہ، اسے وصیت عہدی کہتے ہیں۔[3]

**قانون:** وصیت کرنا صحیح ہے، عقد وصیت میں ایجاب و قبول ضروری ہے البتہ کوئی مخصوص الفاظ نہیں بلکہ اگر کتابت یا اشارہ سے انجام دیا جائے، تو بھی صحیح ہوگا۔[1]

---

[1] ۔المنجد، مصطفیٰ رحیمی، ج ۲ ص ۱۲۷۷، چاپ دوم، انتشارات صبا، تھران

[2] ۔جواہر الکلام، شیخ محمد حسن نجفی، ج ۲۸ ص ۲۴۱، طبع ششم، دار الکتب الاسلامیہ تھران۔

[3] ۔مبانی منہاج الصالحین، محمد تقی طباطبائی قمی، ج ۹ ص ۳۲۲، دار السرور بیروت ۱۴۱۸ق

## (دفعہ:72):وصیت کے قوانین کی وضاحت بمعہ مثالیں:

### Laws of Wills explained with examples

قانون ہذا کی سابقہ دفعات میں وصیت کی تعریف ذکر کی گئی ہے وصیت کنندہ کی وسعت میں ہو تو وہ ایک یا زائد اشخاص کو وفات کے بعد اپنی تجہیز و تکفین، دفن کا انتظام کرنے کی طرح اپنی وصیتوں کا انتظام کرے یا کسی شخص کو اپنی طرف سے حج کرنے یا روزہ رکھنے یا نماز پڑھنے کے لئے اجرت پر مقرر یا اپنے قرضے ادا کرنے یا قرضے وصول کرنے یا کسی شخص کو اپنی قاصر اولاد کے لئے نگران مقرر کرنے کے لئے جو انکے امور سرانجام دے ان کے مال کو دیکھے اور ان پر خرچ کرے یا اپنے مال کو فقراء، یتامیٰ یا کسی مخصوص جہت جیسا کہ نفع آور ادارے وغیرہ کے لئے وقف کرنے کے لئے مقرر کر دے۔

**قانون ۱:** اگر وصیت کنندہ اپنی وصیت کو کسی مخصوص شخص کی طرف متوجہ کرے تو وہ شخص وصی متعرف ہوگا اور اگر وہ کسی شخص کو متعین نہ کرے بلکہ اس طرح کہے کہ میری طرف سے حج یا روزہ ادا کر دیا جائے تو اس وصیت کو نافذ کرنا ورثاء کی ذمہ داری ہوگی۔

**قانون ۲:** باپ یا دادا کی طرف سے اپنی چھوٹی اولاد کی ولایت کے لئے کسی شخص کو وصیت کرنا درست ہے، بشرطیکہ ان دونوں (باپ/دادا) میں سے کوئی بھی نہ ہو اور اگر ان میں سے کوئی دوسرا موجود ہو اور وصی ایسا ہو کہ وہ اس سے مزاحم ہو سکتا ہو اور ولایت میں اس کے برابر ہو تو یہ وصیت درست نہیں ہوگی لیکن اگر وہ مزاحم نہ ہو سکتا ہو جیسا کہ اگر اس نے اسے وصیت دوسرے (باپ/دادا) کے عجز یا موت کی صورت میں ہو تو ظاہر یہ ہے کہ یہ وصیت درست ہے۔

**قانون ۳:** اگر اس نے مال کی وصیت (مالک بنانے والی) کی اپنے رشتہ داروں یا غیر رشتہ داروں میں سے کسی نابالغ کے لئے اور اختیار اسی کو دے دیا اس کے شرعی ولی کو نہ دیا تو اس کا ایسا کرنا درست نہیں ہوگا بلکہ اس کا اختیار اس باپ یا داد میں سے جو موجود ہو اسے حاصل ہوگا اور ان

---

[1]۔ تحریر الوسیلہ، امام خمینی، ج ۲ ص ۸۳، موسسہ نشر اسلامی قم

دونوں کی عدم موجودگی میں اسے حاصل ہوگا جو میراث میں مقدم ہو ( جیسا کہ یہ بات پہلے گزر چکی ہے)

**قانون ۴:** باپ اور دادا کے لئے جائز ہے کہ وہ بچوں کی ولایت اور نگرانی کے لئے دو یا زائد افراد کو مقرر کرے اور قیم پر نگہبان مقرر کرنا جائز ہے اگر وصیت کو ان دونوں کی طرف لوٹایا ہو اور وہ ان دونوں کو وصیت نافذ کرنے کا عمل سپرد کر سکتا ہے ساتھ ہی اختلاف کی صورت میں ان میں سے ایک کو دوسرے پر فوقیت دیتے ہو اور اگر وصیت کو صرف ایک پر منحصر کیا ہو کہ وہی وصیت نافذ کرنے کے لئے متولی ہے اور دوسرا صرف اسکی نگہبانی کو دیکھے گا تو یہ درست نہیں ہے۔

**قانون ۵:** جب وصیت کنندہ نے اپنی قاصر اولاد پر کسی شخص کو ولی مقرر کیا اور ولایت کو کسی مخصوص جہت کے ساتھ مقید نہ کیا ہو تو ولی کے لئے ان کی شادی کرانے کے سواہر معاملہ میں تصرف کرنا جائز ہوگا لہٰذا لازمی طور پر زیادہ احتیاط اسی میں ہے کہ شادی کرانے کے لئے بچہ کی حاجت پر اکتفاء کیا جائے اس انداز سے کہ جو معروف ہو اگرچہ جنسی رغبت کے بغیر ہو لیکن حاکم شرعی سے اجازت طلب کرنا ضروری ہے ہاں اگر باپ یا دادا نے تصریح کی ہو کہ وصی قیم شادی کرا سکتا ہے تو اس کے لئے اس حد تک جائز ہوگا جس انداز سے باپ اور دادا کے لئے ثابت ہے۔

**قانون ۶:** جب وصیت کنندہ نے وصیت کو ایک متعین جہت کے ساتھ مقید کر دیا تو وصی اسی پر اکتفاء کرے گا اور اس کے علاوہ میں ولی شرعی سے رجوع کیا جائے گا جیسا کہ سابقہ دفعات میں گزر چکا ہے۔

**قانون ۷:** چھوٹے بیٹوں پر وصیت عہدیۃ باپ اور دادا یا ان کے وصی کے ساتھ مختص رہے کہ جس کے بارے میں ولی شرعی نے تصریح کی ہو کہ اسمیں غیر کے لئے وصیت جائز ہے جبکہ ان دونوں ( باپ اور دادا) میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو۔

## (دفعہ: 72 ضمن۔i): پہلی بحث(First debate)

## وصیت کے احکام اور وصیت کا اثبات

## (How to prove will & its commands/orders)

**قانون ۸:** وصیت جو کہ وصیت کنندہ نے کی ہو وہ ایک تہائی کے علاوہ میں نافذ کرنا جائز نہیں ہے الّا یہ کہ ورثاء یا شارع مقدس نے اسکی اجازت دی ہو جیسا کہ قرضوں کی ادائیگی۔

**قانون ۹:** جب وصیت میں مالک بنانا لازمی ہو تو وصیت کسی معدوم کے لئے جاری نہیں ہوگی لیکن اگر اس نے ایسے بچے کے لئے وصیت کی جو آئندہ پیدا ہوگا پھر وصیت کنندہ کی موت کے وقت وہ (بچہ) موجود ہو تو وصیت درست ہے۔

**قانون ۱۰:** عورت، نابینا اور وارث کے لئے وصیت کرنا جائز ہے بشرطیکہ وصیت نافذ کرنے کی ان میں قدرت ہو۔

**قانون ۱۱:** وصی کے لئے جائز ہے کہ وصیت کئے گئے معاملہ کو کسی اور شخص کے سپرد کر دے جبکہ یہ سپرد کرنا میت کے لئے زیادہ فائدہ مند ہو جیسا کہ عبادات اس شخص کے سپرد کرنا، جس کو اس بارے میں نیابت کی زیادہ معلومات ہوں اور کفارات کا معاملہ اس کے سپرد کرنا جس کو فقراء اور ان پر تقسیم کرنے کے طریقہ کی معرفت ہو، اور اسی طرح جب کسی شخص کو وصیت کی کہ وہ ایک تہائی اپنی نگرانی میں خرچ کرے تو وصی کے لئے جائز ہے کہ وہ معاملہ اس شخص کے سپرد کر دے جو خرچ کرنے کی جہات اور طریقوں سے زیادہ واقف ہو، الّا یہ کہ جب قرینہ اس پر دلالت کر رہا ہو کہ وصی خود وصیت کو نافذ کرے۔

**قانون ۱۲:** جب وصی نے آگے کسی وصی کو متعین نہ کیا ہو تو ورثاء پر لازم ہوگا کہ وصیت کو نافذ کرنا، اور جب وصی متعین کیا ہو لیکن کسی شرط کے فقدان کی وجہ سے وصیت باطل ہوگئی ہو تو زیادہ احتیاط لازمی طور پر اس میں ہے کہ وصیت نافذ کرنے میں ولایت کے قابل ورثاء اور حاکم شرعی کے درمیان اشتراک ہو۔

**قانون ۱۳:** وصی کے لئے جائز نہیں کہ وہ خود کو وصیت سے معزول کرکے کسی دوسرے کو مقرر کردے۔

**قانون ۱۴:** جب وصی وصیت نافذ کرنے سے عاجز ہو جائے تو یہ ایسے ہوگا کہ جیسے موصی نے وصی متعین نہ کیا ہو اور اگر وصی نے خیانت کی اس طرح کہ وصیت نافذ کرنے میں کوتاہی کی تو ہر ایک بطور خاص ورثاء کو چاہیے کہ وہ اس سے اس وصی کو روکے۔ تو وہ اگر اس سے باز نہ آئے یا ورثاء کے ساتھ تنازعہ کرے تو ورثاء کو اختیار ہے کہ حاکم شرعی کے اشتراک سے اسکی نگرانی کریں، نافذ کرنے کے الزام سے تعذر کی صورت میں وصیت باطل ہو جائے گی اور احتیاط وجوبی جاری ہوگی، جو کہ سابقہ دفعہ ۵۶۲ میں گزر چکی۔

**قانون ۱۵:** جب وصی وصیت کئے گئے امور کا نافذ کرنے سے قبل فوت ہو جائے تو سابقہ دفعہ میں جو کچھ بیان ہوا وہ جاری ہوگا۔

**قانون ۱۶:** جب کسی شخص کو وصیت کی اور وہ وصیت کی مراد نہ پہچان سکا تو اسکے بارے وصیت لغو ہو جائے گی الّا یہ کہ وہاں کوئی عرف ہو جو اس کی مراد کو متعین کردے۔

**قانون ۱۷:** مال اور منفعت کی وصیت تملیکیہ دیگر مالی دعوؤں کی طرح ثابت ہوگی اور یہ حسب ذیل طریقوں سے ثابت ہوتے ہیں:

۱۔ دو عادل مسلمانوں کی گواہی سے

۲۔ ایک عادل مسلمان مرد اور دو عادل مسلمان عورتوں کی شہادت سے

۳۔ ایک عادل مسلمان مرد یا دو عادل مسلمان عورتوں اور جس کے لئے وصیت ہے اسکی قسم کے ساتھ۔

۴۔ صرف عورتوں کی شہادت کے ذریعے چنانچہ جس مال کی وصیت کی گئی ہے اس کا چوتھائی حصہ ایک عورت، اس کا آدھا حصہ دو عورتوں، اس کی تین چوتھائیاں تین عورتوں اور سارا مال چار عورتوں کی شہادت سے ثابت ہوگا، تمام عورتوں میں عدالت کی شرط کے ساتھ۔

**قانون ۱۸:** عادل مسلمانوں کی عدم موجودگی میں اھل کتاب کے دو مردوں کی گواہی کے ذریعے وصیت ثابت ہو جائے گی، ان دو گواہوں کے اھل ذمہ میں سے ہونے کی شرط میں اشکال ہے، اہل کتاب کے علاوہ دیگر کفار اور مشرکین کی شہادت سے وصیت ثابت نہیں ہو گی۔

**قانون ۱۹:** وصیت تملیکیہ درض ذیل حالات میں ورثاء کی جانب سے ثابت ہو گی۔

۱۔ جب کہ تمام ورثاء اقرار کرلیں اور وہ عاقل و بالغ ہوں اگرچہ وہ عادل نہ ہوں

۲۔ دو عادل گواہوں کی گواہی سے، اگرچہ وہ دونوں ورثاء میں سے ہوں

**قانون ۲۰:** جب درج بالا دفعات اور انکی مشمولات میں مذکوت ثابت کرنے کی صورتیں میسر نہ ہوں، مگر کچھ ورثاء وصیت تملیکیہ کا اقرار کرلیں تو اقرار کرنے والے کے حصہ کے بقدر وصیت ثابت ہو جائے گی انکار کرنے والے ورثاء کے حصہ میں ثابت نہیں ہو گی۔

**قانون ۲۱:** وصیت عھدیہ اپنی تمام صورتوں کے ساتھ ورثاء کے اقرار اور دو عادل مسلمانوں کی گواہی سے ثابت ہو جائے گی ایک مرد کی شہادت اور قسم کے ساتھ، اہل کتاب کی شہادت، تنہا عورتوں کی شہادت، مردوں کے ساتھ مل کر عورتوں کی شہادت سے ثابت نہیں ہو گی۔

**قانون ۲۲:** گواہ کا عادل ہونا، عل، بعینہٖ اور ظاہری خوبی سے معلوم کیا جائے گا۔

**قانون ۲۳:** انتظام کرنے والی وصیت جو کہ محکموں اور مختص اداروں کی طرف سے کی گئی ہو تو وہ قابل نفاذ ہے، بشرطیکہ اس میں صحت کی شرائط مجتمع ہوں، اور اس کو ثابت کرنے کا شرعی طریقہ ہو۔

## (دفعہ: 72 ضمن۔ii) دوسری بحث: وصیت کا خرچ متعذر ہونا اور اس کا باہم ٹکرانا

## (The cost of the will being waived its conflicting)

## وصیت کا خرچ متعذر ہونا:

### (The cost of the will being waived)

**قانون ۲۴:** اگر کسی بھی سبب کی وجہ سے وصیت کا خرچ کرنا متعذر ہو جیسا کہ وصیت کردہ مال کا اس کے لئے کافی نہ ہونا جیسا کہ اس کی طرف سے حج کرنا یا جس جہت کے لئے وصیت کی گئی ہے اس کا منتفع نہ ہونا یا وصی کی موت کے سبب وصیت خرچ کرنے کی جہت نامعلوم ہو جائے تو یہ نیکی کے کاموں میں خرچ ہوگی، ورثاء کی طرف واپس نہیں جائے گی۔

**قانون ۲۵:** جب وصیت کردہ مال کو اللہ تعالیٰ کے رستہ میں خرچ کرنے کی وصیت کی، کسی چیز کو مخصوص کئے بغیر تو یہ مسلمان کی مصالح جیسا کہ ہسپتالوں، پلوں، اور مساجد کی تعمیر، حاجیوں اور زائرین کی اعانت میں خرچ کیا جائے گا۔

**قانون ۲۶:** اگر موصی نے اپنی اولاد میں سے کسی کو وراثت سے نکالنے کی وصیت کی اس کے فساد، محرمات کبیرہ کے ارتکاب جیسا کہ محارم سے زنا کہ وجہ سے تو یہ وصیت نافذ نہیں ہوگی۔ہاں اگر اس نے باپ کی اُم ولد، یا باپ کی بیوی سے زنا کیا اور اس نے اس کو وراثت محروم کرنے کی وصیت کی تو احتیاط لازم ہے۔

### وصیتوں کا باہم ٹکراؤ: (The conflicting of wills)

**قانون ۲۷:** جب موصی نے متعدد وصیتیں کیں اور وہ باہم ٹکرائیں یا متعدد ہوں تو اسکو نافذ کرنے کی چند صورتیں ہیں؛

ا۔ جب وصیتوں کے درمیان تضاد ہو تو بعد والی وصیت پر عمل ہوگا نہ کہ پہلی پر جیسا کہ اگر اس نے کہا کہ میرا ایک تہائی ماں میری وفات کے بعد زید کو دیں، پھر کہا کہ عمرو کو دو تو یہ ایک تہائی عمرو کو ملے گا۔

۲۔ جب اس نے واجب اور غیر واجب دونوں ایک تہائی سے نکالنے کی وصیت کی اور وہ ایک تہائی اس کی وسعت نہیں رکھتا تو واجب کو مقدم کیا جائے گا اور غیر واجب کو چھوڑ دیا جائے گا۔

۳۔ جب وصیتیں اہمیت میں برابر ہوں اور وصیت کنندہ نے ان کو ایک ہی کلام میں جمع کیا ہو ان میں بغیر کسی ترتیب کے اور دینے میں ان کے مابین کوئی فرق نہ کیا ہو تو اگر وصیت ایک تہائی سے زائد ہو جائے اور ورثاء اس زیادتی کو جائز قرار نہ دیں تو ایک تہائی ان پر برابر تقسیم کیا جائے گا جیسا کہ اس نے اگر کہا زید اور خالد کو ایک ہزار دو جب کہ اس کا ایک تہائی پانچ سو ہو تو یہ ان کے مابین تقسیم کیا جائے گا اور زید اور خالد ہر ایک کو دیا جائے گا (۲۵۰)

۴۔ جب وصیتیں برابر ہوں اور اس نے کچھ کو کچھ پر مقدم ذکر کیا ہو اس طرح کہا؛ زید کو ایک ہزار دینار دو اور خالد کو ایک ہزار دو اور اسکا ایک تہائی ایک ہزار دینار ہو تو یہ مبلغ زید کو دیا جائے گا اس لئے کہ اسکے لئے وصیت نے پورے ایک تہائی کا احاطہ کر لیا لہٰذا دوسری وصیت لغو ہو گئی اس لئے کہ اس کا موضوع باقی نہیں رہا۔

۵۔ اگر وصیت میں واجبات مالیہ جیسا کہ زکات، بدنیہ جیسا کہ نماز اور تبرعیہ جیسا کہ فقراء کو کھانا کھلانا جمع ہو جائیں تو واجب مالی جیسا کہ دیون اور حقوق کی ادائیگی جیسا کہ خمس، زکات اور کفارات اصل ترکہ سے نکالے جائیں گے اگرچہ پورے مال کا احاطہ کر لیں اور حتیٰ کہ اس نے اس کی وصیت نہ کی ہو ایسا واجب مالی جو کہ بدنی کے ساتھ مخلوط ہو جیسا کہ حج، یہ واجب مالی کے ساتھ ملحق ہوگا اور جو واجب مالی کے سوا ہوں انہیں تہائی مال سے نکالا جائے گا واجب بدنی جیسا کہ روزہ اور نماز کو تبرعی پر مقدم کیا جائے گا اور بدنی اور تبرعی جن کا ذکر آئے تو ان کا اولاً فاولاً لیا جائے گا۔

۶۔ جب اس نے ایسی متعدد وصیتیں کیں جن میں تضاد نہیں ہے مگر وہ باہم ٹکراتی ہیں اور ان سے ظاہر ہو کہ ان میں سے کچھ ایک تہائی میں سے نہیں تو نقص اسی پر آئے گا اگرچہ ذکر میں وہ مقدم ہو۔

جیسا کہ مجموعی ترکہ تیس ہزار دینار ہو اور اس نے کہا ہو میرے چھوٹے بچے کا ایک ہزار دینار دو اور میری ماں کا ایک تہائی میری طرف سے نیکی کے کاموں میں خرچ کرو تو نقص ہزار دینار پر آئے گا اور چھوٹے بیٹے کو کچھ نہیں دیا جائے گا مگر ورثاء کی اجازت سے۔

**قانون ۲۸:** اگر وصیت موصی کے اجتہاد یا تقلید میں جائز ہو اور وصی کے اجتہاد یا تقلید میں جائز نہ ہو تو وصی کے لئے اس وصیت کو جائز کرنا جائز نہیں ہے اس پر واجب ہوگا کہ وہ وصیت کی مقدار نیکی کے کاموں میں خرچ کرے اور اگر معاملہ برعکس ہو تو وہ وصی پر واجب ہوگا کہ اس وصیت پر عمل کرنا۔

**قانون ۲۹:** ورثا میں سے ہر ایک کے لئے کسی خاص عین کی وصیت درست نہیں ہے جو اس کے حصہ وراثت کے مساوی ہو کیونکہ ورثا میں سے کوئی دوسرے کے حق میں مزاحم نہیں جیسا کہ اگر اس نے کہا کہ میرا گھر میرے بیٹے امجد کے لئے، میری گاڑی میرے بیٹے کاظم کے لئے تو ان دونوں کے لئے اس وقت تک وصیت نافذ ہوگی جب تک کہ اس میں باہم نصرت نہ ہو۔

**قانون ۳۰:** وصیت میں جو کچھ آئے وہ نافذ ہوگا جیسا کہ تعبیر سے مفہوم ہو اور وصی کا قصد ہو ، تقدیم و تاخیر، تساوی اور الغاء میں قرائن کی دلالت کی بدولت۔

**قانون ۳۱ :** موصی کی جانب سے وصیت لازم نہیں ہوگی لہٰذا اس کے لئے اس سے رجوع جائز ہے۔

**قانون ۳۲:** وصیت عہدیہ میں وصیت کے نافذ کرنے سے یہ موصی کے لئے لازم نہیں ہو جاتا لیکن وصیت تملیکیہ میں موصی کی طرف سے قبول کا اعتبار نہیں ہے اور اسکی طرف سے رد کرنے کی

صورت میں اس وسیت کے باطل میں اشکال ہے تو احتیاط کرنا لازم ہے اسکی طرف سے قبول کر لینے کے بعد رد کی وجہ سے باطل نہیں ہوگا۔

## (دفعہ: 72 ضمن۔iii): تیسری فصل: موصی کے تصرفات اور وصیت کا خاتمہ

## (Disappionment of the muusii and end of will)

### پہلی بحث: موصی کے تصرفات:

### (Disappionment of the muusii)

### صحت مند کے تصرفات:

### (Disappionment of the healthy muusii)

**قانون ۳۳:**

ا۔ صحت مند کے اپنے اموال میں وہ تصرفات جو موت تک معلق نہ ہوں نافذ ہوں گے اور اصل ترکہ سے نکالے جائیں گے، اس کا تصرف واجب ہو جیسا کہ دین کی ادائیگی یا باہم محبت و نصرت کا ہو جیسا کہ ہبہ۔

۲۔ اگر صحت مند نے اپنے تصرفات موت تک معلق کئے ہوں تو یہ اس کی طرف سے وصیت ہوگی لہٰذا اگر یہ واجب مالی میں سے ہو تو تہائی مال سے نکالا جائے مگر یہ کہ وہ کم ہو تو اصل ترکہ میں سے اسے پورا کیا جائے گا اور اگر بدنی واجب میں سے ہو جیسا واجب نماز یا تبرعی ہو تو ایک تہائی سے نکالا جائے گا۔

### مریض کے تصرفات: (Disappionment of the Patient)

**قانون ۳۴:** وصیت کے بارب میں مریض سے مراد وہ شخص ہے جس کی زندگی پر موت کا خدشہ ہو، اس مرض کی وجہ سے جو اس کو لاحق ہے اور اسکی موت تک متصل ہو جیسا کہ کینسر۔

**قانون ۳۵:** اگر مرض سے شفایاب ہو جائے یا اس سے خدشہ نہ ہو جیسا کہ داڑھ کی درد اور ہلکی سر درد تو اس شخص کے تصرفات کا حکم جب فوت ہو جائے صحت مند کے تصرفات کی طرح ہے ،سابقہ دفعہ میں گزرا۔

**قانون ۳۶:** جب مریض اپنے تصرفات کو موت تک معلق کرے تو یہ وصیت ہے اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ یہ صحت اور اختیار کی حالت میں صادر ہوئے یا حالت مرض میں جب تک کہ مریض ثابت العقل ہو۔

اور اس کے حالیہ تصرفات یعنی موت تک معلق نہ ہونے والے تصرفات تو وہ؛

۱۔ اگر یہ اپنی ذاتی منفعت کے لئے اور ذاتی امور کے لئے ہوں یعنی عمدہ لباس، لذیذہ غذا یا ایسی چیز جس سے وہ اپنی صحت کی غرض سے نفع اٹھائے یعنی علاج اور خوشحال سفر اور اس جیسے امور تو اس کے سب تصرفات درست ہوں گے ،ان پر اعتراض نہیں ہوگا۔

۲۔ اس کے وہ تصرفات درست ہیں جن میں نصرت واعانت نہ ہو اور اصل ترکہ سے نافذ ہوں گے جیسا کہ اگر اس نے اجرت پر کچھ دیا، بیچا یا ثمن حقیقی کے بدلے خریدا۔

۳۔ جب مریض کے تصرفات میں نصرت اور۔۔۔۔ دینے کا عنصر ہو، جیسا کہ اگر اس نے ثمن مثل سے کم بیچا یا یا اس سے زائد خریا یا اس سے زائد خرید یا صدقہ کیا یا دین سے بری کیا یا بلا عوض ھبہ کیا یا اس نے ایسا تصرف کیا جو وارث کو حرر مالی کا باعث ہو تو اس کا یہ تصرف درست اور نافذ ہے۔

## مریض کا اقرار: (Patient confession)

**قانون ۳۷:** جب وارث یا کسی اور کے لئے دین یا عین کا اقرار کرلے اور اسکے اقرار کی بنیاد وصیت پر ہو موت کے وقت میں صادر ہونے کہ وجہ سے یا مرض کی حالت میں یا مقام وصیت میں تو یہاں اسکی دو صورتیں ہیں؛

ا۔ جب اقرار کرنے والا مریض۔۔۔۔ ہو یا وہاں ایسے قرائن ہوں جو اسکے غیر کا حق ثابت کرنے میں اسکے سچ نہ ہونے پر دلالت کریں تو اس کے اقرار کا حکم یہ ہے کہ یہ ایک تہائی میں نافذ ہوگا۔

۲۔ جب اقرار کرنے والا مریض اپنی ذات کے بارے میں مامون اور تصدیق کیا جانے والا ہو اور ایسے قرائن نہ ہوں جو اس کے جھوٹ پر دلالت کریں تو اس کا اقرار عین یا دین کے بارے میں اصل ترکہ میں سے ہونے کے لئے نافذ ہو جائے گا۔

**قانون ۳۸:** جب اقرار وصی پر مبنی ہو پھر وہ اس کے نافذ کرنے سے قبل فوت ہو جائے او روارث دعویٰ کرے کہ اس کا مورث اپنے اقرار میں امین نہیں، تو جس کے لئے مال کا اقرار کیا گیا ہے اس پر لازم ہے کہ وہ اس کے لئے اپنی ملکیت ثابت کرے تو جب وہ بینہ سے اس کو ثابت کر دے تو اقرار اصل سے نافذ ہو جائے گا، ورنہ وارث اس پر قسم اٹھائے کہ وہ اس بارے نہیں جانتا جس کا مورث نے اقرار کیا ہے کہ وہ فلاں کا ہے تو ایسی صورت میں اقرار ایک تہائی میں سے نافذ ہوگا۔

**قانون ۳۹:** جب انسان اقرار کرے اور اسکا اقرار وصیت پر مبنی نہ ہو تو اس نے جو اقرار کیا ہے وہ اصل ترکہ سے نکالا جائے گا اگرچہ وہ متہم ہو۔

## (دفعہ: 72 ضمن۔iv): وصیت کا خاتمہ اور اس کے باطل کرنے والے اُمور

## (End of will and the elements making it void)

**قانون ۴۰:** وصی کی ذمہ داری ختم ہو جائے گی اور وصیت درج ذیل حالات میں باطل ہو جائے گی:۔

ا۔ وصیت عہدیہ میں وصی کی موت ہو جائے۔

۲۔ قاصر کا شرعی بالغ ہونا اور رشد کو پہنچنا۔

۳۔ باپ یا دادا سے ولایت زائل ہونے کے بعد ولایت انکی طرف لوٹ آنا۔

۴۔ وصی کی اہلیت کا زائل ہو جانا، جیسا کہ اس کا جنون۔

۵۔ وصی کا مفقود ہو جانا۔

۶۔ وصیت کے موضوع کا منتفی ہو جانا، یہ وصیت کے بطلان کا باعث ہے اور مال موصی کی طرف سے نیکی کے کاموں میں اس سے خرچ کیا جائے گا جیسا کہ اگر اس نے کسی مال کی وصیت کی کہ اس کی زوجہ اگر فوت ہو جائے تو اسکی تجہیز و تکفین کی جائے، تو کسی اور مال سے اسکی ے تجہیز کر دی گئ اور دفن کر دی گئ تو اس مال کو موصی کی طرف سے نیکی کے کاموں میں خرچ کیا جائے گا، موضوع کے باقی ہونے کے ساتھ اگرچہ مدت ختم ہو جائے جیسا کہ اس نے پہلے سال اپنی طرف سے نیکی کے کاموں میں مال خرچ کرنے کی وصیت کی، اور اس سے مال خرچ نہ کیا گیا تو اس مال کو وصیت کردہ طریقہ پر خرچ کرنا واجب ہے، اگرچہ سال کے ختم ہونے کے بعد بھی۔

۷۔ موصی کا اپنے وصی کو معزول رد دینا، اگرچہ اسے معلوم نہ ہو۔

۸۔ موصی کا اپنی وصیت سے رجوع کر لینا، ثابت کرنے والی دلیل کے ساتھ

۹۔ وصی کا مکمل طور پر وصیت نافذ کرنے سے عاجز آجانا یا وصیتوں سے ٹکراؤ ہو جانا۔

۱۰۔ وصیت کا ایک سے زائد وصیوں کے درمیان متردد ہونا یا وصیت اس کے لئے ہو جو مستقبل میں پیدا ہوگا۔

۱۱۔ جس چیز کی وصیت کی گئ ہے اس کا ہلاک ہو جانا جیسا کہ حیوان کی موت یا اس کا استہلاک، جیسا کہ کھانا کھا لینا یا موصی کی طرف سے تصرف کر دینا، بیچ کر ھبہ، وقف یا کسی اور طریقہ سے۔

۱۲۔ وصی کو جو وصیت کا معاملہ سپرد ہوا ہے اس کو نافذ کرنے سے قبل وصی کی موت ہو جانا، اور بطور احتیاط واجب کے قابلِ ورثاء پر واجب ہے کہ وہ حاکم شرعی کے ساتھ ملکر وصیت کا انتظام کریں، جیسا کہ گزر چکا۔

اسی طرح موصی کی زندگی میں وصی کی موت ہو جانا جبکہ موصی اپنی وصیت سے اعادہ نہ کرے تو وصیت ورثاء کی طرف منتقل ہو جائے گی۔

۱۳۔ وصیت کو مطلق چھوڑنا، موصیٰ بہ کو واضح نہ کرنا مگر قرینہ کے ساتھ اگرچہ عرفی ہو جو اسکی مراد پر دلالت کرے۔

۱۴۔ موصیٰ لہ وصیت واپس کرے گا موصی کی طرف سے رد کا اعلان کے بعد

۱۵۔ جس چیز کی وصیت کی گئی ہے اس پر موصی کے علاوہ کسی اور کا استحقاق ثابت ہو جانا

**قانون ۴۱:** جب دو اوصیاء میں سے کسی ایک پر ایسا کچھ طاری ہوا جو اسکے وصی ہونے کو ختم کر دے جیسا کہ اس کی موت یا اس کا مجنون ہو جانا تو دوسرا وصی وصیت نافذ کرنے میں مستقل ہو جائے گا اور دوسرا وصی ملانے کا محتاج نہیں ہوگا۔

# کفالت

## (Sponsorship)

### از دفعہ: 73 تا 73

# (باب 1: Chapter)

# کفالت کی تعریف اور شرائط

## (Definition and conditions of sponsorship)

### (دفعہ: 73 ضمن۔i): تعریف(Definition)

۱۔ **لغوی تعریف:** کفالت (فتحہ کے ساتھ) کَفَلَ سے مشتق ہے یعنی کسی کے کام کو اپنے ذمہ لینا۔

۲۔ **اصطلاحی تعریف:** کسی شخص کے ساتھ یہ عہد کرنا کہ وہ حقدار کے سامنے اس شخص کو جو حق کے زیر بار ہے، حاضر کر دے گا، کفالت کہلاتا ہے۔

عقد کفالت میں کم سے کم تین اشخاص کا ہونا ضروری ہے۔

**الف**: کفیل، وہ شخص ہے جو مکفول بہ کے حاضر کرنے کو اپنے ذمہ لیتا ہے۔

**ب**: مکفول، وہ شخص جس کے حاضر کرنے کا ذمہ کفیل لیتا ہے۔

**ج**۔ مکفول لہ، وہ شخص جو صاحب حق وقرض خواہ ہو۔

### (دفعہ: 73 ضمن۔ii): ایجاب اور قبول

### (Required (offer) & acceptance)

عقد کفالت میں کفیل کی طرف سے ایجاب اور مکفول لہ کی طرف سے قبول کا ہونا ضروری ہے۔

### (دفعہ: 73 ضمن۔iii): کفیل کی شرائط

### (Conditions of sponsorsor)

۱۔ عقد کفالت میں کفیل کا بالغ وعاقل ہونا ضروری ہے۔

۲۔ کفیل کے پاس مکفول کے احضار پر مکفول لہ کے سامنے پیش کرنے کی قدرت ضروری ہے۔

۳۔ عقد کفالت کفیل کی طرف سے لازم ہوتا ہے۔

۴۔ مکفول لہ (صاحب حق) کو یہ اختیار ہے کہ وہ اپنا حق معاف کر دے جس کے بعد عقد کفالت ختم ہو جاتا ہے۔

## (دفعہ: 73 ضمن۔iv): عقد کفالت کی مدت

## (Duration of sponsorship)

اگر کفالت مطلق ہو یعنی عقد کفالت میں مکفول کے حاضر کرنے کا وقت اور زمانہ ذکر اور قید نہ کیا گیا ہو تو جس وقت بھی مکفول لہ مطالبہ کرے کفیل پر لازم ہے مکفول کو حاضر کرے۔

اگر عقد کفالت مؤقت ہو یعنی وقت اور زمانہ مقرر کیا ہو تو مکفول لہ کو حق نہیں کہ وقت آنے سے پہلے کفیل سے مکفول کے حاضر کرنے کا مطالبہ کرے۔

## (دفعہ: 73 ضمن۔v): عقد کفالت کی جگہ

## (Place of sponsorship)

اگر عقد کفالت میں مکفول کے حاضر کرنے کی جگہ مقرر کی گئی ہو تو کفیل پر لازم ہے کہ مکفول کو اسی جگہ پر حاضر کرے اگر کسی دوسری جگہ لائے تو بری الذمہ نہیں ہوگا۔

**قانون ۱۱:**

**۱:** اگر مکفول لہ کسی اور جگہ پر حاضر کرنے کا مطالبہ کرے تو کفیل پر قبول کرنا لازم نہیں اور اگر عقد کفالت میں مکفول کے حاضر کرنے کی جگہ مقرر نہ کی گئی ہو تو اس صورت میں مکفول کو اس جگہ حاضر کرے جس جگہ عقد کفالت طے ہو۔

**۲:** اگر کفیل مکفول کو مکفول لہ کے سامنے حاضر اور تسلیم کرنے سے انکار کرے تو مکفول لہ حاکم اور سرکار کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔

**۳:** کفیل پر لازم ہے کہ وہ ہر وسیلہ اور ہر راہ کو اختیار کرے جس کے ذریعہ مکفول کو حاضر کر سکے جبکہ اس میں دینی اور دنیاوی مفسدہ نہ ہو۔

۴: اگر کفیل مکفول کو مکفول لہ کے سامنے حاضر نہ کرے تو وہ مالی حق جو مکفول کے ذمہ تھا کفیل اس کو ادا کرے اگر اس سے انکار کرے تو حاکم کفیل کو قید کر سکتا ہے یہاں تک کہ وہ مکفول کو پیش کرے یا وہ مالی حق جو مکفول کے ذمہ تھا ادا کرے لیکن اگر مکفول پر حق قصاص یا حق زوجہ ہو تو حاکم کفیل کو قید کرے یہاں تک کہ وہ مکفول کو پیش کرے۔

**قانون ۱۲:**

(i): مکفول کے غائب ہونے کہ صورت میں جبکہ یہ معلوم ہو کہ وہ کس جگہ پر ہے اور کفیل کے لئے اس کو حاضر کرنا ممکن ہو تو کفیل کو اتنی مہلت دی جائے گی کہ جس میں وہ اس جگہ پر جا کر واپس آسکے جہاں پر مکفول موجود ہے اور اگر کفیل مکفول کو اس مدت میں حاضر نہ کرے تو اس کو قید کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ مکفول کو پیش کرے۔

(ii): اگر مکفول غائب ہو تو اس کے لانے میں کرایہ پر جو اخراجات ہوں گے وہ کفیل کے ذمہ ہوں گے مگر یہ کہ مکفول کی اجازت سے اخراجات کیے ہوں تو پھر کفیل ان اخراجات کو وصول کر سکتا ہے۔

**قانون ۱۳:** موارد ذیل میں کفیل بری الذمہ ہو جاتا ہے۔

(۱) کفیل مکفول کو مکفول لہ کے سامنے کو پیش کردے۔

(۲) خود مکفول کفیل کی طرف سے اپنے آپ کو مکفول لہ کے سامنے حاضر کردے۔

(۳) مکفول لہ اپنا حق جو مکفول پر تھا کسی دوسرے کی طرف منتقل کردے ھبہ یا صلح کے ذریعہ یا اپنا حق فروخت کردے تو اس صورت میں عقد کفالت باطل ہو جاتا ہے۔

(۴) مکفول لہ کفیل کو بری الذمہ کردے کفالت سے

(۵) کفیل یا مکفول کا انتقال ہو جائے تو عقد کفالت باطل ہو جاتا ہے۔

**قانون ۱۴:**

(i) اگر مکفول لہ کا انتقال ہو جائے تو اسکا حق اس کے وارثوں کی طرف منتقل ہو جائے گا۔

## (دفعہ: 73 ضمن۔vi): مکفول کی اجازت

## (Macfool,s Permission)

(ii): اگر کفیل مکفول کی اجازت سے کفیل نہ بنا ہو اور نہ ہی اس کی اجازت سے وہ مال مکفول کو دیا ہو تو اس صورت میں کفیل کو حق نہیں ہوگا کہ وہ مکفول سے اس مال کا مطالبہ کرے۔

**قانون۱۵:** اگر کفیل کی کفالت مکفول کی اجازت سے ہو یا عقد کفالت میں اجازت نہ لی ہو لیکن اس کی اجازت سے وہ مال مکفول لہ کو دیا ہو تو اس صورت میں کفیل کو حق ہے کہ اس مال کا جو مکفول لہ کو دیا ہے مطالبہ مکفول سے کرے۔

**قانون۱۶:** شرعی حدود میں کفالت قبول نہیں کی جائے گی۔

## (دفعہ: 73 ضمن۔vii): کفیل اور مکفول لہ کے درمیان اختلاف

## (Diffrence between Kafil & Macfool,s)

**قانون ۱۷:** اگر کفیل اور مکفول لہ عقد کفالت کی برقراری پر متفق ہوں لیکن کفیل مکفول لہ سے کہے کہ اب تمہارا مکفول پر کوئی حق نہیں کیونکہ تمہارا حق ادا کر دیا ہے وہ کہے کہ تم نے بری الذمہ کر دیا یا کہے کہ عقد کفالت کی برقراری کا تمہارا مکفول پر کوئی حق نہیں تھا لیکن مکفول لہ اس کا منکر ہو تو مکفول لہ کا قول قسم کے ساتھ قبول کیا جائے گا۔

**قانون۱۸:** ایک شخص دو اشخاص کے پاس ایک شخص کا کفیل بنے تو ان میں سے جس کے پاس بھی مکفول کو حاضر کرے گا فقط اس کی نسبت کفیل بری الذمہ ہوگا۔

## (دفعہ: 73 ضمن۔viii): مکفول کے فرار میں سہولت کاری

## (Facilitation in the escape of Macfool,s)

**قانون۱۹:** اگر کوئی شخص صاحب حق کی گرفت سے اس شخص کو کہ جس پر مال یا حق ہو زبردستی فرار کرادے تو فرار کرانے والے پر کفیل کا حکم جاری ہوگا۔

**قانون۲۰:** اگر کوئی شخص قاتل کو کہ جس نے عمداً قتل کیا ہو، مقتول کے ولی کی گرفت سے فرار کرادے تو اس پر لازم ہے کہ قاتل کو پیش کرے اور اگر اس کے لئے قاتل کو پیش کرنا ممکن نہ ہو تو وہ مقتول کے ورثاء کو دیت ادا کرے۔

**قانون۲۱:** کفیل بننا و کفالت لینا مکروہ ہے۔

# وکالت

(Law/Pleading/Advocate)

**از دفعہ: 74تا83**

# (باب 1: Chapter)

# مفہوم وکالت اور اس کی شرائط

## (Meaning & conditions of Advocacy/contract)

### (دفعہ: 74): (Definition)

وکالت ایسا عقد ہے جس کے سبب ایک شخص کسی دوسرے شخص کو کوئی کام انجام دینے کے سلسلہ میں اپنا نائب مقرر کرتا ہے، جس کے نتیجہ میں دوسرا شخص (وکیل) پہلے شخص (مؤکل) کی نیابت میں سونپے گئے کام کو انجام دیتا ہے، اور حقوقی نکتہ نظر سے وکیل کے ذریعہ انجام پانے والا کام ایسے شمار ہوتا ہے جیسے مؤکل نے انجام دیا ہو۔

### ا۔ لغوی معنی: (Literal meaning)

''الوکالۃ'' عربی زبان کا لفظ ہے اور علم صرف کے لحاظ سے اس کا روٹ ورڈ ''وکٹ ل''، اور یہ ''مصدر'' ہے جو واو کی زبر کے ساتھ "وَکالت" بھی پڑھا جاتا ہے اور واو کی زیر کے ساتھ یعنی "وِکالت"، اور عربی لغت میں ''حفاظت کرنے'' اور ''سپرد کرنے'' کے معنی میں ہے۔

معجم الوسیط میں وکالت کا معنی یوں بیان ہوا ہے: الوکالة أن یعهد إلی غیره أن یعمل له عملا، و عمل الوکیل و محلّه؛ ''وکالت سے مراد کسی دوسرے سے کسی اپنے لئے کوئی عمل انجام دینے کا عہد کرنا ہے، اور وکیل کے عمل اور اُس کے منصب کو وکالت کہا جاتا ہے۔

فراھیدی نے کتاب العین میں "وکالت" کا معنی "تفویض کرنا" بیان کیا ہے مفرادات راغب میں توکیل اور وکالت کا معنی یوں بیان ہوا ہے: ''توکیل (وکالت) سے مراد یہ ہے کہ تم اپنے غیر پر اعتماد کرو اور اُسے اپنا نائب بناؤ، اور وکیل (علم صرف کے لحاظ سے) فَعِیل کے وزن پر مفعول کے معنی میں ہے، اللہ تعالی نے فرمایا: ''وَکَفَی بِاللّٰهِ وَکِیلا'' یعنی اللہ ہی کو کافی سمجھو کہ وہ تمہارے

امور کو سنبھال لے اور تمہارا بھروسہ بن جائے"۔اسی طرح مفرادات راغب کے مطابق بعض اوقات "وکیل" کو "کفیل" کے معنی میں بھی لیا جاتا ہے کیونکہ وکیل عام ہے، لہٰذا ہر کفیل، وکیل بھی ہوتا ہے لیکن ہر وکیل، کفیل نہیں ہوتا۔

## ۲۔اصطلاحی تعریف: (Terminological definition)

اسلامی مذاہب کے علماء وفقہاء نے مختلف الفاظ کے ساتھ وکالت کا مفہوم بیان کیا ہے: امام خمینی نے وکالت کی تعریف یوں بیان کی ہے: وهی تفويض أمر إلى الغير ليعمل له حال حياته، أو إرجاع تمشية أمر من الأمور إليه له حالها؛ اس سے مراد کوئی کام کسی دوسرے کے سپرد کرنا ہے تا کہ وہ اپنی زندگی میں اسے انجام دے۔

صاحب جواہر فرماتے ہیں: وهو ما قصد فيه الدلالة على الاستنابة في التصرف وکالت سے مراد ایسا عقد ہے جس میں تصرف کی نیابت پائی جاتی ہو، چاہے یہ قول کی صورت میں ہو جیسے صیغہ وغیرہ کا جاری کرنا۔پس اس تعریف کے مطابق، ودیعہ اور مضاربہ وغیرہ کا شمار وکالت میں نہیں ہوگا۔

برھان الدین مرغینانی حنفی نے فقہا کی اصطلاح میں وکالت کی تعریف یوں بیان کی ہے: عبارة عن إقامة الانسان غيره مقام نفسه في تصرف معلوم؛ وکالت سے مراد انسان کا کسی دوسرے شخص کو خاص تصرف انجام دینے میں اپنا قائم مقام قرار دینا ہے۔

ابن حجر عسقلانی نے وکالت کی اصطلاحی تعریف بیان کرتے ہوئے کہا ہے: هي إقامة الشخص غيره مقام نفسه مطلقا او مقيدا؛ وکالت سے مراد کسی دوسرے شخص کو مطلق یا مقید طور پر اپنا قائم مقام بنانا ہے۔ شوکانی نے بھی نیل الاوطار میں وکالت کی یہی تعریف بیان کی ہے۔

خلاصہ یہ کہ فقہا اسلام نے وکالت کی تعریف میں تفویض، نیابت، اور کسی شخص کو کام کی انجام دہی میں قائم مقام قرار دینے کے معانی کو بیان کیا ہے۔

عقدِ وکالت کے جواز پر امتِ اسلام کے درمیان اتفاقِ نظر پایا جاتا ہے۔

## (دفعہ: 75): عقد وکالت کے ارکان:

## (Members of the contract)

عقد وکالت کے تین بنیادی رکن ہیں، اگر ان میں سے کوئی ایک رکن بھی مفقود ہو تو عقد وکالت صحیح نہیں ہو گا۔

1) مؤکِل (یعنی وکیل بنانے والے)
2) مؤکَل (یعنی وکیل)
3) مؤکل فیہ (یعنی وکالت کا مورد)

## (دفعہ: 76 ضمن۔i): عقد وکالت کی شرائط

## (Conditions of the contract of marriage)

ا۔ وکالت عقد ہے لہٰذا اس میں دوسرے عقود کی طرح ایجاب و قبول کا پایا جانا ضروری ہے، ایجاب مؤکل کی طرف سے ہوتا ہے اور قبول وکیل کی طرف سے ہوتا ہے؛ لہٰذا ایجاب و قبول کے بغیر یہ عقد صحیح نہیں ہے۔

۲۔ عقد وکالت میں ایجاب و قبول کے لئے کسی خاص لفظ کا ہونا ضروری نہیں ہے، بلکہ یہ عقد ہر ایسے لفظ یا فعل کے ذریعہ واقع ہو جاتا ہے جو وکالت کے مفہوم پر دلالت کرے

۳۔ عقد وکالت کے ایجاب و قبول میں موالات شرط نہیں ہے، یعنی یہ ضروری نہیں ہے کہ جونہی مؤکل عقد کے صیغہ کو جاری کرے تو وکیل فوراً قبول کرلے۔

۴۔ عقد وکالت معاطات کے طور پر (صیغہ کے بغیر) بھی صحیح ہے۔

۵۔ عقد وکالت کو کسی شرط پر معلق کرنا صحیح نہیں ہے۔

۶۔ ہر ایسے امر میں وکالت صحیح ہے اور اُسے کسی دوسرے کے سپرد کیا جا سکتا ہے، جس میں مندرجہ ذیل دو شرط پائی جائیں۔

۱): اُس میں انسان کے لئے خود تصرف کرنا صحیح ہو۔

۲): اُس میں شرعی لحاظ سے نیابت ممکن ہو۔

پس جب یہ دونوں شرط پائی جائیں تو وکالت صحیح ہے چاہے موکل مرد ہو یا عورت، عادل ہو یا فاسق، مسلمان ہو یا کافر، حاضر ہو یا غائب۔

۷۔ وکالت صرف ایسے امور میں صحیح ہے جن میں شارع کا مقصد، خود شخص سے کام کا صدور نہ ہو، اور جن افعال میں شارع کا مقصد یہ ہو کہ انسان خود اسے انجام دے تو ایسے امور میں وکالت صحیح نہیں ہے، البتہ یہ قرآن و سنت سے معلوم ہوتا ہے کہ کن چیزوں میں شارع کا مقصد مکلّف کی ذات سے فعل کا صدور ہے، مثلاً زندگی میں واجب نماز کی ادائیگی وغیرہ۔

## (دفعہ: 76 ضمن۔ii): وکالت کا عقد جائز یا عقد لازم ہونا

## (The contract of advocacy valid or the contract is binding)

وکالت عقود جائزہ میں سے اور عقد وکالت میں ایجاب و قبول کے لئے خاص الفاظ کا ہونا ضروری نہیں ہے، نیز یہ کہ اگر وکیل یا مؤکل میں سے کوئی شخص کسی مصلحت کے پیشِ نظر عقدِ وکالت کو لغو کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں اور یہ عقد باطل ہو جائے گا۔

وکیل یا موکل میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کے حضور یا غیبت میں عقد کو باطل کر سکتا ہے۔

وکیل اور موکل میں سے کسی ایک کے فوت، مجنون، بے ہوش یا موکل کے مجور ہو جانے کی صورت میں عقد باطل ہو جاتا ہے، اسی طرح وکالت کے مورد کے تلف ہو جانے کی صورت میں بھی وکالت باطل ہو جاتی ہے۔

## (دفعہ: 77): وکالت اور ولایت میں فرق

## (The difference between advocacy and guardianship)

عقد وکالت اور ولایت کے درمیان بنیادی طور پر فرق پایا جاتا ہے جو وکالت اور ولایت کی شرعی و فقہی تعریف سے واضح ہوتا ہے، ذیل میں وکالت اور ولایت کے چند فرق بیان کرتے ہیں:

۱): وکالت میں وکیل اپنے مؤکِل کا کام انجام دیتا ہے اور اُس کی جگہ تصرف کرتا ہے لیکن وہ استقلال و اصالت نہیں رکھتا جبکہ ولایت میں ولی تصرف کرنے میں مستقل ہوتا ہے اور استقلال و اصالت کے ساتھ ولایت کے امور کو انجام دیتا ہے۔

۲): وکالت ایک متزلزل عہد و پیمان ہے جسے فقہی اصطلاح میں "عقدِ جائز" کہا جاتا ہے لہٰذا مؤکِل و وکیل میں سے ہر ایک کسی بھی مصلحت کے پیشِ نظر عقدِ وکالت کو باطل کر سکتا ہے جبکہ ولایت ایک غیر متزلزل عقد ہے جسے فقہی اصطلاح میں "عقدِ لازم" کہا جاتا ہے اسی لئے ولایت کو لغو نہیں کیا جا سکتا۔

۳): وکالت میں وکیل کے لئے مسلمان ہونے کی شرط نہیں ہے کیونکہ تمام فقہاء کے نزدیک غیر مسلمان کی وکالت صحیح ہے جبکہ ولایت میں غیر مسلمان کسی مسلمان کا ولی نہیں بن سکتا۔

## (دفعہ: 78): وکالت اور وصیت میں فرق

## (The difference between Advocacy and Will)

صاحب جواہر نے وصیت اور وکالت کے درمیان فرق بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے: أما الوصاية فهي إحداث ولاية لا استنابة؛ وصایت حقیقت میں ولایت کا وجود میں لانا ہے، نہ کہ نیابت۔

## (دفعہ: 79): وکالت اور نیابت میں فرق

## (Difference between Advocacy and Representation)

کبھی وکالت، نیابت کے ساتھ ملی ہوتی ہے اور کبھی ان دونوں کے درمیان فرق ہوتا ہے؛ لہٰذا اگر وکیل اپنے مؤکل کے نام سے کام انجام دے تو وکالت و نیابت میں کوئی فرق نہیں ہے لیکن اگر وکیل اپنے نام سے وکالت کا کام انجام دے تو نیابت ہے لیکن وکالت نہیں ہے۔

اسی طرح نیابت میں شخصی اعتبار (Intuitu Personoe) کا غلبہ پایا جاتا ہے جبکہ وکالت میں ایسا نہیں ہے۔

## (دفعہ: 80): وکالت اور اجارہ میں فرق

## (Difference between Ijaria and Advocacy)

عقد وکالت اور عقد اجارہ میں چند مختلف فرق بیان کئے گئے ہیں:

۱): عقد وکالت میں ہمیشہ قانونی تصرف (Acte Juridique) موردِ نظر ہوتا ہے جبکہ عقد اجارہ میں مادی عمل (Acte mateuiel) موردِ نظر ہوتا ہے، یا دوسرے لفظوں میں محل الوکالہ قانونی تصرف ہے جبکہ محل الایجار مادی عمل ہے۔

۲): وکیل عام طور سے مؤکل کے نام پر قانونی تصرف کرتا ہے اور اُس کا قائم مقام شمار ہوتا ہے جبکہ مستاجر ایسا نہیں ہوتا۔

۳): وکیل یا مؤکل کی موت سے وکالت ختم ہو جاتی ہے جبکہ اجارہ میں عام طور سے ایسا نہیں ہے، سوائے استثنائی صورت کے۔

۴): وکالت میں مؤکل یا وکیل میں سے ہر ایک عقد کو باطل کر سکتا ہے جبکہ اجارہ میں ایسا نہیں ہو سکتا۔

## (دفعہ: 81 ضمن۔i): موکل کی شرائط (Terms of client)

ا۔ موکل کا بالغ، عاقل اور جائز التصرف ہونا ضروری ہے۔

**وضاحت**: موکل کیلئے پہلی شرط یہ ہے کہ جس کام کیلئے وکالت دے رہا ہے خود اس میں تصرف کر سکتا ہو اور یہ تصرف مالک ہونے کی بناپر ہو یا ولی ہونے کی، مثلاً باپ اور دادا۔ پس بچے کی طرف سے وکیل بننا صحیح نہیں ہے اگرچہ وہ ممیّز ہی کیوں نہ ہو یا دس سال کا کیوں نہ ہو۔

۲۔ مجنون شخص کا کسی دوسرے کو اپنا وکیل قرار دینا صحیح نہیں ہوگا۔

**وضاحت**: مجنون شخص کی دوسرے شخص کو اپنا نہیں قرار دے سکتے چاہے وہ جنون ادواری ہو یعنی کچھ ٹائم کیلئے ہو اور پھر اضافہ ہو جائے یا اطباقی یعنی دائمی ہو البتہ افاقہ کی حالت مجنون شخص دوسرے کو اپنا وکیل قرار دے سکتا ہے اسی طرح جو شخص بے ہوشی اور غشی کی حالت میں ہے اس کا حکم بھی یہی ہے چونکہ یہ دونوں بھی اپنے مال میں تصرف کی اہلیت نہیں رکھتے البتہ مجنون شخص طلاق خلع اور طلب قصاص جیسے امور میں وکیل قرار دے سکتا ہے۔

۳۔ عبد خالص کیلئے صحیح نہیں کہ مولی کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے شخص کو اپنا وکیل قرار دے۔ البتہ اگر وکالت ان امور کے متعلق ہو جن میں مولی کی اجازت ضروری نہیں تو عبد، مولی کی اجازت کے بغیر بھی کسی کو وکیل قرار دے سکتا ہے مثلاً طلاق، خلع، طلب قصاص وغیرہ۔ البتہ عبد خالص (قن) اپنے مولی کی اجازت سے اپنے لیے نکاح کو قبول کر سکتا ہے جبکہ عبد مکاتب کسی دوسرے شخص کو وکیل بنا سکتا ہے کیونکہ مولی کا سلطہ اس سے منقطع ہو چکا ہے اور اس کیلئے تصرف جائز ہے۔

۴۔ سفاہت کی وجہ سے مجور علیہ کیلئے صحیح ہے کہ طلاق، خلع، اور طلب قصاص کے موارد میں کسی کو وکیل قرار دے سکتا ہے چاہے ولی اجازت دے یا نہ دے چونکہ ان موارد میں نیابت صحیح ہے پس اس کیلئے توکیل بھی صحیح ہے لیکن بقیہ موارد میں توکیل صحیح نہیں ہے

## (دفعہ: 81 ضمن۔ii) سفاہت کا معنی اور مفہوم

## (Meaning of unintelligent/senseless)

ان السفه ضد الرشد والسفيه يقابل الرشيد والرشد هو ملكة نفسانيه تمنع من افساد المال و صرفه فی غير الوجوه المطابقة الافعال العقلاء فالسفيه بخلافه۔

سفیہ رشد کی ضد ہے اور رشید کے مقابلے میں ہے، رشد وہ ملکہ نفسانیہ ہے جو مال کے فاسد کرنے سے منع کرتا ہے اور ان موارد میں مال کو خرچ کرنے سے روکتا ہے جو عقلاء کے مطابق نہ ہو۔

مثلاً جو شخص اپنی جنس کو اصلی قیمت سے بھی کمتر پر فروخت کرے یا کسی سے کوئی شئ اس کی حقیقی قیمت سے زیادہ مہنگی خریدے وہ سفی ہوتا ہے یا جو شخص اپنا زیادہ تر مال شراب نوشی یا دوسرے فضول کاموں پر خرچ کر دے۔

**وضاحت**: سفیہ مسلوب عبارہ نہیں ہوتا بلکہ صبی ممیّز کی طرح ہے اور سفیہ غیر کیلئے وکیل قرار دے سکتا ہے جس طرح بیع اور نکاح یا اس کے علاوہ اپنے لیے وکیل کرنا اس کے لیے صحیح ہوتا ہے لیکن ولی کی اجازت پر موقوف ہوگا۔ سفیہ کی طرف مال نہیں بھیج سکتے نہ اسکا اپنا مال اور نہ کسی دوسرے کا مال اگر مال بھیجا جائے اور وہ تلف ہو جائے اور مال کسی غیر کا تھا تو سفیہ ضامن نہیں ہے اور اگر اس کا اپنا مال تھا تو بھیجنے والا ضامن ہوگا۔

سفیہ کا ولی حاکم شرح ہوتا ہے جبکہ صبی ممیّز کا ولی اسک اباپ یا دادا ہوتا ہے۔

۵۔ محاکمہ کے وقت کوئی شخص بھی ان تمام امور جن میں نیابۃ اور وکالت جائز ہے وکالت قبول کر سکتا ہے چاہے موکل حاضر ہو یا غائب، مریض ہو یا صحت یاب۔

۶۔ محرم شخص جب تک احرام کی حالت میں ہے شکار اور نکاح کے حوالے سے اسکی وکالت قبول کرنا صحیح نہیں چونکہ یہ دونوں مورد محرم پر حرام ہیں۔

۷۔ اگر کوئی محرم حالت احرام میں کسی عورت کے ساتھ عقد کرتا ہے اگر اسے حرمت کا علم ہے ان دونوں کو فوراً جدا ہو جانا چاہیے اور ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے پر حرام ہوں گے لیکن اگر

حرمت کا علم نہیں رکھتا تو جدا ہو جائیں اور جب محل ہونگے تو دوبارہ ایک دوسرے کے ساتھ عقد کر سکتے ہیں۔

۸۔ وکیل کیلئے صحیح نہیں کہ موکل کی اجازت کے بغیر کسی اور شخص کو وکیل قرار دے لیکن اگر موکل اجازت دے چاہے صراحت کے ساتھ، یعنی وکیل کو کہے تو میری طرف سے یا اپنی طرف سے کسی اور شخص کو وکیل بنا سکتا ہے یا بغیر صراحت کے مثلاً یہ کہے اصنع ماشئت تو ان دونوں صورتوں میں وکیل کیلئے صحیح ہے کہ کسی اور شخص کو وکیل بنائے۔

## (دفعہ: 82): وکیل کی شرائط (Terms of lawyer)

۱۔ وکیل کو بالغ اور عاقل ہونا چاہیے اور فرق نہیں کرتا کہ مسلمان ہو یا کافر، غلام ہو یا آزاد، فاسق ہو یا مرتد، عورت ہو یا مرد، پس بچے اور دیوانے کی وکالت صحیح نہیں اگرچہ ان کے ولی کی اجازت ہو۔

۲۔ ایک ہی مورد میں ایک سے زائد وکیل کرنا صحیح ہے، پس اگر ایک موکل نے ایک مسئلہ پر دو وکیل کیے تو اگر دونوں کیلئے اذن دیا ہو کہ تم جدا جدا کام کر سکتے ہو تو دونوں کیلئے علیحدہ کام کرنا صحیح ہے لیکن اگر موکل نے انفرادی کام کرنے سے منع کیا ہو تو دونوں کیلئے انفرادی کام کا کرنا صحیح نہیں۔

۳۔ کافر شخص وکیل بن سکتا ہے۔

**وضاحت**: کافر ذمی اور مسلمان کے درمیان وکالت کی آٹھ صورتیں ہیں:

1۔ وکیل، موکل اور موکل علیہ تینوں مسلمان ہوں تو اس صورت میں وکالت صحیح ہے۔
2۔ وکیل، موکل اور موکل علیہ تینوں کافر ہوں تو اس صورت میں بھی وکالت صحیح ہے۔
3۔ وکیل اور موکل علیہ مسلمان ہوں جبکہ موکل کافر ہو تو اس صورت میں وکالت صحیح ہے۔
4۔ وکیل اور موکل کافر ہوں جبکہ موکل علیہ مسلمان ہو اس صورت میں وکالت باطل ہے۔

5۔ وکیل کافر ہو جبکہ موکل اور موکل علیہ دونوں مسلمان ہوں اس صورت میں بھی وکالت باطل ہے۔

6۔ وکیل اور موکل مسلمان ہوں لیکن موکل علیہ کافر ہو اس صورت میں وکالت صحیح ہے۔

7۔ وکیل اور موکل علیہ کافر ہوں لیکن موکل مسلمان ہو اس صورت میں بھی وکالت صحیح ہے۔

8۔ وکیل مسلمان ہو لیکن موکل اور موکل علیہ دونوں کافر ہوں اس صورت میں بھی وکالت صحیح ہے۔

۴۔ ایک ہی شخص کا دونوں طرف سے وکیل ہونا صحیح ہے۔

۵۔ اگر کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو وکیل قرار دے جو کچھ مدت کے بعد مرتد ہو جائے تو اسکی وکالت باطل نہیں ہوتی چاہے یہ مرتد دار الحرب کے ساتھ ملحق ہو جائے یا نہ۔

٦۔ وکیل کا خود کو معزول کرنے سے وکالت باطل ہو جاتی ہے، چاہے موکل حاضر ہو یا غائب ہو۔

۷۔ وکیل اپنے موکل کے مال پر امین ہوتا ہے، پس مال تلف ہونے کی صورت میں ضامن نہ ہوگا۔

## (دفعہ: 83): وکالت میں اختلاف

## (Disagreement in advocacy)

۱۔ وکالت موکل کی تصدیق اور دو عادل گواہوں کی گواہی سے ثابت ہو گی۔

۲۔ خود وکالت میں اختلاف کی صورت میں بینہ کی عدم موجودگی اور قسم کے ساتھ منکر کا قول مقدم ہوگا اور فرق نہیں کہ مدعی وکیل ہو یا موکل ہو۔

۳۔ وکیل اور موکل کے درمیان تصرف کے صحیح اور غلط ہونے میں اختلاف ہو تو وکیل کے قول کو مقدم کیا جائے گا۔

۴۔ اگر وکیل اور موکل کے درمیان اس شیء کی واپسی پر اختلاف ہو جائے جس پر وکالت دی گئی تھی تو موکل کے پاس بینہ کی موجودگی کی صورت میں اس کے قول کو مقدم کیا جائے گا۔

۵۔ وکیل کی طرف سے مال کے تلف ہونے اور موکل کی طرف سے عدم تلف ہونے پر اختلاف کی صورت میں وکیل کے قسم کھانے پر اس کے قول کو مقدم کیا جائے گا۔

# قطع عضو اور پوسٹ مارٹم

(Cutting of body parts and post mortem)

**از دفعہ: 84 تا 86**

# قطع عضو اور پوسٹ مارٹم کے قوانین

## (Law of cutting of body parts and post mortem)

### (دفعہ: 84): میت کے عضو کو قطع کرنے کا حکم

### (Commandment of cutting of body parts of a dead person)

۱۔ اگر کسی مسلمان کی زندگی کا دارومدار میت کے کسی عضو جیسے اس کا دل یا گردہ کاٹ کر زندہ کے جسم سے جوڑنے پر ہو تو اسے کاٹنا جائز ہے۔

۲۔ مسلمان میت کے جسم سے عضو کاٹنا اور اسے زندہ انسان کے جسم سے جوڑنا جائز نہیں ہے، چاہے اس کی ضرورت ہی کیوں نہ ہو، جیسے آنکھ وغیرہ۔ اور کاٹنے والے پر دیہ واجب ہے۔ اور کاٹنے کے بعد اسے دفن کرنا ضروری ہے۔ لیکن اگر اسے دفن نہ کیا جائے اور اس کا زندہ انسان کے بدن سے جڑنا مکمل ہو جائے اور اس میں حیات آجائے تو اسے کاٹنا ضروری نہیں ہے۔

۳۔ اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے کسی عضو کو کاٹ کر کسی ضرورت مند انسان کے بدن پر لگایا جائے اور اس کے مرنے کے بعد اس کے وارث بھی اس امر کی اجازت دیں تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۴۔ میت سے مراد وہ ہے جس کے پھیپھڑے اور دل نے مکمل طور پر کام کرنا چھوڑ دیا ہو۔ اگر اس کے پھیپھڑے اور دل نے مکمل طور پر کام کرنا نہ چھوڑ دیا ہو تو وہ مردہ شمار نہ ہوگا اگرچہ وہ دماغ کے اعتبار سے مر چکا ہو، ایسی صورت میں اس کے عضو کو کسی زندہ انسان کے بدن سے جوڑنے کے لیے کاٹنا مطلقاً حرام ہے۔

## (دفعہ: 85): زندہ انسان کے عضو کو کاٹنے کا حکم

## (Commandment of cutting of body parts of a living person)

ا۔ اگر کسی زندہ شخص کا ایک عضو دوسرے سے جوڑنے کے لیے کاٹنا چاہیں تو اگر کاٹنے سے اس کی جان کو خطرہ ہو تو یہ جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر کاٹنے سے اسے کوئی خاص نقصان نہ پہنچتا ہو مثلاً اس کا دوسرا صحت مند گردہ موجود ہو تو ایک گردہ عطیہ کرنے میں کوئی میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ اس شرط کے ساتھ کہ وہ اس بات پر راضی ہو۔

۲۔ قاصر (جیسے نابالغ یا دیوانہ) کے عضو کو کاٹنا قطعاً جایز نہیں ہے۔

۳۔ انسان کا اپنی حیات میں اپنے گردہ یا جسم کا کوئی دوسرا عضو بیچنے یا عطیہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اس شرط کے ساتھ کہ اس سے ان کو کوئی خاص نقصان نہ پہنچتا ہو۔

۴۔ ضرورت مند مریض کو خون دینا جایز ہے اور اس کے بدلے قیمت لینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

## (دفعہ: 86): تشریح: (پوسٹ مارٹم کرنا)

## (Interpretation of post-mortem)

ا۔ کسی مسلمان کے جسم کو چیرنا پھاڑنا (اعضاء جسم کو الگ الگ کرنا، پوسٹ مارٹم کرنا) جائز نہیں اور جو اس عمل کو انجام دے گا اس پر دیہ واجب ہے۔ البتہ اگر مرنے والے کی موت مشکوک ہو اور اس کی موت کی وجہ معلوم کرنا پوسٹ مارٹم پر موقوف ہو تو میت کے ولی کی اجازت سے میت کا پوسٹ مارٹم کرنا جایز ہے۔

۲۔ کافر حربی کے جسم کو چیرنا پھاڑنا (اعضاء جسم کو الگ الگ کرنا، پوسٹ مارٹم کرنا) جائز ہے۔

۳۔ تعلیم یا کسی دوسرے مقصد کے لیے مسلمان کے جسم کو چیرنا پھاڑنا (اعضاء جسم کو الگ الگ کرنا، پوسٹ مارٹم کرنا) جائز نہیں ہے، ہاں اگر کسی مسلمان کی حیات اس امر پر موقوف ہو تو یہ عمل جائز ہے۔

# (دفعہ: 87):احکام خمسہ کی تعریفات

## (Definition of Ahkam-e-Khamsa)

**1۔وجوب (واجب)**:ایسا عمل جس کو بجالانا شریعت نے لازمی قرار دیا ہے اور اس عمل کو ترک کرنا موجب سزا ہو سکتا ہے واجب کہلاتا ہے اور شریعت کا ایسا حکم وجوب سے تعبیر کیا جاتا ہے جیسے نماز روزہ وغیرہ۔

**2۔حرمت (حرام)**:ایسا عمل جس کو ترک کرنا شریعت کی رو سے لازمی ہے اور انجام دینا سزا کا موجب ہو سکتا ہے حرام کہلاتا ہے اور شریعت کے اس حکم کو حرمت کہا جاتا ہے جیسے جھوٹ بولنا، شراب پینا، وغیرہ

**3۔استحباب (مستحب)**:ایسا عمل جس کو انجام دینا باعث ثواب ہے لیکن ترک کرنے پر سزا نہیں ہے مستحب کہلاتا ہے اور شریعت کے اس حکم کو استحباب کہا جاتا ہے، جیسے نماز شب، دوسروں کی پریشانیوں کو دور کرنے کی کوشش کرنا وغیرہ

**4۔کراہت (مکروہ)**:ایسا عمل جس کو ترک کرنا بہتر ہے لیکن انجام دینے پر کوئی سزا نہیں مکروہ کہلاتا ہے اور شریعت کے ایسے حکم کو کراہت سے تعبیر کیا جاتا ہے جیسے رات کو کھڑے ہو کر پانی پینا، وغیرہ

**5۔اباحت (مباح)**:ایسا عمل جس کو انجام دینا اور ترک کرنا برابر ہے مباح کہلاتا ہے اور شریعت کے حکم کو اباحت کہا جاتا ہے جیسے پانی پینا یا نہ پینا، فرد کی مرضی پر منحصر ہے چاہے تو پی لے چاہے تو نہ پیئے

☼☼☼☼☼

## (دفعہ : 88) : فقہ کے مآخذ (Sources of Fiqh)

### (In light of Ahl-e-Sunnah)

**اہل سنت کی نظر میں ماخذ فقہ مندرجہ ذیل ہیں:۔**

**قرآن:** وہ کتاب جو حضرت باری تعالی نے جبرائیل امین کے ذریعے قلب مطہر سرکار انبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل فرمائی اور آپ ﷺ نے وہ اصحاب کرام رضوان اللہ تعالی علیہم کے سامنے تلاوت کی اور حفظ کروائی۔

**سنت:** آپ ﷺ کا قول، فعل اور تقریر یعنی وہ عمل جو آنحضرت کی موجودگی میں انجام دیا گیا اور آپ ﷺ نے منع نہیں کیا جبکہ منع کرنے کا امکان بھی موجود تھا لہٰذا آپ کا منع نہ کرنا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ آپ ﷺ اس عمل سے راضی ہیں۔

**اجماع:** مسلمانوں کا کسی مسئلے پر متفقہ رائے اختیار کرنا اجماع کہلاتا ہے۔

**قیاس:** ایک مقام کے لیے شریعت کی طرف سے بیان شدہ حکم کو دوسرے اس سے مشابہ مقام پر بھی لاگو کرنا قیاس کہلاتا ہے۔

**استحسان:** مجتہد کی نظر میں شریعت کے مفادات اور مصالح کے تحت فتویٰ دینا۔

## اہل تشیّع کی نظر میں مآخذ فقہ مندرجہ ذیل ہیں

### (In light of Ahl-e-Tashee)

**قرآن:** وہ کتاب ہے جو حضرت باری تعالی نے جبرائیل امین کے ذریعے قلب مطہر سرکار انبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل فرمائی اور آپ ﷺ نے وہ آیات اصحاب کرام رضوان اللہ تعالی علیہم کے سامنے تلاوت کیں اور انہیں حفظ کروایا اور باقاعدہ موجودہ ترتیب کے ساتھ لکھوایا اور جو اس وقت مسلمانوں کے پاس قرآن موجود ہے یہ وہی قرآن ہے جو رسول اللہ ﷺ اپنی اُمت کو دے کر گئے اور قرآن ہی تمام احکام اور اسلامی قوانین کا اصل مأخذ ہے۔

**سنت:** قول، فعل اور تقریر معصوم (تقریر معصوم یعنی وہ عمل جو معصومؑ کی موجودگی میں انجام دیا گیا اور آپؑ نے منع نہیں کیا جبکہ منع کرنے کا امکان بھی موجود تھا لہٰذا آپ کا منع نہ کرنا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ آپؑ اس عمل سے راضی ہیں): چونکہ اہل تشیع امامت کے قائل ہیں اور آنحضرت ﷺ کے بعد بارہ آئمہ علیہم السلام کے اقوال، افعال اور تقاریر اسی حکم واقعی کی عملی تفسیر ہیں جو سرکار رسالتمآب ﷺ نے بیان فرمایا۔

**اجماع:** تمام فقہاء کے کسی مسئلے پر متفقہ رائے اختیار کرنا جس سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ اگر حقیقت میں ان کی رائے خلاف واقع ہوتی تو معصوم علیہ السلام کسی نہ کسی فقیہ کے دل میں اختلاف ڈال دیتے اور مسئلے میں سب کا اتفاق وجود میں نہ آتا پس کسی کا اختلاف نہ کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ امام علیہ السلام اس حکم پر راضی ہیں۔ اہل تشیع کے ہاں اجماع از قبیل تقریر معصوم ہے۔ اگر اکثریت کا اتفاق ہو اور چند فقہاء (اگرچہ ایک ہی کیوں نہ ہو) اختلاف کریں تو اجماع منعقد نہیں ہوتا

**عقل:** عقل صرف ایک مقام پر بطور ماخذ استعمال ہوتی ہے وہ مقام ہے ملازمات عقلیہ (ظلم اور عدل)، ظلم عقلاً قبیح ہے اور خدا قبیح انجام نہیں دیتا اور عدل عقلاً حسن ہے اور خدا حسن کو ترک نہیں کرتا۔ اس مورد کے علاوہ صرف عقل کے توسط سے احکام شرعیہ کا اثبات نہیں ہو سکتا۔

عقل تعقل اور سمجھ سے عبارت ہے۔ عقل اس معنی میں شرعی حکم کو قرآن و سنت سے نکالنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ البتہ عقل کا ایک اصطلاحی معنی بھی ہے جو علم اصول الفقہ میں استعمال ہوتا ہے۔ اس معنی میں عقل کو شرعی احکام حاصل کرنے کے لیے ایک مأخذ اور منبع قرار دیا گیا ہے۔ اس کے استعمال کی باقاعدہ حدود متعین ہیں جس کی تفصیلی بحث اصول الفقہ کی کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہے۔

☼☼☼☼☼

# فقہ جعفری کے مطابق
# خنثی و تبدیلی جنس کے فقہی احکام

# فقہ جعفری کے مطابق خنثی کے فقہی احکام

## لغوی معنی

عام استعمال میں، خنثی کا مطلب ہے وہ شخص جو نر اور مادہ علامات کے امتزاج کی وجہ سے نہ تو مرد ہے اور نہ ہی عورت۔ اس لفظ کا لغوی معنی نرم اور لچکدار ہونا ہے، اور ''خنث الرجل کلامہ'' کا مطلب یہ ہے کہ مرد اپنی بات کو عورتوں کی طرح نرم کرتا ہے۔ مخنث (عورت نما مرد) کی اصطلاح بھی اسی اصل سے ماخوذ ہے۔[1]

## اصطلاحی معنی

فقہی اصطلاح میں، خنثی سے مراد وہ شخص ہے جس میں زنانہ اور مردانہ دونوں اعضاء تناسلی ہوں۔[2]

لیکن فقہاء کے ایک گروہ نے خنثی اسے قرار نہیں دیا جس کے بدن میں مرادنہ اور زنانہ اعضاء تناسلی ہوں۔ بلکہ وسیع تر دائرہ کار میں خنثی کا معیار صنفی شناخت کی غیر یقینی صورتحال ہے، جس کے مختلف مظاہر ہیں، اس لیے انہوں نے خنثی کو ایک عمومی مفہوم دیا ہے۔

اس بناء پر بعض امامیہ فقہا[3] اور اہل سنت فقہا[4] نے ان افراد کو بھی خنثی میں سے شمار کیا ہے جن میں زنانہ اور مردانہ اعضاء تناسلی نہ ہوں (جنہیں اصطلاح میں ممسوح کہا جاتا ہے)۔

---

[1] ۔ خلیل بن احمد؛ ابن منظور؛ زبیدی، خنث کے لفظ کے ذیل میں۔

[2] ۔ محمد بن حسن طوسی، المبسوط فی فقہ الامامیۃ، ، جلد 4، صفحہ 266؛ کاشانی، جلد 7، صفحہ 327؛ ابن ادریس حلی، کتاب السرائر الحاوی لتحریر الفتاوی، جلد 3، صفحہ 277؛ زین الدین بن علی شہید ثانی، ، مسالک الافہام الی تنقیح شرائع الاسلام، ، 1413-1419، جلد 13، ص 240۔

[3] ۔ محمد بن حسن طوسی، المبسوط فی فقہ الامامیۃ، جلد 4، ص 114؛ صدر، ج 8، صفحہ 221، 223۔

[4] ۔ ابن قدامہ، المغنی، جلد 7، صفحہ 114، 120- کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔ 121؛ حاطب، جلد 8، صفحہ 610-611) محمد بن احمد خطیب شربینی، مغنی المحتاج الی معرفۃ معانی الفاظ المنہاج، جلد 3، صفحہ 28-29۔

## خنثی کی قسمیں

فقہی کتابوں میں، خنثی کو دو قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے:

### خنثی مشکل

خنثی مشکل سے مراد وہ خنثی ہے جس کی جنس کا تعین اس میں خواتین یا مردوں کی خصوصیات اور علامات کے نہ ہونے یا ان کے ایک دوسرے سے ٹکراؤ کی وجہ سے ممکن نہ ہو۔

### خنثی غیر مشکل (واضح خنثی)

خنثی غیر مشکل وہ ہے جس کی مردانہ یا زنانہ حیثیت کا تعین شرعی امارات یا مردوں اور عورتوں کی خصوصی علامات کے ذریعے کیا جا سکتا ہے۔ ایسا شخص اپنی جنس کا تعین کرنے اور مرد یا عورت کی جنس میں شامل ہونے کے بعد اسی جنس کے احکام کے تابع ہوتا ہے۔ اور متعین جنس سے غیر متعلق اعضاء اس کے جسم میں فالتو عضو شمار ہوتے ہیں۔[1]

بعض فقہاء کے نزدیک خنثی غیر مشکل کو خنثی کہنا مجاز ہے اور وہ حقیقی طور پر خنثی نہیں ہے۔ حقیقی خنثی صرف خنثی مشکل ہے۔[2]

اس کا مطلب یہ ہے کہ فقہی نقطہ نظر سے خنثی غیر مشکل میں مشکل کی قید، قید توضیحی ہے، احترازی نہیں۔ اسی بنا پر فقہ کے مختلف ابواب میں خنثی کے احکام میں فقہاء کی بحث کا موضوع تقریباً خنثی مشکل ہی ہے۔

دوسرے الفاظ میں، مذکورہ بالا تقسیم صرف خنثی کے افراد اور مصادیق کے لحاظ سے نہیں ہے، بلکہ مصادیق کے تعین کے عمل کے مراحل کے لحاظ سے بھی ہے۔ چنانچہ فقہ میں خنثی کی جنس کے تعین کے لیے کچھ راہ حل تجویز کیے گئے ہیں، اگر ان مراحل سے گزرنے کے بعد اس کی

---

[1] ۔ابن قدامہ، المغنی، جلد 7، ص 114؛ حاطب، ج 8، ص 610؛ علی بن محمد علی طباطبائی، ریاض المسائل فی بیان احکام الشرع بالدلائل، ج 12، ص 642؛ نرغی، ج 19، ص 441۔

[2] ۔نووی، شرح المُہذّب، جلد 2، صفحہ 50؛ شہید ثانی 1413-1419، جلد 13، صفحہ 241-242۔

صنف معلوم ہو جائے تو اسے خنثی غیر مشکل کہا جاتا ہے، وگرنہ دوسری صورت میں اسے خنثی مشکل سمجھا جاتا ہے۔

جامع فقہی کتابوں میں خنثی کے احکام بیشتر وراثت کے باب میں بیان ہوئے ہیں۔ فقہاء بالخصوص قدیم فقہاء نے خنثی کے احکام کے بارے میں مستقل کتابیں بھی لکھی ہیں۔[1]

ابو حنیفہ کا قول نقل کیا گیا ہے کہ وہ خنثی کے احکام کے استنباط کو مشکل ترین مسائل میں سے ایک سمجھتے تھے۔[2]

## خنثی مرد ہے یا عورت یا تیسری صنف؟

خنثی کے حوالے سے امامیہ اور اہل سنت فقہاء کی ابحاث میں سب سے مرکزی بحث یہ ہے کہ خنثی مرد کی جنس سے ہے یا عورت کی جنس کا فرد ہے یا اسے تیسری جنس سمجھا جانا چاہیے۔ اکثر فقہاء قرآن مجید کی آیات کا حوالہ دیتے ہوئے۔[3] انسانوں کو دو جنسوں میں منحصر سمجھتے ہیں، نر اور مادہ، اور ان کا کہنا ہے کہ ان دونوں سے ہٹ کر کوئی تیسری جنس نہیں ہے۔ لہٰذا خنثی، اپنی جنس میں ابہام کے باوجود حقیقت میں یا تو مرد ہے یا عورت۔[4] بعض قدیم اہل سنت علماء نے ان آیات کا حوالہ دے کر خنثی کے وجود کا انکار کیا ہے۔[1]

---

[1] ۔ابن ندیم، سیرۃ النبی، چاپ محمد محیی الدین عبد الحمید، ] قاہرہ، صفحہ 257، 264؛ حاجی خلیفہ، جلد 1، کالم 18؛ بغدادی، جلد 1، کالم 461؛ موسوعہ طبقات الفقہاء، ج 12، ص 300۔

[2] ۔اخطب خوارزم، مناقب ابی حنیفۃ، جلد 1، ص 79؛ محمد بن احمد شمس الائمہ سرخسی، کتاب المبسوط، جلد 30، بھی دیکھیں۔ صفحہ 104۔

[3] ۔سورہ نساء: 11؛ غافر: 40؛ شوری: 49؛ نجم: 45۔

[4] ۔ احمد بن علی جصّاص، احکام القرآن، چاپ عبد السلام محمد علی شاہین، بیروت، جلد 3، صفحہ 551؛ محمد بن احمد شمس الائمہ سرخسی، کتاب المبسوط، بیروت، جلد 30، صفحہ 91؛ ابن ادریس حلی، کتاب السرائر الحاوی لتحریر الفتاوی، جلد 3، صفحہ 280-281؛ نجفی، جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام، جلد 39، صفحہ 277-278؛ قس ابن عربی مالکی، احکام القرآن،

## خنثی کی جنس کا تعین

اس مشہور رائے کی بنیاد پر کہ خنثی حقیقت میں یا مرد ہے یا عورت، خنثی کی جنس کا تعین ضروری ہے۔ کیونکہ خنثی کی صنف کے ابہام کی وجہ سے ایک طرف اسے دینی احکام اور اعمال کی انجام دہی میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جن میں شریعت کی رو سے مرد اور عورت کے درمیان فرق پایا جاتا ہے۔ اور دوسری طرف اسے ان حقوق سے مستفید ہونے سے روکتا ہے جو دینی اعتبار سے اس کی جنس کے معلوم ہونے پر منحصر ہیں۔ جیسے وراثت یا وقف یا وصیت جو بیٹی یا بیٹے کے حق میں ہوئی ہے۔

## خنثی کی جنس کے تعین کے طریقے

فقہی کتابوں میں خنثی کی جنس کے تعین کے لیے کچھ راہ حل بتائے گئے ہیں جن میں سے کچھ احادیث میں بھی بیان ہوئے ہیں۔

### ا۔ پیشاب نکلنے کی جگہ

ان میں سب سے اہم اور مشروع علامت جس پر امامیہ اور اہل سنت فقہاء کا اتفاق ہے وہ پیشاب کے نکلنے کی جگہ ہے، جو احادیث میں مذکور ہے۔[2] اس علامت کی بنا پر خنثی کے احکام کے لحاظ سے عورت یا مرد سے ملحق ہونے کے لیے اس کے پیشاب کا مسلسل یا زیادہ تر خارج ہونے والی جگہ ملاک اور معیار ہے۔ (یعنی اگر اس کا پیشاب غالباً یا ہمیشہ عورت والی شرمگاہ سے نکلتا ہے تو وہ عورت

---

جلد 4، صفحہ 98-99؛ صدر، جلد 8، صفحہ 221-223؛ کے لیے تفصیلات، حرّ عاملی؛ عبدالفتاح بن علی حسینی مراغی، العناوین، جلد 1، صفحہ 38-41 کی طرف رجوع کریں۔

[1] ۔ ابن عطیہ، المُحَرَّرُ الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز، جلد 14، صفحہ 236؛ حطاب، جلد 8، صفحہ 611۔

[2] ۔ علی حسینی سیستانی، توضیح المسائل جامع، جلد ۴، مسئلہ ۱۳۱۸۔ بیہقی، جلد 6، صفحہ 261؛ حرامل، جلد 26، صفحہ 283-290۔

ہے اور اگر مرد والی شرمگاہ سے نکلتا ہے تو وہ مرد ہے۔[1] اس طریقہ کو کیسے لاگو کیا جائے یہ احادیث میں بھی بتایا گیا ہے۔[2] اس بارے شیعہ منابع حدیثی میں امیر المومنین علیہ السلام کا ایک فیصلہ مذکور ہے جس میں آیا ہے:

عَنِ اَلصَّفَّارِ عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ مُوسَى اَلْخَشَّابِ عَنْ غِيَاثِ بْنِ كَلُّوبٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَنَّ عَلِيّاً عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ كَانَ يَقُولُ: اَلْخُنْثَى يُوَرَّثُ مِنْ حَيْثُ يَبُولُ فَإِنْ بَالَ مِنْهُمَا جَمِيعاً فَمِنْ أَيِّهِمَا سَبَقَ اَلْبَوْلُ وَرِثَ مِنْهُ فَإِنْ مَاتَ وَ لَمْ يَبُلْ فَنِصْفُ عَقْلِ اَلْمَرْأَةِ وَ نِصْفُ عَقْلِ اَلرَّجُلِ۔[3]

ترجمہ: خنثی کو پیشاب کرنے کی جگہ کے مطابق میراث سے حصہ ملے گا، اگر وہ مردانہ اور زنانہ دونوں شرمگاہوں سے پیشاب کرتا ہے تو ان میں سے جس سے پہلے پیشاب آئے اس کے مطابق اسے میراث سے حصہ ملے گا اور اگر وہ پیشاب کرنے سے پہلے مر جائے تو اسے ایک عورت کی میراث کا نصف اور ایک مرد کی میراث کا نصف حصہ دیا جائے گا۔

زمانہ جاہلیت میں پہلی بار شخص کی جنس کے تعین کے لیے اس علامت کو استعمال کیا گیا۔[4] اگر اس علامت کے ذریعے خنثی کی جنس کا تعین ممکن نہ ہو تو کچھ امامیہ فقہاء کے نزدیک اسی سے ہی خنثی، خنثی مشکل شمار ہوگا۔

---

[1] ۔اس حوالے سے امامیہ فقہا کی آراء کے لیے دیکھیں ابن ادریس حلی، کتاب السرائر الحاوی لتحریر الفتاوی ج 3، ص 277؛ نراقی، ج 19، ص 440-446؛ نجفی، جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام، ج 39، ص 278-280؛ اہل سنت فقہا کی آراء کے لیے دیکھیں، محمد بن احمد شمس الائمہ سرخسی، کتاب المبسوط، ج 30، صفحہ 103-104؛ ابن قدامہ، المغنی، ج 7، صفحہ 113-115؛ نووی، شرح المُہذّب، شرح المُہذّب، ج 2، ص 47؛ حطاب، ج 8، صفحہ 618-620۔

[2] ۔ محمد بن حسن بن علی بن محمد بن حسین معروف بنام شیخ حُرّ عاملی، جلد 26، صفحہ 290-291۔

3۔ محمد بن حسن بن علی بن محمد بن حسین معروف بنام شیخ حُرّ عاملی، وسائل الشیعۃ، جلد ۲۶ ، صفحہ ۲۸۶۔

4۔ عبدالرزاق بن ہمام صنعانی، المصنّف، جلد 10، صفحہ 308-309؛ ابن ہشام، سیرۃ النبی، جلد 1، صفحہ 79-80۔

## ۲۔ قرعہ

کچھ فقہاء نے قرعہ اندازی کے قاعدے (القرعۃ لکلّ امر مشکل/امر مشتبہ) کا حوالہ دیتے ہوئے سابقہ علامت کے ذریعے خنثی کی جنس کے تعین نہ ہونے کی صورت میں اس کی جنس کے تعین کے لیے قرعہ تجویز کیا ہے۔[1] ائمہ معصومین علیہم السلام کی بعض احادیث میں بھی اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

أَبُو عَبْدِ اَللهِ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ: وَ أَيُّ حُكْمٍ فِي اَلْمُلْتَبَسِ أَثْبَتُ مِنَ اَلْقُرْعَةِ أَ لَيْسَ هُوَ اَلتَّفْوِيضَ إِلَى اَللهِ جَلَّ ذِكْرُهُ وَ ذَكَرَ أَبُو عَبْدِ اَللهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قِصَّةَ يُونُسَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَ هُوَ قَوْلُ اَللهِ عَزَّوَجَلَّ ـ فَسٰاهَمَ فَكٰانَ مِنَ اَلْمُدْحَضِينَ وَقِصَّةَ زَكَرِيَّا عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَقَوْلُ اَللهِ عَزَّوَجَلَّ ـ وَمٰا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلاٰمَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ـــ حَتَّى أَبُو عَبْدِ اَللهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ هٰذِهِ اَلْقِصَصَ فِي كَلاَمٍ طَوِيلٍ وَ حَتَّى حُكْمَ عَلِيٍّ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ فِي اَلْخُنْثَى اَلْمُشْكِلِ بِالْقُرْعَةِ وَقَدْ ذَكَرْنَاهُ وَ ذَكَرْنَا عَنْ عَلِيٍّ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ۔[2]

ترجمہ: امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: مبہم حکم کو قرعہ کے ذریعے سے ثابت کیا جاسکتا ہے۔ اور یہ اس کام کو اللہ کے سپرد کرنا ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس بارے حضرت یونس اور حضرت زکریا کے قصہ کی مثال دی۔ اور ایک طویل کلام میں امام علی علیہ السلام کے فیصلے کا تذکرہ کیا جس میں آپ نے خنثی مشکل کے متعلق قرعہ کے ذریعے فیصلہ کیا۔

---

1۔ سید علی حسینی سیستانی، توضیح المسائل جامع، جلد ۴، مسئلہ ۱۳۲۰۔

2۔ ابو حنیفہ، نعمان بن محمد بن منصور بن احمد بن حَیُّون تمیمی مغربی، دعائم الإسلام وذکر الحلال والحرام والقضایا والأحکام، جلد ۲، صفحہ ۵۲۲۔

قرعہ کے متعلق امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی حدیث میں آیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: (کل مشکل فیہ القرعۃ)[1]

## ۳۔ پسلیوں کی تعداد

امامیہ فقہاء کے ایک اور گروہ نے خنثی کی جنس کے تعین کے لیے دوسرے مرحلے میں اس کی پسلیوں کی تعداد کو ملاک اور معیار قرار دیا ہے۔ جو کہ احادیث میں بھی منقول ہے۔ اس کی مستند امام علی علیہ السلام کا ایک فیصلہ ہے جس میں آپ نے خنثی کی جنس کے تعین کے لیے اس کی پسلیوں کو گننے کا حکم دیا۔[2] اس بارے ایک حدیث میں امیر المومنین علیہ السّلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

وَ رَوَى اَلسَّكُونِيُّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ كَانَ يُوَرِّثُ اَلْخُنْثَى فَيَعُدُّ أَضْلاَعَهُ فَإِنْ كَانَتْ أَضْلاَعُهُ نَاقِصَةً مِنْ أَضْلاَعِ اَلنِّسَاءِ بِضِلْعٍ وَرَّثَ مِيرَاثَ اَلرَّجُلِ لِأَنَّ اَلرَّجُلَ تَنْقُصُ أَضْلاَعُهُ، عَنْ ضِلْعِ اَلنِّسَاءِ بِضِلْعٍ لِأَنَّ حَوَّاءَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلْعِ آدَمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ اَلْقُصْوَى اَلْيُسْرَى فَنَقَصَ مِنْ أَضْلاَعِهِ ضِلْعٌ وَاحِدٌ۔[3]

ترجمہ: امام علی علیہ السلام خنثی کو میراث کا حصہ دیا کرتے تھے۔ آپؑ خنثی کو میراث دینے کے لیے اس کی پسلیوں کی گنتی کرتے تھے پس اگر اس کی پسلیاں عورتوں کی پسلیوں سے کم ہوتیں تو اسے مرد کی میراث دے دیتے تھے۔ کیونکہ مرد کی پسلیاں عورت کی پسلیوں سے کم ہوتی ہیں کیونکہ حوا کو آدم کی بائیں پسلی سے پیدا کیا گیا تھا۔ اسی لیے آپ کی ایک پسلی کم تھی۔

---

1۔ التہذیب: 6، کتاب القضایا والاحکام، باب البینتین یتقابلان اِویترجح بعضہا علی بعض وحکم القرعۃ، حدیث: 24. وفی الفقیہ: 3، اِبواب القضایا والاحکام باب الحکم بالقرعۃ، حدیث: 2، والحدیث عن اِبی الحسن موسی بن جعفر علیہ السلام۔

2۔ علی بن محمد علی طباطبائی، ریاض المسائل فی بیان احکام الشرع بالدلائل، جلد 12، صفحہ۔ 645-649؛ نراقی، جلد 9، صفحہ 446-450؛ نجفی، جلد 39، صفحہ 281-286۔

3۔ ابو جعفر محمد بن علی بن حسن بن موسی بن بابویہ قمی، معروف بہ شیخ صدوق، من لایحضرہ الفقیہ، جلد ۴، صفحہ ۳۲۶۔

## دیگر علامتیں اور امارات

بعض امامیہ فقہاء کے نزدیک [1] مذکورہ دو علامتیں طریقیت کے باب سے ہیں نہ کہ موضوعیت کے باب سے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ضروری نہیں ہے کہ صرف ان دو طریقوں سے خنثی کی جنس کی شناخت کی جائے بلکہ، شرعی نقطہ نظر سے، مرد یا عورت ہونے کی کوئی بھی تسلی بخش علامت درست سمجھی جائے گی۔ جیسے مردوں کی مخصوص ثانوی جنسی خصوصیات کا ہونا (چہرے پر داڑھی آگنا یا انزال وغیرہ) یا خواتین کی مخصوص نشانیوں کا ہونا (جیسے بلوغت کے بعد ان کے بعض اعضاء کا بڑھنا جیسے پستان، یا حیض اور حمل وغیرہ۔ [2]

## علامات میں تعارض

البتہ بعض فقہاء نے مذکورہ دونوں منصوص علامتوں کو غیر منصوص علامات پر ترجیح دی ہے اور انہیں مقدم جانا ہے۔ [3] بعض فقہا کے نزدیک اگر جدید طبّی نتائج کے ذریعے خنثی کی جنس معلوم ہو جائے تو اسے مذکورہ دونوں امارتوں اور علامتوں پر مقدم سمجھا جائے گا۔ [4] بعض فقہی کتابوں میں غیر منصوص علامات کے درمیان تعارض اور تصادم کی صورتیں بھی بیان کی گئی ہے۔ [5] اس بارے اہل سنت فقہاء کی آراء مختلف ہیں۔ ان کے مطابق بلوغت کے بعد مردوں یا عورتوں کی مخصوص علامات کے خنثی میں ظاہر ہونے کے بعد وہ اسی جنس کے افراد میں شامل ہو جاتا ہے۔

---

[1] ۔ محمد بن حسن نجفی، جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام، جلد 39، صفحہ 280-281؛ سبزواری، سید عبد الأعلی، مہذّب الأحکام، جلد 30، صفحہ 253-254؛ محمد علی اراکی، رسالتان فی الارث و نفقۃ الزوجۃ، صفحہ 241-243۔

[2] ۔ علامہ حلی، جلد 9، صفحہ 95-96؛ فخر المحققین، ج 4، صفحہ 250-251۔ امام خمینی، تحریر الوسیلۃ، ج 2، ص 399 – 400، مؤسسہ مطبوعات دار العلم، قم. چاپ اول، بی تا.

[3] ۔ امام خمینی، تحریر الوسیلۃ، ج 2، ص 362 دیکھیں۔

[4] ۔ سید علی حسینی سیستانی، منہاج الصالحین، جلد 3، صفحہ 359۔

[5] ۔ حرّ عاملی؛ عبد الفتاح بن علی حسینی مراغی، العناوین، جلد 1، صفحہ 52-54۔

مذکورہ بالا فقہاء ان علامات اور پسلیوں کی تعداد کو معتبر دلیل کے طور پر قبول کرنے پر متفق نہیں ہیں۔[1] قدیم فقہاء مخفی جنسی علامات (جیسے جینیٹک حیثیت) سے آگاہ نہ ہونے کی وجہ سے خنثی کی جنسیت کے تعین کے لیے ان میں ظاہری جسمانی علامات (جیسے عضو تناسل اور ثانوی جنسی خصوصیات) کو معتبر سمجھتے تھے۔ البتہ انہوں نے خنثی کی جنس کے تعین میں اس کی نفسیاتی خصوصیات پر توجہ دینے میں کوتاہی نہیں کی ہے۔[2]

## خنثی مشکل سے متعلق فقہی احکام

وہ احکام جو مرد اور عورت کی جنس سے قطع سارے انسانوں پر واجب ہیں جیسے نماز، روزہ اور حج کی فرضیت تو بغیر کسی شک و تردید کے وہ خنثی پر بھی واجب ہیں۔ البتہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ ان احکام میں جو کسی خاص مسئلہ میں مردوں یا عورتوں میں سے کسی خاص جنس کے ساتھ مخصوص ہیں مثلاً عورتوں کے لیے نا محرم سے بدن کو ڈھانپنے کا وجوب یا مردوں کے لیے ریشمی کپڑے پہننے کی حرمت تو ان میں خنثی مردوں کی جنس سے ملحق ہوگا یا عورتوں کی جنس سے۔ چنانچہ سابق سطور میں بیان شدہ علامتوں کے ذریعے خنثی کی جنس کا تعین ممکن نہ ہو تو فقہ کے نقطہ نظر سے اسے خنثی مشکل سمجھا جائے گا۔ سارے امامیہ اور اہل سنت فقہاء نے ان تمام ابواب میں جہاں مرد اور عورت کے لیے مختلف (لازمی یا غیر لازمی) احکام ہیں، خنثی کے مسائل بھی بیان کئے ہیں جن میں طہارت، تجہیز و تکفین میت، نماز (جہر و اخفات کا مسئلہ، پردے کے مسائل، نماز باجماعت)، جہاد (خواتین پر جہاد ابتدائی فرض نہیں ہے)، حج (احرام کے بعض وہ محرمات جو مرد یا عورت میں سے صرف ایک پر حرام ہیں، جیسے مردوں کے لیے سر ڈھانپنے کی حرمت اور عورتوں کے لیے چہرے کو ڈھانپنا)، ختنہ، غیر محرم کے سامنے پردہ کرنا (مردوں کے لیے عورتوں کے مقابلے

1۔ ابوبکر بن مسعود کاسانی، کتاب بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، جلد 7، صفحہ 327؛ ابن قدامہ، المغنی، جلد 7، صفحہ 113-115) نووی، شرح المُہذّب، جلد 2، صفحہ 47-48؛ حطاب، ج8، ص620؛ خطیب شیربنی، ج3، ص29۔

2۔ محمد بن حسن طوسی، المبسوط فی فقہ الامامیۃ، جلد 4، صفحہ 266؛ الموسوعۃ الفقہیہ، جلد 20، دیکھیں۔ صفحہ 23۔

میں پردہ کی حد کم ہے)، نکاح، وراثت، قضا اور شہادات (قضا اور شہادت کے وہ احکام جو مرد یا عورت میں سے ایک کے لیے ہیں)، قصاص اور دیت کے مسائل شامل ہیں۔

فقہ کے مختلف ابواب میں خنثی کے متعلق بیان شدہ بعض احکام بیان کئے جاتے ہیں:

ا۔ طہارت: اگر خنثی کسی عورت کے ساتھ ہمبستری کرے یا کوئی مرد اس کے ساتھ جماع کرے تو وہ مجنب نہیں ہوتا۔ کیوں کہ دونوں صورتوں میں خنثی کے عضو تناسل کے اصلی یا فالتو ہونے کے بارے میں شک ہے۔ البتہ اگر خنثی کسی عورت سے جماع کرے اور پھر کوئی مرد اس سے جماع کرے تو اس صورت میں وہ مجنب ہو جائے گا۔[1]

اگر خنثی کے مردانہ اور زنانہ دونوں عضو تناسل سے منی خارج ہو جائے یا غالب طور پر جس عضو تناسل سے خارج ہوتی ہے اس سے نکلے تو وہ مجنب ہو جائے گا۔[2] البتہ بعض فقہاء نے اس کے دونوں میں سے ایک عضو سے منی کے خارج ہونے کو بھی جنابت کا سبب قرار دیا ہے۔[3]

۲۔ نماز: نماز کے دوران دونوں شرمگاہوں کو ڈھانپنا خنثی پر واجب ہے۔ لیکن عورتوں کی طرح جسم کے دوسرے حصوں کو ڈھانپنے کے وجوب کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔[4] احتیاط کے طور پر خنثی کو چاہیے کہ وہ اخفاتی نمازوں (ظہر اور عصر) کو آہستہ اور جہری نمازوں (فجر، مغرب اور عشاء) کو بلند آواز سے پڑھے۔[5]

---

1 ۔ محمد حسن نجفی، جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام، محقق و مصحح: قوچانی، عباس، آخوندی، علی، ج3، ص36، دار احیاء التراث العربی، بیروت، چاپ ہفتم، 1404ق؛ آملی، میرزا محمد تقی، مصباح الہدی فی شرح العروۃ الوثقی، ج4، ص89 – 90، نشر مؤلف، تہران، چاپ اول، 1380ق.

2 ۔ کرکی (محقق ثانی)، علی بن حسین، جامع المقاصد فی شرح القواعد، ج1، ص255، مؤسسہ آل البیت (ع)، قم، چاپ دوم، 1414ق؛ جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام، ج3، ص8 .

3 ۔ محمد حسن نجفی، جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام، ج3، ص8.

4 ۔ محمد حسن نجفی، جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام، ج۸، ص۲۲۱.

5 ۔ محمد حسن نجفی، جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام، ج۹، ص۳۸۵۔

امام علی علیہ السلام سے مروی حدیث میں خنثی کے امام جماعت بننے سے منع کیا ہے:

عَنْ عَلِيٍّ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ: أَنَّهُ نَهَى عَنِ اَلصَّلاَةِ خَلْفَ اَلْأَجْذَمِ وَ اَلْأَبْرَصِ وَ اَلْمَجْنُونِ۔۔۔وَ لاَ يَؤُمُّ اَلْخُنْثَى اَلرِّجَالَ۔[1]

ترجمہ: امام علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے جذام اور برص کے مریض اور دیوانہ شخص کے امام جماعت بننے سے منع فرمایا۔۔۔ نیز آپ نے فرمایا کہ مرد جماعت میں خنثی کی اقتدا نہیں کر سکتے۔

۳۔حج: احرام کی بعض ممنوع چیزیں مردوں اور عورتوں کے درمیان مشترک ہیں۔ لیکن کچھ محرمات مردوں یا عورتوں کے لیے مخصوص ہیں، جیسے سلے ہوئے کپڑے پہننا، سر ڈھانپنا اور سایہ کے نیچے جانا مردوں کے لیے حرام ہیں۔ چہرے کو ڈھانپنا عورتوں کے لیے حرام ہے۔ ان احکام میں خنثی کے مرد یا عورت سے ملحق ہونے کے بارے میں اختلاف ہے۔ البتہ اس کے لیے بیک وقت سر اور چہرہ ڈھانپنا جائز نہیں اور یہ کفارہ کا سبب ہے۔[2]

۴۔نگاہ کرنے کے احکام: خنثی کی دُبر (پچھلی شرمگاہ) اور دونوں اگلی شرمگاہوں کی طرف دیکھنا مرد اور عورت دونوں کے لیے حرام ہے۔ اور بعض فقہاء نے مطلق طور پر خنثی کے دونوں عضو تناسل کی طرف دیکھنے کو ناجائز قرار دیا ہے۔[3]

لیکن خنثی مشکل کے جسم کے دوسرے حصوں کی طرف نگاہ کرنے کے بارے میں بعض فقہاء نے کہا ہے کہ وہ مرد کے لیے اس حوالے سے عورت کے حکم میں ہے اور عورت کے لیے مرد کے حکم میں ہے۔ لہٰذا خنثی مشکل کے لیے مرد سے پردہ کرنا واجب ہے اور مرد اس کے جسم

---

1 . محمد حسن نجفی، دعائم الاسلام وذکر الحلال والحرام والقضایا والأحکام ، جلد، صفحہ ۱۵۱۔

2 ۔سید محمود ہاشمی شاہرودی، فرہنگ فقہ مطابق مذہب اہل بیت(ع)، ج3، ص507 – 508۔

3 ۔طباطبایی یزدی، سید محمد کاظم، العروۃ الوثقی (المحشّی)، محقق و مصحح: محسنی سبزواری، احمد، ج1، 309 – 310، دفتر انتشارات اسلامی، قم، چاپ اول، 1419ق؛ مصباح الہدی فی شرح العروۃ الوثقی، ج3، ص14.

کو نہیں دیکھ سکتا سوائے اس کے چہرے اور ہاتھ کی کلائیوں کے۔ جیسا کہ وہ مرد کے جسم کو نہیں دیکھ سکتا اور اس پر واجب ہے کہ وہ عورت سے پردہ کرے۔ جیسا کہ عورت اس کے جسم کو نہیں دیکھ سکتی سوائے ان اعضاء کے جو مستثنی کئے گئے ہیں۔ اسی طرح کہ خنثی بھی عورت کے جسم کو نہیں دیکھ سکتا سوائے ان اعضاء کے جو مستثنی کئے گئے ہے۔[1]

خنثی کے بدن کی طرف نگاہ کرنے کے متعلق امام علی نقی ہادی علیہ السلام سے مروی حدیث میں آیا ہے:

سأل يحيى بن أكثم عن قول علی علیه السلام: إن الخنثى يورث من المبال وقال: فمن ينظر إذا بال إليه مع أنه عسى أن تكون امرأة وقد نظر إليها الرجال، أو عسى أن يكون رجلا وقد نظرت إليه النساء، وهذا ما لا يحل فأجاب أبو الحسن الثالث عليه السلام إن قول علی حق، وينظر قوم عدول يأخذ كل واحد منهم مرآة وتقوم الخنثى خلفهم عريانة وينظرون فی اَلْمِرْآةِ فيرون الشبح فيحكمون عليه۔[2]

ترجمہ: یحیٰ بن اکثم نے امام ہادی علیہ السلام سے حضرت علی علیہ السلام کے اس قول کے بارے میں سوال کیا جس میں آپ نے فرمایا: (خنثی پیشاب کے نکلنے کی جگہ کے مطابق ارث لے گا) اس کی طرف کون دیکھے، حالانکہ وہ عورت ہو اور مرد اسے دیکھیں، یا وہ مرد ہو اور عورتیں اسے دیکھیں اور یہ جائز نہیں ہے۔ آپؑ نے فرمایا: علی علیہ السلام کا فرمان برحق ہے کہ آپ نے اس بارے فرمایا کہ نیک لوگوں کی ایک جماعت اپنے ہاتھ میں آئینہ لیں گے اور خنثی کو اس کے پیچھے کھڑا ہونے کا کہیں گے ہے اور آئینہ میں نظر آنے والی چیز کے مطابق حکم کریں گے۔

---

1 ۔فرہنگ فقہ مطابق مذہب اہل بیت(ع)، ج3، ص508 – 509.

2۔اصول کافی، جلد۷ ، صفحہ ۱۵۸۔

۵۔ شادی (نکاح): خنثی کا نکاح کرنا حرام اور باطل ہے خواہ موقت ہو یا دائمی۔[1]

۶۔ وراثت: خنثی کی میراث کے بارے میں مشہور قول یہ ہے کہ اسے ایک مرد اور ایک عورت کی میراث کا نصف حصہ ملے گا۔[2] اس بارے غیر مشہور قول یہ ہے کہ خنثی کو قرعے کے مطابق میراث سے حصہ دیا جائے گا۔[3]

## قاعدہ احتیاط پر عمل

فقہاء کی نظر میں ایسی صورتوں میں جہاں خنثی کے لیے قطعی طور پر کوئی حکم موجود ہو لیکن مکلّف بہ کی جنس کے نامعلوم ہونے کی وجہ سے اس کا حکم مشتبہ ہو تو تکلیف اور فرض کے ذمہ میں آنے کی وجہ سے احتیاط کی اصل پر عمل کیا جائے گا۔ یعنی خنثی کو وہ کام کرنا چاہیے جو اس خاص معاملے میں مرد اور عورت کے فرائض سے متصادم نہ ہو۔[4] خنثی کے بارے میں بعض فقہی کتابوں میں بیان شدہ احتیاط کے اصول کے نفاذ کی چند مثالیں درج ذیل ہیں: نامحرم مردوں کی موجودگی میں بلند آواز سے اذان کہنے کی حرمت اس صورت میں کہ عورتوں کے لیے ایسا کرنا حرام ہو۔[5] خنثی کے لیے نماز جماعت میں مردوں کی امامت کا جائز نہ ہونا۔[6] نماز میں عورتوں کے لیے لباس کا

---

1 ۔ محمد بن حسن نجفی، جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام، ج33، ص121 وج39، ص294؛ امامی، سید حسن، حقوق مدنی، ج4، ص277، انتشارات اسلامیہ، تہران، بی تا؛ تبریزی، جواد بن علی، استفتاءات جدید، ج1، ص331، دفتر معظم لہ، قم، چاپ اول، بی تا۔

2 ۔ سید محمود ہاشمی شاہرودی، فرہنگ فقہ مطابق مذہب اہل بیت (ع)، ج3، ص509؛ ر.ک: سید علی حسینی خامنہ ای، استفتاءات جدید، ج2، ص397؛ مصطلحات الفقہ، ص154۔

3 ۔ سید علی حسینی سیستانی، توضیح المسائل جامع، جلد ۴، مسئلہ ۱۳۱۹۔ سید محمود ہاشمی شاہرودی، فرہنگ فقہ مطابق مذہب اہل بیت (ع)، ج3، ص509؛ ر.ک: سبزواری، سید عبد الأعلی، مہذّب الأحکام، ج30، ص259، مؤسسۃ المنار، قم، چاپ چہارم، 1413ق۔

4۔ محمد بن حسن نجفی، جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام، جلد29، صفحہ 102؛ الموسوعۃ الفقہیہ۔

5۔ محمد بن حسن نجفی، جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام، جلد9، صفحہ 22؛ الموسوعہ الفقہیہ، جلد20، صفحہ 24۔

6 ۔ محمد بن حسن نجفی، جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام، جلد13، صفحہ 341؛ الموسوعہ الفقہیہ، جلد20، صفحہ 25-26۔

ضروری ہونا۔[1] جہری نمازوں میں بلند آواز سے قرائت پڑھنے کا وجوب، بشرطیکہ نامحرم مرد اس کی آواز نہ سنے۔[2] تجہیز و تکفین میت کے احکام میں احتیاط کا لحاظ رکھنا۔[3] ایسے زیورات سے اجتناب کرنا جو عورتوں یا مردوں میں سے کسی ایک صنف سے مخصوص ہیں اور ان کا استعمال دوسری جنس کے لیے حرام ہے، جیسے مردوں کے لیے سونے اور ریشم کے کپڑے پہننے کی حرمت۔[4] اس کا نکاح درست نہ ہونا اور نامحرم عورتوں اور مردوں کے جسموں پر نگاہ کرنے کی حرمت۔[5] بعض صورتوں میں احتیاط کے ممکن نہ ہونے کی وجہ سے مسئلہ مختلف صورت پیدا کرے گا۔[6]

## بعض احکام میں قاعدہ برائت

خنثی کے متعلق بعض احکام میں فقہاء نے اصل برائت کی طرف رجوع کرتے ہوئے اسے مکلّف نہیں سمجھا ہے، جس میں خنثی کے لیے نماز میں ریشمی لباس پہننے کا جواز، اس پر جہاد ابتدائی کا واجب نہ ہونا،[7] جمعہ کی نماز کا واجب نہ ہونا، متوفی باپ کی قضا نمازوں اور روزوں کا خنثی پر واجب نہ ہونا جو باپ کی سب سے بڑی اولاد ہو، شامل ہیں۔[8] درحقیقت ان مسائل میں خنثی مشکل، خواتین کے حکم میں ہے۔

---

[1] ۔ محمد بن حسن نجفی، جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام، جلد 29، صفحہ 101-102؛ الموسوع الفقہیہ، جلد 20، صفحہ 23-24۔

[2] ۔ نووی، شرح المُہذّب، ج 3، ص 390؛ نجفی، ج 9، ص 385۔

[3] ۔ محمد بن حسن نجفی، جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام، جلد 4، ص 216۔

[4] ۔ مرداوی، جلد ا، صفحہ ۴۷۵، نجفی، جلد 22، ص 115-116۔

[5] ۔ ابن نجیم، جلد 3، صفحہ 115) 138؛ بھوتی حنبلی، ج 5، ص 14؛ نجفی، ج 29، ص 101-102۔

[6] ۔ محمد بن حسن نجفی، جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام، جلد 13 صفحہ 254-255، جلد 14، صفحہ 17-18۔

[7] ۔ محمد بن حسن نجفی، جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام، جلد 21، صفحہ 7-8۔

[8] ۔ یحییٰ بن شرف نووی، المجموع: شرح المُہذّب، ج 4، ص 484؛ نجفی، ج 17، ص 46۔

## تخییری احکام

بعض صورتوں میں، قاعدہ احتیاط کے احتیاط کے عدم امکان سے متصادم ہونے کی وجہ سے، خنثی عورتوں اور مردوں کے حکم میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے میں مختار ہے۔ جیسے احرام کی حالت میں خنثی کو اختیار حاصل ہے کہ وہ سر کو ڈھانپے یا چہرے کو ڈھانپے،[1] وضو اور نماز کے کچھ غیر واجب احکام میں بھی اسے اختیار حاصل ہے کہ وہ مرد اور عورت میں سے کسی ایک کے وظیفے پر عمل کرے۔[2]

## خنثی کی میراث اور دیت کا حکم

فقہ میں خنثی کے متعلق احکام میں سب سے زیادہ مشکل اور پیچیدہ احکام وراثت اور دیت کے احکام ہیں۔ اکثر امامیہ اور اہل سنت فقہاء کے نزدیک خنثی کو اس کے اپنے طبقے کے ورثاء کی میراث کے حصے سے ایک عورت کے حصے کا نصف اور ایک مرد کے حصے کا نصف حصہ ملے گا۔

"عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ أَنَّهُ قَالَ: فِي اَلْخُنْثَى إِذَا بَالَ مِنْهُمَا جَمِيعاً وُرِّثَ بِأَيِّهِمَا سَبَقَ"[3]

ترجمہ: خنثی کی میراث کے بارے میں امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: اگر وہ (مردانہ اور زنانہ) دونوں شرمگاہوں سے پیشاب کرتا ہو تو ان میں سے جس سے پہلے پیشاب کرے اسی کے مطابق اسے میراث ملے گی۔

---

[1] ۔ محقق کرکی، جامع المقاصد فی شرح القواعد، جلد 3، صفحہ 186۔

[2] ۔ زین الدین بن علی شہید ثانی،، مسالک الافہام الی تنقیح شرائع الاسلام، 1410، جلد 1، ص 331، 600، 657؛ نجفی، جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام، جلد 2، صفحہ 340؛ دیگر صورتوں کے لیے حرّ عاملی؛ عبدالفتاح بن علی حسینی مراغی، العناوین، جلد 1، ص 45 بھی دیکھیں۔

[3] ۔ مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل، جلد ۱۷، صفحہ ۲۱۹۔

عَنْ جَعْفَرٍ،عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَضَى فِي اَلْخُنْثَى اَلَّذِي يُخْلَقُ لَهُ ذَكَرٌ وَ فَرْجٌ أَنَّهُ يُورَثُ مِنْ حَيْثُ يَبُولُ، فَإِنْ بَالَ مِنْهُمَا جَمِيعاً فَمِنْ أَيِّهِمَا سَبَقَ، فَإِنْ لَمْ يَبُلْ مِنْ وَاحِدٍ مِنْهُمَا حَتَّى يَمُوتَ، فَنِصْفُ مِيرَاثِ اَلْمَرْأَةِ وَ نِصْفُ مِيرَاثِ اَلرَّجُلِ ''[1]

ترجمہ: جعفر نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ امام علی بن ابی طالب علیہ السلام نے خنثی کے بارے میں فرمایا جس کے لیے مردانہ اور زنانہ دونوں شرمگاہ ہوں کہ اس کو پیشاب نکلنے کی جگہ کے مطابق میراث ملے گی۔ اگر وہ دونوں شرمگاہوں سے ایک ساتھ پیشاب کرے تو جس شرمگاہ سے پہلے پیشاب نکلے اس کے مطابق میراث ملے گی۔ اگر وہ ان دونوں میں سے کسی ایک سے پیشاب کرنے سے پہلے مر جائے تو اسے ایک عورت کی نصف میراث اور ایک مرد کی میراث کا نصف حصہ ملے گا۔

اور اس کے قتل کی دیت بھی ایک عورت اور ایک مرد کی دیت کا نصف ہے۔[2] ایران کے سول لاء کے آرٹیکل 939 میں وراثت میں خنثی مشکل کے حصہ کے تعین کے لیے اسی نقطہ نظر کی پیروی کی گئی ہے۔

## جدید طبّی علوم میں خنثی کی علامتیں

جدید طبّی سائنس میں ان افراد کے لیے جن میں مرد اور عورت دونوں کی نشانیاں موجود ہوں دو جنسیتی کی تعبیر استعمال کی گئی ہے۔ خنثی کو عام طور پر حقیقی اور غیر حقیقی خنثی میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ حقیقی خنثی میں خصیے اور تخمدان (بچہ دانی) دونوں ہوتے ہیں۔ خنثی کے جسم میں نر اور مادہ دونوں کے غدود کی بیک وقت موجودگی اور ان سے مرد اور عورت دونوں کے ہارمونز کا اخراج اس میں مردانگی اور نسوانیت دونوں کی علامتوں کے بیک وقت نمودار ہونے کا سبب

[1] ۔عبداللہ بن جعفر الحمیری القمی قرب الإسناد، جلد ا، صفحہ ۱۴۴۔

[2] ۔حر عاملی، وسائل الشیعہ، جلد 29، صفحہ 228؛ نجفی، جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام، جلد 39، صفحہ 281-286، جلد 42، صفحہ 80-81؛ الموسوعہ الفقہیہ، جلد 20، صفحہ 28-29، 32۔

بنتا ہے۔ کیونکہ ثانوی جنسی خصلتیں، جیسے مردوں میں چہرے کے بالوں کا بڑھنا یا عورتوں میں بعض اعضاء کا بڑھنا، ان غدود سے خارج ہونے والے جنسی ہارمونز کا نتیجہ ہے جو ان کے بدن میں ہوتے ہیں۔ حقیقی خنثی میں عضو تناسل کبھی مرد اور کبھی عورت کا ہوتا ہے۔ دوسری طرف، غیر حقیقی خنثی بظاہر ایسے مرد ہوتے ہیں جن میں مکمل طور پر نسوانی علامتیں پائی جاتی ہیں یا ظاہری طور پر عورتوں کی شکل میں مکمل مرد ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر، ایک شخص جو جینیٹک کے مطابق مرد ہے اور مردانہ غدود رکھتا ہے، ہارمونز کے عوارض اور غدود کے درست کام نہ کرنے کی وجہ سے اس میں خواتین کی جسمانی نشانیاں اور علامات ظاہر ہو سکتی ہیں۔[1]

## سائنسی علوم میں خنثی کی جنس کے تعین کا معیار

جدید سائنسی علوم میں کسی ایسے شخص کی جنس کے تعین کے لیے جو یہ نہیں جانتا کہ وہ مرد ہے یا عورت، دو معیار بتائے گئے ہیں: ۱۔ جسمانی حالات (بشمول فرد کا جینیٹک نقشہ، غدود اور بیرونی اعضاء کی حالت) ۲۔ نفسیاتی حالتیں، یعنی اس فرد کے رویے اور داخلی رجحانات جسے اس نے اپنی جنس کے طور پر خود قبول کیا ہے۔[2] خنثی کی مذکورہ دو خصوصیات فقہ میں خنثی کے لیے بیان کی گئی مشہور تعریف سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ مگر یہ کہ بعض فقہا کی رائے کے مطابق کسی شخص کے خنثی ہونے کا معیار اس کی صنف کی شناخت میں ابہام ہو، نہ کہ اس میں صرف دو عضو تناسل کی موجودگی۔ شاید یہی وجہ ہے کہ جدید دور کے فقہی۔ طبّی مطالعات میں، حقیقی خنثی کو خنثی مشکل اور غیر حقیقی خنثی کو خنثی غیر مشکل کے مساوی سمجھا گیا ہے۔[3]

---

[1] ۔ صمد قضائی، پزشکی قانونی، صفحہ 561-568 کی طرف رجوع کریں؛ طب میں اسلامی نظریات پر دوسرے سیمینار کے مضامین اور تقاریر کا مجموعہ، صفحہ 73-79۔

[2] ۔ سابقہ حوالہ، صفحہ 76، 87۔

[3] ۔ سابقہ حوالہ، ص 79-86؛ ابوالقاسم خویی، صراۃ النجاۃ فی اجوبۃ الاستفتاءات، مع تعلیقات لجواد تبریزی، 1، ص 356؛ حسین علی منتظری، احکام پزشکی: مطابق با فتاوای فقیہ عالیقدر حضرت آیت اللہ العظمی منتظری، منتظری، ص: 113-114۔

## خنثی کی جنس تبدیل کرنے کے متعلق فقہی حکم

فقہی نقطہ نظر سے، خنثی (خاص فقہی معنوں میں) کی جنس کو تبدیل کرکے اسے مرد یا عورت کی جنس میں داخل کرنے کے لیے سرجری کرنا جائز ہے۔[1] لہٰذا اگر ڈاکٹر قطعی طور پر اس نتیجے پر پہنچیں کہ خنثی، مرد ہے یا عورت اور سرجری کے ذریعے غیر اصلی (زیادہ) عضو تناسل کو کاٹ دیں، تو یہ سرجری دراصل اس کی جنس کو تبدیل کرنا نہیں ہے، بلکہ اس کے اندر موجود جنس مخالف کی علامات کو ختم کردینا ہے۔ اس لیے اس پر جنس کی تبدیلی (مرد یا عورت کی شناخت اور جنس میں تبدیلی) کے فقہی۔ قانونی اثرات لاگو نہیں ہوں گے۔ اور اس کے جسم سے اضافی عضو کو ہٹانا ، جسم میں نقص پیدا کرنے اور اسے نقصان پہنچانے کا مصداق بھی نہیں ہوگا۔

خنثی کی جنس کے تعیّن کے حوالے سے اگر ڈاکٹرز کسی حتمی نتیجے پر نہیں پہنچتے اور اس بارے میں انہیں شک و تردید ہوتا ہے کہ خنثی حقیقت میں مرد ہے یا عورت، اور اس کے باوجود خنثی کی جنس کو تبدیل کرنے کے لیے اس کے جسم سے دو عضو تناسل میں سے ایک کو نکال دیتے ہیں تو تب بھی یہ خنثی کی جنس کو تبدیل کرنا شمار نہ ہوگا۔ کیونکہ کاٹا گیا حصہ اصلی یا غیر اصلی ہو سکتا ہے۔ اس موضوعی شبہہ کی بناپر اس کے عضو کا کاٹا جانا، مسلمان کے جسم میں جنس کی تبدیلی یا اس کے بدن میں نقص ایجاد کرنا شمار نہ ہوگا۔[2] ہو سکتا ہے کہ یہ سرجری خنثی کے مسئلے کے حل کے لیے ضروری ہو اور اسے اپنے مذہبی فرائض کی ادائیگی کے لیے درپیش مشکلات سے نجات دلائے۔ اس لیے بعض فقہاء نے[3] اس سرجری کو خنثی پر لازم اور واجب قرار دیا ہے، بشرطیکہ وہ سرجری کروانے کی قدرت رکھتا ہو اور کوئی رکاوٹ اور مانع بھی نہ ہو۔

---

[1] ۔ امام خمینی، تحریر الوسیلۃ، جلد 2، صفحہ 567؛ محمد رضا گلپایگانی، ارشاد السائل، صفحہ 170؛ سید علی خامنہ ای، اجوبۃ الاستفتاءات، جلد 2، صفحہ 73۔

[2] ۔ محمد مؤمن قمی، کلمات سدیدۃ فی مسائل جدیدۃ، ص 107-107؛ خرازی، صفحہ 107-104۔

[3] ۔ عبد الاعلی سبزواری، مہذّب الاحکام فی بیان الحلال والحرام،، جلد 30، صفحہ 254۔

## تبدیلی جنس کی چار اقسام

تمام شیعہ فقہاء کی رائے ہے کہ خنثی مشکل کی جنس کا تعین کرنا جائز ہے اور اس بارے کسی نے کوئی مخالفت نہیں کی ہے۔ خنثی کے علاوہ دوسرے افراد کی جنس کی تبدیلی کی چند صورتیں بنتی ہیں جو حسب ذیل ہیں:

ا۔ مرد کو خصی کرکے نامرد بنادینا، جسے خواجہ سرا کو عنوان دیا جاتا ہے، یہ جائز نہیں ہے۔

۲۔ بعض ایسے مرد یا ایسی عورتیں جن میں مرد اور عورت دونوں کے آلہ تناسل موجود ہیں، ایک ظاہر ہے اور ایک چھپا ہوا ہے۔ مثلاً ایک مرد ہے اس کا مردانہ آلہ تناسل ظاہر ہے لیکن اس کے اندر عورت والی خصوصیت (فرج) بھی موجود ہے۔ اگر میڈیکل اس کی تشخیص دے کہ اس کی مردانہ علامت جو ظاہر ہے کو ختم کرکے عورت والی علامت جو پوشیدہ ہے کو ظاہر کیا جائے تو یہ عمل جائز ہے اور اس کی جو جنس ہوگی اسی کے احکام لاگو ہوں گے۔

## دوسری صورت کی دلیل

اس بارے کہا جاسکتا ہے کہ چونکہ میڈیکل سائنس نے اس حالت کو ایک بیماری سمجھا ہے اور سیرہ عقلاء جس کی تائید شریعت نے بھی کی ہے کے مطابق ہر مریض کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی بیماری کا علاج کرائے؛ اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ تبدیلی جنس کا عمل بذات خود جائز ہے۔ لیکن عام لوگ جن کی ظاہری علامتیں، نفسیاتی رجحانات سے میل کھاتی ہیں ان میں ناقابل تلافی ذہنی اور جسمانی نقصانات کی وجہ سے جنس کی تبدیلی جائز نہیں ہے۔[1]

۳۔ خنثی: خنثی کی دو صورتیں ہیں: اس کی پہلی صورت یہ ہے کہ:

---

1۔ نرگس جزینی، پایان نامہ فارسی کارشناسی ارشد، تہران، پژوہشکدہ امام خمینی (س) وانقلاب اسلامی، 1389 شمسی۔

I. واضح طور پر اس میں مرد یا عورت والی خصوصیات سے ایک پائی جاتی ہے۔ ان میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں لائی جاسکتی ہے۔

II. خنثی مشکل: ایسا خنثی جس میں مرد اور عورت دونوں کی خصوصیات موجود ہیں۔ اس کی میڈیکل کی تشخیص کی بنیاد پر ایک خصوصیت کو ختم کرنا جائز ہے۔ اور جو خصوصیت موجود ہوگی اس پر اسی کے احکام لاگو ہوں گے۔

۴۔ چوتھی قسم یہ ہے کہ ایک مرد ہے لیکن اس کے اندر عورتوں والے رجحانات اور میلانات پائے جاتے ہیں اور اس کے برعکس ایک عورت ہے اس کے اندر مردوں والے رجحانات اور میلانات پائے جاتے ہیں، ان کا اپنی جنس کو تبدیل کرنا جائز نہیں ہے۔[1]

## چوتھی صورت میں تبدیلی جنس کا حکم

جن لوگوں میں مرد یا عورت میں سے صرف ایک ہی علامت پائی جاتی ہے ان میں ناقابل تلافی ذہنی اور جسمانی نقصانات کی وجہ سے جنس کی تبدیلی جائز نہیں ہے۔ اور امامیہ فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اپنے آپ کو نقصان پہنچانا جائز نہیں ہے۔ اپنے آپ کو نقصان پہنچانے میں خودکشی، اعضاء کی خرابی، اور جسم میں موجود قوتوں کو ختم کرنا جیسے سونگھنے یا ذائقہ کی حس کو ختم کرنا جیسے امور شامل ہیں۔[2] اس امر کے اثبات کے لیے فقہاء نے درج ذیل احادیث کو مستند کے طور پر بیان کیا ہے:

---

1۔ تحریر الوسیلہ، جلد 2؛ البحث حول المسائل المستحدثہ، مبحث "ومنہا تغییر الجنسیۃ" مسألہ 1۔ توضیح المسائل، آیت اللہ سید علی حسینی سیستانی، سایٹ آیت اللہ سیستانی، بخش سوالات کے جوابات۔ کتاب "جنسیت کی تبدیلی فقہ و حقوق کی نگاہ میں" مہدی کریمی نیا۔

2۔ مصباح الاصول، تقریر بحث سید ابوالقاسم خوئی، ج2، ص548۔

سوال: جس خنثی کے بارے یہ معلوم نہ ہو کہ وہ مرد کی جنس سے ہے یا عورت کی جنس سے ،تو کیا اس شخص کو یہ اختیار ہے کہ وہ اپنے لئے خود سے کسی جنس کا انتخاب کرلے اور اپنے لئے مرد یا عورت کا شناختی کارڈ بنوائے؟

جواب: اس شخص کے لیے اس کا اختیار نہ ہے بلکہ اسے اپنے بارے تشخیص کرانا ہوگی کہ اس کی مردانہ حیثیت ہے یا زنانہ۔اس کے لیے میڈیکل سے مدد لی جاسکتی ہے۔

سوال: جو خنثی مرد کی شناخت رکھتا ہے کیا وہ خنثی اس سے شادی کرسکتا ہے جو عورت کی شناخت رکھتا ہے؟

جواب: خنثی، خنثی سے شادی نہیں کرسکتا۔

اندیشہ:اگر خنثی کو یہ اختیار دے دیا جائے کہ جو جس کامیلان(طبع)ہو اسے ایسا کرنے دیا جائے،اگر زنانہ ہو تو وہ خود کو عورت لکھوالے اور اگر مردانہ ہو تو وہ خود کو مرد لکھوالے۔اگر ایسی کھلی اجازت اسے دی جائے تو پھر ایسا بھی ہوگا کہ بہت سارے جنسی امراض والے مرد خود کو عورت لکھوا کر دوسرے مرد سے شادی کرلیں گے،اسی طرح اس کے برعکس بھی۔ اس طرح ہم جنس پرستی کا عمل شروع ہوجائے گا۔لہٰذا آج کے دور میں طبّی ذرائع کو استعمال کرکے خنثی کی جنس کی حیثیت ہر صورت متعین کرنا ہوگی کہ وہ مردانہ خصوصیات والا ہے یا زنانہ خصوصیات والا ہے۔جو طبّی طور متعین ہو اسی کو ہی شناختی کارڈ میں لکھا جائے۔ یہ عام اجازت خلاف شریعت ہے کہ جس کی جو مرضی ہے وہ اپنے لئے اس کا انتخاب کرے اور اپنے میلان (طبع) کے تحت عورت یا مرد کی شناخت اپنے لئے حاصل کرلے۔

☆☆☆☆☆

## عدالت فیڈرل شریعت کورٹ اسلام آباد
## (شریعت پیٹشن نمبری05/I/2020)
## حامد حسن بنام فیڈریشن آف پاکستان
## ٹرانس جینڈر افراد (تحفظ حقوق) ایکٹ2018ء کے متعلق فقہ جعفری کا نقطہ نظر

آئین پاکستان کے تحت ملک میں قانون سازی اسلامی تعلیمات کے مطابق ہی ہو سکتی ہے۔ پاکستان کی پارلیمنٹ سے 2018ء میں منظور ہونے والا ٹرانس جینڈر ایکٹ آج کل سوشل میڈیا سمیت علمی حلقوں میں موضوع بحث بنا ہوا ہے اور وفاقی شرعی عدالت میں بھی اس بارے بحث چل رہی ہے۔ پاکستان کی مذہبی جماعتوں نے اس کی مخالفت کرتے ہوئے اس میں ترامیم تجویز کیں ہیں اور پاکستان کے انتہائی اہم آئینی ادارے اسلامی نظریاتی کونسل نے بھی شدید تحفظات کا اظہار کیا۔ کیونکہ آئین پاکستان کے تحت پاکستان میں شریعت سے متصادم کوئی بھی قانون متعارف نہیں کروایا جا سکتا۔ ان سطور میں اس ایکٹ کے بارے فقہ جعفری کا نقطہ نظر پیش کیا جارہاہے۔ ٹرانس جینڈر پرسنز پروٹیکشن آف رائٹس ایکٹ 2018ء کے متعلق فقہ جعفری کا نقطہ نظر پیش کرنے سے پہلے اس ایکٹ کی اہم شقیں بیان کی جاتی ہیں۔

ٹرانس جینڈر پروٹیکشن آف رائٹس ایکٹ2018ء

۱۔ ٹرانس جینڈر پروٹیکشن ایکٹ میں خواجہ سراؤں کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ خود اپنی جنس کی شناخت کر سکتے ہیں اور اسے تبدیل کروا سکتے ہیں۔

۲۔ نادرا سمیت تمام سرکاری ادارے اس بات کے پابند ہیں کہ خواجہ سرا اپنی جس شناخت کو چاہیں وہ ہی ان کے شناختی کارڈ، ڈرائیونگ لائسنس اور پاسپورٹ وغیرہ پر درج کی جائے گی۔

۳۔ ایکٹ میں بحیثیت پاکستانی شہری ان کے تمام حقوق تسلیم کیے گئے ہیں۔انہیں ملازمتوں، تعلیم حاصل کرنے اور صحت کی سہولتوں تک فراہمی کو قانونی حیثیت دی گئی جبکہ وراثت میں ان کا قانونی حق بھی تسلیم کیا گیا ہے۔

۴۔ خواجہ سراؤں کو کوئی سہولت دینے سے انکار اور امتیازی سلوک پر مختلف سزائیں بھی تجویز کی گئی ہیں۔

۵۔اس ایکٹ میں خواجہ سرا کی تعریف بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ یہ تین طرح کے ہو سکتے ہیں:

پہلے نمبر پر: انٹر سیکس خواجہ سرا ہیں، جن کی تعریف کچھ یوں کی گئی ہے کہ ان میں مردوں اور خواتین دونوں کی جینیاتی خصوصیات شامل ہوں یا جن میں پیدائشی ابہام ہو۔

دوسرے نمبر پر: ایسے افراد ہیں، جو پیدائشی طور پر مرد پیدا ہوتے ہیں مگر بعد میں اپنی جنس کی تبدیلی کے عمل سے گزرتے ہیں۔

تیسرے نمبر پر: ایسے لوگ ہیں، جو پیدائش کے وقت کی اپنی جنس سے خود کو مختلف یا متضاد سمجھتے ہوں۔

## فقہ جعفری کا نقطہ نظر

خواجہ سراؤں کے حقِ تعلیم، حقِ ملازمت، حقِ وراثت، حقِ عزت واحترام اور ان کے دیگر انسانی حقوق سے کسی کو اختلاف نہیں۔ کیونکہ دین اسلام سارے انسانوں کی دنیاوی واخروی سعادت کا مکمل ضابطہ حیات ہے اس لیے اس میں تمام انسانوں کے حقوق کا بحیثیت انسان خیال رکھا گیا ہے۔ مگر اس ایکٹ کی بعض شقیں آئین پاکستان اور قرآن وسنت سے متصادم ہیں لہٰذا پاکستان کے قانون ساز اداروں اور دیگر متعلقہ اداروں کو چاہیے کہ وہ اس ایکٹ کی مذکورہ شقوں میں ترمیم اور اس کی اصلاح کے لیے اقدام کریں۔

جنس کی تبدیلی بعض صورتوں میں جائز ہے اور بعض صورتوں میں جائز نہیں ہے۔

**اس ایکٹ کے متعلق فقہ جعفری کا نقطہ نظر حسب ذیل بیان کیا جاتا ہے:**

ا۔ خواجہ سرا کی تعریف

خواجہ سرا کی تعریف میں تین قسم کے لوگوں کو شامل کیا گیا ہے: ا۔ ایسے افراد جن کی مرادنہ یا زنانہ حیثیت میں پیدائشی ابہام ہو (انٹر سیکس/ خنثی)۔ ۲۔ ایسے افراد جو پیدائشی طور پر مرد پیدا ہوتے ہیں مگر بعد میں اپنی جنس کی تبدیلی کے عمل سے گزرتے ہیں (خواجہ سرا)۔ ۳۔ ایسے لوگ جو پیدائش کے وقت کی اپنی جنس سے خود کو مختلف یا متضاد سمجھتے ہوں۔

**اعتراض:**

مؤخر الذکر دو قسموں کو خنثی کی تعریف میں شامل کرنا اسلامی اصولوں کے خلاف ہے۔ بظاہر ان دو قسموں کو خنثی کی تعریف میں شامل کرنے کا مقصد مغربی قوتوں کی خوشنودی حاصل کرنا ہے۔ خنثی کی تعریف میں ایسے افراد کو شامل کرنا جو پیدائشی طور پر خنثی نہیں، اسلامی اُصولوں سے متصادم ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے منفی اثرات معاشرے پر مرتب ہوں گے جن کے سد باب کے لیے اس ایکٹ میں فوری ترمیم ضروری ہے۔ اس کے بعض منفی اثرات اس طرح ہیں:

ا۔ میراث کے مسائل: شریعت کی رو سے میراث میں مرد کا حصہ عورت کے دو برابر ہے۔ اس ایکٹ کی رو سے ایک عورت اپنے آپ کو مرد ظاہر کرکے اپنے مقررہ حصے سے بیشتر میراث لے سکتی ہے۔

۲۔ اس ایکٹ کے ہمارے معاشرے کے عائلی مسائل پر بھی منفی اثرات پڑیں گے۔ اس ایکٹ کے نافذ ہونے سے مرد کا شناختی کارڈ رکھنے والی عورت کسی دوسری عورت سے شادی کر سکتی ہے یا اس کے برعکس عورت کا شناختی کارڈ رکھنے والا مرد کسی دوسرے مرد سے شادی کر سکتا ہے جبکہ یہ اُمور شریعت اسلامی اور ہماری روایات سے متصادم اور ہم جنس پرستی کو قانونی تحفظ فراہم کرنے کے مترادف ہے۔

۳۔ اس ایکٹ سے سوء استفادہ کرتے ہوئے عورتوں کی شناخت رکھنے والے مرد، عورتوں کے لیے مخصوص مقامات جیسے تعلیمی ادارے، ہاسٹل اور دیگر مقامات میں داخل ہو کر سماجی اور اخلاقی برائیوں کا سبب بن سکتے ہیں۔ لوگوں کو اپنی مرضی سے جنس کا تعین کرنے کا اختیار دینے کے نتیجے میں ملک میں ہم جنس پرستی کا رواج عام ہو سکتا ہے جو اسلامی جمہوریہ پاکستان میں فعل شنیع قوم لوط کو قانونی حیثیت فراہم کرنے کے مترادف ہے۔اس کی سادہ سی مثال سینیٹ میں پیش کی گئی نادرا کی رپورٹ ہے جس کے مطابق 2018ء میں اس ایکٹ کے منظور ہونے کے بعد پاکستان میں تقریباً 31 ہزار لوگوں کی طرف سے جنس کی تبدیلی کی درخواست دینا ہے۔ جن میں سے 16530 مردوں نے اپنی جنس عورت میں تبدیل کرنے اور 15154 عورتوں نے اپنی جنس مرد میں تبدیل کرانے کی درخواست دی۔ لہٰذا اس ایکٹ پر عملدرآمد کا نتیجہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینا ہے۔

قرآن اور حدیث کی روشنی میں پاکستان کی پارلمینٹ سے منظور ہونے والا مذکورہ ایکٹ شریعت کے خلاف ہے۔ فقہ جعفری کے نقطہ نظر سے اس ایکٹ کے شریعت کے اُصولوں کے خلاف ہونے کے متعلق فقہاء کے فتاویٰ اور حدیث کی کتابوں میں ان فتاویٰ کے مستندات کے طور پر بیان شدہ بعض احادیث کو بیان کیا جاتا ہے:

## مردوں کا عورتوں کی مشابہت اور عورتوں کا مردوں کی مشابہت اختیار کرنا

شریعت میں مردوں کا عورتوں سے اور عورتوں کا مردوں سے مشابہت کرنا حرام ہے اور احادیث میں ایسے افراد پر لعنت کی گئی ہے۔اس بارے ائمہ اہل بیت علیہم السّلام سے مروی بعض احادیث پیش کی جاتی ہیں:۔

۱۔ عن سماعة بن مهران ، عن أبي عبدالله ، أو أبي الحسن في الرجل يجر ثيابه قال : إني لأكره أن يتشبه بالنساء۔[1]

ترجمہ: سماعہ بن مہران نے امام جعفر صادق علیہ السّلام یا امام ابوالحسن علیہ السّلام سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جو اپنے کپڑے گھسیٹ رہا تھا، امامؑ نے فرمایا: میں اس چیز کو ناپسند کرتا ہوں کہ مرد، عورتوں سے مشابہت اختیار کرے۔

۲۔ عن أبي عبدالله ، عن آبائه: قال: كان رسول الله يزجر الرجل أن يتشبه بالنساء وينهى المرأة أن يتشبه بالرجال في لباسها۔[2]

ترجمہ: امام جعفر صادق علیہ السّلام نے اپنے آباء واجداد کے توسط سے رسول خداﷺ سے حدیث بیان کی ہے کہ آپؐ مردوں کو عورتوں کی مشابہت کرنے پر ملامت کرتے تھے اور عورتوں کو لباس میں مردوں کی مشابہت سے منع فرماتے تھے۔

۳۔ روينا عن جعفر بن محمد عن أبيه عن آبائه عن رسول الله صلى الله عليه و آله أنه قال لا تصلي المرأة الا وعليها من الحلي خرص فما فوقه إلا أن لا تجده ونهى النساء أن يكن معطلات من الحلي ولا يتشبهن بالرجال ولعن من فعل من فعل ذلك منهن۔[3]

ترجمہ: امام جعفر بن محمد علیہماالسلام نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے آباء واجداد کی سند سے رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''عورتیں نماز نہ پڑھیں مگر یہ کہ انہوں نے کوئی زیور پہنا ہوا ہو اگرچہ ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔ مگر یہ کہ اس کے پاس کوئی زیور نہ

---

1۔ تفصیل وسائل الشیعۃ إلی تحصیل مسائل الشّریعۃ، شیخ حرّ العاملی جلد،26 صفحہ،255794۔

2۔ تفصیل وسائل الشیعۃ إلی تحصیل مسائل الشّریعۃ، شیخ حرّ العاملی جلد،26 صفحہ،25 5793؛ جامع إحادیث الشیعۃ، سید حسین البروجردی، جلد،16 صفحہ 733۔

3۔ جامع إحادیث الشیعۃ، سید حسین البروجردی، جلد،16 صفحہ 733۔

ہو۔آپؐ نے عورتوں کو زیور کے بغیر رہنے سے منع فرمایا۔ نیز آپؐ نے عورتوں کو مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا اور ایسا کرنے والی عورتوں پر آپؐ نے لعنت کی۔"

۴۔ عن جابر بن یزید الجعفی فی حدیث قال سمعت أبا جعفر محمد بن علی الباقر علیه السلام یقول ولا یجوز لها أن تتشبه بالرجال لان رسول الله صلی الله علیه و آله لعن المتشبهین من الرجال بالنساء ولعن المتشبهات من النساء بالرجال۔[1]

ترجمہ: جابر بن یزید جعفی نے کہا کہ میں نے امام ابو جعفر محمد بن علی الباقر علیہا السلام سے سنا کہ آپ فرماتے تھے: عورت کے لیے مردوں کی مشابہت اختیار کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں سے مشابہت اختیار کرتے ہیں اور ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی جو مردوں سے مشابہت اختیار کرتی ہیں۔

۵۔ حدثنا الشیخ المفید أبو عبد الله محمد بن محمد بن النعمان قال أخبرنی أبو عبید الله محمد بن عمران المرزبانی قال حدثنا أبو بکر أحمد بن محمد بن عیسی المکی قال حدثنا الشیخ الصالح أبو عبد الرحمن عبد الله بن محمد بن حنبل قال أخبرت عن عبد الرحمن بن شریك عن أبیه قال حدثنا عروة بن عبد الله بن قشیر الجعفی قال دخلت علی فاطمة بنت علی بن أبی طالب علیه السلام وهی عجوز کبیرة وفی عنقها خرزة ـ خ) وفی یدها مسکتان فقالت یکره للنساء أن یتشبهن بالرجال۔[2]

ترجمہ: ہم سے مفید شیخ ابو عبداللہ محمد بن محمد بن النعمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابو عبید اللہ محمد بن عمران المرزبانی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابو بکر احمد بن محمد بن عیسیٰ المکی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شیخ صالح ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن محمد بن حنبل نے بیان کیا،

---

1۔ جامع احادیث الشیعۃ، سید حسین البروجردی، جلد، 16 صفحہ 73۔

2۔ جامع احادیث الشیعۃ، سید حسین البروجردی، جلد، 16 صفحہ 733۔

انہوں نے کہا کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن شریک نے اپنے والد سے روایت کی، انہوں نے کہا: ہم سے عروہ بن عبداللہ بن قشیر جعفی نے بیان کیا، انہوں نے کہا: میں علی بن ابی طالب علیہ السلام کی بیٹی فاطمہ کے پاس گیا، وہ ایک بوڑھی عورت تھیں جن کے گلے میں موتیوں کا ہار تھا اور اس کے ہاتھ میں دو کڑے تھے، اس نے کہا: عورتوں کے لیے مردوں کی مشابہت کرنا ناپسندیدہ ہے۔

## تبدیلی جنس کی چار اقسام

تمام شیعہ فقہاء کی رائے ہے کہ خنثی مشکل کی جنس کا تعین کرنا جائز ہے اور اس بارے کسی نے کوئی مخالفت نہیں کی ہے۔ خنثی کے علاوہ دوسرے افراد کی جنس کی تبدیلی کی چند صورتیں بنتی ہیں جو حسب ذیل ہیں:

ا۔ مرد کو خصی کرکے نامرد بنادینا، جسے خواجہ سرا کا عنوان دیا جاتا ہے، یہ جائز نہیں ہے۔

۲۔ بعض ایسے مرد یا ایسی عورتیں جن میں مرد اور عورت دونوں کے آلہ تناسل موجود ہیں، ایک ظاہر ہے اور ایک چھپا ہوا ہے۔ مثلاً ایک مرد ہے اس کا مردانہ آلہ تناسل ظاہر ہے لیکن اس کے اندر عورت والی خصوصیت (فرج) بھی موجود ہے۔ اگر میڈیکل اس کی تشخیص دے کہ اس کی مردانہ علامت جو ظاہر ہے، کو ختم کرکے عورت والی علامت جو پوشیدہ ہے، کو ظاہر کیا جائے تو یہ عمل جائز ہے اور اس کی جو جنس ہوگی اسی کے احکام اس پر لاگو ہوں گے۔

## دوسری صورت کی دلیل

اس بارے کہا جاسکتا ہے کہ چونکہ میڈیکل سائنس نے اس حالت کو ایک بیماری سمجھا ہے جس کی تائید شریعت نے بھی کی ہے کہ ہر مریض کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی بیماری کا علاج کرائے؛ اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ ایسے افراد کے لئے تبدیلی جنس کا عمل جائز ہے۔ لیکن ایسے لوگ جن میں فقط مردانہ خصوصیات ہیں یا فقط زنانہ خصوصیات ہیں تو وہ اپنی جنس تبدیل نہیں

کرواسکتے یہ کہہ کر کہ میرے رجحانات ومیلانات زنانہ ہیں یا یہ کہیں کہ مردانہ ہیں فقط رجحانات ومیلانات کو جواز کے لئے پیش نہیں کیا جاسکتا۔ایسے افراد کی جنس تبدیل کرنا جائز نہیں۔[1]

۳۔خنثی: خنثی کی دو صورتیں ہیں: اس کی پہلی صورت یہ ہے کہ:

I. واضح طور پر اس میں مرد یا عورت والی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ان میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں لائی جاسکتی ہے۔اس میں جو خصوصیت ہے وہی اسکی شناخت اور پہچان ہوگی۔

II. خنثی مشکل: ایسا خنثی جس میں مرد اور عورت دونوں کی خصوصیات موجود ہیں۔اس کی میڈیکل کی تشخیص کی بنیاد پر ایک خصوصیت کو ختم کرنا جائز ہے اور جو خصوصیت موجود ہوگی اس پر اسی کے احکام لاگو ہوں گے۔

۴۔چوتھی قسم یہ ہے کہ ایک مرد ہے اس میں مردانہ خصوصیات ہی ہیں لیکن اس کے اندر عورتوں والے رجحانات اور میلانات پائے جاتے ہیں اور اس کے برعکس ایک عورت ہے اور عورتوں والی خصوصیات ہی اس میں ہیں لیکن اس کے اندر مردوں والے رجحانات اور میلانات پائے جاتے ہیں، ان کا اپنی جنس کو تبدیل کرنا جائز نہیں ہے۔[2]

چوتھی صورت میں تبدیلی جنس کا حکم: فقط مردانہ یا فقط زنانہ خصوصیات رکھنے والے حضرات اپنی مردانہ حیثیت کو ختم کرکے زنانہ حیثیت اپنالیں یا برعکس زنانہ خصوصیات کے باوجود مردانہ حیثیت اپنالیں تو ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ایسے لوگ ذہنی و نفسیاتی مریض ہوتے ہیں۔اس وجہ سے ان کا اپنی جنس کو تبدیل کرنا جائز نہیں یہ امر جسم کو نقصان پہنچانے کے مترادف ہے جس پر تمام مسالک کا اتفاق ہے۔

---

1۔نرگس جزینی، پایان نامہ فارسی کارشناسی ارشد، تہران، پژوہشکدہ امام خمینی (س) وانقلاب اسلامی، 1389 شمسی۔

2۔تحریر الوسیلہ، جلد 2؛ البحث حول المسائل المستحدثہ، مبحث "ومنہا تغییر الجنسیۃ" مسألہ 1۔ توضیح المسائل، آیت اللہ سید علی حسینی سیستانی، سایٹ آیت اللہ سیستانی، بخش سوالات کے جوابات۔کتاب "جنسیت کی تبدیلی فقہ و حقوق کی نگاہ میں" مہدی کریمی نیا۔

جن لوگوں میں جنس کی تبدیلی جائز نہیں ہے۔اس بات پر اتفاق ہے کہ اپنے آپ کو نقصان پہنچانا جائز نہیں ہے۔اپنے آپ کو نقصان پہنچانے میں خودکشی، جسم کے اعضاء کو ضائع کرنا یا ان میں خرابی پیدا کرنا یا کسی قسم کا نقصان پہنچانا یا جسم میں موجود احساسات کو ختم کرنا؛ جیسے سونگھنے یا ذائقہ کی حس کو ختم کرنا اسی طرح کے دیگر اُمور اس میں شامل ہیں۔[1]

اس کے اثبات کے لیے فقہاء نے درج ذیل احادیث کو مستند کے طور پر بیان کیا ہے:

مفضل بن عمر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے:

ا۔ ''عَنْ مُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَقَالَ قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللهِ ع أَخْبِرْنِي جَعَلَنِيَ اللهُ فِدَاكَ لِمَ حَرَّمَ اللهُ الْخَمْرَ وَ الْمَيْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِيرِ قَالَ إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى لَمْ يُحَرِّمْ ذَلِكَ عَلَى عِبَادِهِ وَ أَحَلَّ لَهُمْ مَا سِوَاهُ مِنْ رَغْبَةٍ مِنْهُ فِيمَا (حَرَّمَ عَلَيْهِمْ) وَ لَا زُهْدٍ فِيمَا (أَحَلَّ لَهُمْ) وَ لَكِنَّهُ خَلَقَ الْخَلْقَ (فَعَلِمَ) مَا تَقُومُ بِهِ أَبْدَانُهُمْ وَ مَا يُصْلِحُهُمْ فَأَحَلَّهُ لَهُمْ وَ أَبَاحَهُ تَفَضُّلًا مِنْهُ عَلَيْهِمْ بِهِ لِمَصْلَحَتِهِمْ وَ عَلِمَ مَا يَضُرُّهُمْ فَنَهَاهُمْ عَنْهُ وَ حَرَّمَهُ عَلَيْهِمْ۔۔۔''[2]

ترجمہ: مفضل بن عمر نے روایت کی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا میں آپ پر قربان جاؤں مجھے بتا دیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے شراب، مردار، خون اور سور کے گوشت کو کیوں حرام کیا ہے؟ امامؑ نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ کا کچھ چیزوں کو اپنے بندوں پر حرام کرنے اور بعض چیزوں کو جائز اور حلال کرنے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ وہ لوگ حرام کردہ چیزوں کی طرف راغب نہ ہوں اور حلال چیزوں کی طرف راغب ہو بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو جب خلق فرمایا تو اس کو معلوم تھا کہ کون سی چیزیں انسان کے جسم کے لیے مفید اور اس کو مضبوط بنانے کا باعث ہیں اسی لیے اس نے اپنے فضل و کرم اور بندوں کی مصلحت کے لیے کچھ چیزوں کو اپنے

---

1۔ مصباح الأصول، تقریر بحث سید ابوالقاسم خوئی، ج2، ص548۔

2۔ وسائل الشیعۃ، شیخ حر عاملی، ج24، ص99، ابواب الاطعمۃ والاشربۃ، باب 1، شمارہ30083، ح1، ط آل البیت۔

بندوں کے لیے حلال کیا اور اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ کون سی چیزیں انسان کے جسم کے لیے مضر ہیں اس لیے کچھ چیزوں کو انسانوں کے لیے حرام قرار دیا اور اس کے استعمال سے منع فرمایا۔

وہ احادیث جن میں کہا گیا ہے کہ اگر روزہ رکھنے کی وجہ سے کسی شخص کو نقصان پہنچتا ہو تو اس پر واجب ہے کہ وہ افطار کرے یعنی اگر کوئی اس حالت میں روزہ رکھتا ہے تو یہ فعل حرام ہے کیونکہ یہ نقصان دہ ہے۔ مثال کے طور پر شیخ صدوق کی یہ روایت جس میں بیان ہوا ہے کہ:

۲۔ ''كُلَّمَا أَضَرَّ بِهِ اَلصَّوْمُ فَالْإِفْطَارُ لَهُ وَاجِبٌ''

ترجمہ: جب روزہ رکھنا انسان کے لیے نقصان دہ ہو تو افطار کرنا واجب ہے۔ (وسائل الشیعۃ، شیخ حر عاملی، جلد ۱۰، صفحہ ۲۱۹۔)

اسی مضمون کی دوسری حدیث میں بیان ہوا ہے:

۳۔ ''عَلِيُّ بْنُ جَعْفَرٍ فِي كِتَابِهِ عَنْ أَخِيهِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ حَدِّ مَا يَجِبُ عَلَى اَلْمَرِيضِ تَرْكُ اَلصَّوْمِ قَالَ كُلُّ شَيْءٍ مِنَ اَلْمَرَضِ أَضَرَّ بِهِ اَلصَّوْمُ فَهُوَ يَسَعُهُ تَرْكُ اَلصَّوْمِ۔''

ترجمہ: جناب علی بن جعفر نے اپنے بھائی امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے سوال کیا کہ کب انسان پر لازم ہے کہ وہ روزہ رکھنے کو ترک کرے، تو امامؑ نے جواب دیا جب روزہ رکھنے کی وجہ سے انسان کی بیماری شدت اختیار کر جائے اور اسے نقصان پہنچانے کا اندیشہ ہو تو وہ روزہ نہیں رکھے گا۔

فقہاء نے ان احادیث سے یہ حکم استنباط کیا ہے کہ ہر وہ چیز جو انسان کو ضرر اور نقصان پہنچانے کا باعث ہو وہ حرام ہے۔

بحث کا نتیجہ: ٹرانس جینڈر پروٹیکشن آف رائٹس ایکٹ 2018ء قرآن وسنت کے مخالف ہے جبکہ آئین میں واضح طور پر یہ کہہ دیا گیا ہے کہ تمام قوانین قرآن وسنت کے مطابق ہوں گے۔ لہٰذا اس ایکٹ میں تبدیلی لا کر اسے قرآن وسنت کے مطابق بنایا جائے۔ اسی حالت میں اس ایکٹ کا نفاذ آئین پاکستان کی خلاف ورزی ہو گی۔

منجانب: سید افتخار حسین نقوی (علامہ)

بذریعہ کونسلز

فیض رسول جلبانی سید سکندر عباس گیلانی

ایڈووکیٹ سپریم کورٹ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ و فیڈرل شریعت کورٹ

## بعدالت فیڈرل شریعت کورٹ اسلام آباد

## شریعت پٹیشن نمبری5/I/2020

## حامد حسن

## بنام

## فیڈریشن آف پاکستان

## تحریری موقف ودلائل

## ٹرانس جینڈر افراد (تحفظ حقوق) ایکٹ2018ء پر تحفظات

1. ایکٹ میں ٹرانس جینڈر کی اصطلاح کی تعریف انتہائی مبہم اور غیر واضح ہے، تمام پہلوؤں کو مد نظر رکھ کر آئین و قانون کی روشنی میں واضح وجامع تعریف کی جائے۔
2. کہاجاتا ہے کہ پیدائشی جنسی/ صنفی سے مختلف شخصی احساسات ومحسوسات کی بناء پر آزادی شناخت کا حق دینا درست ہے جبکہ دوسرا نقطہ نگاہ یہ ہے کہ یہ معاشرے کے لئے تباہ کن ہے کیونکہ اس میں تمام انسانوں کو بغیر کسی واضح طریق کار اور قاعدہ و قانون کے اپنے شخصی محسوسات،احساس اور خواہش کی بنیاد پر جنسی/ صنفی شناخت ظاہر کرنے یا رکھنے کا قانونی اختیار دینا جہاں ٹرانس جینڈر افراد کی حق تلفی ہے،وہاں بعض مردوزن اس سے سوئے استفادہ کرکے آئین و قانون وراوایات کو پامال کرکے معاشرے میں انارکی وانتشار پیدا کر سکتے ہیں۔اس عمل کو روکنے کے لئے نہ صرف یہ قانون بالکل خاموش ہے بلکہ بظاہر اس قانون کو دیگر قوانین پر فوقیت دے کر آئینی و قانونی اُصولوں کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔اسے بھی آئین و قانون کی روشنی میں طے کیاجانا ضروری ہے۔
3. اس قانون کی دیگر دفعات میں امتیازی ومتعصبانہ برتاؤ حق تعلیم وتعلیمی اداروں میں ملنے والی سہولیات، حق روزگار وروزگار یا پیشہ دینے سے انکار یا خاتمہ، حق صحت وصحت سے متعلق سہولیات، حق جائیداد،وراثت ورہائش کرایہ داری وغیرہ،بنیادی حقوق ہمہ قسمی

سرکاری و نجی اداروں میں ملازمت ہراساں کرنے کی ممانعت، عوام الناس میں دی جانے والی سہولیات ٹرانس جینڈر افراد کے حقوق کے تحفظ کے حوالے سے وراثت و ملکیت جیسے شرعی و دیگر اہم مسائل، جرم و سزا، قانون کی دیگر قوانین پر بالادستی کے حوالے سے بھی ٹرانس جینڈر کی اصطلاح کی واضح و جامع تعریف نہ ہونا اور خود ساختہ محسوسات، احساس اور خواہش پر شناخت کو قانونی حیثیت دینے سے مذکورہ بالا تمام دفعات آئین و قانون سے متصادم محسوس ہو رہی ہیں لہٰذا تمام دفعات کو آئین و قانون کی روشنی میں پرکھا جائے تاکہ ٹرانس جینڈر افراد سمیت عوام الناس کے بنیادی، دستوری و قانونی حقوق سلب اور متاثر نہ ہوں۔

استدعا: مندرجہ بالا معروضات کی بناء پر استدعا ہے کہ ٹرانس جینڈر افراد (تحفظ حقوق) ایکٹ 2018ء کی بنیادی دفعات میں ٹرانس جینڈر افراد کی اصطلاح کی تمام آئینی و قانونی پہلوؤں کو مد نظر رکھتے ہوئے جامع تعریف کی جائے اور خود ساختہ محسوسات، احساس و خواہش پر شناخت کو قانونی حیثیت دینے کے طریق کار کو بھی آئین و قانون کی روح کے مطابق بنایا جائے۔ نیز جن بعض دفعات میں ٹرانس جینڈر افراد سمیت عوام الناس کے بنیادی، دستوری و قانونی حقوق متاثر ہو رہے ہیں ان میں بھی آئین و قانون کے مطابق تبدیلی/ترمیم لانے اور ہمہ قسمی ٹرانس جینڈر افراد کے حقوق کے تحفظ کے لئے آئین و قانون کے مطابق مناسب حکم صادر فرمایا جاوے۔

منجانب: درخواست گزار و کونسل

سید سکندر عباس گیلانی ایڈووکیٹ

لیگل ایڈوائزر ٹو

قائد ملت جعفریہ پاکستان

علامہ سید ساجد علی نقوی

# اسلامی نظریاتی کونسل کا اہم اقدام

میراث کی تقسیم بارے عدالتوں سے جو فیصلہ جات ہوتے ہیں ان میں بعض فیصلے فقہ حنفی اور فقہ جعفری کے خلاف ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ باقاعدہ ''قانون وراثت'' کے بارے راہنمائی موجود نہیں۔

مثال: مسلم عائلی قوانین میں سیکشن 4 بابت میراث میں پوتے کے لئے میراث قرار دی گئی ہے جبکہ فقہ حنفی اور فقہ جعفری دونوں میں میراث کے بارے جو قرآنی ضابطہ ہے کہ ''اقرب'' کے ہوتے ہوئے ''ابعد'' کو میراث نہ ملے گی۔ اس ضابطہ کی روشنی میں پوتے، نواسے کی میراث نہیں بنتی۔ اس مشکل کو حل کرنے کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل نے ''اسلامی قانون وراثت'' تیار کیا جس کا حصہ اوّل فقہ حنفی کے مطابق ہے اور حصہ دوم فقہ جعفری کے مطابق ہے۔ اسے باقاعدہ اسلامی نظریاتی کونسل سے منظوری لینے کے بعد ''اسلامی قانون وراثت ۲۰۱۹ء'' شائع کیا گیا ہے اور اسے وزارت قانون کو بھیجا گیا ہے تاکہ اس کے مطابق قانون ساز ادارے باقاعدہ ''اسلامی قانون وراثت'' کو پاس کریں تاکہ عدالتوں کے لئے وراثت کے بارے فیصلہ دینے میں آسانی ہو۔

قانون سے وابستہ افراد کے استفادہ کے لیے اسلامی قانون وراثت ۲۰۱۹ء کو اس کتاب میں شامل کیا گیا ہے۔

# اسلامی قانون وراثت 2019ء

از: اسلامی نظریاتی کونسل، پاکستان



# اسلامی قانون وراثت

# 2019ء

اسلامی نظریاتی کونسل، حکومت پاکستان

اسلام آباد

اسلامی نظریاتی کونسل-اسلام آباد
☆☆☆☆☆

| | | |
|---|---|---|
| عنوان | : | اسلامی قانون وراثت ۲۰۱۹ء |
| طبع اول | : | جولائی ۲۰۲۰ء |
| تعداد | : | ۱۵۰۰ (ایک ہزار پانچ سو) |
| ابتدائی تسوید | : | مولانا مفتی امداد اللہ، سابق رکن، اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد واستاذ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی |
| فنی تدوین | : | ڈاکٹر انوار اللہ، سابق سینئر شرعی ایڈوائزر وفاقی شرعی عدالت، اسلام آباد وسابق اسلامک لیگل اسپیشلسٹ، وزارت مذہبی امور، برونائی دار السلام |
| معاونت | : | ڈاکٹر انعام اللہ، ڈائریکٹر جنرل (ریسرچ)،<br>مفتی غلام ماجد، سینئر ریسرچ آفیسر، مفتی شرف الدین اشرف، ریسرچ اسسٹنٹ،<br>اسلامی نظریاتی کونسل-اسلام آباد |
| کمپوزنگ | : | نصیب شاہ حسن زئی، اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری<br>محمد آصف خان سواتی، اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری<br>اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد |
| آئی ایس بی این | : | 978-969-8475-52-9 |
| ناشر | : | ڈاکٹر حافظ اکرام الحق، سیکرٹری، اسلامی نظریاتی کونسل-اسلام آباد |
| طابع | : | نیو یونائیٹڈ پرنٹرز، اسلام آباد |


بسم اللہ الرحمن الرحیم

## فہرست مشمولات


پیش لفظ ..... 1
عرض مرتب ..... 3
اسلامی نظریاتی کونسل، دستوری تاریخ کے آئینے میں ..... 7
کونسل کا انتظامی ڈھانچہ ..... 13
کونسل کی مطبوعات ..... 14

پہلا باب—ابتدائیہ

تمہید ..... 17
۱۔ مختصر عنوان، وسعت، اطلاق و آغازِ نفاذ ..... 17
۲۔ تعریفات ..... 17

حصہ اوّل
وراثت بمطابق سنی فقہ (حنفی واہل حدیث)

دوسرا باب—ارکان و موجبات وراثت

۳۔ ارکان وراثت (بمطابق فقہ حنفی) ..... 21
۴۔ مورث اور وارث کی شرائط ..... 21
۵۔ وارث کی نوعیت قرابت ..... 21
۶۔ موجبات وراثت ..... 21
۷۔ نسبی قرابت کی قسمیں ..... 21
۸۔ سبب کے ذریعہ استحقاق وراثت کیلئے شرائط ..... 21
۹۔ ترکہ ..... 22

تیسرا باب— مستحقین وراثت کی ترتیب

۱۰۔ مستحقین وراثت ..... 23

چوتھا باب—موانع وراثت

۱۱۔ موانع وراثت ..... 24

## پانچواں باب—ترکہ سے حقوق

۱۲۔ ترکہ کے حقوق ..... 25

## چھٹا باب—ذوی الفروض اور ان کے حصے

۱۳۔ ذوی الفروض کے حصے ..... 26
۱۴۔ ذوی الفروض کی تعداد ..... 26
۱۵۔ شوہر کا حصہ ..... 26
۱۶۔ بیوی کا حصہ ..... 27
۱۷۔ باپ کا حصہ ..... 27
۱۸۔ ماں کا حصہ ..... 27
۱۹۔ جد صحیح (دادا) کا حصہ ..... 28
۲۰۔ جدہ صحیحہ (دادی، نانی) کا حصہ ..... 28
۲۱۔ بیٹی کا حصہ ..... 28
۲۲۔ پوتی کا حصہ ..... 28
۲۳۔ حقیقی بہن کا حصہ ..... 29
۲۴۔ علاتی بہن کا حصہ ..... 30
۲۵۔ اخیافی بہن کا حصہ ..... 30

## ساتواں باب—عصبہ کے حصے

۲۶۔ عصبہ کی اقسام ..... 31
۲۷۔ عصبہ بنفسہ میں ترجیح کا طریقہ ..... 31
۲۸۔ عصبہ میں تقسیم وراثت کا طریقہ ..... 32

## آٹھواں باب—ذوی الارحام اور ان کے حصے

۲۹۔ ذوی الارحام کے استحقاق وراثت اور اقسام ..... 33
۳۰۔ ذوی الارحام میں ترکہ تقسیم کرنے کا طریقہ ..... 33
۳۱۔ پہلی قسم کے ذوی الارحام میں ترکہ تقسیم کرنے کا طریقہ ..... 34

۳۲۔ دوسری قسم کے ذوی الارحام میں تقسیم ترکہ ..... 34
۳۳۔ ذوی الارحام کی تیسری قسم میں تقسیم ترکہ ..... 35
۳۴۔ ذوی الارحام کی چوتھی قسم میں تقسیم ترکہ ..... 35

نواں باب — بقیہ ورثا

۳۵۔ مولی الموالات، مقرلہ بالنسب علی الغیر، موصی لہ عام اور بیت المال ..... 37

دسواں باب — رد (واپس لوٹانا)

۳۶۔ رد کے مسائل ..... 38

گیارہواں باب — حجب

۳۷۔ حجب کا معنی اور اقسام ..... 39

بارہواں باب — مخصوص ورثا

۳۸۔ حمل (ماں کے پیٹ میں بچہ) کی وراثت ..... 42
۳۹۔ مفقود کی وراثت ..... 42
۴۰۔ خنثیٰ کی وراثت ..... 43
۴۱۔ ولد الزنا اور ولد اللعان کی وراثت ..... 43
۴۲۔ مرتد ..... 43
۴۳۔ سوتیلے ماں باپ اور متبنیٰ کی وراثت ..... 44

تیرہواں باب — عول، مناسخہ اور تخارج

۴۴۔ عول ..... 45
۴۵۔ مناسخہ ..... 45
۴۶۔ تخارج ..... 45

حصہ دوم

وراثت بمطابق فقہ جعفری

پہلا باب — ارکان و موجبات وراثت

۴۷۔ ارکان وراثت (بمطابق فقہ جعفری) ..... 46

۴۸۔ مورث اور وارث کی شرائط ..... 46
۴۹۔ موجبات وراثت ..... 46
۵۰۔ سبب کی اقسام ..... 46
۵۱۔ ترکہ کی تفصیل ..... 46

دوسرا باب—موانع وراثت

۵۲۔ موانع وراثت ..... 48

تیسرا باب—ترکہ سے متعلق حقوق

۵۳۔ ترکہ سے متعلق حقوق ..... 49

چوتھا باب—ورثا کے طبقات اور ان کے حصے

۵۴۔ ورثا کے طبقے ..... 50
۵۵۔ طبقات ثلاثہ کے علاوہ ورثا ..... 50
۵۶۔ پہلے طبقہ میں وراثت کے طریقے ..... 50
۵۷۔ دوسرے طبقے کے ورثا ..... 52
۵۸۔ دوسرے طبقے کے باقی ورثا کے حصے ..... 53
۵۹۔ تیسرے طبقے کے ورثا کے حصے ..... 55

پانچواں باب—میاں اور بیوی کی وراثت

۶۰۔ میاں اور بیوی کی وراثت ..... 58

چھٹا باب—مخصوص ورثا

۶۱۔ مرتد کی وراثت ..... 60
۶۲۔ لعان، زنا اور زنا بالجبر سے پیدا شدہ بچے کی وراثت ..... 60
۶۳۔ حمل کی وراثت ..... 60
۶۴۔ مفقود کی وراثت ..... 61
۶۵۔ خنثیٰ کی وراثت ..... 61
۶۶۔ اولاد متعہ کی وراثت ..... 61

## پیش لفظ

اسلامی احکام میں سے ایک اہم حکم تقسیم وراثت ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن کریم میں اکثر احکام کے اصول کو اجمالی انداز میں مختصر بیان کیا گیا ہے لیکن وراثت کے احکام کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ ہر وارث کا حصہ مقرر کیا گیا ہے، مزید یہ کہ ان تمام حصوں کی تفصیلات بیان کرنے سے قبل ان کو "نصیباً مفروضاً" یعنی (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) مقرر کردہ حصے قرار دیا، تاکہ عمل کرتے ہوئے یہ بات ذہن نشین رہے کہ یہ خود علیم وخبیر ذات نے مقرر کئے ہیں، اور ان تمام حصوں کی جزوی تفصیلات تک ذکر کے بعد آخر میں ارشاد ہوتا ہے: "تِلکَ حُدُودُ اللہِ" یعنی یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ حدیں ہیں اور ساتھ ہی ان کی پیروی پر نعمتوں کے وعدے اور عدم اطاعت پر وعید بھی مذکور ہے، لہٰذا مسلم معاشرے کی انفرادی اور اجتماعی زندگی قرآن وسنت میں منضبط احکام کے تحت گزارنے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اس حکم وراثت پر عمل کیا جائے۔

علمی دنیا میں وراثت کے موضوع پر پیش بہا مواد موجود ہے جو خالص فقہی اسلوب یا عوامی انداز میں مرتب کیا گیا ہے۔ اس سے اہل علم اور عوام یکساں مستفید ہو رہے ہیں۔

وراثت کے احکام ومسائل پر قانونی زبان میں کتب ناپید ہیں، محمڈن لاء نامی کتاب موجود ہے جس سے عدالتیں اور وکلا مستفید ہو رہے ہیں لیکن یہ کتاب اپنے اندر نہ تو جامعیت رکھتی ہے اور نہ ہی پوری طرح ان احکام کو درست انداز میں سمیٹتی ہے۔ اس لیے اسلامی نظریاتی کونسل نے ۲۰۹ویں اجلاس مؤرخہ ۷/ جنوری ۲۰۱۸ء میں یہ فیصلہ کیا کہ "اسلامی نظریاتی کونسل کی طرف سے وراثت کے شرعی احکام کو قانون کی زبان میں مرتب کیا جائے اور ماہرین قانون کی رہنمائی کے لیے کونسل کی سفارش کی شکل میں منظور کیا جائے"۔ اس فیصلہ کی عملی صورت بہت سے علمی و تحقیقی مراحل سے گزری جس کی تفصیلات ڈائریکٹر جنرل (شعبہ تحقیق) نے 'عرض مرتب' کے تحت ذکر کی ہیں۔ ان سے واضح ہوتا ہے کہ کس قدر عرق ریزی سے کام لے کر یہ قانونی مسودہ تیار کیا گیا ہے۔ اس کی حتمی تیاری میں تقریباً دو سال کا عرصہ صرف ہوا اور کونسل نے اپنے ۲۱۷ویں اجلاس ۷-۸/ جنوری ۲۰۲۰ء میں اس کی منظوری دیتے ہوئے وزارت قانون کو ارسال کرنے اور اسے اردو وانگریزی زبان میں شائع کرنے کا فیصلہ کیا۔ فی الحال یہ اردو ایڈیشن ہے عنقریب اس کا انگریزی ایڈیشن بھی منظر عام پر آجائے۔

اس مجموعہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کی تیاری میں مفتیان کرام اور ماہرین قانون نے حصہ لیا، ملک عزیز کے تمام مکاتب فکر کے دارالافتاؤں سے اس کی تصدیق و توثیق کرائی گئی اور اسلامی نظریاتی کونسل جیسے

مؤقر آئینی ادارے نے اس کی منظوری دی۔

جناب مولانا مفتی امداد اللہ، سابق رکن کونسل و استاد الحدیث و ناظم تعلیمات جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن، کراچی، جناب علامہ افتخار حسین نقوی، رکن کونسل، ڈاکٹر انوار اللہ، سابق سینئر ریسرچ ایڈوائز، وفاقی شرعی عدالت، اسلام آباد و سابق اسلامک لیگل سپیشلسٹ، وزارت مذہبی امور، برونائی دارالسلام، ڈائریکٹر جنرل (ریسرچ)، ڈاکٹر انعام اللہ، سینئر ریسرچ آفیسر مفتی غلام ماجد اور ریسرچ اسسٹنٹ مفتی شرف الدین اشرف نے "احکام میراث پر مشتمل مسودہ قانون" کے علمی، فقہی اور قانونی انداز میں ترتیب و تدوین کی خدمات سرانجام دیں، شعبہ ریسرچ کے دیگر رفقاء نے انتظامی معاونت فراہم کی اور کمپوزنگ و پروف ریڈنگ کے مراحل بحسن و خوبی سرانجام دیے۔ تمام معزز اراکین کونسل نے قیمتی علمی آراء پیش کیں۔

میں ان تمام حضرات کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ یہ وقیع علمی کام ججز، وکلاء، علماء، مفتیان کرام، دینی مدارس اور قانون کے طلباء اور عوام الناس کے لیے یکساں مفید ہو گا۔

قبلہ ایاز
پی ایچ ڈی، ایڈنبرا
چیئرمین

## عرض مرتب

حدیث نبوی ہے، کہ علم میراث سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ، اس لیے کہ سب سے پہلے یہ علم اٹھادیا جائے گا۔ نیز ارشاد نبوی ہے، کہ علم میراث سیکھو، یہ آدھا علم ہے۔ علم میراث کی اسی اہمیت کے پیش نظر قرآن مجید میں ورثاء کے حصے خود خالق کائنات نے مقرر کر کے نازل فرمائے، اس لیے کہ علم میراث انسانوں بالخصوص معاشرے کے کمزور طبقات (خواتین، یتیم بچوں) کے مالی حقوق کی حفاظت کا ضامن ہے۔

عملی زندگی میں بھی اس علم کی قدر و منزلت مسلّم ہے، اسی لیے دارالافتاؤں میں بھیجے جانے والے سوالات میں سب سے زیادہ تعداد میراث کے متعلق ہوتی ہے، اسی طرح عدالتوں میں زیرِ بحث خاندانی تنازعات کا معتدبہ حصّہ تقسیم جائیداد اور تقسیم وراثت سے متعلق ہوتا ہے، تقسیم وراثت سے متعلق مقدمات میں فیصلہ کرنے کے لیے یا تو فتاویٰ کا سہارا لیا جاتا ہے یا پھر محمڈن لاء نامی کتاب کا، جس کو پارسی مذہب کے پیروکار، ڈی، ایف ملا (Dinshah Fardunji Mullal) نے تصنیف کیا ہے۔ عدالتوں میں اسی کتاب کو معتبر مانا جاتا ہے۔ تاہم اس کے بعض مندرجات شرعی حوالے سے محل نظر ہیں۔ اس لیے اس کتاب کی بعض دفعات کو قرآن و سنت کے خلاف قرار دلانے کے لیے مسز نجات ویلفیئر فاؤنڈیشن نے ایک آئینی درخواست وفاقی شرعی عدالت میں دائر کی، وفاقی شرعی عدالت نے اسلامی نظریاتی کونسل سے رائے طلب کی۔ کونسل نے ۲۰۹ ویں اجلاس (۱۷/ جنوری ۲۰۱۸ء) میں غور و خوض کے بعد فیصلہ کیا کہ:-

> "مناسب یہ ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی طرف سے وراثت کے شرعی احکام کو قانون کی زبان میں مرتب کیا جائے اور ماہرین قانون کی رہنمائی کے لئے کونسل کی سفارش کی شکل میں منظور کیا جائے۔
>
> معزز رکن کونسل جناب مولانا امداد اللہ وراثت کے شرعی احکام کو قانون کی زبان میں ڈرافٹ کریں اور آنے والے اجلاس میں کونسل کے غور و خوض کے لیے پیش فرمائیں۔"

معزز رکن کونسل جناب مولانا مفتی امداد اللہ (ناظم تعلیمات واستاد الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن) نے احکام میراث پر مشتمل مسودہ مرتب کیا، جس کی کونسل نے ۲۱۰ ویں اجلاس (۸/ فروری ۲۰۱۸ء) میں تحسین کی، اور چند ترمیمات اور اضافے تجویز کیے، نیز ہدایت کی کہ مسودہ کے مندرجات کے بارے میں تمام مکاتب کے مستند دارالافتاؤں سے بھی آراء حاصل کی جائیں۔ چنانچہ مختلف دارالافتاؤں کو یہ مسودہ ارسال کیا گیا۔ دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی نے پورے مسودہ کی ایک سے زائد خواندگیاں کر کے

مناسب اصلاح وترمیم اور تسہیل کرنے کے بعد مورخہ ۲۲، اپریل، ۲۰۱۹ء کو دفتر کونسل ارسال کر دیا۔ جامعہ عثمانیہ پشاور نے مسودہ کی تائید و تحسین کی اور چند مفید مشورے بھی دیے، وفاق المدارس السلفیہ نے مسودہ کے بعض مقامات میں ترمیم واضافہ اور بعض مقامات میں حذف و تبدیلی کا مشورہ دیا۔ معزز اراکین کونسل جناب حافظ فضل الرحیم صاحب نے جامعہ اشرفیہ، لاہور کے دارالافتاء اور جناب مولانا راغب نعیمی صاحب نے جامعہ نعیمیہ، لاہور کے دارالافتاء میں خواندگی کرائی۔ علاوہ ازیں! بعض معزز اراکین کونسل کی طرف سے بھی جوابی مراسلے موصول ہوئے، جن میں انہوں نے بعض مقامات کی اصلاح اور مناسب ترامیم کی نشان دہی کی۔

بعد ازاں! شعبہ ریسرچ کی تجویز پر جناب چیئرمین نے جناب ڈاکٹر انوار اللہ، سابق سینئر ریسرچ ایڈوائزر، وفاقی شرعی عدالت، اسلام آباد، و سابق اسلامک لیگل سپیشلسٹ، وزارت مذہبی امور، برونائی دارالسلام 'کو مذکورہ مسودہ کی قانونی زبان میں تسوید کی ذمہ داری سونپی اور ان کی معاونت کے لئے شعبہ ریسرچ کے مندرجہ ذیل افراد پر مشتمل کمیٹی تشکیل دی:

۱- جناب ڈاکٹر انعام اللہ، ڈی جی (ریسرچ)
۲- جناب مفتی غلام ماجد، سینئر ریسرچ آفیسر
۳- جناب مفتی شرف الدین، ریسرچ اسسٹنٹ

جناب ڈاکٹر غلام دستگیر شاہین، سینئر ریسرچ آفیسر و جناب محمد رضا، ریسرچ آفیسر بھی وقتاً فوقتاً اس تحقیقی اور فنی کام میں کمیٹی کے ساتھ تعاون کرتے رہے۔

کمیٹی نے مسلسل پانچ ماہ کام کیا اور قانونی زبان میں حتمی مسودہ مرتب کیا، جس کے دو حصے بنائے گئے پہلا حصہ فقہ حنفی پر مشتمل ہے، اور خوش آیند بات یہ ہے کہ مکتب اہل حدیث کے ہاں بھی میراث کے یہی احکام ہیں۔ جبکہ دوسرا حصہ فقہ جعفریہ کے مطابق ہے، جس کے لیے علامہ سیّد افتخار حسین نقوی، رکن کونسل کی کتاب "مسلم عائلی قوانین بمطابق فقہ جعفری" کو بنیاد بنایا گیا۔ پہلا حصہ تیرہ (۱۳) ابواب پر مشتمل ہے، جس میں کُل چھیالیس (۴۶) دفعات ہیں، جبکہ دوسرا حصہ چھ (۶) ابواب پر مشتمل ہے، جس میں کُل بیس (۲۰) دفعات ہیں، اس لحاظ سے پورا مسودہ چھیاسٹھ (۶۶) دفعات پر مشتمل ہے۔

قانونی زبان میں مرتب حتمی مسودہ اراکین کونسل اور مدون اوّل جناب مولانا مفتی امداداللہ، سابق رکن کونسل کو برائے مطالعہ وآراء ارسال کیا گیا۔ معزز اراکین کونسل جناب ڈاکٹر عبدالحکیم اکبری، جناب محمد شفیق خان پسروری نے تحریری ملاحظات پیش کیے، جبکہ مفتی امداداللہ صاحب نے بھی تفصیلی ملاحظات

دفتر کونسل ارسال کیے، ان ملاحظات کے ساتھ یہ مسودہ کونسل کے ۲۱۶ویں اجلاس میں برائے منظوری پیش کیا گیا۔ کونسل نے غور وخوض کے بعد اصولی طور پر مسودہ کی منظوری، اور ہدایت کی، کہ تسوید کرنے والی کمیٹی ملاحظات کا جائزہ لے کر مناسب تبدیلیاں وترامیم شامل کرے۔

جناب ڈاکٹر انوار اللہ صاحب چونکہ دوبارہ برونائی تشریف لے جانے کی وجہ سے موجود نہیں تھے۔ اس لیے راقم (ڈاکٹر انعام، ڈائریکٹر جنرل (ریسرچ) کی سربراہی میں کمیٹی کے متعدد اجلاس منعقد ہوئے، اور ملاحظات کا تفصیلی جائزہ لیا گیا، اکثر ملاحظات لفظی ترمیم وتعبیر یا ترتیب سے متعلق تھے، اس لیے جہاں ضروری سمجھا گیا، مناسب ترمیم یا تصحیح کر دی گئی۔ تاہم مفتی امداد اللہ صاحب کے دو ملاحظات (بیت المال کا وجود اور حقوق مجردہ (کاپی رائٹ وغیرہ) کا ترکہ ہونا) پر دوبارہ غور کرنے کی ضرورت تھی۔ اس لیے شعبہ تحقیق کے رائے کے ساتھ کونسل کی منظوری کے لیے (اجلاس نمبر ۲۱۷، ۷-۸/ جنوری ۲۰۲۰ء) میں پیش کیے گئے۔ کونسل نے قرار دیا کہ موجودہ حالات میں دونوں مسائل میں شعبہ ریسرچ کی رائے زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہے، جبکہ کونسل کی سابقہ سفارش بھی یہی ہے۔ اس لیے اس رائے کو اختیار کیا جائے۔

کونسل نے مسودہ قانون وراثت کی حتمی منظوری دی، اور ہدایت کی کہ اس مسودہ کو اردو/انگریزی زبان میں طباعت کا اہتمام کیا جائے، اور حکومت کے پاس قانون سازی کے لیے ارسال کیا جائے۔

امید واثق ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل جیسے آئینی ادارے کا مرتب کردہ "اسلامی قانون وراثت" عدالتوں اور قانون کے پیشے سے متعلق تمام افراد کے لیے مفید ثابت ہوگا۔ نیز فقہ وقانون کی تدریس کے عصری ودینی ادارے اور علم میراث سے دلچسپی رکھنے والے تمام اہل علم اور عام لوگ اس سے استفادہ کریں گے۔

انعام اللہ
(پی ایچ ڈی، علوم اسلامیہ)
ڈائریکٹر جنرل (ریسرچ)
اسلامی نظریاتی کونسل
پاکستان

## اسلامی نظریاتی کونسل
## دستوری تاریخ کے آئینے میں
### مختصر تعارف

مارچ ۱۹۴۹ء میں پاکستان کی دستور ساز اسمبلی نے وزیر اعظم نوابزادہ لیاقت علی خان کی قیادت میں قرارداد مقاصد منظور کی جو ۱۹۵۶ء کے آئین میں تمہید کے طور پر شامل کی گئی۔ ۱۹۸۵ء میں اس قرارداد کو آئین کے آرٹیکل ۲ الف کے طور پر دستور کا باقاعدہ حصہ بنا دیا گیا۔ قوانین کی اسلامی تشکیل کے لیے اس قرارداد کے مندرجہ ذیل اقتباسات اساسی اہمیت رکھتے ہیں:

چونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہی پوری کائنات کا بلاشرکت غیرے حاکم مطلق ہے اور پاکستان کے جمہور کو جو اختیار و اقتدار اس کی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کا حق ہو گا، وہ ایک مقدس امانت ہے[1]۔

چونکہ پاکستان کے جمہور کی منشا ہے کہ ایک ایسا نظام قائم کیا جائے، جس میں مملکت اپنے اختیارات و اقتدار کو جمہور کے منتخب کردہ نمائندوں کے ذریعے استعمال کرے گی[2]۔

جس میں جمہوریت، آزادی، مساوات، رواداری اور عدل عمرانی کے اصولوں پر، جس طرح اسلام نے ان کی تشریح کی ہے، پوری طرح عمل کیا جائے گا[3]۔

جس میں مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی حلقہ ہائے عمل میں اس قابل بنایا جائے گا کہ وہ اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات و مقتضیات کے مطابق، جس طرح قرآن پاک اور سنت میں ان کا تعین کیا گیا ہے، ترتیب دے سکیں[4]۔

لہٰذا، اب ہم جمہور یہ پاکستان کے عوام۔۔۔ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کے اس اعلان سے وفاداری کے ساتھ کہ پاکستان عدل عمرانی کے اسلامی اصولوں پر مبنی ایک جمہوری مملکت ہو گی[5]۔

---

1- "Whereas sovereignty over the entire Universe belongs to Almighty Allah alone, and the authority to be exercised by the people of Pakistan within the limits prescribed by Him is a sacred trust;"

2- "And whereas it is the will of the people of Pakistan to establish an order__

- Wherein the State shall exercise its powers and authority through the chosen representatives of the people;

3- "Wherein the principles of democracy, freedom, equality, tolerance and social justice, as enunciated by Islam, shall be fully observed;

4- "Wherein the Muslims shall be enabled to order their lives in the individual and collective spheres in accordance with the teachings and requirements of Islam as set out in the Holy Qur'an and Sunnah;

5- "Now, therefore, we, the people of Pakistan ..... Faithful to the declaration made by the Founder of Pakistan, Quaid-i-Azam Muhammad Ali Jinnah, that Pakistan would be a Democratic State based on Islamic principles of social justice;"

دستور سازی کے عمل میں طویل تاخیر ہماری تاریخ کا ایک افسوسناک باب ہے۔ تاہم ۱۹۵۶ء میں پاکستان کا پہلا دستور منصّہ شہود پر آیا تو قرارداد مقاصد کی روشنی میں آئین کے آرٹیکل ۱۹۸(۱) میں طے کیا گیا:

ایسا کوئی قانون وضع نہیں کیا جائے گا جو قرآن پاک اور سنت میں منضبط اسلامی احکام کے منافی ہو۔۔۔اور موجودہ قوانین کو ان احکام کے مطابق بنایا جائے گا[۶]۔

اسی آرٹیکل (۱۹۸) کی ذیلی شق (۳) میں مندرجہ بالا حکم کو عملی جامہ پہنانے کے لیے قرار دیا گیا کہ:

جناب صدر دستور کے نفاذ کے دن سے ایک سال کے اندر ایک کمیشن مقرر کریں گے۔

(الف) کہ وہ سفارشات پیش کرے۔

(i) موجودہ قوانین کو احکام اسلام کے مطابق بنانے کے لیے اقدامات کے بارے میں،

(ii) ان مراحل سے متعلق جن میں ایسے اقدامات نافذ العمل کیے جائیں؛ اور

(ب) کہ وہ قومی اور صوبائی مجالس مقننہ کی راہنمائی کی غرض سے احکام اسلام ایسی موزوں شکل میں مدون کرے جس میں انہیں قانونی شکل دی جاسکے[۷]۔

اکتوبر ۱۹۵۸ء میں جنرل محمد ایوب خان کے اقتدار پر قبضہ، مارشل لاء کے نفاذ اور ۱۹۵۶ء کے دستور کی تنسیخ کے بعد بالآخر ۱۹۶۲ء میں جو نیا دستور آیا اس میں بھی آرٹیکل ۱۹۹ کے تحت اسلامی نظریہ کی مشاورتی کونسل[۸] کی تشکیل کا فیصلہ کیا گیا۔ آرٹیکل ۲۰۴(۱) میں اس کونسل کے مندرجہ ذیل فرائض منصبی طے کیے گئے:

> مرکزی حکومت اور صوبائی حکومتوں کو ایسی سفارشات کرنا جن کے ذریعے پاکستان کے مسلمانوں کو اپنی زندگیاں ہر لحاظ سے اسلامی نظریات کے مطابق مرتب کرنے کے قابل بنایا جاسکے، نیز اس کے لیے ان کی حوصلہ افزائی کی جاسکے اور دستور کی پہلی ترمیم کے قانون ۱۹۶۳ء کے نافذ ہونے سے فوراً پہلے نافذ العمل تمام قوانین کا جائزہ لینا تاکہ انہیں قرآن پاک اور سنت میں منضبط اسلامی تعلیمات اور تقاضوں

---

6- "No law shall be enacted which is repugnant to the Injunctions of Islam as laid down in the Holy Qur'an and Sunnah, . . ., and existing law shall be brought into conformity with such Injunctions."

7- "Within one year of the Constitution Day, the President shall appoint a Commission-
(a)- to make recommendations-
(i)- as to the measures for bringing existing laws into conformity with the Injunctions of Islam, and
(ii)- as to the stages by which such measures should be brought into effect; and
(b)- to compile in a suitable form, for the guidance of the National and Provincial Assemblies, such Injunctions of Islam as can be given legislative effect."

8- Advisory Council of Islamic Ideology

کے مطابق بنایا جائے[9]۔

۱۹۶۲ء کے آئین کے تحت مؤرخہ ۴/ اگست ۱۹۶۲ء کو وزارت قانون و پارلیمانی امور کے ایک نوٹیفکیشن کے ذریعہ اسلامی نظریہ کی مشاورتی کونسل کی اولین تشکیل کی گئی۔ اس پہلی کونسل کے چیئرمین جناب جسٹس ابو صالح محمد اکرم تھے۔ ارکان میں جسٹس (ر) محمد شریف، مولانا اکرم خان، مولانا عبد الحمید بدایونی، مولانا حافظ کفایت حسین، ڈاکٹر ٹی ایچ قریشی اور مولانا عبد الہاشم شامل تھے۔

۱۹۷۳ء کے دستور کے آرٹیکل ۲ میں اسلام کو ریاست پاکستان کا دین قرار دیا گیا ہے اور آرٹیکل ۲۲۷ تا ۲۳۱ میں قوانین کی اسلامی تشکیل اور اس مقصد کے لیے کونسل کے کردار کی وضاحت سے تصریح کر دی گئی ہے۔ آرٹیکل ۲۲۷(۱) میں بصراحت قرار دیا گیا ہے کہ:

تمام موجودہ قوانین کو قرآن پاک اور سنت میں منضبط اسلامی احکام کے مطابق بنایا جائے گا، جن کا اس حصے میں بطور اسلامی احکام حوالہ دیا گیا ہے، اور ایسا کوئی قانون وضع نہیں کیا جائے گا جو مذکورہ احکام کے منافی ہو[10]۔

اسی آرٹیکل کی ذیلی شق (۲) میں مزید تصریح کر دی گئی ہے کہ ذیلی شق (۱) کے احکام کو عملی شکل دینے کے لیے وہ طریق اختیار کیا جائے گا جو دستور کے اس حصے [یعنی جزء ۹ بعنوان اسلامی احکام] میں بیان کیا گیا ہے۔

آرٹیکل ۲۲۸ میں اس کی تعبیر و تصریح کرتے ہوئے قرار دیا گیا ہے کہ:

یوم آغاز سے نوے دن کی مدت کے اندر ایک اسلامی نظریاتی کونسل تشکیل دی جائے گی جس کا اس حصے میں بطور اسلامی کونسل حوالہ دیا گیا ہے[11]۔

اسی آرٹیکل ۲۲۸ کی ذیلی شق (۲) میں اسلامی نظریاتی کونسل کی ہیئت ترکیبی کی وضاحت کی گئی ہے:

اسلامی کونسل کم از کم آٹھ اور زیادہ سے زیادہ بیس ایسے ارکان پر مشتمل ہوگی جنہیں صدر ان اشخاص میں سے مقرر کرے، جو اسلام کے اصولوں اور فلسفے کا، جس طرح کہ قرآن پاک و سنت میں ان کا تعین کیا گیا ہے، علم رکھتے ہوں یا جنہیں پاکستان کے

---

9- (a)- "to make recommendations to the Central Government and the Provincial Governments as to means of enabling and encouraging the Muslims of Pakistan to order their lives in all respects in accordance with the principles and concepts of Islam, and to examine all laws in force immediately before the commencement of the Constitution (First Amendment) Act, 1963, with a view to bringing them into conformity with the teachings and requirements of Islam as set out in the Holy Qur'an and Sunnah;"

10- "All existing laws shall be brought in conformity with the Injunctions of Islam as laid down in the Holy Quran and Sunnah, in this Part referred to as the Injunctions of Islam, and no law shall be enacted which is repugnant to such injunctions."

11- "There shall be, constituted within a period of ninety days from the commencing day a Council of Islamic Ideology , in this part referred to as the Islamic Council."

اقتصادی، سیاسی، قانونی اور انتظامی مسائل کا فہم وادراک حاصل ہو[12]۔

آرٹیکل ۲۲۸ کی اگلی ذیلی شق (۳) کی رو سے یہ لازم قرار دیا گیا ہے کہ کونسل کے کم از کم دو ارکان سپریم کورٹ یا کسی ہائی کورٹ کے حاضر سروس یا سابق جج ہوں گے۔ اسی طرح کم از کم ایک خاتون رکن کا ہونا بھی ضروری قرار دیا گیا ہے اور کونسل کے ارکان میں کم از کم چار اسلامی علوم کی تدریس و تحقیق کے کم از کم پندرہ سالہ تجربہ کے حامل ہونے چاہئیں۔

آرٹیکل ۲۲۹ کے مطابق صدر پاکستان یا کسی صوبے کے گورنر کسی معاملے میں یہ سوال کہ: آیا کوئی مروجہ قانون احکام اسلام کے منافی ہے یا نہیں؟ کونسل کو ریفر کر سکتے ہیں۔ قومی اسمبلی یا سینٹ یا کوئی صوبائی اسمبلی بھی ایسا کوئی مسئلہ کونسل کو ریفر کر سکتی ہے بشرطیکہ اس کے ارکان کا کم از کم ۵/۲ حصہ اس کا تقاضا کرے۔

آرٹیکل ۲۳۰ میں کونسل کے جو فرائض منصبی بیان کیے گئے ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

(الف) مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) اور صوبائی اسمبلیوں سے ایسے ذرائع اور وسائل کی سفارش کرنا جن سے پاکستان کے مسلمانوں کو اپنی زندگیاں انفرادی اور اجتماعی طور پر ہر لحاظ سے اسلام کے ان اصولوں اور تصورات کے مطابق ڈھالنے کی ترغیب اور امداد ملے جن کا قرآن پاک اور سنت میں تعین کیا گیا ہے،

(ب) کسی ایوان، کسی صوبائی اسمبلی، صدر یا کسی گورنر کو کسی ایسے سوال کے بارے میں مشورہ دینا جس میں کونسل سے اس بابت رجوع کیا گیا ہو کہ آیا کوئی مجوزہ قانون اسلامی احکام کے منافی ہے یا نہیں،

(ج) ایسی تدابیر کی، جن سے نافذ العمل قوانین کو اسلامی احکام کے مطابق بنایا جائے گا، نیز ان مراحل کی جن سے گزر کر محولہ تدابیر کا نفاذ عمل میں لانا چاہیے، سفارش کرنا، اور

(د) مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) اور صوبائی اسمبلیوں کی راہنمائی کے لیے اسلام کے ایسے احکام کی ایک موزوں شکل میں تدوین کرنا جنہیں قانونی طور پر نافذ کیا جا سکے[13]۔

---

12- "The Islamic Council shall consist of such members, being not less than eight and not more than twenty as the President may appoint from amongst persons having knowledge of the principles and philosophy of Islam as enunciated in the Holy Qur'an and Sunnah, or understanding of the economic, political, legal or administrative problems of Pakistan."

13- (a)- "to make recommendations to Majlis-e-Shoora (Parliament] and the Provincial Assemblies as to the ways and means of enabling and encouraging the Muslims of Pakistan to order their lives individually and collectively in all respects in accordance with the principles and concepts of Islam as enunciated in the Holy Qur'an and Sunnah;

(b)- to advise a House, a Provincial Assembly, the President or a Governor on any question referred to the Council as to whether a proposed law is or is not repugnant to the Injunctions of Islam;

(c)- to make recommendations as to the measures for bringing existing laws into conformity with the

(۲) جب آرٹیکل ۲۹۹ کے تحت، کوئی سوال کسی ایوان، کسی صوبائی اسمبلی، صدر یا کسی گورنر کی طرف سے اسلامی کونسل کو بھیجا جائے، تو کونسل اس کے بعد پندرہ دن کے اندر اس ایوان، اسمبلی، صدر یا گورنر کو جیسی بھی صورت ہو، اس مدت سے مطلع کرے گی جس کے اندر وہ مذکورہ مشورہ فراہم کرنے کی توقع رکھتی ہو۔

(۳) جب کوئی ایوان، کوئی صوبائی اسمبلی، صدر یا گورنر جیسی بھی صورت ہو، یہ خیال کرے کہ مفاد عامہ کی خاطر اس مجوزہ قانون کا وضع کرنا جس کے بارے میں سوال اٹھایا گیا تھا مشورہ حاصل ہونے تک ملتوی نہ کیا جائے، تو اس صورت میں مذکورہ قانون مشورہ مہیا ہونے سے قبل وضع کیا جاسکے گا۔

مگر شرط یہ ہے کہ جب کوئی قانون اسلامی کونسل کے پاس مشورے کے لیے بھیجا جائے اور کونسل یہ مشورہ دے کہ قانون اسلامی احکام کے منافی ہے تو ایوان، یا جیسی بھی صورت ہو، صوبائی اسمبلی، صدر یا گورنر اس طرح وضع کردہ قانون پر دوبارہ غور کرے گا۔

(۴) اسلامی کونسل اپنے تقرر سے سات سال کے اندر اپنی حتمی رپورٹ پیش کرے گی اور سالانہ عبوری رپورٹ پیش کیا کرے گی۔ یہ رپورٹ خواہ عبوری ہو یا حتمی، موصولی سے چھ ماہ کے اندر دونوں ایوانوں اور ہر صوبائی اسمبلی کے سامنے برائے بحث پیش کی جائے گی اور مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) اور اسمبلی، رپورٹ پر غور وخوض کرنے کے بعد حتمی رپورٹ کے بعد دو سال کی مدت کے اندر اس کی نسبت قوانین وضع کرے گی۔

**کونسل کی رپورٹیں اور مجلس شوریٰ**

آئین پاکستان کے آرٹیکل ۲۳۰ کے مطابق اپنے قیام کے سات سال بعد قوانین کے جائزہ پر مبنی ایک حتمی رپورٹ پیش کرنا کونسل کے فرائض میں شامل تھا۔ اس کی شق (۴) میں یہ بھی لازم قرار دیا گیا تھا کہ کونسل کی سالانہ عبوری رپورٹ یا فائنل رپورٹ مجلس شوریٰ یا صوبائی اسمبلی کو پیش کی جائے گی جو فائنل رپورٹ کے ملنے کے دو سال کے اندر اس پر قانون سازی کرے گی۔

۱۹۸۰ء میں سات سال پورے ہوگئے لیکن بوجوہ حتمی رپورٹ تیار نہ ہو سکی تھی۔ اس اثناء میں کونسل سالانہ رپورٹیں پیش کرتی رہی جن میں ۱۹۷۳ء تک نافذ شدہ قوانین کا جائزہ مکمل کر لیا گیا تھا۔ ۱۹۷۳ء کے بعد کے قوانین کے جائزہ پر مشتمل دو رپورٹیں "قوانین کی اسلامی تشکیل: سلسلۂ دوم" (جلد اول اور جلد چہارم) کے نام سے پیش کی گئیں جن میں

---

(d)- Injunctions of Islam and the stages by which such measures should be brought into effect; and to compile in a suitable form, for the guidance of Majlis-e-Shoora (Parliament] and the Provincial Assemblies, such injunctions of Islam as can be given legislative effect."

بالترتیب ۱۵/ اگست، ۱۹۷۳ء تا ۴/ جولائی، ۱۹۷۷ء اور ۱۲/ اکتوبر، ۱۹۹۹ء تا ۳۱/ دسمبر، ۲۰۰۲ء کے عرصوں میں نافذ کئے جانے والے قوانین کا جائزہ لیا گیا تھا۔ ان کے علاوہ نظام تعلیم، نظام معاشرت اور ذرائع ابلاغ عامہ کے موضوعات پر تین رپورٹیں ۱۹۸۲ء میں پیش کی گئیں۔

قوانین کی اسلامی تشکیل اور دیگر موضوعات کے بارے میں رپورٹوں کے سلسلے میں کونسل نے اپنے اجلاس منعقدہ ۱۳/ اکتوبر ۱۹۸۲ء میں حسب ذیل قرارداد منظور کی:

"طے پایا کہ کونسل متذکرہ بالا رپورٹوں کو بہ اغراض آرٹیکل ۲۳۰ (۴) دستور پاکستان مجریہ ۱۹۷۳ء موضوع وار حتمی رپورٹیں قرار دیتی ہے۔ مزید برآں طے پایا کہ قانون کے موضوع پر پاکستان کوڈ کی جلد وار رپورٹیں جوں جوں مرتب ہوں گی حکومت کو بھیجی جاتی رہیں گی، یہ رپورٹیں بھی حتمی ہوں گی۔ علاوہ ازیں کونسل قانون کے موضوع پر حسب ہدایت صدر مملکت قوانین حدود، قانون قصاص و دیت، قانون شہادت، قانون انسداد فحاشی، قانون نفقہ اقارب، نظام حکومت، قانون احترام رمضان، رپورٹ زکوٰۃ و عشر، رپورٹ بلا سود بنکاری اور قانون شفعہ سے متعلق مسودات حکومت کو پیش کر چکی ہے۔ یہ بھی بہ اغراض آرٹیکل ۲۳۰ (۴) دستور پاکستان حتمی رپورٹیں شمار ہوں گی"۔ (کونسل کی سالانہ رپورٹ، ۸۳-۱۹۸۲)

حتمی رپورٹ ۱۹۹۶ء میں پیش کر دی گئی۔ اس کے بعد آئندہ لائحہ عمل کے بارے میں کونسل کا یہ موقف طے پایا:

"آئین پاکستان کے آرٹیکل ۲۳۰ (۴) کی رو سے اسلامی نظریاتی کونسل کو اپنے تقرر سے سات سال کے اندر اپنی حتمی رپورٹ اور اس دوران میں سالانہ عبوری رپورٹیں پیش کرنا تھیں۔ اس آئینی تقاضے کے مطابق کونسل ہر سال اپنی عبوری رپورٹ پیش کرتی رہی۔ اس سلسلے کی آخری رپورٹ ۹۳۔ ۱۹۹۲ء میں شائع کی گئی... مزید برآں متعدد موضوعاتی رپورٹیں بھی اس مدت میں اشاعت پذیر ہوئیں اور دسمبر ۱۹۹۶ء میں کونسل نے نافذ العمل قوانین کے اسلامی نقطۂ نظر سے جائزہ کے بارے میں اپنی فائنل رپورٹ بھی پیش کر دی۔

آئین کے آرٹیکل ۲۲۷ (۱) کے مطابق

"تمام موجودہ قوانین کو قرآن و سنت میں دیے گئے اسلامی احکامات کے مطابق بنایا جائے گا۔"

"تمام موجودہ قوانین" کی تعریف کرتے ہوئے دستور کے آرٹیکل ۲۶۸ (۷) میں کہا گیا ہے کہ ان سے وہ قوانین اور آرڈیننسز وغیرہ مراد ہیں، جو پاکستان یا اس کے کسی حصے میں دستور کے یوم آغاز (یعنی ۱۴/ اگست ۱۹۷۳ء) سے عین پہلے نافذ تھے۔

ان قوانین کے اسلامی نقطۂ نظر سے جائزہ کا عمل کونسل کی تشکیل (آرٹیکل ۲۲۸ کے مطابق) کے سات سال کے اندر کونسل کی فائنل رپورٹ پیش ہونے کے ساتھ مکمل ہونا تھا۔ اس دوران میں سالانہ عبوری رپورٹیں پیش کی جانی تھیں۔ دستور کے آرٹیکل ۲۳۰ (۴) کے مطابق کونسل کی رپورٹ، خواہ عبوری ہو یا حتمی (فائنل)، کا بحث کے لیے دونوں ایوانوں (یعنی قومی اسمبلی اور سینٹ) اور ہر صوبائی اسمبلی میں رپورٹ موصول ہونے کے چھ ماہ کے اندر اندر پیش کیا جانا لازم تھا۔

آرٹیکل ۲۲۷ (۱) کا بقیہ حصہ حسب ذیل ہے:

"...اور کوئی ایسا قانون وضع نہیں کیا جائے گا جو ایسے احکامات [یعنی قرآن وسنت میں مذکور اسلامی احکام] کے منافی ہو"

اس لحاظ سے کونسل کی کوئی بھی رپورٹ اس معنی میں حتمی رپورٹ نہیں ہے کہ اس کے بعد کونسل کوئی رپورٹ جاری نہیں کرے گی۔ کیونکہ تمام قوانین جیسے اور جب وضع کئے جائیں گے، ان کے بارے میں کونسل کی نظر ثانی کا کام جاری رہنا ہے۔ چونکہ آئین میں کونسل کی مدت کا تعین کئے بغیر کونسل کے فرائض منصبی بیان ہوئے ہیں۔

اس بناء پر کونسل کی جانب سے قوانین کی نظر ثانی ایک مستقل جاری کام ہے لہٰذا اس کی سفارشات / رپورٹیں مجالس قانون ساز کو پیش کرنا بھی لازمی ہے، بصورت دیگر کونسل کے فرائض منصبی بے معنی ہو جاتے ہیں۔

**کونسل کا انتظامی ڈھانچہ**

دستور کے آرٹیکل ۲۲۸ (۴) کے تحت صدر پاکستان کونسل کے ارکان میں سے ایک کو اس کا چیئرمین مقرر فرماتے ہیں، جن کے عہدہ کی میعاد دوسرے ارکان کی طرح تین سال ہوتی ہے۔ البتہ اس میعاد کے اختتام پر ان کا دوبارہ تقرر بطور رکن / چیئرمین کیا جاسکتا ہے۔ کونسل کا چیئرمین کونسل کا پرنسپل اکاؤنٹنگ آفیسر ہوتا ہے اور انہیں منجملہ دیگر اختیارات کے گریڈ - ۲۲ کے فیڈرل سیکرٹری کے تمام اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ کونسل کے شعبہ انتظامیہ کی سربراہی کونسل کے سیکرٹری (گریڈ ۲۰ / ۲۱) کرتے ہیں، جن کا تقرر کونسل کے ریکروٹمنٹ رولز (۱۹۸۴ء) کے مطابق وفاقی / صوبائی حکومتوں کے کسی موزوں افسر کے تبادلہ / ڈیپوٹیشن کے ذریعے یا پریس میں اشتہار کے بعد براہ راست انتخاب کے ذریعے ہوتا ہے۔ ریکروٹمنٹ رولز کے قاعدہ نمبر ۳ کے تحت کونسل کی تمام اسامیوں (بشمول سیکرٹری / ڈائریکٹر جنرل وغیرہ) پر تقرر کا اختیار کونسل کے چیئرمین کو حاصل ہوتا ہے، جو انہی قواعد کے قاعدہ ۹ (۱) (۱۱) کے تحت قائم شدہ بورڈ / کمیٹی کی سفارش پر کیا جاتا ہے۔ کونسل کے شعبہ تحقیق کی سربراہی اس کے ڈائریکٹر جنرل (گریڈ ۲۰) کرتے ہیں۔ سیکرٹری اور ڈائریکٹر جنرل (ریسرچ) دونوں براہِ راست چیئرمین کو رپورٹ کرتے ہیں۔

جیسا کہ اوپر بتایا گیا، کونسل کی اولین تشکیل ۱۹۶۲ء میں ہوئی۔ چنانچہ یکم راگست ۱۹۶۲ء کو سپریم کورٹ آف پاکستان

کے جناب جسٹس ابو صالح محمد اکرم، ۱۹۶۲ء کے دستور کے آرٹیکل ۱۹۹ کے تحت، اسلامی نظریہ کی مشاورتی کونسل کے پہلے چیئرمین مقرر ہوئے۔ ان کے بعد جناب پروفیسر علامہ علاؤ الدین صدیقی، جناب جسٹس حمود الرحمٰن، جناب جسٹس (ر) محمد افضل چیمہ، جناب جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن، جناب پروفیسر ڈاکٹر عبدالواحد جے ہالیپوتہ، جناب جسٹس (ر) محمد حلیم، جناب مولانا کوثر نیازی، جناب اقبال احمد خان، جناب ڈاکٹر شیر محمد زمان، جناب ڈاکٹر محمد خالد مسعود اور جناب مولانا محمد خان شیرانی کونسل کی سربراہی کی خدمت پر مامور ہوئے۔ جناب پروفیسر ڈاکٹر قبلہ ایاز، ۸/ نومبر ۲۰۱۷ء کو تین سال کے لیے چیئرمین کونسل مقرر کیے گئے۔

یکم/ اگست، ۱۹۶۲ء سے ۲۶/ ستمبر، ۱۹۷۷ء تک کونسل کا مستقر لاہور میں رہا۔ اس کے بعد اسے اسلام آباد میں منتقل کیا گیا۔ ۱۹۹۵ء میں سٹیٹ بنک آف پاکستان سے متصل، ۴۶-اتاترک ایونیو، سیکٹر جی فائیو ٹو میں اپنی عمارت مکمل ہونے پر کونسل مستقل طور پر یہاں منتقل ہوگئی۔ اولاً کونسل کے صدر نشین جزء وقتی بنیاد پر مقرر ہوتے تھے۔ جسٹس محمد افضل چیمہ (۲۶/ ستمبر ۱۹۷۷ء تا ۲۶/ مئی ۱۹۸۰ء) ہمہ وقتی بنیاد پر مقرر ہونے والے پہلے چیئرمین تھے۔

**کونسل کی مطبوعات**

کونسل کی مطبوعات کی کل تعداد ۱۱۰ ہے، ان میں سالانہ رپورٹیں بھی ہیں اور موضوعاتی رپورٹیں بھی۔ سالانہ رپورٹوں (بشمول سالانہ رپورٹ ۰۵-۲۰۰۴ء کی سمری رپورٹ) کی کل تعداد ۳۷ ہے۔ ۳۷ رپورٹیں اسلامی قوانین کی تشکیل کے موضوع پر ہیں، ۸ رپورٹیں معیشت کی اسلامی تشکیل کے موضوع پر ہیں، ایک رپورٹ تعلیمی اصلاحات پر، ۴ رپورٹیں معاشرتی اصلاحات پر، ایک رپورٹ ذرائع ابلاغ عامہ کی اصلاح پر اور ۲ رپورٹیں استفسارات پر مشتمل ہیں۔ "دہشت گردی اور اسلام" کے عنوان سے نیز حدود آرڈیننس ۱۹۷۹ء پر دو مختصر عبوری رپورٹیں بھی شائع کی گئی ہیں۔ آزادیٔ نسواں، عہد رسالت میں (ترجمہ) چار جلدوں میں شائع کیا گیا۔ نیز اجتہاد کے عنوان سے بارہ شمارے بھی شائع ہوئے۔ ان کے علاوہ کئی دیگر متفرق مطبوعات بھی شائع کی گئیں۔

# اسلامی قانون وراثت ۲۰۱۹ء

## پہلا باب
## ابتدائیہ

**تمہید:**

ہر گاہ کہ قرین مصلحت ہے کہ وراثت سے متعلق قرآن وسنت کے احکامات اور ان پر مبنی فقہی آراء اور اجتہادات کو عصری قوانین کی طرح مدون کیا جائے تاکہ شریعت اور آئین کے اغراض ومقاصد میں سے وراثت کا اہم مقصد حاصل کیا جائے جس کو قرآن وسنت میں امتیازی حیثیت حاصل ہے۔لہذا درج ذیل قانون وراثت وضع کیا جاتا ہے۔

**دفعہ ۱- مختصر عنوان، وسعت، اطلاق وآغازِ نفاذ:** (۱)یہ قانون اسلامی قانون وراثت ۲۰۱۹ء کے نام سے موسوم ہوگا اور سرکاری جریدے میں نوٹیفکیشن کے ذریعے سربراہ ریاست کی منظوری سے وزارت قانون وانصاف کی طرف سے متعین کردہ تاریخ سے نافذ العمل ہوگا۔

(۲) ضمنی دفعہ (۱) کے تحت مذکورہ قانون کی مختلف دفعات یا کسی دفعہ کے مختلف مقاصد کے لیے مختلف تاریخیں متعین کی جاسکتی ہیں۔

(۳)اس قانون کا اطلاق پاکستان کے تمام مسلم شہریوں پر ہوگا۔

**دفعہ ۲-تعریفات:** تاوقتیکہ اس قانون میں سیاق وسباق سے کچھ اور مترشح ہوتا ہو، مندرجہ ذیل الفاظ سے وہی معنی مراد ہوں گے جو ان کے سامنے درج ہیں۔

۱- اخیافی بھائی: ماں شریک بھائی

۲- اخیافی بہن: ماں شریک بہن

۳- اخیافی چچا: باپ کا وہ بھائی جو ماں شریک ہو۔

۴- ارتداد: ارتداد سے مراد کسی مسلمان کی طرف سے دین اسلام کا ترک ہے، جس میں ضروریات دین بشمول حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت میں سے کسی ایک کا انکار کرنا شامل ہے۔

۵- بیت المال: اس سے پاکستان بیت المال ایکٹ ۱۹۹۱ء کے تحت قائم کردہ ادارہ مراد ہے۔

۶- ترکہ: وہ مال جس کا میت وفات کے وقت مالک ہو اور اس کے ساتھ براہ راست کسی اور شخص کا حق متعلق نہ ہو، خواہ وہ مال پاکستان میں ہو یا بیرون پاکستان ہو۔

۷- تقدیری موت: میت کو زندہ تصور کرتے ہوئے اس کی حقیقی موت قرار دی جائے مثلاً جنین (بچہ جو

ماں کے پیٹ میں ہو) کو کوئی صدمہ پہنچا کر شکم مادر سے علیحدہ کر دیا جائے۔

۸- جد صحیح: وہ مذکر جس کا میت سے رشتہ جوڑنے میں کسی مؤنث کا واسطہ نہ ہو، جیسے دادا (باپ کا باپ)، اس میں ماں کا واسطہ درمیان میں نہیں ہے۔

۹- جدہ صحیحہ: وہ مؤنث جس کا میت سے رشتہ جوڑنے میں جد فاسد کا واسطہ نہ ہو، جیسے دادی اور نانی کہ ان کا رشتہ میت سے جوڑنے میں نانا یعنی جد فاسد کا واسطہ درمیان میں نہیں ہے۔

۱۰- جد فاسد: وہ مذکر جس کا میت سے رشتہ جوڑنے میں مؤنث کا واسطہ ہو، جیسے نانا (ماں کا باپ) اس میں مؤنث یعنی ماں کا واسطہ درمیان میں ہے۔

۱۱- جدہ فاسدہ: وہ مؤنث جس کا میت سے رشتہ جوڑنے میں جد فاسد کا واسطہ ہو، جیسے نانا کی ماں کہ اس کا رشتہ میت سے جوڑنے میں نانا یعنی جد فاسد کا واسطہ درمیان میں ہے۔

۱۲- حقیقی موت: کسی شخص کا رشتہ حیات بدن سے منقطع ہو جائے، جس کا علم مشاہدہ یا گواہ کے ذریعہ ہو جائے۔

۱۳- حکمی موت: کسی شخص کی موت وحیات کی اطلاع نہ ہو یا اس کی حیات نامعلوم ہو اور مجاز عدالت تحقیق کر کے اسے مردہ قرار دے کر اس کی موت کا حکم جاری کر دے مثلاً گم شدہ شخص کو تاریخ گمشدگی سے عدالت مردہ قرار دے دے۔

۱۴- ذوی الارحام: میت کے وہ رشتہ دار جو نہ اصحاب فروض ہوں اور نہ ہی عصبہ ہوں۔

۱۵- ذوی الفروض: وہ ورثا ہیں جن کے حصے قرآن، سنت یا اجماع امت میں متعین ہیں۔

۱۶- سبب: سبب سے مراد زوجیت کا تعلق ہے جو میت اور وارث کے درمیان نکاح صحیح کے سبب قائم ہو۔

۱۷- طلاق بائن: وہ طلاق جس کے بعد طلاق دینے والا اپنی مطلقہ عورت کو نئے عقد کے بغیر رشتہ زوجیت میں نہ لوٹا سکے۔

۱۸- طلاق رجعی: وہ طلاق جس میں عدت کے دوران شوہر اپنی مطلقہ عورت کو نئے عقد کے بغیر رشتہ زوجیت میں واپس لوٹانے کا اختیار رکھتا ہو۔

۱۹- طلاق فار: وہ طلاق بائن یا طلاق مغلظ جو شوہر نے اپنی بیوی کو اپنے مرض موت میں دی ہو۔

۲۰- طلاق مغلظ: وہ طلاق جس میں شوہر اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدے جس کے بعد شوہر کے لیے نہ رجوع کا حق باقی رہتا ہے اور نہ ہی شرعی تقاضے پورے کئے بغیر وہ اس بیوی سے دوبارہ نکاح کر سکتا

ہے۔

۲۱- عدت: وہ مقررہ مدت جو عورت پر نکاح کے اثرات ختم ہونے کے لیے گزارنا لازم ہوتی ہے۔

۲۲- عصبہ: میت کے وہ رشتہ دار جو ذوی الفروض سے بچا ہوا ترکہ لے لیتے ہیں اور اگر ذوی الفروض نہ ہوں تو تمام ترکہ کے مستحق ہوتے ہیں۔

۲۳- علاتی بہن: باپ شریک بہن

۲۴- علاتی بھائی: باپ شریک بھائی

۲۵- علاتی چچا: باپ کا وہ بھائی جو باپ شریک ہو۔

۲۶- قتل بالسبب: اس سے مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۳۲۱ میں مذکور تعریف مراد ہے۔

۲۷- لعان: اس سے جرم قذف (نفاذ حد) کے آرڈیننس کی دفعہ ۱۴ میں مذکور تعریف مراد ہے۔

۲۸- مفقود: وہ شخص جو غائب ہو جائے اور کسی طرح بھی معلوم نہ ہو کہ وہ زندہ ہے یا نہیں، اسے مفقود کہتے ہیں۔

۲۹- مقرلہ بالنسب علی الغیر: وہ شخص جس کے نسب کو میت نے دوسرے اشخاص سے متعلق کر کے تسلیم کیا ہو، اور ان اشخاص نے اس نسب کو تسلیم نہ کیا ہو، مثلاً کسی مجہول النسب کے متعلق کہا ہو یہ میرا بھائی یا چچا ہے۔

۳۰- مرض موت: مرض موت وہ مرض جس میں مرض بڑھتا جائے اور موت کا خوف غالب ہو نیز جس میں مرد مریض مکان سے باہر اپنے کاروبار کے سلسلے میں نکلنے سے عاجز ہو، اور اگر مریض عورت ہو تو گھر کے کام کاج سے عاجز ہو اور ایک سال کے اندر مریض کا انتقال ہو جائے۔

۳۱- مانع ارث: کوئی ایسا ذاتی وصف جو سبب وراثت کے ہوتے ہوئے وراثت سے محرومی کا باعث ہو۔

۳۲- مُورث: وہ میت جس کا ترکہ اس کے ورثا میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

۳۳- موصی لہ عام: وہ شخص جس کے لیے میت نے اپنے کل مال کی وصیت کی ہو۔

۳۴- مولی الموالات (وارث بذریعہ معاہدہ): وہ شخص جو کسی لاوارث سے معاہدہ کرتا ہے کہ اگر اس پر کوئی تاوان یا دیت لازم ہوئی تو وہ اس کو ادا کرے گا اور اس کے معاوضہ میں اس لاوارث شخص سے حق وراثت حاصل کرے گا۔

۳۵- نکاح باطل: وہ نکاح جو اسلام میں ممنوع اور حرام ہو، جیسے محارم کا آپس میں نکاح۔

۳۶- نکاح فاسد: وہ نکاح جس میں نکاح کی شروط میں سے کوئی شرط پوری نہ کی گئی ہو مثلاً بغیر گواہوں کے نکاح۔

۳۷- نسب: نسب سے مراد وہ قرابت ہے جو وارث اور مورث کے درمیان خونی رشتہ کی بنیاد پر ہو۔

۳۸- وارث: وہ شخص جو اسباب میراث میں سے کسی سبب کی وجہ سے وراثت کا مستحق ہو۔

۳۹- وراثت: وراثت ایک ایسا غیر اختیاری انتقال عمل ہے جس کے ذریعے میت کا ترکہ اس کے ورثا کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ اسی کو میراث بھی کہا جاتا ہے۔

۴۰- وصیت: اس سے قانون جانشینی ۱۹۲۵ء کی دفعہ ۲ (ایچ) میں مذکور تعریف مراد ہے۔

## حصہ اوّل
## وراثت بمطابق سنی فقہ (حنفی واہل حدیث)
### دوسرا باب--ارکان وموجبات وراثت

**دفعہ ۳-ارکان وراثت:** وراثت کے حسب ذیل تین ارکان ہیں:

(۱) مورث (۲) وارث (۳) ترکہ

**دفعہ ۴-مورث اور وارث کی شرائط:** (۱) وراثت کا استحقاق اس وقت پیدا ہو گا، جب مورث کی حقیقی، تقدیری یا حکمی موت واقع ہو چکی ہو۔

(۲) مورث کی موت کے وقت وارث کا زندہ ہونا ضروری ہے، خواہ وہ حقیقی طور پر زندہ ہو یا اسے زندہ تصور کیا گیا ہو، جیسا کہ حمل کو زندہ تصور کرتے ہوئے اس کا حصہ وراثت محفوظ رکھا جاتا ہے۔

**دفعہ ۵-وارث کی نوعیت قرابت:** مورث کے ساتھ وارث کی نسبی یا سببی قرابت کی نوعیت کا معلوم ہونا ضروری ہے، کیونکہ ہر تعلق کی الگ حیثیت اور حصہ ہے۔

**دفعہ ۶-موجبات وراثت:** موجبات وراثت حسب ذیل دو ہیں:

(۱) نسب (۲) سبب

**دفعہ ۷-نسبی قرابت کی قسمیں:** نسبی قرابت کی مندرجہ ذیل چار قسمیں ہیں:

(۱) میت کے والدین، دادا، دادی، نانی خواہ کتنے ہی اوپر درجے کے ہوں۔

(۲) میت کی اولاد خواہ کتنی ہی نیچے درجے کے ہوں۔

(۳) میت کے بھائی بہنیں اور حقیقی اور علاتی بھائی کی نرینہ اولاد۔

(۴) میت کا حقیقی یا علاتی چچا اور اس کی نرینہ اولاد۔

**دفعہ ۸-سبب کے ذریعہ استحقاق وراثت کے لیے شرائط:** سبب کے ذریعہ استحقاق وراثت کے لیے مندرجہ ذیل دو شرائط ہیں:

(۱) نکاح صحیح ہو، خواہ خلوت یا دخول ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔ لہٰذا نکاح فاسد یا باطل میں میاں بیوی کے درمیان وراثت جاری نہیں ہوتی۔

(۲) مورث کی موت کے وقت تک نکاح قائم رہے، خواہ حقیقتاً یا حکماً۔ حکماً کا مطلب یہ ہے کہ بیوی طلاق رجعی کی عدت میں ہو اور شوہر کا انتقال ہو جائے یا طلاق رجعی میں بیوی کا انتقال ہو جائے، یعنی طلاق

رجعی کی عدت میں میاں بیوی کا استحقاق وراثت قائم رہتا ہے، لیکن طلاق بائن اور طلاق مغلظ میں نہیں۔ اِلا یہ کہ شوہر نے مرض الموت میں بیوی کی مرضی کے بغیر طلاق بائن یا مغلظ دی ہو۔

دفعہ ۹۔ ترکہ: (۱) ترکہ وراثت کا تیسرا رکن ہے، اور یہی محل وراثت کہلاتا ہے۔

(۲) وراثت کے اجراء کے لیے ترکہ کا وجود ضروری ہے۔

(۳) میت کی وفات کے وقت اس کی تمام جائیداد منقولہ (جیسے گاڑیاں، مال مویشی، گھریلو سامان، مال تجارت، نقد رقوم، کسی تجارت میں حصہ) اور غیر منقولہ (زرعی زمین، رہائشی مکانات، فیکٹری وغیرہ) جو شرعاً اس کی ملکیت میں ہو، خواہ وہ اس کے قبضہ میں ہو یا دوسروں کے ذمے واجب الادا ہو، میت کا ترکہ کہلاتا ہے۔ چنانچہ ہر قسم کا مال، ملکیت، رہن رکھی ہوئی چیز، معاہدہ بیع کے خیارات (جیسے خیار عیب، خیار تعیین)، میت کا کسی کے ذمہ واجب الادا قرضہ وغیرہ سب ترکہ میں شامل ہیں۔

(۴) علمی ورثہ جیسے کتاب کوئی فارمولہ، کسی ایجاد وغیرہ کی رائلٹی ترکہ میں شامل ہے۔

(۵) جو چیز شریعت کی نظر میں مال نہ ہو، وہ ترکہ میں شمار نہیں ہو گا جیسے شراب۔

(۶) جو مال میت نے کسی دوسرے کا غصب کیا ہو یا چوری یا خیانت کے ذریعے حاصل کیا ہو، وہ اس کا ترکہ شمار نہ ہو گا۔ اِلا یہ کہ ایسے مال کا ضمان ادا کیا جا چکا ہو۔

(۷) بینولینٹ فنڈ اور گروپ انشورنس ترکہ میں شمار نہیں ہو گا۔

(۸) پراویڈنٹ فنڈ اور گریجوٹی کی رقم ترکہ میں شمار ہو گی۔

(۹) پنشن ترکہ میں شامل نہیں، البتہ ایسی پنشن جو ملازم کی زندگی میں واجب الادا ہو اور جس کے مطالبہ کا اسے حق حاصل ہو، وہ ترکہ میں شمار ہو گی۔

(۱۰) اگر کسی مرنے والے کو اس کی خدمات کے سلسلے میں کسی ادارے یا حکومت کی طرف سے رقم یا کوئی جائیداد دی جائے تو ایسی رقم یا جائیداد موت کے وقت میت کی ملکیت نہ ہونے کی وجہ سے ترکہ میں شامل نہیں ہوتی، بلکہ جس کے نام پر وہ رقم یا جائیداد جاری ہو گی وہ ہی اس کا حق دار ہو گا، شرعی ورثا کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہو گا۔

(۱۱) مروجہ بیمہ کی مد میں ملنے والی وہ رقم جو میت نے بصورت اقساط جمع کرائی ہو، اس کا ترکہ شمار ہو گا۔

(۱۲) دیت کی رقم پاکستان پینل کوڈ کی دفعہ ۳۳۰ کے تحت ورثا میں تقسیم ہو گی۔

(۱۳) مختلف حوادث میں میت کے ورثا کو ملنے والی وہ رقم جو تنخواہ نہ ہو اور بوقت حیات میت کی مملوکہ و مقبوضہ نہ ہو، وہ ترکہ شمار نہ ہو گی۔

## تیسرا باب
## مستحقین وراثت کی ترتیب

دفعہ ۱۰۔ مستحقین وراثت: میت کا ترکہ بالترتیب درج ذیل ورثا میں تقسیم ہو گا:۔

(۱) ذوی الفروض
(۲) عصبات
(۳) ذوی الفروض نسبی پر رد
(۴) ذوی الارحام
(۵) مولی الموالات
(۶) مقرلہ بالنسب علی الغیر
(۷) موصی لہ عام
(۸) بیت المال

### تشریح

ترکہ سب سے پہلے ذوی الفروض میں تقسیم کیا جائے گا۔ اگر اس میں سے کچھ باقی رہ جائے وہ عصبات میں تقسیم ہو گا، اگر عصبہ نہ ہوں تو ذوی الفروض نسبی میں رد کے اصول کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔ اگر ذوی الفروض اور عصبہ دونوں نہ ہوں تو ترکہ ذوی الارحام کو دیا جائے گا۔ ذوی الارحام نہ ہوں تو ترکہ مولی الموالات کو دیا جائے گا۔ اگر مولی الموالات بھی نہ ہو تو ترکہ مقرلہ بالنسب علی الغیر کو ملے گا۔ اگر مقرلہ بالنسب علی الغیر بھی نہ ہو تو ترکہ موصی لہ عام کو ملے گا۔ اگر ان سب میں سے کوئی بھی نہ ہو تو ترکہ بیت المال کو منتقل کیا جائے گا۔

## چوتھا باب
## موانع وارثت

**دفعہ ۱۱۔موانع وراثت:** وراثت کے حسب ذیل تین موانع ہیں:

(۱) اختلافِ دین:

اختلاف دین مانع ارث ہے۔ لہذا کافر کسی مسلمان کا یا مسلمان کسی کافر کا وارث نہیں ہو سکتا۔ البتہ اگر کافر مرتد ہو، تو مسلمان اس کے اس مال کا وارث ہو سکتا ہے، جس کا وہ حالت اسلام میں مالک تھا۔

(۲) قتل:

ہر قتل بجز قتل بالسبب کے مانع ارث ہے۔ یعنی قاتل مقتول کی وراثت کا حقدار نہیں ہو گا، مگر یہ کہ؛

(الف) قاتل بالغ وعاقل نہ ہو یا

(ب) قاتل نے بحکم شرعی مثلاً قصاص جاری کرنے کے لیے مقتول کو قتل کیا ہو۔ یا

(ج) قاتل نے اپنی جان ومال کی حفاظت کے تحت مقتول کو قتل کیا ہو۔

(۳) اشتباہِ وارث ومورث:

دو یا دو سے زائد اشخاص جو ایک دوسرے کے وارث ٹھہرتے ہوں، اگر ایک ساتھ انتقال ہو جائے یا ایک دوسرے کے آگے پیچھے انتقال ہو، مگر معلوم نہ ہو کہ کس کی وفات پہلے اور کس کی بعد میں ہوئی ہے، یا کچھ معلوم نہ ہو تو ایسے دو اشخاص ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے۔

## پانچواں باب
## ترکہ سے متعلق حقوق

**دفعہ ۱۲–ترکہ کے حقوق:** میت کے ترکہ کو ورثا میں اس وقت تک تقسیم نہیں کیا جائے گا جب تک مندرجہ ذیل تین چیزوں (حقوق) کے اخراجات اس سے پورے نہ کر لیے جائیں:–

(۱) سب سے پہلے میت کی تجہیز و تکفین کا بندوبست کیا جائے گا۔ اِلا یہ کہ میت عورت ہو تو اس کی تجہیز و تکفین کا خرچہ اس کے شوہر پر لازم ہو گا۔

(۲) تجہیز و تکفین کے اخراجات کے بعد ترکہ سے میت کے قرضے ادا کئے جائیں گے، اگر اس کے ذمہ کوئی قرض ہو۔

(۳) پھر اگر میت نے کوئی جائز وصیت کی ہو تو قانون وصیت کے مطابق اس کو ترکہ سے پورا کیا جائے گا بشرطیکہ وہ وصیت کل ترکہ کے ایک تہائی سے زیادہ نہ ہو۔ وصیت اگر ایک تہائی سے زائد ہو یا وارث کے حق میں ہو تو اس کا نفاذ دیگر ورثا کی اجازت پر موقوف ہو گا۔

(۴) مندرجہ بالا حقوق کی ادائیگی کے بعد باقی ماندہ ترکہ میت کے ورثا میں ان کے شرعی حصوں کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔

## چھٹا باب
## ذوی الفروض اور ان کے حصے

**دفعہ ۱۳–ذوی الفروض کے حصے:** دفعہ ۱۲ میں مذکورہ حقوق کی ادائیگی کے بعد باقی ماندہ ترکہ سب سے پہلے ذوی الفروض ورثا میں تقسیم کیا جائے گا۔ اور اگر ترکہ ذوی الفروض کے حصوں سے کم ہو تو ذوی الفروض کے حصوں کو عول کے اصول کے تحت نسبتاً کم کر دیا جائے گا تاکہ سارے ذوی الفروض کو نسبتاً کم حصے مل سکیں۔ ذوی الفروض اور ان کے مقررہ حصوں کی تفصیل ملحقہ جدول نمبر (۱) میں دی گئی ہے۔

**دفعہ ۱۴–ذوی الفروض کی تعداد:** ذوی الفروض مندرجہ ذیل بارہ ورثا ہیں:

(۱) شوہر
(۲) بیوی
(۳) باپ
(۴) ماں
(۵) جد صحیح (دادا)
(۶) جدہ صحیحہ (دادی، نانی)
(۷) بیٹی
(۸) پوتی
(۹) حقیقی بہن
(۱۰) علاتی بہن
(۱۱) اخیافی بہن
(۱۲) اخیافی بھائی

**دفعہ ۱۵–شوہر کا حصہ:** (۱) اگر بیوی مر جائے اور اس کی کوئی اولاد یا مذکر اولاد کی اولاد نیچے تک نہ ہو تو شوہر کو اس کے ترکہ میں سے نصف ملے گا۔

(۲) اگر بیوی مر جائے اور اس کی اولاد یا مذکر اولاد کی اولاد نیچے تک ہو، خواہ موجود شوہر سے ہو یا سابقہ شوہر سے ہو یا زنا سے ہو تو شوہر کو اس کے ترکہ میں سے چوتھائی حصہ ملے گا۔

## تشریح

جس اولاد کی وجہ سے شوہر کے حصے میں کمی واقع ہوتی ہے وہ بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی یا پوتے کا بیٹا یا بیٹی (خواہ کتنے ہی زیریں پشت میں ہوں) ہیں لیکن اس میں بیٹی کی اولاد شامل نہیں ہے۔

**دفعہ ۱۶۔بیوی کا حصہ:** (۱) اگر شوہر مر جائے اور اس کی کوئی اولاد نہ ہو تو اس کی بیوہ کو اس کے ترکہ میں سے چوتھائی حصہ ملے گا۔

(۲) اگر شوہر مر جائے اور اس کی اولاد ہو، خواہ اس بیوی سے یا دوسری بیوی سے تو بیوہ کو اس کے ترکہ کا آٹھواں حصہ ملے گا۔

(۳) ایک سے زائد بیویوں کی صورت میں مذکورہ بالا حصہ سب بیویوں میں برابر تقسیم کیا جائے گا۔

(۴) اولاد کی جو تشریح دفعہ ۱۵ کے تحت کی گئی ہے، اس کا اطلاق دفعہ ہذا پر بھی کیا جائے گا۔

**دفعہ ۱۷۔باپ کا حصہ:** (۱) اگر میت کی کوئی نرینہ اولاد ہو جیسے بیٹا، پوتا، پڑپوتا خواہ کتنے ہی زیریں پشت میں ہوں، تو باپ کو اس کے ترکہ سے چھٹا حصہ ملے گا۔

(۲) اگر میت کے مذکر اور مؤنث دونوں اولاد ہوں تو باپ کو چھٹا حصہ ملے گا۔

(۳) اگر میت کی صرف مؤنث اولاد ہو جیسے بیٹی یا پوتی تو باپ کو ذوی الفروض ہونے کی وجہ سے ترکہ میں سے چھٹا حصہ اور ذوی الفروض کو دینے کے بعد باقی ماندہ بھی بطور عصبہ ملے گا۔

(۴) اگر میت کی کوئی اولاد نہ ہو تو ذوی الفروض کے حصوں کے بعد باقی ماندہ ترکہ باپ کو بطور عصبہ ملے گا۔ جیسا کہ اگر میت کے صرف والدین ہی وارث ہوں تو ماں کو ایک تہائی بطور فرض ملے گا اور باقی ماندہ دو تہائی باپ کو بطور عصبہ ملے گا۔

**دفعہ ۱۸۔ماں کا حصہ:** (۱) اگر میت کی اولاد یا اولاد کی اولاد (نیچے تک) ہو یا دو یا دو سے زیادہ بھائی بہن موجود ہوں خواہ حقیقی ہوں یا علاتی یا اخیافی تو ماں کو ترکہ میں چھٹا حصہ ملے گا۔

(۲) اگر میت کی اولاد نہ ہو یا دو یا دو سے زیادہ بھائی بہن بھی نہ ہوں تو ماں کو کل ترکہ کا ایک تہائی ملے گا۔

(۳) اگر میت کی اولاد نہ ہو یا دو یا دو سے زیادہ بھائی بہن بھی نہ ہوں اور ماں باپ کے ساتھ شوہر یا بیوی (جیسی بھی صورت ہو) وارث ہو تو شوہر یا بیوی کو حصہ دینے کے بعد ماں کو بقیہ ترکہ کا ایک تہائی ملے گا۔

(۴) ذیلی دفعہ (۳) میں اگر باپ کی جگہ دادا یا ذوی الفروض میں سے کوئی اور وارث ہو تو ماں کو کل ترکہ کا ایک تہائی ملے گا۔

**دفعہ ۱۹–جد صحیح (دادا) کا حصہ:** (۱) اگر میت کا باپ نہ ہو اور اس کا دادا زندہ ہو تو اس کو وہی حصے ملیں گے جو باپ کے لیے دفعہ ۱۷ میں بیان کئے گئے ہیں۔

(۲) اگر باپ اور دادا دونوں زندہ ہوں تو دادا کو کچھ نہیں ملے گا۔

**دفعہ ۲۰–جدہ صحیحہ (دادی، نانی) کا حصہ:** (۱) دادی، نانی کو ترکہ کا چھٹا حصہ ملے گا، خواہ ایک ہوں یا متعدد، بشرطیکہ سب جدہ صحیحہ ہوں اور ایک درجہ میں ہوں۔ متعدد ہونے کی صورت میں چھٹا حصہ ان سب میں برابر تقسیم کیا جائے گا۔

(۲) قریب والی دادی، نانی دور والی دادی، نانی کو محروم کر دے گی۔

(۳) ماں کی موجودگی میں دادی، نانی محروم ہو گی۔

(۴) باپ کی موجودگی میں دادی محروم ہو گی لیکن نانی کو چھٹا حصہ ملے گا۔

(۵) دادا کی موجودگی میں وہ دادی محروم ہو گی جس کے لیے دادا واسطہ ہو، جیسے دادا کی ماں دادا کی وجہ سے محروم ہو گی، لیکن دادا کی بیوی یعنی میت کی دادی محروم نہیں ہو گی۔

**دفعہ ۲۱–بیٹی کا حصہ:** (۱) اگر میت کی ایک ہی بیٹی ہو اور کوئی بیٹا نہ ہو تو اس کو ترکہ کا نصف ملے گا۔

(۲) اگر میت کی دو یا دو سے زیادہ بیٹیاں ہوں اور کوئی بیٹا نہ ہو تو ان کو ترکہ کا دو تہائی ملے گا جو ان میں برابر تقسیم کیا جائے گا۔

(۳) اگر میت کی بیٹی یا بیٹیوں کے ساتھ بیٹا یا بیٹے ہوں، تو ترکہ ان میں اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ بیٹی کو بیٹے کے مقابلے میں آدھا حصہ ملے گا۔

### تشریح

اگر میت کی بیٹی یا بیٹیوں کے ساتھ بیٹا یا بیٹے بھی ہوں تو اس صورت میں بیٹی یا بیٹیاں ذوی الفروض نہیں رہتیں بلکہ عصبہ بالغیر بن جاتی ہیں، اور ان کا کوئی مقرر حصہ نہیں ہوتا بلکہ بیٹے کے مقابلے میں بیٹی کو آدھا ملتا ہے۔

**دفعہ ۲۲–پوتی کا حصہ:** (۱) اگر میت کی بیٹی نہ ہو اور اس کی ایک پوتی ہو اور کوئی بیٹا یا پوتا بھی نہ

ہوں تو پوتی کو ترکہ کا نصف حصہ ملے گا۔

(۲) اگر میت کی بیٹی یا بیٹا نہ ہوں اور پوتیاں دو یا دو سے زیادہ ہوں تو ان کو ترکہ کا دو تہائی حصہ ملے گا جو ان میں برابر تقسیم کیا جائے گا۔

(۳) اگر میت کا بیٹا یا بیٹی نہ ہو اور پوتی کے ساتھ پوتا بھی ہو خواہ وہ کتنے نچلے درجے کا ہو تو پوتی عصبہ بن جائیگی اور پوتے کو پوتی کے مقابلے میں دوگنا حصہ ملے گا۔

(۴) اگر میت کی ایک بیٹی ہو اور ایک پوتی ہو اور بیٹا یا پوتا کوئی نہ ہو تو بیٹی کو آدھا اور پوتی کو چھٹا حصہ ملے گا۔ اور اگر پوتیاں ایک سے زائد ہوں تو سب میں چھٹا حصہ برابر تقسیم کیا جائے گا۔

(۵) اگر میت کی دو یا دو سے زیادہ بیٹیاں ہوں اور پوتی یا پوتیاں بھی ہوں تو پوتی اور پوتیوں کو کچھ نہیں ملے گا، لیکن اگر پوتی یا پوتیوں کے درجے میں یا ان سے نچلے درجے میں میت کا کوئی پوتا بھی ہو تو پوتی یا پوتیاں اس کے ساتھ عصبہ ہو جائیں گی اور بیٹیوں کو حصہ دینے کے بعد باقی ماندہ ترکہ ان میں اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ ہر پوتے کو پوتی کے مقابلے میں دوگنا حصہ ملے۔

(۶) اگر میت کی ایک بیٹی اور ایک پوتی ہو اور ان کے نیچے پڑپوتیاں اور پڑپوتے ہوں تو بیٹی کو آدھا حصہ، پوتی کو چھٹا حصہ اور پڑپوتیوں اور پڑپوتوں کو باقی ماندہ ملے گا۔

(۷) اگر میت کا بیٹا یا بیٹے ہوں تو پوتے اور پوتیوں کو کچھ نہیں ملے گا۔

**دفعہ ۲۳- حقیقی بہن کا حصہ:** (۱) اگر میت کا کوئی بیٹا (خواہ کتنے ہی زیریں درجہ میں ہو) یا باپ یا دادا (خواہ کتنے ہی بالا درجہ میں ہو) موجود نہ ہوں اور ورثا میں ایک حقیقی بہن ہو تو اس کو ترکہ کا نصف ملے گا۔

(۲) اگر میت کا کوئی بیٹا (خواہ کتنے ہی زیریں درجہ میں ہو) یا باپ یا دادا (خواہ کتنے ہی بالا درجہ میں ہو) موجود نہ ہوں اور اس کے ورثا میں دو یا دو سے زائد حقیقی بہنیں ہوں تو ان کو ترکے کا دو تہائی حصہ ملے گا جو ان کے درمیان برابر تقسیم کیا جائے گا۔

(۳) حقیقی بھائی کے ساتھ حقیقی بہن عصبہ بن جائیگی اور بھائی کو بہن کے مقابلہ میں دوگنا حصہ ملے گا۔

(۴) اگر میت کے ورثا میں بیٹی یا پوتی کے ساتھ حقیقی بہن ہو تو بیٹی یا پوتی (ایک یا ایک سے زائد جیسی صورت ہو) کو حصے دے کر باقی ترکہ حقیقی بہن کو ملے گا۔

(۵) اگر میت کے بیٹے، پوتے، پڑپوتے نیچے تک یا باپ، دادا اوپر تک میں سے کوئی موجود ہو تو بہن کو کچھ نہیں ملے گا اور وہ محروم رہے گی۔

**دفعہ ۲۴–علاتی بہن کا حصہ:** (۱) اگر میت کی صرف ایک علاتی بہن ہو تو اس کو ترکہ کا نصف ملے گا۔

(۲) اگر میت کی حقیقی بہن نہ ہو اور دو یا دو سے زیادہ علاتی بہنیں ہوں تو ان کو ترکہ کا دو تہائی ملے گا جو ان میں برابر تقسیم ہو گا۔

(۳) اگر میت کی ایک حقیقی بہن اور علاتی بہن ہوں تو علاتی بہن کو چھٹا حصہ ملے گا۔

(۴) اگر میت کی دو یا دو سے زائد حقیقی بہنیں ہوں تو علاتی بہن کو کچھ نہیں ملے گا۔ البتہ اگر علاتی بہن کے ساتھ علاتی بھائی بھی ہو تو علاتی بہن عصبہ بن جائیگی اور حقیقی بہنوں کو حصہ دینے کے بعد جو بچے گا وہ علاتی بہن اور علاتی بھائی کے درمیان مرد کے مقابلے میں عورت کو نصف کے اصول کے مطابق تقسیم ہو گا۔

(۵) اگر علاتی بہن کے ساتھ میت کی بیٹی، بیٹیاں، پوتی، پوتیاں بھی ہوں تو وہ عصبہ مع الغیر بن جاتی ہے اور ذوی الفروض کو حصے دینے کے بعد بقیہ کی مستحق ہو جاتی ہے۔

(۶) اگر میت کا بیٹا، بیٹے، پوتا، پوتے (خواہ کتنے زیریں درجہ کے ہوں) یا باپ، دادا (خواہ کتنے اونچے درجہ کا ہو) موجود ہوں تو علاتی بہن محروم ہو گی اور اس کو کچھ نہیں ملے گا۔

(۷) اگر میت کی حقیقی بہن نہ ہو اور علاتی بہن ہو تو علاتی بہن حقیقی بہن کی قائم مقام ہوتی ہے مگر حقیقی بھائی کے ساتھ عصبہ نہیں بنتی بلکہ محروم رہتی ہے۔

(۸) اگر میت کی حقیقی بہن اور علاتی بہن ہوں اور حقیقی بہن اپنے بھائی کی وجہ سے عصبہ بن رہی ہو تو علاتی بہن محروم رہے گی۔

**دفعہ ۲۵–اخیافی بھائی بہن کا حصہ:** (۱) اگر میت کا بیٹا، بیٹی یا بیٹے کی اولاد نہ ہو اور اس کا باپ یا دادا بھی نہ ہو، صرف ایک اخیافی بھائی یا بہن ہو تو اس کو ترکہ کا چھٹا حصہ ملے گا۔

(۲) اگر دو یا دو سے زائد اخیافی بھائی یا بہنیں موجود ہوں تو ان سب کو ترکہ کا ایک تہائی حصہ ملے گا، جو ان میں برابر تقسیم ہو گا۔

(۳) اگر اخیافی بھائیوں کے ساتھ اخیافی بہنیں بھی ہوں تو سب ترکہ کے ایک تہائی حصہ میں مساوی حقدار ہوں گے۔ مرد اور عورت کے حصے میں کوئی فرق نہیں کیا جائے گا۔

(۴) اگر میت کا بیٹا، بیٹی، بیٹے کی اولاد یا باپ، دادا میں سے کوئی موجود ہو تو اخیافی بہن بھائی کو کچھ نہیں ملے گا۔

## ساتواں باب
## عصبہ کے حصے

**دفعہ ۲۶-عصبہ کی اقسام:** (۱) ذوی الفروض کو ان کے مقررہ حصے دینے کے بعد جو ترکہ بچ جائے وہ میت کے عصبہ میں تقسیم کیا جائے گا۔ عصبہ کی تین قسمیں ہیں۔ عصبہ بنفسہ، عصبہ بغیرہ اور عصبہ مع غیرہ۔

(۲) عصبہ بنفسہ میں میت کے وہ مرد وُرثا شامل ہیں جن کی میت کے ساتھ سلسلہ قرابت میں کوئی عورت حائل نہیں ہوتی، اور یہ مندرجہ ذیل چار قسم کے ورثا ہیں۔

(الف) میت کے بیٹے اور پوتے خواہ کتنے ہی نیچے تک ہوں۔

(ب) میت کا باپ اور دادا خواہ کتنے ہی اوپر تک ہو۔

(ج) میت کے حقیقی اور علاتی بھائی یا ان کے بیٹے خواہ کتنے ہی نیچے تک ہوں۔

(د) میت کا حقیقی یا علاتی چچا اور ان کے بیٹے خواہ کتنے ہی نیچے تک ہوں۔

(۳) عصبہ بغیرہ چار عورتیں ہیں یعنی بیٹی، پوتی، حقیقی بہن اور علاتی بہن جو بحیثیت ذوی الفروض ہونے کے نصف یا دو تہائی کی حقدار ہوتی ہیں، لیکن اپنے بھائیوں کے ساتھ ہونے کی وجہ سے عصبہ بن جاتی ہیں اور ہر بہن اپنے بھائی کی نسبت نصف حصے کی حقدار بن جاتی ہے۔

### مثال

اگر میت نے ایک بیوہ، ایک بہن اور ایک بھائی چھوڑا ہو، تو بیوہ کو چوتھائی حصہ ملے گا اور بقیہ تین چوتھائی میں سے بھائی کو دو حصے اور بہن کو ایک حصہ ملے گا۔

(۴) عصبہ مع غیرہ وہ وارث عورت ہے، جو دوسری عورت کے ساتھ مل کر عصبہ بن جاتی ہے۔ عصبہ مع غیرہ میں صرف دو عورتیں یعنی حقیقی بہن اور علاتی بہن شامل ہیں جو بیٹی اور پوتی کے ساتھ عصبہ بن جاتی ہیں۔

### مثال

اگر میت ایک بہن اور ایک بیٹی چھوڑے تو بیٹی کو نصف حصہ ذوی الفروض میں سے ہونے کی حیثیت سے ملے گا اور بقیہ بہن کو بحیثیت عصبہ ملے گا۔

**دفعہ ۲۷-عصبہ بنفسہ میں ترجیح کا طریقہ:** عصبہ بنفسہ میں ترجیح میت کے ساتھ رشتہ داری قریب ہونے کی بنیاد پر دی جائیگی۔ یعنی اقرب کے ہوتے ہوئے ابعد محروم ہو گا۔ عصبہ بنفسہ کی پہلی قسم کے ہوتے

ہوئے دوسری قسم اور دوسری قسم کے ہوتے ہوئے تیسری قسم اور تیسری قسم کے ہوتے ہوئے چوتھی قسم محروم ہو گی۔ مثلاً بیٹے کے ہوتے ہوئے پوتا اور باپ کے ہوتے ہوئے دادا محروم ہو گا۔ اگر رشتہ داری برابر درجے کی ہو، تو ترجیح رشتہ داری کی قوت کی بنیاد پر دی جائیگی، لہذا حقیقی بھائی کے ہوتے ہوئے علاتی بھائی اور حقیقی چچا کے ہوتے ہوئے علاتی چچا محروم ہو گا۔

**دفعہ ۲۸: عصبہ میں تقسیم وراثت کا طریقہ:** (۱) اگر عصبہ بنفسہ ایک ہو تو اس کو سارا ترکہ ملے گا۔ اور اگر ایک سے زائد ہوں اور ایک ہی درجہ کے ہوں تو ان میں ترکہ برابر تقسیم ہو گا۔

(۲) اگر عصبہ بنفسہ کے ساتھ عصبہ بغیرہ بھی ہوں مثلاً بیٹے کے ساتھ بیٹی ہو تو ان میں ترکہ اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ ہر بیٹی کو بھائی کی نسبت نصف حصہ دیا جائے گا۔

(۳) عصبہ مع غیرہ ذوی الفروض کو حصہ دینے کے بعد بقیہ ترکہ کی حقدار ہوتی ہیں۔ عصبہ مع غیرہ میں ترجیح میت کے ساتھ رشتہ داری قریب ہونے کی بنیاد پر دی جاتی ہے، چنانچہ حقیقی بہن جب عصبہ بن رہی ہو، کے ہوتے ہوئے علاتی بہن محروم ہو گی۔

(۴) اگر عصبہ میں سے ایک جماعت قرابت میں ایک ہی درجہ کی ہو تو ان کو ترکہ بحساب فی کس ملے گا۔

**مثال**

اگر میت نے ایک حقیقی بھائی کی اولاد میں ایک بیٹا اور دوسرے حقیقی بھائی کی اولاد میں دس بیٹے چھوڑے ہوں تو ترکہ کے گیارہ حصے کئے جائیں گے اور سب میں برابر تقسیم کیا جائے گا۔

(۵) اگر چند قسم کے عصبہ جمع ہوں جیسے بعض عصبہ بنفسہ ہوں اور بعض عصبہ بغیرہ ہوں اور بعض عصبہ مع غیرہ ہوں تو ترجیح اس عصبہ کو دی جائیگی جو سب سے زیادہ قریب ہو گا۔

**مثال**

اگر میت نے ایک بیٹی، ایک حقیقی بہن اور ایک حقیقی یا علاتی بھائی کا بیٹا چھوڑا تو نصف ترکہ بیٹی کو ذوی الفروض میں سے ہونے کی حیثیت سے ملے گا اور نصف بہن کو بطور عصبہ ملے گا جبکہ بھائی کے بیٹے کو کچھ نہیں ملے گا۔

(۶) اگر میت کا کوئی ذوی الفروض وارث نہ ہو اور عصبہ ہوں تو سارا ترکہ عصبہ میں دفعات بالا کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔

## آٹھواں باب
## ذوی الارحام کے حصے

**دفعہ ۲۹–ذوی الارحام کے استحقاق وراثت اور اقسام:** (۱) اگر میت کے ذوی الفروض اور عصبہ میں سے کوئی نہ ہو، اور اس کے ذوی الارحام موجود ہوں تو اس کا ترکہ اس کے ذوی الارحام کو ملے گا۔

(۲) اگر میت کے ذوی الفروض میں سے صرف شوہر یا بیوی ہو اور عصبہ نہ ہوں، تو شوہر یا بیوی جیسی بھی صورت ہو، کو اس کا حصہ پہلے دیا جائے گا اور باقی ماندہ ذوی الارحام میں تقسیم کیا جائے گا۔

### تشریح

شوہر اور بیوی ذوی الفروض ہوتے ہوئے ذوی الارحام کو محروم نہیں کرتے جبکہ دیگر ذوی الفروض ذوی الارحام کو محروم کرتے ہیں۔

(۳) ذوی الارحام کی چار قسمیں ہیں جو مندرجہ ذیل ترتیب سے وارث ہوتے ہیں:–

(الف) پہلی قسم، جو میت کی طرف منسوب ہوں، مثلاً میت کی بیٹیوں اور پوتیوں کی اولاد نیچے تک۔

(ب) دوسری قسم، جن کی طرف میت منسوب ہو، مثلاً نانا، نانا کا باپ، نانا کی ماں یا نانا کی نانی اوپر تک۔

(ج) تیسری قسم، جو میت کے والدین کی طرف منسوب ہوں مثلاً حقیقی، علاتی اور اخیافی بہن کی اولاد، حقیقی علاتی اور اخیافی بھائیوں کی بیٹیاں، ان بھائیوں کی بیٹیوں اور پوتیوں کی بیٹیاں، اخیافی بھائیوں کے بیٹے اور ان کی اولاد۔

(د) چوتھی قسم، جو میت کے دادا، دادی، نانا، نانی کی طرف منسوب ہوں، مثلاً حقیقی، علاتی اور اخیافی پھوپھیاں، ماموں، خالائیں، چچاؤں کی بیٹیاں، ماں یا باپ کی پھوپھی، خالہ، ماموں اور دادا کی پھوپھی۔

**دفعہ ۳۰–ذوی الارحام میں ترکہ تقسیم کرنے کا طریقہ:** (۱) اگر ذوی الارحام کی کسی قسم میں ایک ہی وارث ہو، تو اس کو سارا ترکہ ملے گا۔

(۲) جب تک پہلی قسم کے ذوی الارحام میں کوئی بھی موجود ہو، خواہ کتنے نیچے درجے میں ہو، تو دوسری قسم کے ذوی الارحام کو کچھ نہیں ملے گا۔ اگر دوسری قسم کے ذوی الارحام میں کوئی موجود ہو، تو تیسری قسم کے ذوالارحام کو کچھ نہیں ملے گا، اسی طرح اگر تیسری قسم کے ذوی الارحام میں سے کوئی موجود ہو، تو چوتھی قسم کے ذوی الارحام کو کچھ نہیں ملے گا۔

**دفعہ ۳۱-پہلی قسم کے ذوی الارحام میں ترکہ تقسیم کرنے کا طریقہ:** (۱) پہلی قسم کے ذوی الارحام میں جو بھی درجہ کے لحاظ سے میت کے زیادہ قریب ہو وہی وارثت کا مستحق ہو گا، باقی محروم ہوں گے، مثلاً نواسی کے ساتھ پوتی کا بیٹا موجود ہو، تو یہ دونوں اگرچہ قسم اول میں ہیں لیکن نواسی درجہ کے لحاظ سے زیادہ قریب ہے، لہذا ترکہ اسی کو ملے گا اور پوتی کا بیٹا محروم ہو گا۔

(۲) اگر درجے میں برابر ہوں، تو ان میں سے جو وارث ذوی الفروض یا عصبہ کی اولاد ہو، وہی وراثت کا مستحق ہو گا۔ مثلاً اگر پوتی کی بیٹی اور نواسی کا بیٹا موجود ہوں، تو پوتی جو ذوی الفروض میں سے ہے، کی بیٹی کو ترکہ ملے گا اور نواسی جو ذوی الارحام میں سے ہے، کا بیٹا محروم ہو گا۔

(۳) اگر درجہ اور حیثیت میں بھی برابر ہوں، تو ان میں جو مذکر کی اولاد ہو وہ دوگنا حصہ لے گی، چاہے خود مذکر ہو یا مؤنث۔

**مثال**

اگر میت نے نواسے کی بیٹی اور نواسی کا بیٹا چھوڑے ہوں تو ترکہ کے تین حصے کر کے نواسے کی بیٹی کو دو حصے اور نواسی کے بیٹے کو ایک حصہ ملے گا۔

(۴) اگر مذکر اور مؤنث کی اولاد ہونے میں بھی برابر ہوں یعنی صرف مؤنث کی اولاد ہو یا صرف مذکر کی تو ان میں ترکہ اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ مرد کو عورت سے دوگنا حصہ ملے گا۔

**مثال**

اگر میت نے نواسہ اور نواسی چھوڑے ہوں جو مؤنث یعنی بیٹی کی اولاد ہیں، تو ترکہ کے دو حصے نواسے اور ایک حصہ نواسی کو ملے گا۔ اسی طریقے سے ذوی الارحام میں سے مذکر کی اولاد میں ترکہ تقسیم ہو گا۔

**دفعہ ۳۲-دوسری قسم کے ذوی الارحام میں ترکہ کی تقسیم:** (۱) دوسری قسم میں جو میت کا زیادہ قریب ہو گا وہی ترکہ کا مستحق ہو گا، باقی محروم ہوں گے۔

**مثال**

اگر میت نے ماں کا باپ (نانا) اور ماں کا نانا چھوڑے، تو ماں کا باپ (نانا) چونکہ زیادہ قریب ہے، اس لیے ترکہ اسی کو ملے گا اور ماں کا نانا محروم ہو گا۔

(۲) اگر درجے میں برابر ہوں تو جس کا رشتہ میت سے ذوی الفروض یا عصبہ کے ذریعے ہو گا، وہی وراثت کا مستحق ہو گا، اور جس کا رشتہ میت سے ذوی الارحام کے ذریعے ہو گا، وہ محروم رہے گا۔

مثال

اگر میت نے ماں کا نانا اور ماں کا دادا چھوڑے ہوں تو ماں کا نانا وراثت کا مستحق ہو گا کیونکہ وہ میت کی نانی کا باپ ہے اور نانی جدہ صحیحہ ہونے کے ناطے ذوی الفروض میں سے ہے، اور ماں کا دادا محروم ہو گا اس لیے کہ میت کے نانا کا باپ ہے، جو جد فاسد ہونے کی وجہ سے ذوی الارحام میں سے ہے۔

**دفعہ ۳۳۔ذوی الارحام کی تیسری قسم میں ترکہ کی تقسیم:** (۱) اس قسم میں بھی جو رشتہ میں میت کا زیادہ قریب ہو گا، وہی ترکہ کا مستحق ہو گا، باقی محروم ہوں گے۔

مثال

اگر میت نے بھانجی اور بھتیجی کا بیٹا چھوڑے ہوں تو ترکہ بھانجی کو ملے گا کیونکہ وہ میت کے زیادہ قریب ہے۔

(۲) اگر درجے میں برابر ہوں تو ذوی الفروض یا عصبہ کی اولاد ترکہ کی مستحق ہو گی اور ذی رحم کی اولاد محروم رہے گی۔

مثال

اگر میت نے بھتیجے کی بیٹی اور بھانجی کا بیٹا چھوڑا ہو تو ترکہ بھتیجے کی بیٹی کو ملے گا، اس لیے کہ وہ عصبہ کی اولاد ہے اور بھانجی کا بیٹا محروم ہو گا، اس لیے کہ وہ ذوی الارحام کی اولاد ہے۔

(۳) اگر درجے اور ذوی الفروض یا عصبہ کی اولاد ہونے میں یکساں ہوں، تو جس کی قرابت زیادہ مضبوط ہو گی اسی کو ترکہ ملے گا۔

مثال

اگر میت نے حقیقی بھائی کی پوتی، علاتی بھائی کی پوتی اور اخیافی بھائی کی پوتی چھوڑی ہوں تو ترکہ حقیقی بھائی کی پوتی کو ملے گا اور باقی دو محروم ہوں گی، کیونکہ حقیقی بھائی کا رشتہ ان سے زیادہ مضبوط ہے۔

**دفعہ ۳۴۔ذوی الارحام کی چوتھی قسم میں ترکہ کی تقسیم:** (۱) چوتھی قسم میں مندرجہ ذیل دو فریق ہیں۔

(i) پہلا فریق جو میت کے باپ کی طرف سے تعلق رکھتے ہوں، جیسے حقیقی پھوپھی، علاتی پھوپھی اور اخیافی چچا یا ان سب کی اولاد۔

(ii) دوسرا فریق جو میت کی ماں کی طرف سے تعلق رکھتے ہوں، جیسے حقیقی ماموں یا حقیقی خالہ،

علاتی ماموں یا علاتی خالہ اور اخیافی ماموں یا اخیافی خالہ، یا ان کی اولاد۔

(۲) اگر کسی ایک قسم کے متعدد افراد موجود ہوں تو قوت قرابت کو ترجیح ہو گی، یعنی حقیقی کو علاتی اور علاتی کو اخیافی پر ترجیح دی جائیگی، خواہ مرد ہو یا عورت۔

(۳) مرد کو دو تہائی اور عورت کو ایک تہائی ملے گا۔

**مثال**

اگر میت نے ایک علاتی پھوپھی اور ایک اخیافی چچا چھوڑے ہوں، تو اخیافی چچا کو دو تہائی اور علاتی پھوپھی کو ایک تہائی ترکہ ملے گا۔

(۴) اگر دونوں فریق جمع ہوں تو کسی فریق کو دوسرے پر قوت قرابت کی بناء پر ترجیح نہ ہو گی، بلکہ دونوں بیک وقت ترکہ کے مستحق ہوں گے۔

**مثال**

اگر میت نے حقیقی خالہ اور علاتی پھوپھی چھوڑی ہوں تو دونوں ترکہ کی مستحق ہوں گی، البتہ علاتی پھوپھی کو دو تہائی اور خالہ کو ایک تہائی حصہ ملے گا۔

(۵) اگر دونوں قسم کے فریق کے کئی افراد موجود ہوں، تو پہلے ہر فریق کے حصے (دو تہائی اور ایک تہائی) الگ الگ کر لیے جائیں گے، پھر اس فریق کے افراد پر تقسیم کر دیے جائیں گے۔

(۶) چوتھی قسم کے ذوی الارحام کی وراثت کی حقدار اولاد میں ترکہ کی تقسیم ہر پشت میں ان کے اصول میں مذکر و مؤنث کے اتفاق و اختلاف اور ہر واسطہ سے موجود ذی رحم میں تعدد اور عدم تعدد اور ہر ذی رحم کا میت سے ایک جہت یا متعدد جہات سے رشتہ رکھنے یا نہ رکھنے کی تمام صورتوں کو سامنے رکھ کر اسی تفصیل کے ساتھ ہو گی جو پہلی قسم کے ذوی الارحام کے بیان میں گزر چکی ہے۔

## نواں باب

## بقیہ ورثا

**دفعہ ۳۵۔مولی الموالات، مقرلہ بالنسب علی الغیر، موصی لہ عام اور بیت المال؛** (۱) اگر میت کے ذوی الفروض، عصبہ اور ذوی الارحام میں سے کوئی موجود نہ ہو، تو اس کا ترکہ اس کے مولی الموالات کو ملے گا۔

(۲) اگر میت کے ذوی الفروض، عصبہ، ذوی الارحام اور مولی الموالات میں سے کوئی موجود نہ ہو، تو اس کا ترکہ مقرلہ بالنسب علی الغیر کو ملے گا۔

(۳) اگر میت کے ذوی الفروض، عصبہ، ذوی الارحام، مولی الموالات اور مقرلہ بالنسب علی الغیر میں سے کوئی موجود نہ ہو، تو اس کا ترکہ اس کے موصی لہ عام کو ملے گا۔

(۴) اگر میت کے ذوی الفروض، عصبہ، ذوی الارحام، مولی الموالات، مقرلہ بالنسب علی الغیر اور موصی لہ عام میں سے کوئی موجود نہ ہو، تو اس کا ترکہ بیت المال کو منتقل کر دیا جائے گا۔

## دسواں باب
## رد (واپس لوٹانا)

**دفعہ ۳۶۔رد کے مسائل:** (۱) اگر میت کے صرف ذوی الفروض نسبی ورثا ہوں اور کوئی عصبہ موجود نہ ہو، اور ذوی الفروض کو مقررہ حصے دینے کے بعد کچھ ترکہ بچ جائے، تو باقی ماندہ ترکہ ذوی الفروض کو ان کے حصوں کے مطابق رد (واپس) کیا جائے گا۔

(۲) ذوی الفروض سببیہ یعنی شوہر اور بیوی کو باقی ماندہ ترکہ میں سے کچھ نہیں دیا جائے گا، یہ صرف ذوی الفروض نسبیہ کا حق ہے۔

(۳) اگر میت نے ذوی الفروض نسبیہ میں صرف ایک وارث چھوڑا ہو تو اس کو سارا ترکہ ملے گا۔ اپنا مقررہ حصہ لینے کے بعد باقی ماندہ بطور رد کے ملے گا۔

### مثال

اگر میت ایک بیٹی چھوڑے تو اس کو آدھا حصہ فرض کے طور پر اور بقیہ آدھا حصہ رد کے طور پر ملے گا۔

(۴) اگر میت ایک ہی قسم کے ایک سے زیادہ ذوی الفروض نسبی چھوڑے، تو سارا ترکہ ان میں برابر تقسیم کیا جائے۔

### مثال

اگر میت پانچ بیٹیاں چھوڑے تو پہلے ان میں ترکہ کا دو تہائی بطور فرض اور باقی ماندہ ایک تہائی بطور رد برابر تقسیم کیا جائے گا۔

(۵) اگر میت ایک بیوی، دو بیٹیاں اور ماں چھوڑے تو بیوی آٹھواں حصہ، بیٹیاں دو تہائی اور ماں چھٹا حصہ بطور فرض لیں گی اور باقی ماندہ ترکہ ماں اور بیٹیوں میں ۱:۴ سے تقسیم کیا جائے گا۔

## گیارہواں باب

## حجب

**دفعہ ۳۷-حجب کا معنی اور اقسام:** (۱) حجب کا معنی یہ ہے کہ کسی وارث کے موجود ہونے کی وجہ سے دوسرے وارث کا حصہ کم ہوتا ہے یا بالکل ختم ہو جاتا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں:-

(i) حجب نقصان، یعنی کسی وارث کے موجود ہونے کی وجہ سے دوسرے وارث کا حصہ کم ہونا۔

(ii) حجب حرمان، یعنی کسی زیادہ قریبی وارث کی موجودگی میں دور کے وارث کا حصہ بالکل ختم ہونا۔

(۲) حجب نقصان کا تعلق مندرجہ ذیل ورثا سے ہے۔

(الف) شوہر: اس کا حصہ نصف ہے، مگر اولاد کے موجود ہونے کی صورت میں ایک چوتھائی ہو جاتا ہے۔

(ب) بیوی: اس کا حصہ ایک چوتھائی ہے، مگر اولاد کے موجود ہونے کی صورت میں آٹھواں ہو جاتا ہے۔

(ج) ماں: اس کا حصہ ایک تہائی ہے، مگر اولاد یا دو یا دو سے زیادہ بھائی بہنوں کے موجود ہونے کی وجہ سے چھٹا ہو جاتا ہے۔

(د) پوتی: اس کا حصہ نصف ہے، مگر بیٹی کی موجودگی میں چھٹا ہو جاتا ہے۔

(ھ) علاتی بہن: اس کا حصہ نصف ہے، مگر حقیقی بہن کی موجودگی میں چھٹا ہو جاتا ہے۔

(۳) حجب حرمان کا تعلق: حجب حرمان جن ورثا سے متعلق ہوتا ہے اس کے دو اسباب ہیں۔

(الف) ہر قریب بعید کو محروم کر دیتا ہے۔ جیسے باپ، دادا کو اور بیٹا، پوتے کو محروم کر دیتا ہے۔

(ب) جس وارث کا میت سے رشتہ کسی دوسرے وارث کے ذریعے سے ہو، تو مؤخر الذکر کے موجود ہونے پر وہ وارث محروم ہو جائے گا، جیسے دادا کا میت سے رشتہ باپ کے واسطے سے ہے اور پوتے کا رشتہ بیٹے کے واسطے سے ہے، تو باپ کے موجود ہونے کی صورت میں دادا اور بیٹے کے موجود ہونے کی صورت میں پوتا محروم ہو گا۔ البتہ اس قاعدے سے اخیافی بہن بھائی مستثنیٰ ہیں جو میت کے ساتھ ماں کے واسطے سے رشتہ رکھتے ہیں، مگر اس کے باوجود ماں کے ہوتے

ہوئے محروم نہیں ہوتے۔

(۴) مندرجہ ذیل ورثا کبھی محروم نہیں ہوتے، بلکہ ہر صورت میں ترکہ سے حصہ پاتے ہیں البتہ مقدار میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔

(الف) باپ

(ب) ماں

(ج) بیٹا

(د) بیٹی

(ھ) شوہر

(و) بیوی

(۵) حجب حرمان کی بعض صورتیں: مندرجہ ذیل ورثا دوسروں کی وجہ سے بالکل محروم ہوتے ہیں۔

(الف) پوتا اور پوتی، بیٹے کے ہوتے ہوئے محروم ہوتے ہیں۔

(ب) پڑپوتا، پڑپوتی، بیٹے اور پوتے کی موجودگی میں محروم ہوتے ہیں۔

(ج) میت کی دو بیٹیاں یا کوئی بیٹا ہو تو پوتی محروم ہوتی ہے۔

(د) دادیاں اور نانیاں سب میت کی ماں کی موجودگی میں محروم ہوتی ہیں۔

(ھ) دادیاں باپ کی موجودگی میں محروم ہوتی ہیں۔

(و) علاتی بہن بشرطیکہ عصبہ نہ ہو حقیقی بہنوں یا ایک حقیقی بہن جبکہ وہ بیٹی یا پوتی کے ساتھ عصبہ بن رہی ہو یا حقیقی بھائی کی موجودگی میں محروم ہوتی ہے۔

(ز) ہر قسم کے بہن بھائی میت کے بیٹے، پوتے، باپ یا دادا کی موجودگی میں محروم ہوتے ہیں۔

(ح) اخیافی بہن بھائی، میت کے بیٹے، بیٹی، پوتا، پوتی یا باپ یا دادا کی موجودگی میں محروم ہوتے ہیں۔

(ط) دادا اور پڑدادا، میت کے باپ کی موجودگی میں محروم ہوتے ہیں۔

(ی) پڑدادا، دادا کی موجودگی میں محروم ہوتا ہے۔

(ک) بیٹے، پوتے، باپ یا بھائی کی موجودگی میں بھتیجا محروم ہوتا ہے۔

(ل) بیٹے، پوتے، باپ، دادا، بھائی یا بھتیجا کی موجودگی میں چچا محروم ہوتا ہے۔

(م) نانا، بھانجا، بھانجی، خالہ، ماموں، پھوپھی وغیرہ نواسہ یا نواسی کی موجودگی میں محروم ہوتے ہیں۔

(ن) بھانجا، بھانجی، خالہ، ماموں، پھوپھی وغیرہ نانا، نانی کی موجودگی میں محروم ہوتے ہیں۔

(س) خالہ، ماموں اور پھوپھی وغیرہ بھانجے اور بھانجی کی موجودگی میں محروم ہوتے ہیں۔

(ع) نواسا، نواسی، نانا، بھانجا، بھانجی، خالہ، ماموں، پھوپھی وغیرہ جملہ ذوی الارحام، ذوی الفروض اور عصبہ میں سے کسی کی موجودگی میں محروم ہوتے ہیں۔

## بارہواں باب
## مخصوص ورثا

**دفعہ ۳۸۔ حمل (ماں کے پیٹ میں بچہ):** (الف) اگر میت کی بیوی اس کی وفات کے وقت حاملہ ہو، تو اس کے پیٹ میں بچہ میت کا وارث ہو گا، بشرطیکہ وہ میت کی وفات کے بعد دو سال کے اندر زندہ پیدا ہو جائے، البتہ اگر حمل پر دست اندازی کی گئی ہو اور اس کی وجہ سے بچہ مردہ پیدا ہوا ہو، تو اس صورت میں وہ مردہ بچہ میت کا وراث ہو گا، اور اس کا حصہ اس کے ورثا کو ملے گا۔

(ب) اگر حاملہ بیوی کا بچہ میت کی وفات کے دو سال کے بعد پیدا ہوا تو وہ میت کا وارث نہیں ہو گا۔

(ج) اگر حمل دو سال کے اندر زندہ پیدا ہوا اور حاملہ بیوی عدت ختم ہونے کا اقرار کر چکی ہو، تو اس صورت میں حمل میت کا وارث نہیں ہو گا۔ بشرطیکہ عدت ختم ہونے کے اقرار کے بعد چھ ماہ سے زیادہ کا عرصہ گزر گیا ہو۔

(د) اگر حمل میت کا نہ ہو بلکہ اس کی ماں یا بہو یا کسی اور عزیز کا ہو تو اس کے استحقاق وراثت کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ چھ ماہ یا اس سے کم مدت میں پیدا ہو، مثلاً اگر میت کلالہ ہو اور اس کے وارث بہن بھائی ہوں اور بوقت وفات اس کی والدہ حاملہ ہو جس سے مزید بہن بھائی کی پیدائش کی امید ہو یا وارث پوتے اور پوتیاں ہوں اور دادا کی موت کے وقت بہو حاملہ ہو جس سے مزید پوتا پوتی کی پیدائش کی امید ہو۔

(ح) میت کے حمل کے لیے لڑکے یا لڑکی میں سے کسی ایک فرد کا وہ حصہ روک رکھا جائے گا جس کی مقدار زیادہ ہو گی۔ یہ عمل اس وقت ہو گا جب کہ حمل میت کے وارثوں میں سے کسی وارث کے لیے حجب نقصان کا سبب ہو سکتا ہو، لیکن اگر حمل حجب حرمان کا سبب ہوتا ہو تو کل ترکہ تقسیم سے روک دیا جائے گا اور قبل پیدائش بصورت تقسیم ورثاء سے کفالت (Security) لی جائے گی۔

**دفعہ ۳۹۔ مفقود:** (۱) جب تک مفقود کی موت کا یقینی ثبوت نہ ملے، یا اس کی گمشدگی پر چار سال کا عرصہ گزرنے کے بعد عدالت اس کی موت کا فیصلہ نہ کرے، تو وہ زندہ تصور ہو گا اور کوئی شخص اس کے مال کا وارث نہیں ہو گا۔ مخصوص حالات کے پیش نظر عدالت مفقود کی موت کا فیصلہ چار سال گزرنے سے قبل بھی کر سکتی ہے۔

(۲) جب مفقود کی موت کا ثبوت مل جائے یا عدالت اس کی موت کا فیصلہ کرے تو اس وقت جو

ورثا زندہ ہوں وہی اس کے ترکہ کے مستحق ہوں گے، اور جو اس سے پہلے گمشدگی کے عرصے میں وفات پا چکے ہوں وہ مستحق نہیں ہوں گے۔

(۳) اگر گمشدگی کے دوران مفقود کسی کا وارث بنے، تو اس کو زندہ یا مردہ تصور کر کے جس صورت میں باقی ورثا کو کم حصہ ملتا ہو، اس کے مطابق ان کو حصے دے کر باقی ترکہ بطور امانت محفوظ رکھا جائے۔ پھر اگر وہ واپس آجائے یا اس کے زندہ ہونے کا ثبوت مل جائے تو محفوظ شدہ حصے تقسیم کر دیے جائیں گے۔ اگر اس کی موت کا ثبوت مل جائے یا عدالت اس کی وفات کا فیصلہ جاری کرے تو اس وقت مفقود کے جو ورثا زندہ ہوں ان میں اس کا محفوظ شدہ حصہ تقسیم کر دیا جائے گا۔

(۴) اگر حکم بالموت کے بعد مفقود واپس آجائے تو اس کا جو مال ورثا کے پاس موجود ہو، وہ اسے واپس کر دیا جائے گا اور جو مال ورثا نے استعمال کر لیا ہو یا ان سے ضائع ہو گیا ہو، اس کے مطالبے کا مفقود کو حق نہ ہو گا۔

**دفعہ ۴۰۔ خنثیٰ:** (۱) (الف) خنثیٰ وہ شخص ہے جو مردانہ اور زنانہ دونوں اعضاء رکھتا ہو۔

(۲) اگر مردانہ عضو سے پیشاپ کرے تو مرد کے حکم میں ہو گا، ورنہ عورت کے حکم میں ہو گا۔ اگر دونوں اعضاء سے پیشاب کرتا ہو تو پھر جس عضو سے پیشاب پہلے خارج ہوتا ہو، اس کا اعتبار ہو گا۔

(۳) اگر دونوں اعضاء سے بیک وقت پیشاب کرتا ہو، یا دونوں اعضاء ہی نہ رکھتا ہو (صرف سوراخ ہو) تو وہ خنثیٰ مشکل ہوتا ہے، جس کا بلوغت سے پہلے مرد یا عورت ہونے کا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ بلوغت کے بعد اگر اس میں مردانہ علامات مثلاً ڈاڑھی، مونچھ وغیرہ ظاہر ہو جائیں، تو مرد کے حکم میں ہو گا اور اگر زنانہ علامات مثلاً حیض کا آنا وغیرہ ظاہر ہوں تو عورت کے حکم میں ہو گا۔

(۴) اس مسئلہ میں مجاز ڈاکٹر کا فیصلہ قبول ہو گا۔

(۵) اگر یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو کہ خنثیٰ مرد ہے یا عورت تو اگر اس کو مرد قرار دینے کی صورت میں کم حصہ ملتا ہو، تو اسے مرد قرار دیا جائے گا، اور اگر عورت قرار دینے کی صورت میں کم حصہ ملتا ہو تو عورت قرار دیا جائے گا۔

**دفعہ ۴۱۔ ولد الزنا اور ولد اللعان:** ولد الزنا اور ولد اللعان اپنی ماں اور ماں کے قرابت دار آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوں گے، لیکن باپ اور اس کے قرابت داروں سے ان کا وارثت کا کوئی تعلق نہیں ہو گا۔

**دفعہ ۴۲۔ مرتد:** (۱) مرتدہ شخص ہے جس نے ارتداد کا ارتکاب کیا ہو۔

(۲) مرد مرتد نے جو مال حالت اسلام میں حاصل کیا ہو، وہ اس کے مسلمان ورثا کو ملے گا، اور جو مال اس نے حالت ارتداد میں حاصل کیا، وہ بیت المال کو منتقل کیا جائے گا۔

(۳) مرتدہ (عورت) کا دونوں حالتوں (حالت اسلام اور حالت ارتداد) کا مال اس کے مسلمان ورثا کو ملے گا۔

**دفعہ ۴۳۔ سوتیلے ماں باپ اور منہ بولا بیٹا یا بیٹی:** (۱) سوتیلے ماں باپ اور سوتیلی اولاد ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے۔

(۳) کسی کو منہ بولا بیٹا یا بیٹی بنایا ہو تو وہ وارث نہیں ہوں گے۔

## تیرھواں باب
## عول، مناسخہ اور تخارج

**دفعہ ۴۴-عول:** عول کا معنی یہ ہے کہ ورثا کے حصوں کے مطابق اصل مسئلے کا عدد بڑھادیا جائے۔ کبھی یہ مشکل پیش آتی ہے کہ قواعد کے لحاظ سے تو اصل مسئلہ صحیح ہے مگر مستحقین وراثت کے تمام حصے اس سے پورے نہیں ہوتے، حصوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے اور کل ترکہ کم پڑجاتا ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ زائد حصوں کے مطابق اصل مسئلے کا عدد بڑھادیا جائے۔ اس طرح اصل مسئلے کا عدد بڑھانے سے ہر ذی فرض (وارث) کے حصے میں متناسب کمی ہو جاتی ہے۔

### مثال

اگر میت نے دو حقیقی بہنیں، ماں اور دو اخیافی بہنیں چھوڑی ہوں تو اصل مسئلہ چھ سے بنتا ہے جبکہ یہ حصے 3/2,6/1,3/1 ہیں، جو کل سات ہیں۔ اس لیے ان کا اصل مسئلہ چھ کے بجائے سات ہو جائے گا اور ہر وارث کے حصے میں اسی نسبت سے کمی آجائیگی، چنانچہ اب حصے 7/2, 7/1, 7/4 ہوں گے۔ یعنی ترکہ کے سات مساوی حصے بنائے جائیں گے جن میں سے چار حصے دو حقیقی بہنوں کو، ایک حصہ ماں کو اور دو حصے اخیافی بہنوں کو دیے جائیں گے۔

**دفعہ ۴۵-مناسخہ:** جو وارث اپنے مورث کے ترکہ کی تقسیم سے قبل فوت ہو جائے۔ اس کا حصہ اس کے ورثا کو منتقل کر دینے کو مناسخہ کہتے ہیں۔ اس کا جدید طریقہ یہ ہے کہ پہلے میت اوّل کے ورثا کے حصے متعین کئے جائیں، پھر ان میں سے جو وارث مرا ہو اس کے ورثا کے حصے متعین کئے جائیں اور مرنے والے کا حصہ اس کے ورثا میں ان کے حصوں کے مطابق تقسیم کر دیا جائے۔

**دفعہ ۴۶-تخارج:** کسی عاقل وارث کا باقی تمام ورثا یا بعض کے ساتھ باہمی رضامندی سے ترکہ میں سے یا اس کے علاوہ کوئی معین عوض لے کر اپنے حق وراثت سے دستبردار ہونے کو تخارج کہتے ہیں۔ اور یہ جائز ہے۔

## حصہ دوم
## وراثت بمطابق فقہ جعفری
### پہلا باب
### ارکان و موجبات وراثت

**دفعہ ۴۷–ارکان وراثت:** وراثت کے مندرجہ ذیل تین ارکان ہیں، اگر ان میں سے کوئی ایک بھی مفقود ہو تو وراثت ثابت نہ ہو گی۔

(۱)مورث: (۲)وارث: (۳)ترکہ:

**دفعہ–۴۸:مورث اور وارث کی شرائط:** (۱) وراثت کا استحقاق اس وقت پیدا ہو گا، جب مورث کی حقیقی یا حکمی موت واقع ہو چکی ہو۔

(۲) مورث کی موت کے وقت وارث کا زندہ ہونا ضروری ہے، خواہ حقیقی طور پر زندہ ہو یا اس کو زندہ تصور کیا گیا ہو، جیسا کہ حمل کو مورث کی موت کے وقت زندہ تصور کرتے ہوئے اس کا حصہ وراثت محفوظ رکھا جاتا ہے البتہ وہ وراثت کا حقدار تب ہوتا ہے جب وہ زندہ پیدا ہو جائے۔

**دفعہ ۴۹–موجبات وراثت:** وراثت کے مندرجہ ذیل دو موجبات ہیں:

(۱) نسب: ایک فرد کا دوسرے فرد کے ساتھ خونی رشتے کو نسب کہتے ہیں جیسے باپ بیٹے کا رشتہ

(۲) سبب: دو اشخاص کے درمیان ایسا ارتباط جو زوجیت شرعی کے ذریعے یا ولاءِ امام کی وجہ سے وجود میں آئے۔

**دفعہ ۵۰–سبب کی اقسام:** سبب کی مندرجہ ذیل دو اقسام ہیں:۔

(۱) زوجیت، یعنی وہ تعلق جو مورث اور وارث کے درمیان نکاح صحیح کے سبب قائم ہو۔

(۲) ولاءِ امام: اس سے مراد یہ ہے کہ اگر میت کا کوئی نسبی وارث نہ ہو تو اس کا ترکہ نائب امام زمان کو ملے گا، اور اگر میت کا وارث صرف شوہر ہو تو اس کو سارا ترکہ یعنی نصف فرض کے طور پر اور نصف رد کے طور پر ملے گا۔ لیکن اگر وارث صرف بیوی ہو تو بیوی کو اپنا فرض ملے گا اور باقی نائب امام زمان کو ملے گا۔ اور نائب امام زمان دونوں قسم کے ترکہ کو اور مال امام زمان کے عمومی مصارف میں خرچ کرے گا۔

**دفعہ ۵۱–ترکہ کی تفصیل:** میت کی چھوڑی ہوئی چیزیں تین طرح کی ہوتی ہیں۔

(۱) عین جو قابل مشاہدہ ہو۔ (۲) دین یعنی قرض (۳) حقوق، مالی ہوں یا غیر مالی۔

## تشریح

(الف) اعیان سے مراد وہ چیزیں ہوتی ہیں جن کا خارج میں وجود ہو اور جو نظر آتی ہیں جیسے گھریلو سامان اور زمین وغیرہ۔

(ب) دین سے مراد وہ قرضے ہوتے ہیں جو کہ میت کو دوسروں نے دینے ہوتے ہیں۔

(ج) مالی حق اسے کہتے ہیں کہ جس کے بدلے میں مال ادا کیا جاتا ہے، جس طرح حق شفعہ اور حق غیر مالی سے مراد حق قصاص اور حق قذف ہے۔

## دوسرا باب
## موانع وراثت

**دفعہ ۵۲۔موانع وراثت:** موانع وراثت حسب ذیل ہیں:

(۱) کفر مانع وراثت ہے لہذا کافر مسلمان کا وارث کسی حال میں نہیں ہوتا، جبکہ مسلمان کافر کا وارث ہوتا ہے۔

(۲) قتل عمد مانع وراثت ہے۔ اگر کوئی وارث عمداً اپنے مورث کو قتل کر دے تو ایسا قاتل وارث مقتول مورث کی وراثت سے محروم ہوتا ہے۔ ہاں اگر قتل عمد نہ ہو یعنی قتل شبہ العمد ہو یا قتل خطا ہو تو ایسی صورت میں قاتل دیت سے محروم ہو گا لیکن باقی ترکہ میں وراثت کا حقدار ہو گا۔

## تیسرا باب
## ترکہ سے متعلق حقوق

**دفعہ ۵۳-ترکہ سے متعلق حقوق:** میت کے ترکہ کو ورثا میں اس وقت تک تقسیم نہیں کیا جائے گا جب تک مندرجہ ذیل حقوق اس کے ترکہ سے ادا نہ کئے جائیں۔

(۱) سب سے پہلے میت کی تجہیز و تکفین کا اہتمام کیا جائے گا۔

(۲) اگر میت نے کوئی جرم کیا ہو اور اس کا تاوان میت کے ذمہ واجب الادا ہو تو وہ اس کے ترکہ سے ادا کیا جائے گا۔

(۳) اگر میت نے گروی کا کوئی مال کسی سے لے رکھا ہو تو وہ مالک کو واپس کیا جائے گا۔

(۴) اگر میت کے ذمے کوئی قرض واجب الادا ہو تو وہ اس کے ترکہ سے ادا کیا جائے گا۔

(۵) اگر میت نے کوئی وصیت کی ہو تو وہ اس کے ترکہ کے ایک تہائی حصہ سے پوری کی جائے گی۔

(۶) میت کی ذاتی استعمال کی اشیاء مثلاً تلوار، انگوٹھی اور قرآن پاک ترکہ میں شامل نہیں ہوں گے بلکہ یہ اس کے بڑے بیٹے کو دیے جائیں گے، بشرطیکہ میت کا قرضہ پورا ادا کیا گیا ہو، اور اگر قرض ابھی باقی ہے تو یہ اشیاء قرض کی ادائیگی کے لیے استعمال ہوں گی۔

## چوتھا باب
## ورثا کے طبقات اور ان کے حصے

**دفعہ ۵۴–ورثا کے طبقے:** ورثا کے تین طبقے ہیں، کسی بھی طبقہ میں موجود ورثا اس وقت تک وراثت کے حقدار نہیں ہوں گے جب تک اس سے پہلے والے طبقہ کے ورثا موجود ہوں، ہر طبقہ کے ورثا اور ان کے حصوں کی تفاصیل ملحقہ جدولوں ۲، ۳، ۴ میں دی گئی ہیں۔ ورثا کے مندرجہ ذیل تین طبقات ہیں:

پہلا طبقہ: ماں باپ اور اولاد خواہ کتنے ہی نیچے درجے کے ہوں، تاہم اولاد میں اوپر درجہ والے نیچے درجے والوں کو محروم کرتے ہیں، جیسے بیٹے کی موجودگی میں پوتا یا نواسہ محروم ہو گا۔

دوسرا طبقہ: دادا، نانا، دادی، نانی، خواہ کتنے ہی اوپر درجے کے ہوں، بھائی بہن یا ان کی عدم موجودگی میں ان کی اولاد، جب بھائی کی اولاد متعدد ہو تو ان میں زیادہ قریب دور والے کو محروم کرے گا، لہذا بھائی کا بیٹا بھائی کے پوتے پر مقدم ہے، اسی طرح دادا، نانا، اپنے والدین پر مقدم ہوتے ہیں۔

تیسرا طبقہ: چچے، ماموں، پھوپھیاں اور خالائیں یا ان کی عدم موجودگی میں ان کے بیٹے ان کے قائم مقام ہوں گے، اور ان میں اَقرب فالاقرب کے اصول کا لحاظ رکھا جائے گا، لہذا چچا، ماموں، پھوپھی یا خالہ کی موجودگی میں ان کے بیٹے وارث نہیں ہوں گے۔

**دفعہ ۵۵–طبقات ثلاثہ کے علاوہ ورثا:** (۱) اگر دفعہ ۵۴ میں مذکور میت کے تین طبقوں کے ورثا موجود نہ ہوں، تو میت کے باپ اور ماں کے چچا، پھوپھیاں، ماموں، خالائیں اور ان کی عدم موجودگی میں ان کے بیٹے وارث ہوں گے۔

(۲) اگر ذیلی دفعہ (۱) میں مذکور میت کے ورثا بھی نہ ہوں، تو دادا، نانا اور دادی، نانی کے چچا، ماموں، پھوپھیاں اور خالائیں اور ان کی عدم موجودگی میں ان کی اولاد، خواہ کتنے ہی نیچے درجے کی ہو وارث ہو گی۔

**دفعہ ۵۶–پہلے طبقہ میں وراثت کے طریقے:** (۱) اگر پہلے طبقہ میں سے میت کا ایک ہی ولد ہو خواہ مذکر ہو یا مؤنث تو سارا ترکہ اسی کا ہو گا، اور اگر اولاد ایک سے زیادہ ہو اور وہ سب یا مذکر ہوں یا مؤنث ہوں تو ترکہ ان میں برابر تقسیم کیا جائے گا اور اگر اولاد مذکر و مؤنث مشترک ہو تو بیٹے کو بیٹی کا دگنا ملے گا۔

(۲) اگر پہلے طبقے میں میت کے والدین میں سے کوئی ایک زندہ ہو تو وہ سارا ترکہ لے گا، اور اگر

دونوں زندہ ہوں تو باپ دو تہائی ترکہ لے گا اور ماں ایک تہائی ترکہ لے گی، بشرطیکہ کوئی حصہ وراثت کم کرنے والا نہ ہو۔ اور اگر رشتہ داروں میں سے کوئی کم کرنے والا موجود ہو تو پھر ماں کا حصہ ایک تہائی سے کم ہو کر چھٹا ہو جائے گا اور بقیہ باپ کو دیا جائے گا، جیسے میت کے بھائی بھی ہوں تو وارث نہ ہونے کے باوجود ماں کو ایک تہائی سے محروم کر دیں گے اور ماں کا حصہ تہائی سے کم ہو کر چھٹا ہو جائے گا بشرطیکہ ان بھائیوں میں حسب ذیل تین شرائط موجود ہوں۔

(الف) میت کا باپ موجود ہو۔

(ب) بھائی یا بہنیں دو مرد یا چار عورتوں یا ایک مرد اور دو عورتوں سے کم نہ ہوں۔

(ج) میت کے بھائی حقیقی یا علاتی ہوں، اخیافی نہ ہوں۔

(۳) اگر میت نے والدین اور ایک بیٹی کو چھوڑا ہو، تو ترکہ کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا جائے گا، والدین میں سے ہر ایک کو ایک حصہ اور بیٹی کو تین حصے دیے جائیں گے۔

(۴) اگر میت نے والدین اور ایک بیٹا چھوڑے ہوں، تو ترکہ چھ حصوں میں تقسیم کیا جائے گا، والدین میں سے ہر ایک کو ایک حصہ اور بیٹے کو چار حصے دیے جائیں گے۔

(۵) اگر میت نے والدین اور متعدد بہن بھائی چھوڑے ہوں تو ترکہ چھ حصوں میں تقسیم کیا جائے گا، والدین میں سے ہر ایک کو ایک حصہ اور بھائی بہنوں کو چار حصے دیے جائیں گے۔ اگر وہ سب مذکر ہوں یا سب مؤنث ہوں تو چار حصے ان میں برابر تقسیم کئے جائیں گے۔ اور اگر کچھ مذکر اور کچھ مؤنث ہوں تو بیٹے کو بیٹی کا دگنا ملے گا۔

(۶) اگر میت نے والدین میں سے کسی ایک کے ساتھ ایک بیٹی چھوڑی ہو، تو ترکہ کا ایک چوتھائی حصہ باپ یا ماں کو اور بقیہ سارا ترکہ بیٹی کو دیا جائے گا۔

(۷) اگر میت نے والدین میں سے ایک اور ایک یا زائد بیٹے چھوڑے ہوں تو والدین میں سے ایک یعنی باپ یا ماں جو بھی صورت ہو، کو چھٹا حصہ ملے گا اور بقیہ ترکہ بیٹے کو ملے گا اور اگر بیٹے ایک سے زائد ہوں تو ترکہ ان میں برابر تقسیم کیا جائے گا۔

(۸) اگر میت نے والدین میں سے ایک اور دو یا دو سے زیادہ بیٹیاں چھوڑی ہوں، تو ماں یا باپ، جو بھی صورت ہو، کو ترکہ کا پانچواں حصہ اور بقیہ بیٹیوں کو ملے گا جو ان میں برابر تقسیم کیا جائے گا۔

(۹) اگر میت والدین میں سے ایک اور ایک بیٹا اور ایک بیٹی چھوڑے ہوں تو ماں یا باپ، جو بھی

صورت ہو، کو ترکہ کا چھٹا حصہ ملے گا اور بقیہ بیٹا اور بیٹی کے درمیاں مؤنث کے بالمقابل مذکر کو دوگنا کے حساب سے تقسیم کیا جائے گا۔

(۱۰) اگر میت ایک پوتا یا ایک نواسی یا نواسہ چھوڑے ہوں تو پوتا اپنے باپ کا حصہ لے گا اور نواسی یا نواسہ اپنی ماں کا حصے لے گا، اور اگر پوتی اور ایک نواسہ کو چھوڑا ہو تو پوتی دو حصے لے گی اور نواسہ ایک حصہ لے گا۔

**دفعہ ۵۷—دوسرے طبقہ کے ورثا:** (۱) اگر میت کا وارث صرف اس کا ایک بھائی یا ایک بہن ہو، تو بھائی یا بہن، جو بھی صورت ہو، کو سارا ترکہ ملے گا، خواہ بھائی یا بہن حقیقی ہوں یا علاتی یا اخیافی۔

(۲) اگر میت کے ورثا متعدد بہن بھائی ہوں اور یہ سارے حقیقی یا علاتی ہوں، تو اگر یہ سب مذکر ہوں یا سب مؤنث ہوں تو ترکہ ان کے درمیان برابر تقسیم کیا جائے گا اور اگر مذکر اور مؤنث دونوں ہوں تو مؤنث کے بالمقابل مذکر کو دوگنا حصہ ملے گا۔

(۳) اگر متعدد اخیافی بہن بھائی وارث ہوں تو ترکہ ان کے درمیان برابر تقسیم کیا جائے گا خواہ سب مذکر ہوں یا مونث یا مشترک ہوں۔

(۴) اگر میت کے ورثا ایک حقیقی بھائی اور ایک علاتی بھائی ہوں، تو سارا ترکہ حقیقی بھائی کو ملے گا، علاتی بھائی کو کچھ نہیں ملے گا۔

(۵) اگر میت کے ورثا حقیقی بہن بھائی یا ان کی غیر موجودگی میں علاتی بہن بھائی اور ایک اخیافی بھائی یا بہن ہوں تو اخیافی بھائی یا بہن کو چھٹا حصہ دیا جائے گا، اور بقیہ ترکہ تمام بہن بھائیوں میں مذکر کو مؤنث کا دوگنا کے حساب سے تقسیم کیا جائے گا۔

(۶) اگر میت کے ورثا حقیقی بہن بھائی یا ان کی غیر موجودگی میں علاتی بہن بھائی اور ایک سے زائد اخیافی بہن بھائی ہوں، تو ترکہ کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے گا، ایک حصہ اخیافی بہن بھائیوں کو دیا جائے گا جو ان کے درمیان برابر تقسیم ہو گا خواہ مذکر ہوں یا مؤنث یا مشترک اور ترکہ کے باقی دو حصے مذکر کو مؤنث کا دوگنا کے حساب سے تقسیم کیا جائے گا۔

(۷) اگر میت کے ورثا حقیقی بہن بھائی، علاتی بہن بھائی اور ایک اخیافی بہن یا بھائی ہوں، تو علاتی بہن بھائی وراثت سے محروم ہو جائیں گے۔ اور اخیافی بہن یا بھائی کو ترکہ کا چھٹا حصہ دیا جائے گا اور بقیہ سارا ترکہ حقیقی بہن بھائیوں میں مذکر کو مؤنث کا دگنا کے حساب سے تقسیم کیا جائے گا۔

(۸) اگر میت کے ورثا حقیقی بہن بھائی، علاتی بہن بھائی اور اخیافی بہن بھائی ہوں تو ترکہ کا ایک تہائی اخیافی بہن بھائیوں کو ملے گا جو ان میں برابر تقسیم ہو گا اور باقی دو تہائیاں حقیقی بہن بھائیوں کو مذکر کو مؤنث کے بالمقابل دوگنا کے حساب سے ملیں گی اور علاتی بہن بھائی محروم ہوں گے۔

(۹) اگر شوہر بیوی اور بھائی چھوڑ کر فوت ہو تو بیوی اپنا فرض حصہ یعنی ایک چوتھائی لے گی اور باقی ترکہ بھائی کو ملے گا۔ اور اگر بیوی شوہر اور بھائی چھوڑ کر فوت ہو تو شوہر کو آدھا حصہ ملے گا اور باقی ترکہ بھائیوں کو ملے گا۔

(۱۰) اگر میت کے بھائی موجود نہ ہوں تو ان کی اولاد ان کے قائم مقام ہو گی، اور ان میں ترکہ اسی طرح تقسیم ہو گا جیسا کہ ذیلی دفعات ۱ تا ۹ میں بیان ہوا ہے۔ چنانچہ اخیافی بہن بھائیوں کی اولاد میں ترکہ مساوی تقسیم ہو گا، چاہے مذکر ہوں یا مؤنث، اور علاتی یا حقیقی بھائیوں کی اولاد میں تقسیم مذکر کو مؤنث کا دوگنا کے ضابطہ سے کی جائے گی۔

**دفعہ ۵۸—دوسرے طبقے کے باقی ورثا کے حصے:** دادے یا نانے اور دادیاں یا نانیاں بھائیوں کی طرح دوسرے طبقہ کے ورثا ہیں، ان کی وراثت کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) اگر میت کا وارث صرف دادا یا نانا یا دادی یا نانی ہو، تو سارا ترکہ اسی کو ملے گا، جدا قرب یا قریب ترین جدہ کی موجودگی میں دور والا محروم ہو گا۔

(۲) اگر میت کے وارث دادا اور دادی ہوں تو دادا کو دو تہائی اور دادی کو ایک تہائی ترکہ ملے گا۔

(۳) اگر میت کے وارث نانا اور نانی ہوں تو سارا ترکہ ان میں مساوی تقسیم ہو گا۔

(۴) اگر میت کے ورثا دادا یا دادی اور نانا یا نانی ہو تو نانا یا نانی کو ایک تہائی اور بقیہ دادا یا دادی کو ملے گا۔

(۵) اگر میت کے ورثا دادا اور دادی اور نانا اور نانی ہوں، تو دادا اور دادی کو دو تہائی ترکہ ملے گا جو ان میں دادا کو دادی سے دوگنا کے طور پر تقسیم ہو گا، اور نانا اور نانی کو ایک تہائی ترکہ ملے گا جو ان میں مساوی تقسیم ہو گا۔

(۶) اگر میت کے ورثا ایک بھائی یا ایک بہن یا ایک سے زائد بھائی یا ایک سے زائد بہنیں اور جد یا جدۃ یا اجداد اور جدات ہوں تو اگر یہ سب ماں کی طرف سے ہوں تو ان میں ترکہ برابر تقسیم کیا جائے گا اگرچہ ذکورت اور انوثت میں اختلاف ہو۔ اور اگر یہ سب باپ کی طرف سے ہوں تو ذکورت اور انوثت میں اختلاف

کی صورت میں مذکر کو مؤنث کا دوگنا کے حساب سے ترکہ تقسیم کیا جائے گا، ورنہ مساوی تقسیم ہو گا۔

(۷) اگر میت کے ورثا دادا یا دادی اور حقیقی بھائی یا حقیقی بہن ہوں، تو ذکورت اور انوثت میں اختلاف کی صورت میں مذکر کو مؤنث کا دوگنا کے حساب سے ترکہ تقسیم کیا جائے گا ورنہ مساوی تقسیم ہو گا۔

(۸) اگر میت کے ورثا اجداد یا جدات متفرق ہوں کہ کچھ باپ کی طرف سے ہوں اور کچھ ماں کی طرف سے ہوں، چاہے یہ سب مذکر ہوں یا مونث ہوں یا ذکورت اور انوثت میں مختلف ہوں اور ان کے ساتھ بہن بھائی بھی اسی طرح ہوں، یعنی کچھ اخیافی اور کچھ علاتی اور یہ سب مذکر ہوں یا سب مونث ہوں یا ذکورت اور انوثت میں مختلف ہو، تو ماں کی طرف کے ورثا کو ایک تہائی ترکہ ملے گا، جو ان میں مساوی تقسیم کیا جائے گا، اگرچہ ذکورت اور انوثت میں فرق ہو۔ اور باپ کی طرف کے ورثا کو ترکہ کا دو تہائی ملے گا جو ذکورت اور انوثت میں فرق کی صورت میں ان کے درمیان مؤنث کے بالمقابل مذکر کو دوگنا کے حساب سے تقسیم ہو گا، بصورت دیگر برابر تقسیم ہو گا۔

(۹) اگر میت کے ورثا دادا یا دادی اور اخیافی بھائی یا اخیافی بہن ہوں، تو اگر اخیافی بھائی یا بہن ایک ہو تو اس کو ترکہ کا چھٹا حصہ ملے گا اور اگر ایک سے زائد ہوں تو ایک تہائی ملے گا جو ان کے درمیان برابر تقسیم ہو گا اور بقیہ دادا یا دادی کو ملے گا، چاہے ایک ہو یا ایک سے زائد، البتہ ایک سے زائد ہونے کی صورت میں مذکر اور مؤنث میں فرق کے وقت مذکر کو مؤنث کے بالمقابل دوگنا حصہ ملے گا اور اگر فرق نہ ہو تو برابر تقسیم ہو گا۔

(۱۰) اگر میت کے ورثا نانا یا نانی اور علاتی بھائی ہوں تو نانا یا نانی کو ایک تہائی ملے گا، چاہے ایک ہو یا ایک سے زائد، اور بھائی چاہے ایک ہو اسے دو تہائی ترکہ ملے گا۔ اور اگر ان کے ساتھ علاتی بہنیں ہوں تو اگر یہ دو یا دو سے زائد ہوں تو ان کو دو تہائی ترکہ ملے گا اور اگر ایک ہو تو آدھا ملے گا اور نانا یا نانی کو دونوں صورتوں میں ایک تہائی ترکہ ملے گا، البتہ ایک علاتی بہن کی صورت میں ترکہ میں چھٹا حصہ بچ جاتا ہے، اس میں صلح کی جائے گی۔

(۱۱) اگر میت کے ورثا اجداد یا جدات متفرق ہوں یعنی کچھ ماں کی طرف سے اور کچھ باپ کی طرف سے ہوں اور ان کے ساتھ ایکسیا ایک سے زائد علاتی بھائی یا بہن ہو، تو ماں کی طرف کے جد یا جدہ کو ترکہ کا ایک تہائی ملے گا جو کہ ایک سے زائد ہونے کی صورت میں ان میں برابر تقسیم کیا جائے گا، اگرچہ ذکورت اور انوثت میں مختلف ہوں۔ اور باپ کی طرف کے جد یا جدہ یا بھائی یا بہن کو ترکہ کا بقیہ دو تہائی حصہ ملے گا جو ذکورت اور انوثت میں اختلاف کے کی صورت میں مذکر کو مؤنث کے بالمقابل دوگنا حصہ دینے کے اصول پر

تقسیم کیا جائے گا، ورنہ برابری کے ساتھ تقسیم ہو گا۔ اور اگر ان کے ساتھ اخیافی بھائی یا بہنیں ہوں، تو ماں کی طرف سے جد یا جدہ اور اخیافی بھائی یا بہن کو ایک تہائی ملے گا، جو ان کے درمیان برابر تقسیم ہو گا، اگرچہ ذکورت اور انوثت میں اختلاف ہو۔ اور باپ کی طرف کے جد یا جدہ کو دو تہائی ترکہ ملے گا، جو ذکورت اور انوثت میں اختلاف کے وقت ان کے درمیان مذکر کو مؤنث کے مقابلہ میں دوگنا کے حساب سے تقسیم کیا جائے گا، ورنہ برابری کے ساتھ تقسیم ہو گا۔

(۱۲) اگر میت کے ورثا دادا یا دادی ہو اور اس کے ساتھ متفرق بھائی اور بہنیں ہوں، تو اخیافی بھائی یا بہن کو چھٹا حصہ دیا جائے گا، اگر ایک ہو، اور ایک تہائی حصہ دیا جائے گا اگر ایک سے زائد ہوں جو ان میں برابر تقسیم ہو گا۔ اور علاتی بھائی یا بہن کو دادا یا دادی کا بقیہ ملے گا جو ان کے درمیان مذکر کو مؤنث کے بالمقابل دوگنا کے حساب سے تقسیم ہو گا، مذکر مؤنث کا اختلاف نہ ہونے کی صورت میں برابر تقسیم ہو گا۔ اور اگر ان کے ساتھ نانا یا نانی ہو تو نانا یا نانی کو اخیافی بہن یا بھائی کے ساتھ ایک تہائی ترکہ ملے گا، جو ان میں برابر تقسیم ہو گا اور علاتی بھائی یا بہن کو بقیہ ترکہ ملے گا، جو ان کے درمیان ذکورت اور انوثت میں اختلاف کی صورت میں مذکر کو مؤنث کے بالمقابل دوگنا کے حساب سے تقسیم ہو گا ورنہ برابر تقسیم ہو گا۔

(۱۳) بھائیوں کی اولاد بھائیوں کی موجودگی میں وراثت کی حقدار نہیں ہو گی، لہذا بھتیجا اگرچہ حقیقی ہو بھائی یا بہن کے ساتھ وراثت کا حقدار نہیں ہو گا، خواہ بھائی یا بہن علاتی ہو یا اخیافی۔ یہ اس صورت میں ہے کہ جب بھتیجا بھائی یا بہن کے مزاحم ہو لیکن اگر یہ ان کے مزاحم نہ ہو جیسے کہ اگر میت نے نانا، اخیافی بھائی کا بیٹا اور علاتی بھائی کو چھوڑا ہو تو اس صورت میں اخیافی بھائی کا بیٹا ایک تہائی ترکہ میں نانا کے ساتھ شریک ہو گا اور بقیہ دو تہائی ترکہ علاتی بھائی کو ملے گا۔

**دفعہ ۵۹۔ تیسرے طبقے کے ورثا کے حصے:** (۱) اگر میت کا وارث صرف ایک چچا ہو یا ایک پھوپھی ہو تو سارا ترکہ اس کو ملے گا خواہ حقیقی چچا یا پھوپھی ہو یا علاتی یا اخیافی چچا یا پھوپھی ہو۔

(۲) اگر میت کے ورثا چچے یا پھوپھیاں ہوں اور سب حقیقی ہوں یا علاتی ہوں یا اخیافی ہوں تو ترکہ ان میں برابر تقسیم کیا جائے گا۔

(۳) اگر میت کے ورثا چچے اور پھوپیاں ہوں جن میں کچھ حقیقی ہوں، کچھ علاتی اور کچھ اخیافی تو علاتی چچے اور پھوپھیاں وراثت کے حقدار نہیں ہوں گے، باقی وراثت کے حقدار ہوں گے جیسے کہ اگر میت کے حقیقی چچوں اور پھوپھیوں کے ساتھ ایک اخیافی چچا یا ایک اخیافی پھوپھی ہو تو اس کو ترکہ کا چھٹا حصہ ملے گا

اور حقیقی چچے اور پھوپھیاں باقی ترکہ لیں گے جو ان کے درمیان مذکر کو مؤنث کے بالمقابل دوگنا کے قاعدہ سے تقسیم ہو گا۔

(۴) اگر میت کے ورثا حقیقی چچے اور پھوپھیاں ہوں اور ان کے ساتھ دو یا دو سے زائد اخیافی چچے اور پھوپھیاں ہوں تو اخیافی چچوں اور پھوپھیوں کو ترکہ کا ایک تہائی ملے گا جو ان میں برابر تقسیم ہو گا اور بقیہ ترکہ حقیقی چچوں اور پھوپھیوں کو ملے گا جو ان میں مذکر کو مونث کے بالمقابل دوگنا کے قاعدے سے تقسیم ہو گا۔

(۵) اگر میت کے ورثا علاتی چچے اور پھوپھیاں ہوں اور ان کے ساتھ اخیافی چچے اور پھوپھیاں ہوں تو اخیافی چچوں اور پھوپھیوں کو ایک تہائی ملے گا جو ان میں برابر تقسیم ہو گا اور بقیہ ترکہ علاتی چچوں اور پھوپھیوں کو ملے گا جو ان میں مذکر کو مؤنث کے بالمقابل دوگنا کے قاعدے سے تقسیم ہو گا۔

(۶) اگر میت کے ورثا ماموں اور خالائیں ہوں جن میں کچھ حقیقی ہوں اور کچھ علاتی ہوں، تو علاتی ماموں اور خالائیں وراثت کے حقدار نہیں ہوں گے اور سارا ترکہ حقیقی ماموں اور خالاؤں کو ملے گا جو ان میں برابر تقسیم ہو گا۔

(۷) اگر میت کے ورثا ایک یا زائد چچے اور پھوپھیاں ہوں اور ان کے ساتھ دو یا دو سے زائد ماموں ہوں تو ترکہ کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے گا، ایک حصہ دو یا دو سے زائد ماموں کو ملے گا جو ان میں برابر تقسیم ہو گا اور بقیہ دو حصے چچوں اور پھوپھیوں کو ملیں گے جو ان میں مذکر کو مؤنث کے بالمقابل دوگنا حصہ کے طریقہ پر تقسیم ہو گا۔

(۸) ماں کی طرف سے وارث کو جیسے خالہ، ایک ہونے کی صورت میں ترکہ کا چھٹا حصہ ملے گا اور باقی ترکہ حقیقی یا علاتی ورثا کے لئے ہو گا۔

(۹) ماں کی طرف سے ورثا مثلاً ماموں، خالہ اگر ایک سے زیادہ ہوں تو ان کو ترکہ کا ایک تہائی حصہ ملے گا جسے وہ آپس میں برابر تقسیم کریں گے، بقیہ ترکہ حقیقی یا علاتی ورثا کو ملے گا اور اختلاف جنس کی صورت میں مذکر کو مؤنث کے بالمقابل دوگنا حصہ ملے گا، ورنہ برابر ملے گا۔

(۱۰) اگر میت کے چچے، پھوپھیاں، ماموں یا خالائیں نہ ہوں تو ان کی اولاد ان کے قائم مقام ہو گی۔ البتہ حقیقی چچا کا بیٹا علاتی چچا پر مقدم ہو گا، جیسے اگر میت حقیقی چچا کا بیٹا اور علاتی چچا چھوڑے تو علاتی چچا محروم ہو گا اور سارا ترکہ حقیقی چچا کے بیٹے کو ملے گا۔

(۱۱) اگر میت کے ورثا اس کے باپ اور ماں کے چچاؤں، پھوپھیوں، ماموں یا خالاؤں میں سے ہوں تو اخیافی چچاؤں، پھوپھیوں، ماموں اور خالاؤں کو ترکہ کا ایک تہائی ملے گا، جو ان میں برابر تقسیم ہو گا اور بقیہ ترکہ کا ایک تہائی باپ کے ماموں اور خالہ کو ملے گا جو ان میں برابر تقسیم ہو گا اور بقیہ ترکہ باپ کے چچا اور پھوپھی کو ملے گا جو ان میں برابر تقسیم ہو گا اور جب یہ لوگ نہ ہوں تو وراثت ان کی اولاد کو اقرب فالا قرب کی ترتیب سے ملے گی۔

## پانچواں باب
## میاں اور بیوی کی وراثت

**دفعہ ۶۰-میاں بیوی کے حصے:** (۱) اگر شوہر فوت ہو جائے اور اس کی اولاد ہو تو اس کی بیوہ کو اس کے ترکہ کا آٹھواں حصہ دیا جائے گا اور اگر شوہر کی اولاد نہ ہو تو اس کی بیوہ کو اس کے ترکہ کا چوتھا حصہ دیا جائے گا، خواہ بیوہ کی اولاد ہو یا نہ ہو۔

(۲) متوفی شوہر کی بیوہ اس کے ہر قسم کے غیر منقولہ ترکہ کی عین سے محروم ہو گی البتہ اس کی قیمت سے اپنا حصہ وراثت لے گی، اگر متوفی کے باقی ورثا بیوہ کو قیمت دینے پر آمادہ نہ ہوں تو بیوہ کو غیر منقولہ ترکہ کی عین سے وراثت لینے کا حق حاصل ہے۔

(۳) اگر بیوی فوت ہو جائے تو اس کا شوہر اس کے تمام منقولہ اور غیر منقولہ ترکہ کی عین سے وراثت لے گا، اگر بیوی بے اولاد ہو تو آدھا ترکہ اور اگر بیوی کی اولاد ہو تو ترکہ کا چوتھائی لے گا۔

(۴) اگر متوفی شوہر کی ایک سے زیادہ بیوہ ہوں، تو بے اولاد میت کی بیوہ ترکہ کا چوتھائی اور صاحب اولاد کی بیوہ ترکہ کا آٹھواں لیں گی جو ان میں برابر تقسیم کیا جائے گا۔

(۵) اگر متوفی شوہر کی بیویاں متعدد ہوں تو چوتھائی یا آٹھواں حصہ، جو بھی صورت ہو، ان سب میں برابر تقسیم ہو گا اگرچہ اس نے ان سے یا ان میں سے کچھ کے ساتھ مباشرت نہ کی ہو۔

(۶) اگر شوہر نے مرض میں کسی عورت سے شادی کی اور اسی مرض میں فوت ہو گیا اور منکوحہ عورت سے مباشرت نہیں کی تو یہ بیوی اس کی وراثت سے محروم ہو گی اور اس کو مہر بھی نہیں ملے گا۔ لیکن اگر شوہر مرض موت میں کسی عورت سے شادی کرے تو وہ اس کی وراثت کی حقدار ہو گی اگرچہ اس سے مباشرت نہ کی ہو۔

(۷) طلاق رجعی میں عدت کے دوران اگر میاں بیوی میں سے کوئی ایک فوت ہو جائے تو دوسرا اس کا وراث ہو گا، یعنی باہم ایک دوسرے کے وراث ہوں گے، لیکن اگر عدت ختم ہو جائے یا طلاق بائن ہو تو باہم وارث نہیں ہوں گے۔

(۸) اگر شوہر نے اپنی بیوی کو مرض موت میں طلاق دی اور سال یعنی بارہ قمری مہینوں کے گزرنے سے قبل شوہر فوت ہو جائے تو بیوی تین شرائط کے ساتھ شوہر کی وارث ہو گی۔

(i) بیوی نے سال کے دوران اس کی موت تک کسی اور سے شادی نہ کی ہو، اگر شادی کی ہو تو زیادہ احتیاط صلح میں ہے۔

(ii) طلاق بیوی کی طرف سے عوض کے بدلے نہ ہو، نیز وہ اس طلاق پر راضی نہ ہوں۔

(iii) شوہر کی وفات اس مرض میں اسی سبب یا کسی اور سبب سے ہوئی ہو اگر شوہر اس مرض سے صحت یاب ہو گیا ہو اور کسی اور سبب سے فوت ہو گیا ہو تو بیوی وارث نہیں ہو گی۔

(۹) اس لحاظ سے کہ شیعہ مسلمان زندہ جامع الشرائط مجتہد اعلم (فقیہ اعظم) کی تقلید میں ہوتے ہیں لہٰذا فریقین کے لیے یہ استحقاق ہے کہ اختلاف کی صورت میں وہ عدالت سے درخواست کریں کہ ان کے مجتہد کے فتوی کی روشنی میں ان کے درمیان میت کی وراثت تقسیم کی جائے۔

## چھٹا باب
## مخصوص ورثا

**دفعہ ۶۱–مرتد کی وراثت:** (۱) مرتد کی دو اقسام ہیں: ۱۔ مرتد فطری ۲۔ مرتد ملی۔
مرتدِ فطری ایسا کافر ہے جس کے والدین میں سے کوئی ایک نطفہ کے ٹھہرنے کے وقت مسلمان ہو۔
مرتدِ ملی یعنی وہ کافر جس کے والدین مسلمان نہ ہوں، وہ اسلام قبول کرنے کے بعد دوبارہ کفر اختیار کرے۔

(۲) مرتدِ فطری کی توبہ قبول نہیں ہوتی، اس کا ترکہ مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے گا اگرچہ اس کو قتل نہ بھی کیا جائے۔

(۳) مرتدِ ملی کو قتل نہیں کیا جائے گا اسے توبہ کرنے کی اجازت دی جائے گی، اگر توبہ کر لے تو بہتر اور اگر توبہ نہ کرے تو اسے قتل کر دیا جائے گا اور اس کا ترکہ مسلمان ورثا کی عدم موجودگی میں مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔

**دفعہ ۶۲–لعان، زنا اور زنا بالجبر سے پیدا شدہ بچے کی وراثت:** (۱) اگر شرعی ضوابط کے مطابق لعان واقع ہو جائے تو مانع ارث ہو گا، باپ لعان کردہ اولاد سے اور اولاد باپ سے وراثت نہیں پائے گی۔

(۲) ولد زنا، زانی باپ اور زانیہ ماں کے درمیان نسب موجود نہیں، لہذا وہ ایک دوسرے سے وراثت نہیں لے سکتے۔

(۳) زنا بالجبر سے پیدا شدہ بچہ زانی مرد سے اور زانی مرد اس بچے سے وراثت نہیں پائے گا۔ زنا بالجبر سے پیدا ہونے والے بچے اور زانی مرد کے درمیان باہم وراثت جاری نہیں ہو گی، البتہ بچے اور جس عورت سے زنا بالجبر کیا گیا ہو، کے درمیان وراثت جاری ہو گی، اسی طرح اس عورت کے رشتہ داروں سے بھی وراثت جاری ہو گی۔

**دفعہ ۶۳–حمل کی وراثت:** حمل (ماں کے پیٹ میں بچہ) وراثت کا حقدار ہے بشرطیکہ وہ زندہ پیدا ہو جائے۔ اگر حمل مردہ حالت میں ساقط ہو جائے تو نہ اس حمل سے کوئی وراثت لے گا نہ یہ حمل کسی سے وراثت لینے کا حق رکھتا ہے۔ اگر حمل کے ایک ہونے کا علم ہو تو اس کے لئے ایک مذکر کا حصہ فرض کیا جائے گا اور باقی ترکہ دیگر ورثا میں تقسیم کیا جائے گا۔ اگر حمل کے متعدد ہونے کا احتمال ہو اور ورثا دو نر بچوں کا حصہ الگ کرنے پر راضی ہوں تو یہی دو حصے الگ کئے جائیں گے اور اگر اس پر راضی نہ ہوں تو ایک حصہ الگ کیا جائے گا اور باقی

ترکہ زائد حمل کے حصے کی حفاظت کے اعتماد اور واپس لینے کے امکان کے ساتھ تقسیم کیا جائے گا۔

**دفعہ ۶۴۔مفقود کی وراثت:** مفقود کا ترکہ اس وقت اس کے ورثا میں تقسیم کیا جائے گا جب اس کی موت کی تصدیق شرعی گواہی کے تحت یا خبر متواتر یا دیگر یقینی ذرائع سے ہو جائے یا اس کی پیدائش سے لے کر زمانہ گمشدگی کو اتنا عرصہ گزر جائے کہ اس عرصہ میں معمولاً و عادۃً انسان زندہ نہیں رہتا۔ اور جب مفقود کی موت کا یقین ہو جائے یا زمانہ دراز گزرنے کے بعد اس کی فرضی موت کا حکم دیا جائے تو جو اس کے ورثا اس وقت موجود ہوں، وہ اسکے ترکہ سے وراثت لیں گے۔

**دفعہ ۶۵۔ خنثیٰ کی وراثت:** خنثیٰ میں اگر عورت کی نشانیاں پائی جاتی ہوں تو وہ عورت ہونے کی حیثیت سے وراثت لے گا۔ اگر مرد کی نشانیاں موجود ہوں تو اس کو مرد ہونے کی حیثیت سے وراثت میں حصہ دیا جائے گا۔ اگر خنثیٰ میں دونوں نشانیاں موجود ہوں یعنی وہ خنثیٰ مشکل ہو تو اس کو مرد کے حصے کا نصف اور عورت کے حصہ کا نصف دیا جائے گا۔

**دفعہ ۶۶۔اولاد متعہ کی وراثت:** متعہ کے سبب پیدا ہونے والی اولاد وراثت کی حقدار ہو گی۔

## تشریح

متعہ وہ نکاح ہے جو ایک مقررہ وقت کے لیے کیا جائے۔

(دفعہ نمبر ۱۳)

جدول (۱)

ذوی الفروض اور ان کے حصے بمطابق فقہ حنفی

| | ذوی الفروض | ایک کا حصہ | ایک سے زائد کا حصہ | حالتیں جن کے تحت حصہ ملتا ہے |
|---|---|---|---|---|
| ۱۔ | باپ | ۱/۶ | – | جب کہ میت کا بیٹا یا بیٹی، پوتا یا پوتی (نیچے تک) موجود ہو۔ |
| ۲۔ | دادا | ۱/۶ | – | جب کہ میت کا بیٹا یا بیٹی، پوتا یا پوتی (نیچے تک) موجود ہو، اور کوئی باپ یا قریبی دادا (حقیقی) موجود نہ ہو۔ |
| ۳۔ | شوہر | ۱/۴ | – | جب کہ میت کا بیٹا یا بیٹی، پوتا یا پوتی (نیچے تک) موجود ہو۔ |
| | ایضاً | ۱/۲ | – | جب کہ میت کا بیٹا یا بیٹی، پوتا یا پوتی (نیچے تک) موجود نہ ہو۔ |
| ۴۔ | زوجہ | ۱/۸ | ۱/۸ | جب کہ میت کا بیٹا یا بیٹی پوتا یا پوتی (خواہ کتنی زیریں پشت میں ہو) موجود ہو۔ |
| | ایضاً | ۱/۴ | ۱/۴ | جب کہ میت کا بیٹا یا بیٹی، پوتا یا پوتی (نیچے تک) موجود نہ ہو۔ |
| ۵۔ | ماں | ۱/۶ | ۔ | جب کہ میت کا بیٹا یا بیٹی، پوتا یا پوتی (نیچے تک) موجود ہو۔ |
| | ایضاً | ۱/۳ | – | جب کہ میت کے دو بھائی یا بہنیں یا ایک بھائی اور ایک بہن موجود ہوں، (خواہ حقیقی، علاتی یا اخیافی) |
| ۶۔ | دادی حقیقی | ۱/۶ | ۱/۶ | مادری: جب کہ میت کی کوئی ماں یا قریبی جدہ حقیقی موجود نہ ہو، خواہ اخیافی یا علاتی۔<br>پدری: جب کہ میت کی کوئی ماں، باپ یا قریبی |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| | | | | جدہ حقیقی موجود نہ ہو، خواہ علاتی یا اخیافی، اور نہ درمیانی حقیقی دادا موجود ہو۔ |
| ۷۔ | بیٹی | ۱/۲ | ۲/۳ | جب کہ میت کا کوئی بیٹا یا پوتا (نیچے تک) موجود نہ ہو۔ |
| ۸۔ | پوتی | ۱/۲ | ۲/۳ | جب کہ میت کا کوئی بیٹا یا پوتا (نیچے تک) یا بیٹی موجود نہ ہو۔ |
| ۹۔ | اخیافی بہن یا بھائی | ۱/۶ | ۱/۳ | جب کہ میت کا کوئی بیٹا بیٹی، پوتا پوتی (نیچے تک) موجود نہ ہو اور نہ باپ نہ حقیقی دادا۔ |
| ۱۰۔ | حقیقی بہن | ۱/۲ | ۲/۳ | جب کہ میت کا کوئی بیٹا بیٹی، پوتا پوتی (نیچے تک) موجود نہ ہو اور نہ باپ، دادا، یا حقیقی بھائی۔ |
| ۱۱۔ | علاتی بہن | ۱/۲ | ۲/۳ | جب کہ میت کے کوئی بیٹا بیٹی، پوتا پوتی (نیچے تک) موجود نہ ہو، اور نہ باپ، حقیقی دادا، حقیقی بھائی، حقیقی بہن یا علاتی بھائی موجود نہ ہو۔ |

(دفعہ نمبر ۵۴)

جدول (۲)

طبقہ اولیٰ کے ورثا اور ان کے حصے بمطابق فقہ جعفری

| نمبر شمار | ورثا | حصہ | کیفیت اور تفصیل |
|---|---|---|---|
| ۱۔ | ماں (حاجب کے بغیر) اور باپ | ماں: ۱/۳<br>باپ: ۲/۳ | ورثا میں میت کے والدین ہوں، اور ماں کے لیے حاجب نہ ہو تو ایسی صورت میں ماں ثلث کی حقدار ہو گی اور باقی ترکہ باپ کو ملے گا۔ |
| ۲۔ | ماں (حاجب کے ساتھ) اور باپ | ماں: ۱/۶<br>باپ: ۵/۶ | حاجب ہونے کی صورت میں ماں کو چھٹا حصہ ملے گا باقی ترکہ باپ کا ہو گا۔ |
| ۳۔ | ماں، باپ اور ایک بیٹی | والدین: ۱/۶+۱/۶<br>بیٹی: ۱/۲ (۵۰٪) | میت کی ایک بیٹی ہو تو والدین میں سے ہر ایک کو سدس ملے گا اور نصف ترکہ بیٹی کو بطور فرض باقی جو بچے گا وہ میت کے باپ اور بیٹی میں ان کے فرض کے حساب سے تقسیم ہو گا۔ |
| ۴۔ | ماں، باپ<br>دو یا دو سے زیادہ بیٹیاں، ایک یا متعدد بیٹے | ۱/۶+۱/۶<br>۲/۳ | مفروضہ مثال میں والدین میں سے ہر ایک کو سدس (چھٹا حصہ) دیا جائے گا اور اولاد کے لیے دو ثلث ہوں گے۔ اگر سب ایک جنس کے ہیں تو برابر تقسیم کریں گے بصورت دیگر مرد کے دو حصے اور عورت کے لیے ایک حصہ ہو گا۔<br>(للذکر مثل حظ الانثیین) |

(دفعہ نمبر ۵۴)

جدول (۳)

طبقہ دوم کے ورثا اور ان کے حصے بمطابق فقہ جعفری

| نمبر شمار | ورثا | حصہ | کیفیت اور تفصیل |
|---|---|---|---|
| ۱۔ | دو یا دو سے زیادہ حقیقی یا علاتی بھائی | | آپس میں برابر تقسیم کریں گے |
| ۲۔ | دو یا دو سے زیادہ حقیقی یا علاتی بہنیں | | آپس میں برابر تقسیم کریں گے |
| ۳۔ | حقیقی یا علاتی بھائی اور بہنیں | | بھائیوں کو بہنوں سے دوگنا دیا جائے گا (للذکر مثل حظ الانثیین) |
| ۴۔ | حقیقی بھائی (بھائیوں) کے ساتھ اخیافی بھائی یا بہن | اخیافی بہن، بھائی: ۱/۶ حقیقی بھائی: ۵/۶ | اخیافی بہن یا بھائی کو سدس ملے گا باقی مال حقیقی بھائی یا بھائیوں کے لیے ہو گا۔ |
| ۵۔ | حقیقی بھائی بہنوں کے ساتھ ایک سے زیادہ اخیافی بہن بھائی ہوں | اخیافی بہن / بھائی: ۱/۳ حقیقی بہن / بھائی: ۲/۳ | اخیافی بھائی (بھائیوں) اور بہنوں کو ایک ثلث دیا جائے گا جس کو وہ آپس میں برابر تقسیم کریں گے، مرد عورت کا حصہ برابر ہو گا، باقی دو ثلث حقیقی بہن بھائیوں کے لیے ہوں گے۔ (للذکر مثل حظ الانثیین) |
| ۶۔ | حقیقی یا علاتی جد اور جدہ | | (للذکر مثل حظ الانثیین) |
| ۷۔ | حقیقی جد اور جدہ کے ساتھ مادری جد اور جدہ یا صرف ایک ہو۔ | مادری جد اور جدہ: ۱/۳ حقیقی جد اور جدہ: ۲/۳ | ماں کی طرف والوں کو دونوں یا ایک ہو، ثلث ملے گا، جسے وہ آپس میں برابر تقسیم کریں گے، باقی دو ثلث حقیقی یا پدری طرف والے اجداد کے لیے ہوں گے، (للذکر مثل حظ الانثیین) |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۸۔ | حقیقی یا پدری جد اور جدہ کے ساتھ حقیقی بھائی بہن | | (للذکر مثل حظ الانثیین) |
| ۹۔ | اجداد، جدات کے ساتھ حقیقی یا علاتی بھائی بہن اور ایک اخیافی بہن یا بھائی ہو۔ | مادری ورثا: ۱/۶<br>پدری ورثا: ۵/۶ | ماں کی طرف سے جو بھائی یا بہن ہے اس کو سدس دیا جائے گا، باقی ترکہ پدری ورثا میں تقسیم ہو گا۔ (للذکر مثل حظ الانثیین) |
| ۱۰۔ | اجداد، جدات کے ساتھ حقیقی یا علاتی بھائی بہن اور ایک سے زیادہ اخیافی بہن یا بھائی ہوں | اخیافی بہن / بھائی: ۱/۳<br>پدری ورثا: ۲/۳ | ثلث کو اخیافی بہن بھائی برابر تقسیم کریں گے، بقیہ دو ثلث پدری ورثا کے درمیان (للذکر مثل حظ الانثیین) کے اصول کے تحت تقسیم کیے جائیں گے۔ |
| ۱۱۔ | نانا، نانی، اخیافی بہن بھائیوں کے ساتھ حقیقی یا علاتی بہن بھائی ہوں | مادری ورثا: ۱/۳<br>پدری ورثا: ۲/۳ | ثلث مادری رشتہ داروں کو دیا جائے گا جس کو وہ آپس میں برابر تقسیم کریں گے، اور دو ثلث حقیقی یا پدری ورثا کے درمیان (للذکر مثل حظ الانثیین) کے تحت تقسیم کیے جائیں گے۔ |
| ۱۲۔ | نانا، نانی، دادا دادی، اخیافی بہن بھائی اور حقیقی یا علاتی بہن بھائی ہوں | مادری ورثا: ۱/۳<br>پدری ورثا: ۲/۳ | ثلث مادری رشتہ داروں کو دیا جائے گا جس کو وہ آپس میں برابر تقسیم کریں گے، اور دو ثلث حقیقی یا پدری ورثا کے درمیان (للذکر مثل حظ الانثیین) کے تحت تقسیم کیے جائیں گے۔ |

(دفعہ نمبر ۵۴)

جدول (۴)

طبقہ ثالثہ کے ورثا اور ان کے حصے بمطابق فقہ جعفری

| نمبر شمار | ورثا | حصہ | کیفیت اور تفصیل |
|---|---|---|---|
| ۱۔ | حقیقی یا علاتی چچا اور پھوپھی | | (للذکر مثل حظ الانثیین) |
| ۲۔ | حقیقی ماموں اور خالہ | | آپس میں برابر تقسیم کریں گے |
| ۳۔ | حقیقی یا علاتی چچا، پھوپھی اور خالہ | خالہ: ۱/۶<br>چچا/پھوپھی: ۱/۳ | ماں کی طرف کے وارث کو جیسے خالہ ہے ایک ہونے کی صورت میں سدس ملے گا اور باقی ترکہ حقیقی یا پدری ورثا کے لیے ہوگا۔ |
| ۴۔ | حقیقی یا علاتی چچا، پھوپھی اور دو یا دو سے زیادہ ماموں یا خالائیں | مادری ورثا: ۱/۳<br>پدری ورثا: ۲/۳ | ماں کی طرف کے ورثا (ماموں، خالہ) کو ایک سے زیادہ ہونے کی صورت میں ثلث ملے گا جسے وہ آپس میں برابر تقسیم کریں گے۔ بقیہ مال حقیقی یا پدری رشتہ داروں کے لیے ہوگا، وہ اختلاف جنس کی صورت میں (للذکر مثل حظ الانثیین) کے تحت تقسیم کریں گے۔ |
| ۵۔ | حقیقی یا علاتی چچا پھوپھی اور اخیافی چچا | اخیافی چچا: ۱/۳<br>حقیقی/علاتی چچا: ۵/۶ | اخیافی چچا کو سدس دیا جائے گا باقی ترکہ حقیقی چچا اور پھوپھی کے درمیان (للذکر مثل حظ الانثیین) کے تحت تقسیم ہوگا۔ |
| ۶۔ | حقیقی یا علاتی چچا، پھوپھی کے ساتھ ایک سے زیادہ اخیافی چچا یا پھوپھی | مادری ورثا: ۱/۳<br>پدری ورثا: ۲/۳ | مادری ورثا کی تعداد ایک سے زیادہ ہونے کی صورت میں ان کو ثلث دیا جائے گا، اس مقام پر مذکر کو دو حصہ دینے سے پہلے مؤنث ورثا کی رضامندی حاصل کرنا اور مصالحت کے ساتھ تقسیم کرنا احتیاطاً ضروری ہے۔ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۷۔ | حقیقی یا علاتی چچا، پھوپھی، علاتی ماموں اور خالہ اور اخیافی چچا یا پھوپھی یا دونوں | ۱/۳ | ثلث ماموں اور خالہ کے درمیان برابر تقسیم کیا جائے گا۔ |
| | | ۱/۶کا۲/۳ | ماموں اور خالہ کو دینے کے بعد بچے ہوئے دو ثلث کا سدس 1/6 اخیافی چچا یا پھوپھی کو دیا جائے گا جب اخیافی چچا یا پھوپھی ایک ہو۔ |
| | | ۱/۳کا۲/۳ | جب اخیافی چچا اور پھوپھی ایک سے زیادہ ہوں تو ماموں اور خالہ کو دینے کے بعد بچے ہوئے دو ثلث 2/3 کا ثلث 1/3 ان کو دیا جائے گا اور للذکر مثل حظ الانثیین کا قانون جاری کرنے سے پہلے مؤنث ورثا کی رضامندی حاصل کرنا احتیاطاً ضروری ہے۔ |

# اسلامی نظریاتی کونسل کے اجلاس میں مسلم عائلی قوانین کے متعلق پیش کیا گیا جائزہ

## (The Muslim Family Law (Ordinance 1961)

جناب چیئرمین و فاضل اراکین اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان! راقم الحروف مسلم عائلی قوانین آرڈیننس 1961ء میں ردوبدل کی تجاویز اس سے قبل قائمہ کمیٹی برائے احوال شخصیہ منعقدہ اجلاس 03-11-2012 میں پیش کر چکا ہے۔

میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں کہ ان عائلی قوانین کا تفصیلی جائزہ اسلامی نظریاتی کونسل اپنے منعقدہ اجلاس 11 تا 19 اپریل 1979ء میں ترمیمی سفارشات کی توثیق کرکے وزارت مذہبی امور کو 30 اپریل 1979ء کو بھجوا چکی ہے اور وزارت مذہبی امور نے اپنے مراسلہ نمبر 17 کے ذریعے 27 جنوری 1980ء کو اسلامی نظریاتی کونسل کو وزارت قانون کی رائے سے آگاہ کیا جس کا اظہار انہوں نے کونسل کی منظور کردہ سفارشات کا جائزہ لینے کے بعد اپنے مراسلہ نمبر 2282/79 مؤرخہ 15 فروری 1980ء میں کیا تھا جو حسب ذیل تھا:

''مسلم عائلی قوانین کا آرڈیننس 1961ء قطعی طور پر غیر اسلامی ہے، یہ قرآن و سنت کے خلاف ہے اس میں ارتداد کی حد تک قرآنی احکام میں ترمیم کی جرأت کی گئی ہے، اس کا برقرار رکھنا ایک جرم ہے، یہ ایک دھبہ ہے بلکہ سیاہ دھبہ ہے اسلام کے روشن چہرے پر اور مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان پر۔ ایسے قانون بلکہ اس کے نام کو بھی باقی رہنے نہیں رہنا چاہیے۔ ہمیں چاہیے کہ اس قانون کو یکسر منسوخ کرکے اس دھبے کو قطعی طور پر صاف کر دیں۔''

وزارت قانون کی اس رائے پر اس وقت کے چیئرمین جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن صاحب کی زیر صدارت منعقدہ اجلاس 18-17 جون 1980ء کونسل نے اپنی قرارداد بذریعہ مراسلہ نمبر 6 مورخہ 24 جون 1980ء و 22 ستمبر 1981ء ارسال فرمائیں، جو کہ حسب ذیل ہیں:۔

اگرچہ اسلامی نظریاتی کونسل نے قبل ازیں مسلم عائلی قوانین میں ترامیم تجویز کی تھیں مگر وزارت مذہبی امور اور وزارت قانون دونوں کا خیال ہے کہ اس قانون کو سرے سے ختم کر دیا جائے، کونسل کو اس قدام پر اعتراض نہیں ہے، تاہم کونسل کے تین فاضل اراکین بشمول خاتون رکن اس قانون کو مکمل طور پر ختم کرنے کی تجویز سے متفق نہیں اور وہ کونسل کی تجویز کردہ ترامیم کے حق میں ہیں۔

اسلامی نظریاتی کونسل اپنے منعقدہ اجلاس اسلام آباد 22 ستمبر 1981ء زیر صدارت جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن جناب صدر مملکت سے استدعا کرتی ہے کہ دستور پاکستان 1973ء آرٹیکل 203(ب) میں ترمیم کرکے مسلم پرسنل لاء کو وفاقی شرعی عدالت کے دائرہ اختیار میں شامل کر دیا جائے۔ میں وہ متن جو 26 ستمبر 1981ء کو وزارت مذہبی امور کو ارسال کیا گیا تھا آپ کی سمع خراشی کے لئے من و عن درج کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

## وضاحت (Explanation)

اس سے قبل میں یہ وضاحت کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اسلامی نظریاتی کونسل قوانین کا قرآن وسنت و فقہ کی روشنی میں جائزہ لے کر سفارشات مرتب کرتی ہے اور اسے وزارت مذہبی امور و وزارت قانون کو ارسال کرتی ہے۔ اب یہ کام دونوں وزارتوں کا رہ جاتا ہے کہ وہ اس کی قانون سازی کے لئے پارلیمان کو سفارشات ارسال کریں۔ جو وہ اپنے فرائض منصبی سے بہرہ مند تا امر وز نہ ہو سکے ہیں۔ میرے نزدیک جسٹس تنزیل الرحمٰن صاحب نے اسی لیے ہی یہ معاملہ وفاقی شرعی عدالت کے اختیار سماعت میں دینے کی استدعا کی تھی کہ وہ اپنے عدالتی اختیار سماعت کو استعمال کرتے ہوئے اسلامی قوانین کا نفاذ کروائیں جو کہ اسلامی نظریاتی کونسل عدالتی اختیارات نہ رکھتے ہوئے یہ فریضہ انجام دینے سے قاصر ہے۔

میں اس سے قبل بھی گذارشات کر چکا ہوں کہ کونسل اپنے رولز 1974ء میں ترامیم تجویز کرے اور کونسل کو آئینی اختیار حاصل ہو کہ وہ بھی وفاقی شرعی عدالت کی طرح کسی غیر

اسلامی قانون کو سفارش کی بجائے کالعدم قرار دینے کا اختیار رکھتی ہو اور اسمبلیاں اس کے مطابق مقررہ وقت معین میں قانون سازی کی پابند ہوں۔ اگر ہمیں احکامات قرآنی کی ضو پاشیاں میسر نہ آئیں تو ہم گھٹاٹوپ اندھیروں میں ہی پڑے رہیں گے۔ بدیں وجوہ مذکورہ قرآنی آیات ہمارے لئے زادِ راہ ہیں۔

میں 1913ء کے قانون شفع پنجاب کے بارے عرض گذار ہوں کہ جسے وفاقی شرعی عدالت نے 1991ء میں غیر اسلامی قرار دے دیا تھا، پنجاب اسمبلی کا اجلاس نہیں ہو رہا تھا لہٰذا اس وقت کے گورنر پنجاب جنرل ٹکا خاں نے ایک آرڈیننس کے ذریعے بحکم عدالت قانون شفعہ کو اسلامی قانون (محمڈن لاء) کا حصہ بنا دیا ہے جسے بعد ازاں صوبائی اسمبلی پنجاب نے ایکٹ میں تبدیل کر دیا۔ اگر ایسا ہی تجویز کردہ مراسلہ صدر پاکستان 1981ء میں منظور کر لیتے تو آج اسلامی جمہوریہ پاکستان حقیقت میں اسلامی مملکت کے خواب کی تعبیر پا چکی ہوتی۔ مسلم عائلی قوانین کے بارے میں جسٹس تنزیل الرحمٰن صاحب کی رائے درج ذیل تھی:

بحوالہ مجموعہ قوانین اسلام از جسٹس تنزیل الرحمٰن جلد اول، دوم، چہارم و پنجم میں بالترتیب قانون مناکحات کے بارے میں بکھرے ہوئے موضوعات کو اپنی تالیف (پاکستان میں اسلامی قانون سازی) Islamaization of Pakistan Law شائع کردہ ہمدرد نیشنل فاؤنڈیشن کراچی درج ذیل ہے:

ترجمہ: ''وفاقی شرعی عدالت کو آئین پاکستان کے آرٹیکل 203 (ب) کے تحت یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ کسی قانون یا قانونی دفعہ کا جائزہ لینے کے بعد یہ فیصلہ دے کہ آیا وہ قانون یا قانونی دفعہ قرآن و سنت میں بیان کئے گئے اسلامی احکام کے منافی ہے یا نہیں۔ اصلاح ''قانون'' کی تعریف آئین پاکستان 1973ء کے آرٹیکل 203 (ب) میں کی گئی ہے جس کی رو سے منجملہ دیگر امور کے ''مسلم پرسنل لاء'' کو وفاقی شرعی عدالت کے دائرہ سماعت سے خارج کر دیا گیا ہے۔''

سپریم کورٹ نے مقدمہ وفاق پاکستان بنام مسماۃ فرشتہ (پی ایل ڈی۔ پاکستانی دستوری فیصلہ جات۔ سپریم کورٹ 1981ء صفحہ 120) میں سپریم کورٹ مسلم عائلی قوانین آرڈیننس مجریہ 1961ء کو مسلم پرسنل لاء کے ذیل میں شمار کیا ہے۔ سپریم کورٹ (شریعت بنچ) نے محولہ بالا مقدمے میں مسلم فیملی لاء آرڈیننس کی دفعہ نمبر 4 کے حوالے سے اپنے دائرہ سماعت کا جائزہ لیتے ہوئے قرار دیا کہ یہ دفعہ ایک ایسے قانون کا حصہ ہے جس کا اطلاق صرف مسلمانوں پر ہوتا ہے اور مسلم پرسنل لاء کے سیاق و سباق میں ایسی دفعہ کا شرعی نقطۂ نظر سے جائزہ لینا شرعی عدالتوں کے دائرہ سماعت سے خارج ہے۔ قبل ازیں پشاور ہائی کورٹ شریعت بنچ نے مسماۃ فرشتہ بنام وفاق پاکستان (پی ایل ڈی۔ پاکستانی دستوری فیصلہ جات۔ سپریم کورٹ 1980ء پشاور، صفحہ 47) میں اس دفعہ کے مندرجات کو خلاف شریعت قرار دینے سے متعلق جو فیصلہ دیا تھا وہ اس کے دائرہ اختیار سے باہر تھا۔ سپریم کورٹ نے مزید رائے ظاہر کی کہ یہ سوال نہیں کہ مسلمانوں کا شخصی قانون اس قانون کے شرعی مفہوم کے اعتبار سے کیا ہے بلکہ یہ وقتی طور پر نافذ قانون کیا ہے جس اطلاق صرف مسلمانوں پر بحیثیت جماعت اور بطور خصوصی قانون نافذ کیا گیا ہے۔ اگر فی الواقع اس کا اطلاق اس طرح کیا گیا ہے تو وہ ان مجموعہ قوانین کے ذیل میں آئے گا جو اس جماعت پر لاگو ہوتے ہیں جو مسلمانوں کے نام سے جانی پہچانی جاتی ہے اور اس رائے سے جو مفہوم نکلتا ہے اس کے مطابق وہ اس جماعت کے لئے مسلمانوں کا شخصی قانون سمجھا جائے گا، اس قانون کو شرعی عدالتوں میں چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ اگر اس کے سبب کچھ غلط فعل کا ارتکاب ہو جائے تو اس کا تدراک اسلامی نظریاتی کونسل کرے گی۔

اگر مسلم عائلی قوانین آرڈیننس کے خلاف ہونے والی تنقید کا جائزہ لیا جائے تو اس سے ظاہر ہو گا کہ اس قانون کی بعض دفعات شریعت اسلامیہ کے خلاف ہیں۔ اس کے باوجود عدالتیں اس کے مطابق فیصلے دے رہی ہیں۔ چنانچہ بعض مقدمات میں متضاد آراء کا اظہار بھی کیا گیا ہے اس لیے کہ کوئی ایسی موزوں عدالت موجود نہیں جو ان قوانین کی دفعات کا قرآن و سنت کی روشنی میں جائزہ

لے سکے۔ بد قسمتی سے ان قوانین کو وفاقی شرعی عدالت کے دائرہ اختیار سے خارج کر دیا گیا ہے جو ایسے قوانین کی جانچ پڑتال کے لیے موزوں ادارہ ہے۔

۴۔ کونسل کی رائے میں مسلم پرسنل لاء شریعت کے سوا کوئی دوسری چیز جیسا کہ اس موضوع پر موجود قوانین کے مختصر عنوانات سے ظاہر ہوتا ہے مثلاً مسلم پرسنل لاء (شریعت) ایکٹ 1937ء (جو منسوخ ہو چکا ہے) نیز مغربی پاکستان کا مسلم پرسنل لاء (شریعت) ایکٹ 1962ء مسلم پرسنل لاء سے متعلق موضوعہ قوانین کی تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلم پرسنل لاء کی اصطلاح ہمیشہ شریعت کے مترادف کے طور پر استعمال ہوتی رہی ہے۔

۵۔اسلامی نظریاتی کونسل نے وزارت مذہبی امور کو جو سفارشات اپنے یو۔او خط نمبر 6 (12) 79۔ سی آئی ائی 588 مورخہ 13 اپریل 1979ء کے تحت ارسال کی تھیں ان میں پہلے ہی آرڈیننس مذکورہ میں بعض ترامیم کی تجویز پیش کی جا چکی ہے اور وزارت قانون بھی کونسل کی سفارشات کا جائزہ لینے کے بعد اپنے مراسلہ یو اے نمبر 79/2282۔ لاء مورخہ 15 جنوری 1980ء کے ذریعے جس کی نقل وزارت مذہبی امور نے اپنے او۔ ایم خط نمبر 17 (1) اے ڈی جے 79، مورخہ 27 جنوری 1980ء کے ذریعے کونسل کو بھجوائی تھی، سفارش کر چکی ہے کہ آرڈیننس ہذا کو منسوخ کر دیا جائے، وزارت قانون کی رائے پر کونسل نے 18 جون 1980ء کو غور کیا اور حسب ذیل قرارداد منظور کی گئی جسے کونسل کے او ایم خط نمبر 6 (12) 79 آر سی آئی آئی 1406، مورخہ 24 جون 1980ء کے تحت وزارت مذہبی امور کو بھجوا دیا گیا۔ اگرچہ کونسل نے مسلم عائلی آرڈیننس میں پہلے بعض ترامیم تجویز کی تھی تاہم ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وزارت مذہبی امور اور وزارت قانون یہ چاہتی ہے کہ اس آرڈیننس کو کلیتاً منسوخ کر دیا جائے۔ کونسل کو اس تجویز پر کوئی اعتراض نہیں لیکن کونسل کے تین ارکان (جس میں خاتون رکن ڈاکٹر خاور خان چشتی بھی شامل ہیں) اس کی تنسیخ کے مخالف ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ اس آرڈیننس میں کونسل نے جو ترامیم تجویز کی ہیں انہیں بروئے کار لایا جائے۔

۶۔ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حکومت غالباً خواتین کے ایک طبقہ کی جانب سے مخالفت کے اندیشہ کے پیش نظر مسلم عائلی قوانین آرڈیننس مجریہ 1961ء کے بارے میں کونسل یا وزارت قانون کی سفارشات پر عمل پیرا نہیں ہونا چاہتی۔ لہٰذا کونسل سفارش کرتی ہے کہ بحالت موجودہ مناسب ہوگا کہ اصطلاح مسلم پرسنل لاء کو دستور کے آرٹیکل نمبر 203 (ب) میں دی گئی قانون کی تعریف سے خارج کر دیا جائے تاکہ وفاقی شرعی عدالت کا دائرہ سماعت مسلم پرسنل لاء سے متعلق تمام مسائل جن میں مذکورہ بالا آرڈیننس بھی شامل ہے، وسیع تر ہو جائے۔ اگر وفاقی شرعی عدالت یہ فیصلہ دے دیتی ہے کہ مسلم عائلی قوانین آرڈیننس کی دفعات یا کوئی دوسرا قانون موضوعہ جو مسلم پرسنل لاء کے ضمن میں آتا ہو قرآن و سنت میں بیان کردہ اسلامی احکام کے خلاف ہے تو اس سے مسلمانانِ پاکستان کے ذہنوں پر جن میں خواتین بھی شامل ہیں صحت مندانہ اثر پڑے گا اور حکومت بھی اس سلسلے ہر قسم کی متوقع نکتہ چینی سے بچ جائے گی۔

۷۔ضمناً یہاں اس حقیقت کو بیان کر دینا غالباً نامناسب نہ ہوگا کہ مجوزہ شریعت کمیشن کا اصل مسودہ جو مارچ 1978ء وزارت قانون نے تیار کیا تھا اور جس کی تیاری میں ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن (کونسل کے موجود چیئرمین) بھی ایک ماہر کی حیثیت سے شریک تھے اس قانون کی تعریف میں مہارت Muslim Personal Law (مسلم پرسنل لاء) کا استثناء نہ تھا یہاں پر کہنے کی ضرورت نہیں کہ وفاقی شرعی عدالت کا تشکیلی آرڈر مجوزہ شریعت کمیشن کے مذکورہ بالا مسودہ قانون پر ہی مبنی ہے۔

وزارت مذہبی امور کے مراسلہ نمبر 4 (17) 81۔ سیکرٹری (آر اے) موجودہ 5 جون 1982ء کے ذریعہ کونسل کو مطلع کیا گیا کہ وزارت قانون کے سیکرٹری (جناب سی اے رحمٰن) صاحب نے وزارت مذہبی امور کے سیکرٹری (جناب عرفان احمد امتیازی) صاحب کے ساتھ اس امر کی توثیق کی ہے کہ مسلم پرسنل لاء کو وفاقی شرعی عدالت کے دائرہ اختیار سماعت میں لانے کی تجویز وفاقی کابینہ کے اپنے اجلاس منعقدہ راولپنڈی مورخہ 15 مارچ 1982ء میں زیر غور آئی لیکن کابینہ

نے کونسل کی اس سفارش کو منظور نہیں کیا چنانچہ وزارت مذہبی امور نے مراسلہ مذکورہ کے ذریعہ مطلع کیا کہ اب اس سلسلے میں کوئی مزید اقدام زیر عمل نہیں ہے۔

لہٰذا ان عائلی قوانین کا تفصیلی جائزہ بمطاق مجوزہ ترامیم از روئے قرآن و سنت نیز فقہاء کی رائے، آئین پاکستان 1973ء، عدالتی نظائر اور نفاذ شریعت آرڈیننس 1988ء کو مد نظر رکھتے ہوئے موجودہ عائلی قوانین میں ضروری ترامیم ملت اسلامیہ کے لیے بالعموم اور ملت جعفریہ کے لئے بالخصوص تجویز کرنے کی اپنی صوابدید کے مطابق سعی کر رہا ہوں اس اُمید کے ساتھ کہ آپ باہمی مشاورت سے خدمت دین کا فریضہ انجام دینے میں میرے ہمنوا ہوں گے۔

# مسلم عائلی قوانین کا تاریخی پس منظر

## Historical Feature of Muslim Family Law (1961)

مرد و زن کی جبلی کیفیت ہے کہ وہ اپنے تعلقات جنسی سکون کے لیے استوار کرتے ہیں، اس کا واحد جائز ذریعہ نکاح ہے جس سے نہ صرف حلال جنسی تسکین، بلکہ جائز اولاد کی تمنا بھی پوری ہوتی ہے۔ فی زمانہ اس تسکین کے حصول کے لئے مختلف ذرائع استعمال کیے جاتے ہیں۔ اس پر قانونی حدود و قیود نافذ کرنے کے لیے ہندوستان میں علماء کا بہت اہم کردار رہا ہے۔ برطانیہ کی اعلیٰ ترین عدالتہائے انصاف نے تجویز دی تھی کہ مسلمانوں کا قانون ازدواج اور تنسیخ نکاح کا قانون ہونا ضروی ہے جس کا نفاذ 1939ء میں ایکٹ کی صورت میں کر دیا گیا۔ اس کے نفاذ کے باوجود مسلمانانِ ہند اپنی اپنی فقہ کے مطابق علماء سے رہنمائی حاصل کرتے رہے۔

پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد مغربی پاکستان کی عدالت عالیہ کے فل بنچ لاہور جس کی تفصیل PLD (پاکستانی دستوری فیصلہ جات۔ 1959ء صفحہ 566) پر ملاحظہ کی جا سکتی ہے جس میں قرار دیا گیا کہ رشتۂ ازدواج میں منسلک مرد و زن کو سزا کی بجائے احسن طریقے سے جو حدود و قیود اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مقرر کی ہے علیحدہ کر دینا ہی قرین انصاف ہے۔

یہ فیصلہ فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کے مارشل لاء 1958ء کے بعد آیا لہٰذا انہوں نے صدر پاکستان کی حیثیت سے 1959ء میں ایک کمیشن تشکیل دیا کہ وہ مسلم عائلی قوانین کا مسودہ تیار کرے اور اسی کمیشن کی تجاویز پر موجودہ فیملی لاءز کا نوٹیفکیشن 15 جولائی 1961ء کو جاری کر دیا گیا۔ یہ آرڈیننس مع ترامیم کل 13 دفعات پر مشتمل ہے۔ اس کے نفاذ کے ساتھ ہی ملت اسلامیہ کے تمام مکاتب فکر میں تشویش کی لہر دوڑ گئی کیونکہ آرڈیننس کی بعض دفعات قرآن و سنت کے منافی ہیں لہٰذا ان غیر اسلامی دفعات کی جانچ پڑتال اور انہیں اسلامی قوانین کے مطابق ترتیب دینے کے لئے 19 اکتوبر 1964ء کو اُس وقت کی اسلامی مشاورتی کونسل کو یہ کام سونپا گیا جس کی سربراہی علامہ علاؤالدین صدیقی نے فرمائی۔ مشاورتی کونسل نے اپنا یہ کام مکمل کرکے دسمبر 1967ء کو حکومت پاکستان کے سپرد کر دیا مگر تاحال ''ھنوز دھلی دُور است'' کے مصداق ابھی تک اس پر عمل نہ ہوا۔

اُس وقت مشاورتی کونسل وزارت قانون کے ماتحت یہ فرائض انجام دے رہی تھی لہٰذا وزارت قانون نے دو سال بعد جنوری 1969ء جو اسلامی مشاورتی کونسل سے درخواست کی کہ دفعہ 4 اور 6 کے بارے میں سیر حاصل بحث کرکے دوبارہ تجویز بھیجی جائے لہٰذا کونسل نے اپنے مختلف اجلاسوں میں غور و خوض کے بعد ستمبر 1969ء کو وزارت قانون کو اصلاحات کرنے کی سفارش کی لیکن وزارت قانون کوئی فریضہ انجام نہ دے سکی۔ مابعد جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے 1972ء میں عبوری آئین اور 1973ء کو متفقہ آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان کا نفاذ کیا اور اس آئین کے آرٹیکل 228 کے تحت اسلامی مشاورتی کونسل کو اسلامی نظریاتی کونسل کے نام سے آئینی ادارے کا درجہ دے دیا گیا۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ آئینی ادارہ وزارت مذہبی امور کے ماتحت کر دیا گیا حالانکہ آئین میں ایسا کوئی آرٹیکل سرے سے موجود ہی نہیں ہے کہ کونسل کسی وزارت کے ماتحت ہو گی۔

جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے بحیثیت وزیراعظم، اسلامی نظریاتی کونسل کی کچھ سفارشات پر دیگر قوانین میں تو عملدرآمد کیا لیکن ایوبی آرڈیننس پر کوئی پیشرفت نہ ہو سکی مابعد 5

جولائی 1977ء کو ملک میں مارشل لاء نافذ کر دیا گیا۔ اسلامی نظریاتی کونسل کو از سر نو تشکیل دیا گیا اور جنرل محمد ضیاء الحق نے بحیثیت چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر 2 نومبر 1979ء میں ہدایات جاری کر دیں کہ عائلی قوانین کا ترمیمی مسودہ از روئے قرآن و سنت جلد از جلد وزارت قانون کو بھیجا جائے۔ کونسل نے 30 اپریل 1979ء کو سابقہ سفارشات میں اپنی سفارشات شامل کرکے وزارت قانون کو بھجوادیں۔ وزارت قانون نے 15 جنوری 1980ء کو صدر جنرل ضیاء الحق کو لکھ دیا کہ ''جناب صدر! 1961ء کے عائلی قوانین، قرآن و سنت کے منافی ہیں انہیں فی الفور منسوخ کیا جائے۔''

کونسل کے منعقدہ اجلاس 17,18 جون 1980ء میں وزارت قانون کے تجویز کردہ خط پر غور و خوض کیا گیا مابعد کونسل نے 24-06-1980 کو وزارت قانون و مذہبی امور کو تحریر آگاہ کیا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کو وزارت ہائے قانون و مذہبی امور سے اتفاق ہے کہ حکومت اس قانون کو منسورخ کرکے اسلامی نظریاتی کونسل کے مجوزہ عائلی قوانین کا نفاذ کیا جائے۔

ضیاء الحق نے بھی اس قانون کو منسوخ نہ کیا اور نہ ہی سفارشات پر عمل کیا گیا۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے 22 ستمبر 1981ء کو حکومت کو پھر تجویز دی کہ اسے شخصی قانون کا درجہ دینے کے لئے فیڈرل شریعت کورٹ کے سپرد کر دیا جائے جس پر تاحال سکوت طاری ہے۔

میں یہاں اسلامی نظریاتی کونسل کی کاوشوں کو خراج تحسین پیش کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ کونسل نے مسلسل اپنا فریضہ انجام دیا یہاں تک کہ 12 تا 17 فروری 1983ء کے منعقدہ اجلاس (اسلام آباد) میں مسلم عائلی قوانین آرڈیننس 1961ء، مسلم تنسیخ نکاح ایکٹ 1939ء، مغربی پاکستان وقف جائیداد آرڈیننس 1961ء، مغربی پاکستان شریعت ایکٹ 1964ء، جہیز و تحائف دلہن (پابندی) ایکٹ مجریہ 1976ء کے بارے اپنی حتمی رپورٹ پیش کی کہ اس کی غیر اسلامی دفعات کو منسوخ کرکے اسلامی دفعات کے مطابق کیا جائے۔ اس وقت اسلامی نظریاتی کونسل کے نہایت دیانتدار اور محنتی ریسرچ آفیسر ظہر الدین برلاس صاحب نے بہت محنت کے بعد حکومت کو

بھجوائی گئی رپورٹس جو کہ آئین پاکستان 1973ء کے آرٹیکل 230 کی ذیلی دفعہ (4) کے مطابق تیار کی گئی تھیں ان سفارشات پر عملدرآمد کی استدعا کی جس کی تفصیل ملاحظہ کی جا سکتی ہے لیکن تاحال عملدرآمد ندارد۔۔۔

میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ جب تک اسلامی نظریاتی کونسل اپنا آئینی حق حاصل نہیں کر لیتی تب تک اسے صرف ایک ''مشاورتی آدارہ'' ہی سمجھا جائے گا جس کی تجاویز پر عملدرآمد کرنا حکومت اپنی ذمہ داری نہیں سمجھتی ہے جو کہ آئین پاکستان کی رُوح کی منافی ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ جب تک اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں قانون سازی نہ کی جائے گی، ملک کی اعلیٰ عدالتیں مختلف فیہ فیصلہ جات صادر کرتی رہیں گی جس سے نہ صرف مسلمانوں کے بنیادی حقوق ہی متاثر ہوتے ہیں بلکہ آئین پاکستان کے آرٹیکل 227 میں دی گئی ضمانت کے بھی منافی عدالتی احکامات صادر ہوتے رہیں گے۔

ہر ذہن میں یہ سوال اُٹھتا ہے کہ چار دہائیاں گزر گئیں لیکن تاحال مذکورہ قوانین میں اسلامی روح بیدار نہیں کی جا سکی جبکہ آئین پاکستان 1973ء کے آرٹیکل 2 میں 02 مارچ 1985ء میں ترمیم کرکے A-2 کا اضافہ کر دیا گیا جس میں قرارداد مقاصد کو آئین کا حصہ قرار دے دیا گیا جس کی رو سے اقتدار اعلیٰ اللہ رب العزت کی ذات گرامی کو حاصل ہے اور دستور ساز اسمبلیاں موجودہ قوانین کو قرآن و سنت کے مطابق ڈھالنے اور اس کے منافی قوانین کو کالعدم قرار دینے میں بااختیار ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ آئین کی پاسداری دستور ساز ادارے بھی نہیں کر رہے؟

میں یہاں نفاذِ شریعت آرڈیننس 1988ء کا ذکر کیے بغیر نہیں رہ سکتا جسے صدر پاکستان نے دستور کے آرٹیکل 89 کی شق ا کی رو سے حاصل شدہ اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے نافذ کیا۔ اس کی دفعہ (1) کے تحت یہ آرڈیننس پورے ملک پاکستان پر نافذ کر دیا گیا جس میں غیر مسلمانوں کو ان کے شخصی قوانین پر تحفظ بھی فراہم کیا گیا۔ اس کی دفعہ 2 کے ضمناً (د۔ھ) قابل صد تحسین ہیں جس میں مرقوم ہے کہ کسی مسلم فرقہ کے کسی شخصی قانون کے ضمن میں شریعت کی تشریح

اور تعبیر میں قرآن پاک اور سنت مطہرہ کے الفاظ سے مراد اُس مسلم فرقہ کے مطابق قرآن و سنت کی تشریح اور تعبیر ہو گی۔ دفعہ 3 شریعت کی بالادستی، دفعہ 4 میں عدالتوں کو شریعت کے مطابق فیصلہ کرنے کا پابند کیا گیا ہے۔ اس کے باوجود عدالتیں آزاد نظر آتی ہیں۔ اگر اسی نفاذ شریعت آرڈیننس 1988ء کو عملی جامہ پہنا دیا جاتا تو نہ صرف مسلمانوں بلکہ پاکستان میں بسنے والی اقلیتوں کو بھی قانونی تحفظ نصیب ہو جاتا۔ چونکہ اس کی دفعات 5 اور 6 علماء کو ''جج'' اور ''مفتی'' مقرر کرنے کا بھی جواز فراہم کرتی جو لاء گریجویٹ یا قانون شریعت میں لاء گریجویٹ ہوں اور ان کا اندراج بحیثیت ایڈووکیٹ ہو۔ اس کی دفعہ 7 شریعت کی تدریس اور تربیت کو لازمی قرار دیتی ہے۔ دفعہ 9 تعلیم کو اسلامی ڈھانچے میں ڈھالنا، دفعہ 11 قوانین کی تعبیر شریعت کی روشنی میں کرنا، اور سب سے اہم دفعہ 12 ہے جو کہ اسلامی قوانین کی جلد تدوین، جس کی پوری عبارت درج کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ دفعہ 12 ضمن 1 اسلامی نظریاتی کونسل دستور کے آرٹیکل 230 کی شق 1 کی ذیلی شق ہائے (ج۔د) میں مذکور اپنے کارہائے منصبی کی تکمیل کے لئے فوری اقدامات کرے گی۔ دفعہ 12 ضمن 2 مملکت اسلامیہ اسلامی نظریاتی کونسل کی طرف سے دی گئی سفارشات کو دستور کے آرٹیکل 230 کی شق 4 میں مذکورہ مقصد کے لیے پارلیمان کے سامنے پیش کرنے کے لیے اقدامات کرے گی۔

اب میں سوال کرتا ہوں کہ کیا آئین پاکستان کی رُوح کے مطابق اور نفاذ شریعت ایکٹ کی روشنی میں کوئی اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟؟؟۔۔۔ ہنوز جواب ندارد!

میری خلوص دل سے دعا بھی ہے اور گذارش بھی کہ جناب چیئرمین! آپ کی قیادت میں فاضل اراکین صدر مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان جناب آصف علی زرداری سے درخواست کریں کہ نفاذ شریعت آرڈیننس کی روح کے مطابق قوانین کو اسلامی ڈھانچے میں ڈھال کر جو سفارشات کونسل نے تیار کی ہیں ان کا نفاذ اسمبلی میں قانون سازی کروا کر کیا جائے تاکہ کونسل کی چالیس سالہ محنت کا ثمر مل سکے۔

**جناب چیئرمین!**

یہ طے شدہ امر ہے کہ آئین میں دیے گئے بنیادی حقوق جس میں شخصی قانون کی بھی ہر مسلمان فرقے کو اجازت مرحمت فرمائی گئی ہے کو جلا بخشنے کے لئے آپ کی کوشش شروع سے تا امروز جاری وساری ہے۔ میں فقہ جعفری کی نمائندگی کا حق ادا کرتے ہوئے عائلی قوانین 1961ء میں بالترتیب اپنی تجاویز شامل قانون احوال شخصی کرنے کے لیے پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

راقم

**سید افتخار حسین نقوی**

ممبر اسلامی نظریاتی کونسل

# مسلم فیملی لاز آرڈیننس 1961ء کا جائزہ

## (دفعہ 1)

## مختصر عنوان، وسعت، اطلاق وآغاز

## (Short Title, Extend,

## Application & Commencement)

**ذیلی دفعہ 1 (Sub-Section):**

یہ آرڈیننس (حکم نامہ) مسلم عائلی قوانین آرڈیننس 1961ء کہلائے گا۔

**تجویز (Suggestion):**

اس آرڈیننس کو نظریاتی کونسل کی سفارشات کی رو سے مسلم عائلی قوانین ایکٹ 1913ء کہا جائے۔

**ذیلی دفعہ 2 (Sub-Section):**

اس آرڈیننس کا اطلاق پورے پاکستان میں اور تمام پاکستانی مسلمان شہریوں پر ہو گا خواہ وہ کہیں بھی مقیم ہوں۔

**تجویز (Suggestion):**

حدود سماعت اختیار عدالتہائے پاکستان کی وضاحت اس طرح کی جائے کہ اگر میاں بیوی میں سے ایک یا دونوں غیر ملکی شہریت کے حامل ہوں تو انہیں اجازت ہو گی کہ وہ اختیار سماعت کی حدود کا تعین اس طرح کریں کہ پاکستان یا جس ملک کی شہریت ہو اس ملک کے عدالتی اختیار سماعت کو بروئے کار لائیں۔

**وضاحت (Explanation):**

میرے پیش نظر 1995 MLD (ماہانہ قانونی ڈائجسٹ) صفحہ 34 کی وہ عبارت ہے کہ ''مسلم عائلی قوانین آرڈیننس کے احکامات کی رو سے ایک ایسا خاوند جو غیر ملکی قومیت کا حامل ہو پاکستان میں متعلقہ چیئرمین یونین کونسل کے ذریعے طلاق کا نوٹس ارسال کرے تو وہ فریقین کے لیے موثر نہ ہوگا۔ اگر ثالثی کونسل کی طرف سے طلاق کا تصدیق نامہ جاری بھی ہو جائے تو وہ موثر نہیں ہوگا کیونکہ میاں بیوی دونوں ہی امریکی شہری تھے لہٰذا اس طرح سے جاری شدہ طلاق کا تصدیق نامہ غیر قانونی تصور ہوگا۔'' بدیں وجہ میری تجویز ہے کہ حدود اختیار سماعت کی وضاحت ضروری ہے۔

## (دفعہ 2)

## تعریفات واصطلاحات

### (Definations Etc)

**(الف) ثالثی کونسل (Arbitration Council)**

ثالثی کونسل سے مراد اس آرڈیننس میں مندرج اور مذکور کسی امر کے متعلق چیئرمین اور ہر دو فریقین کا ایک ایک نمائندہ ہے۔ اس طرح سے کونسل تشکیل پائے گی۔ تاہم اگر کوئی فریق مقررہ میعاد کے اندر اپنا نمائندہ نامزد کرنے میں ناکام یا قاصر رہے تو اس نمائندہ کے بغیر تشکیل شدہ کونسل ثالثی کونسل تصور ہوگی۔

**تجویز (Suggestion):**

اگر کسی فریق کا نامزد نمائندہ موجود نہ ہو تو اس فریق کے مسلک کے مطابق اس کے مستند عالم دین کو کونسل کی تشکیل مکمل کرنے کے لئے نامزد کیا جائے۔

**(ب) چیئرمین سے مراد (Chairman Council)**

یونین کونسل کا چیئرمین یا ایسا شخص جس کو چھاؤنی (Cantonment) کی حدود کی بنا پر مرکزی حکومت میں یا (دوسری صورت میں) صوبائی حکومت میں چیئرمین کے فرائض کی ادائیگی کے لئے بااختیار مقرر کیا ہو، تاکہ اس آرڈیننس کے احکامات کی تکمیل ہو سکے یا یہ کہ یونین کونسل کا چیئرمین غیر مسلم ہو یا وہ بذات خود ثالثی کونسل کو درخواست پیش کرنا چاہتا ہو یا دیگر وجوہ کی بنیاد پر وہ چیئرمین کے فرائض کی ادائیگی سے قاصر ہو تو یونین کونسل، مسلمان ممبروں میں سے کسی ایک کو اس آرڈیننس کے مقاصد کی بجاآوری کے لئے بطور چیئرمین چن لے گی۔

**تجویز (Suggestion):**

آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آرٹیکل 260 کے ضمن 2 کی تشریح A اور B کے مطابق جو بھی عقیدہ ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اعتقاد نہ رکھتا ہو وہ مسلمان نہیں بلکہ 'کافر' ہے۔ لہٰذا کسی کافر کو مسلمانوں کے فیصلہ جات کرنے کا اختیار حاصل نہیں ہے۔ اگر کسی یونین کونسل کے چیئرمین، علاقہ مجسٹریٹ، فیملی جج، کنٹونمنٹ آفیسر غیر مسلم ہو تو اسے مسلمانوں کے مقدمات نکاح وطلاق کا اختیار سماعت نہیں ہونا چاہیے اس ضمن میں ملاحظہ فرمایا جائے لاء رپورٹس چیف جسٹس شمیم حسین قادری 1980ء۔

## (دفعہ 3)

# آرڈیننس دیگر قوانین وغیرہ پر حاوی ہوگا

## (Ordinance to over-ride other laws)

### ذیلی دفعہ 1 (Sub-Section)

اس آرڈیننس (حکم نامہ) کے احکام کسی اور قانونی رواج یا دستور سے قطع نظر موثر ہوں گے اور مسلم بیاہ شادیوں کی رجسٹریشن صرف انہی احکام کے مطابق ہوگا۔

### تجویز (Suggestion):

یہ ذیلی دفعہ قرآن و سنت کے منافی ہے اور دستور پاکستان کے خلاف ہے اور نفاذ شریعت آرڈیننس 1988ء کی روح کے منافی ہے۔ میرے نزدیک نکاح کی رجسٹریشن ضروری (Mandatory) نہیں ہے بلکہ یہ اختیاری ہونا چاہیے۔ اگر میاں بیوی کے کمپیوٹرائزڈ قومی شناختی کارڈ موجود ہیں تو اُس میں اندراج ہو جانا کافی ہے۔

### ذیلی دفعہ 2 (Sub-section)

کسی بھی ابہام یا شک و شبہ کو رفع کرنے کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ثالثی ایکٹ 1940ء مجموعہ ضابطہ دیوانی 1908ء اور عدالتی کارروائی کے انضباط کے کسی دیگر قوانین کے احکامات کا اطلاق کسی ثالثی کونسل پر نہ ہوگا۔

### تجویز (Suggestion):

1940ء کا ثالثی ایکٹ اسلامی ضابطوں کے عین مطابق ہے اور ضابطہ دیوانی 1908ء دیوانی معاملات کو عدالتوں میں زیر بحث لانا ہے۔ آرڈیننس کے ذریعے ان کا اطلاق روکنا غیر قانونی ہے۔ میرے نزدیک قانون پنچائیت کو رائج کرنا بہترین امر ہے۔ اگر اسے کالعدم رکھا گیا تو ضابطہ

فوجداری بھی کالعدم سمجھا جائے گا کیونکہ میری نظر NLR (نیشنل لاء رپورٹ) سپریم کورٹ 1988ء صفحہ 117 پر مرکوز ہے جس میں سپریم کورٹ نے حکم دیا کہ مسلم عائلی قوانین 1961ء کے تحت کارروائیوں پر ضابطہ فوجداری کا اطلاق خارج از امکان ہے جبکہ ایسا تنازعہ جس میں دخل اندازی پولیس لازم ہوتی ہے کا بھی راستہ روک دیا گیا ہے۔

## (دفعہ 4)

## وراثت (Succession)

وراثت کے اجراء سے قبل کسی مورثِ اعلیٰ (Propositus) کے بیٹے یا بیٹی کے فوت ہونے کی صورت میں وراثت کے اجراء کے وقت ایسے بیٹے یا بیٹی کی کوئی اولاد اگر بقید حیات ہو تو وہ باہم بقدر حصہ اس حصہ کی حقدار ہو گی جو کہ اس حصہ کے برابر ہو گا جس کا لڑکا یا لڑکی جو بھی صورت ہو حقدار ہوتا یا ہوتی، اگر وہ بقید حیات رہتا یا رہتی۔

(۲) اگر اہل تشیع کا کوئی مرد فوت ہو جائے تو اس متوفی شوہر کی چھوڑی ہوئی غیر منقولہ جائیداد میں بیوہ کا حصہ حسب ذیل ہو گا:۔

(الف) مقررہ قیمت کا ایک چوتھائی حصہ یا جائیداد کی قیمت، اگر متوفی کی کوئی اولاد نہ ہو، اور؛

(ب) آٹھواں حصہ اگر متوفی کی کوئی اولاد ہو۔

(3) اگر متوفی شخص کی دو یا دو سے زیادہ بیویاں ہوں تو حصہ، جیسا کہ ضمنی دفعہ (2) میں بتایا گیا ہے، ان میں برابر تقسیم کیا جائے گا۔

(4) قیمت یا تو جائیداد کی کل قیمت ہو گی یا وہ قیمت ہو گی جو وراثت کی ادائیگی کے وقت اس جائیداد کی موجودہ قیمت جو ہو گی اور نہ کہ وہ قیمت ہو گی جو قیمت شوہر کی موت کے وقت اس جائیداد کی تھی۔

بشرطیکہ اگر متوفی کے ورثاء مذکورہ بالا شرائط میں بیوہ کو اس کا حصہ نہ دینا چاہیں تو وہ غیر منقولہ جائیداد میں اپنے حصہ کی حقدار ہو گی۔

(5) ایک بیوہ اپنے متوفی شوہر کی منقولہ جائیداد میں اپنے حصہ کی حقدار ہے بشرطیکہ ضمنی دفعات (2) اور (3) کی شرائط میں مناسب ردوبدل کے ساتھ جہاں تک قابل اطلاق ہوں، اطلاق پذیر ہوں گی۔

(6) فقہ جعفری میں شوہر کے اس حق کو تسلیم کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی متوفی بیوی کی چھوڑی ہوئی جائیداد میں سے اپنا حصہ لے سکتا ہے، چاہے وہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ، حسب ذیل:۔

(الف) 1/2 حصہ، اگر متوفی کی کوئی اولاد نہ ہو، اور

(ب) جائیداد کا ایک چوتھائی حصہ، اگر متوفی کی کوئی اولاد ہو۔

(7) تنازعہ کی صورت میں فریقین یا فریقین میں سے کوئی بھی مجاز دائرہ اختیار کی عدالت کا سہارا لے سکتے ہیں یا اسلامی نظریاتی کونسل کے زیر انتظام مجتہد اعلم کے پینل سے رجوع کر سکتے ہیں۔ مجتہد اعلم کے فیصلے کو ایک ایوارڈ کی حیثیت حاصل ہو گی اور اسے "ثالثی ایکٹ 1940، (X of 1940) کی دفعات کے مطابق نمٹادیا جائے گا۔

**وضاحت:۔** "مجتہد اعلم (فقیہہ اعظم)" کے لفظ سے مراد فقہی مشاہیر، مذہبی اسکالر یا شیعہ مکتبہ فکر کا ڈاکٹر ہے جو شریعت سے اچھی طرح واقف ہو اور بین الاقوامی شہرت کا حامل ہو۔ اسلامی نظریاتی کونسل متذکرہ بالا اہلیت کے حامل مجتہد اعلم کا پینل بنائے گی۔

(8) جیسا کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل نمبر **227** میں درج ہے، اہل تشیع کے وراثتی حقوق اور اس سے منسلک یا اس سے متعلقہ اُمور کا فیصلہ ان کے ذاتی قانون کے مطابق کیا جائے گا، جس کی تشریح فقہ جعفری (شیعہ مکتبِ فکر) کے پرسنل لاء کے مطابق کی جائے گی۔

**وضاحت (Explanation):**

اس حق وراثت پر تحفظات قرآن و سنت کی روشنی اور احادیث از آئمہ اہل بیتؑ و فقہا اہل تشیع موجود ہیں جس کی تفصیل سے بحث 1967ء کی پیش کردہ رپورٹ میں ہے جو کچھ یوں ہے:
''عائلی قوانین کے نفاذ سے پہلے ایسا نہیں ہوتا تھا، لہٰذا تمام اراکین کونسل بشمول چیئرمین بااستثنیٰ ڈاکٹر فضل الرحمٰن اور جناب ابوالہاشم صاحبان اس بات پر متفق ہیں کہ یہ بچے بروئے شریعت ایسی حالت میں وارث نہیں ہیں اور نہ ہی جبری وصیت کے ذریعے ان کا انتظام کیا جائے گا۔ ان کے حالات کو جانچنے کے بعد ورثاء کو حسب تقاضائے شریعت ان کے نان و نفقہ کا انتظام بذریعہ عدالت مجاز کرایا جائے گا۔ ڈاکٹر فضل الرحمٰن نے اختلاف کیا کہ آرڈیننس کی دفعہ 4 درست ہے۔ جناب ابوالہاشم نے رائے دی کہ یہ بچے اپنے باپ یا ماں کے حصہ کے وراث ہیں البتہ اگر دادا کی کوئی اولاد زندہ نہ ہو اور وارث ان متوفیان کی اولاد ہوں تو اس موقع پر اصول نمائندگی بروئے کار نہیں آئے گا بلکہ وہ فی کس (Per-Capita) حصہ لیں گے۔''

**تجویز (Suggestion):**

لہٰذا میری تجویز یہ ہے کہ اسے ہر مسلک کے مطابق عملدرآمد کی اجازت دے دینی چاہیے کیونکہ محکمہ مال، شیعہ، سنی، اہل حدیث سب کا انتقالِ وراثت اسی دفعہ کے تحت کرتا ہے جو کہ قانون شخصی کے خلاف ہے۔ چونکہ فقہ جعفری میں مورث کے لڑکے یا لڑکی کے وفات پاجانے کے بعد جبکہ وفات مورث کی زندگی میں ہو تو متوفی لڑکے یا لڑکی کی اولاد کو وراثت میں حصہ نہیں دیا جاتا، اگر یہ دفعہ تبدیل نہ کی گئی تو یہ اسلام میں جبر کی کیفیت سمجھی جائے گی۔

**وضاحت (Explanation):**

جناب چیئرمین و فاضل اراکین میں اعلیٰ عدالتوں کے چند نظائر آپ کے روبرو پیش کر رہا ہوں تاکہ میرے اس دعویٰ کی تائید ہوسکے کہ دفعہ 4 پر تحفظات ہر صاحب عقیدہ کو تاحال جاری و ساری ہیں اگر ترمیم نہ کی گئی تو مسلمانوں کا استحقاق عدالتوں کے ذریعے مجروح ہوتا رہے گا۔

## عدالتی نظائر (Courts Decisions)

بحولہ سی ایل سی (سول دیوانی مقدمات) 2001ء صفحہ ۱۳۔ عدالت عالیہ نے قرار دیا کہ وفاقی شرعی عدالت کا اعلان بابت احکام دفعہ 4 مسلم عائلی قوانین آرڈیننس 1961ء اسلامی اصولوں کے منافی ہے اس کو اسلامی احکام کے تابع نہیں لایا گیا۔ اس لیے آرڈیننس کی دفعہ 4 کے تحت کلکٹر اور کمشنر کے جاری شدہ احکام کی موجودگی میں وارثوں کو حق وراثت سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔

بحوالہ پی ایل جے 1951ء (پاکستان لاء جرنل) صفحہ 59، پشاور ہائیکورٹ۔ قرار دیا گیا کہ یہ تاثر کہ دفعہ 4 قانون سہو (Erroneous)۔ دفعہ 4 پر قومی قانون سازی ہوئی ہے اور اس کو غیر شرعی قرار نہیں دیا جاسکتا جبکہ آئین 1973ء کے باب (A-3) (بابت اختیارات و وفاقی شرعی عدالت) کے احکامات نہ دیکھ لیے جائیں۔

اب غور فرمایئے دو عدالت ہائے عالیہ کے متضاد فیصلوں میں دفعہ 4 کی تشریح بابت مسلم قوانین آرڈیننس، بحوالہ سپریم کورٹ منتھلی ریویو 1990ء، صفحہ 63 و صفحہ 511 عدالت عظمیٰ نے عدالت سماعت کو کافی اور مناسب زرِ ضمانت کے مطابق عبوری تحفظ کا حکم جاری فرمایا۔ مدعی کا یہ دعویٰ کہ وہ مرحوم کا وارث کل تھا، عدالت اپیل، نے ڈگری کر دیا یا نظر ثانی میں عدالت عالیہ نے اس کی تائید و توثیق کر دی۔ مدعا علیہ کی یہ دلیل کہ "عدالت اپیل" کا فیصلہ گواہی کی غلط خواندگی کا نتیجہ تھا اس سلسلہ میں دعویٰ کا ریکارڈ اس استدلال کی تصدیق نہیں کرتا اور تمام تر دعویٰ کی سماعت ریکارڈ میں کسی قسم کے حقائق سامنے نہیں آئے چنانچہ عدالت عظمیٰ نے سماعت کی اجازت مرحمت نہیں فرمائی۔

بحوالہ سی ایل جے 2002ء (سول لاء جرنل) صفحہ 450 عدالت عالیہ نے قرار دیا مرحوم مورث اعلیٰ (Propositus) کی بیٹی/بیٹے کے بچوں کو زیر دفعہ 4 وہی حصہ ملے گا، اگر اس کی بیٹی یا بیٹا زندہ ہوتے اور وہ اپنے مورثِ اعلیٰ کا حصہ پاتے۔

بحوالہ فیصلہ وفاقی شرعی عدالت 29 دسمبر 1999ء جس میں دفعہ 4 اسلامی اصولوں کے منافی قرار دی گئی اور اس کی اپیل تاحال عدالت عظمیٰ میں موجود ہے۔ عدالت عظمیٰ نے اسے اسلامی نظریاتی کونسل کے سپرد کیا ہوا ہے اور اسلامی نظریاتی کونسل نے تاحال وزارت قانون ومذہبی امور کے ذریعے اپنی سفارشات اور دلائل نہیں دیے ہیں۔ بدیں وجہ معاملہ جوں کا توں ہے۔ اس لیے میری استدعا ہے کہ "کونسل" 1981ء کی سفارشات میں مزید ترامیم قرآن وسنت اور فقہاء کی رائے اور احادیث مبارکہ بروایت آئمہ اہل بیتؑ و مجتہدین اہل تشیع سے استفادہ کرکے ہر ایک مکتبہ فکر کو مطمئن کرے اور قانون سازی کروائے۔ میں اپنی جانب سے حصہ وکالت فیس کی ضمانت دیتا ہوں۔

## (دفعہ 5): نکاحوں کا اندراج

### (Registration of marriages)

مسلمانوں کے قانون کے تحت باضابطہ عمل میں آنے والے ہر نکاح کو آرڈیننس ہذا کے احکام کے مطابق اندراج کیا جائے گا۔

آرڈیننس ہذا کے تحت نکاح کے اندراج کی غرض سے یونین کونسل ایک یا زیادہ اشخاص کو نکاح رجسٹرار کا لائسنس عطا کرے گی لیکن کسی ایک وارڈ کے لیے کسی صورت میں بھی ایک سے زیادہ نکاح رجسٹرار کو لائسنس نہیں دیا جائے گا۔

ہر وہ نکاح جو نکاح رجسٹرار کے ذریعے باضابطہ عمل میں نہ آیا ہو، کے آرڈیننس ہذا کے تحت اندراج ہونے کی غرض کے لیے اس شخص کی طرف سے جو باضابطہ طور پر نکاح عمل میں لایا ہو اسے اطلاع دی جائے گی۔

ہر وہ شخص جو ضمنی دفعہ (3) کے احکامات کی خلاف ورزی کرے گا اسے قید محض، جس کی معیاد تین ماہ تک ہو سکتی ہے یا جرمانہ جو ایک ہزار روپے تک ہو سکتا ہے یا دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں۔

نکاح نامہ کا فارم، رجسٹرار جو رجسٹر قائم رکھے گا، ریکارڈ جو یونین کونسل محفوظ رکھے گی، وہ طریقہ جس سے نکاح کا اندراج کیا جائے گا اور نکاح ناموں کی نقول فریقین کو مہیا کی جائیں گی اور ان کے لیے قابل مؤاخذہ فیس، وہ ہوں گے جو مقرر کیے جائیں گے۔

کوئی شخص، مقرر فیس، اگر کوئی ہو، ادا کرکے یونین کونسل کے دفتر میں ضمنی دفعہ (5) کے تحت محفوظ کردہ ریکارڈ کا معائنہ کر سکتا ہے یا اس کے کسی اندراج کی نقل حاصل کر سکتا ہے۔

## تجاویز (Suggestion):

1981ء کے بعد فیملی لاز 1961ء میں مجوزہ ترامیم جو کہ اسلامی نظریاتی کونسل نے حکومت وقت کو پیش کی تھیں اس پر کوئی توجہ نہ دی گئی۔ بدیں وجہ عامۃ الناس بلا تخصیص مذہب، رنگ و نسل تاحال عدالتی فیصلوں پر ہی انحصار کر رہے ہیں۔ یہ امر باعث فخر ہے کہ عدالتی فیصلوں اور پیش کردہ ترامیم کی موجودگی میں مزید تجاویز قرآن و سنت، فقہ اور آئین اور اسلامی جمہوری پاکستان کے تحت دینے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ مذکورہ دفعہ (5) شادیوں کی رجسٹریشن سے متعلق ضمنی دفعات (1) تا (6) بحث کرتی ہے۔ اس دفعہ کے ضمناً میں سوائے ضمن (3) کوئی ترمیم تجویز نہیں کی گئی۔ وہ بھی کچھ اس طرح تھی کہ اگر نکاح خواں نے تکمیل دستاویزات نہ کروائی ہو تو دولہا و دلہن کے نمائندوں کی طرف سے یہ امر انجام دیا جائے گا۔

## تجویز 1 (Suggestion)

جیسا کہ قرآن و سنت اور روایات آئمہ اہل بیتؑ کی روشنی میں نکاح کا وقوع پذیر ہونا بذریعہ اعلان عام باموجودگی اہل حل و عقل مسجد میں زیادہ بہتر ہے۔ شرعاً کسی رجسٹریشن کی قطعاً ضرورت نہ ہے۔

بحوالہ فیڈرل شریعت کورٹ بحوالہ NLR 1990 (نیشنل لاء رپورٹ) صفحہ 30 قرار دے چکی ہے کہ مسلم فیملی لاءز 1961ء آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آرٹیکل 2A اور 227 کی خلاف ورزی ہے لہٰذا رجسٹریشن کروانا ضروری نہ ہے۔

## تجویز 2 (Suggestion)

میری تجویز یہ ہے کہ ضمن 2 میں نکاح رجسٹرار کے تعین کی بات کی گئی ہے۔ جب بلدیاتی انتخابات ہوتے ہیں تب وارڈ اور یونین کونسل وجود میں آتے ہیں بصورت دیگر عوام الناس کے لیے مشکل پیدا کر دی گئی ہے کہ وہ اپنے نکاح و طلاق کے کاغذات کی مصدقہ نقول علاقہ مجسٹریٹ جو بااختیار قائم مقام چیئرمین کے اختیارات حاصل کرتا ہے اور یونین کونسل یا وارڈ کا سیکرٹری اُس کے پاس ریکارڈ پیش کرتا ہے، اس طرح عوام الناس دھکے کھانے پر مجبور ہوتے ہیں اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ جب نکاح رجسٹرار ہی تعین کر دیا گیا ہو تو اُسے ہی نقول جاری کرنے اور رجسٹریشن کا اختیار حاصل ہونا چاہیے۔ اس میں مزید ترمیم یہ کر دی جائے کہ جہاں پر جس عقیدہ کی آبادی کا تناسب موجود ہو اُس کا رجسٹرار علیحدہ علیحدہ کر دیا جائے۔ ہوتا یہ ہے کہ رجسٹرار اہل سنت ہے، نکاح خواں اہل تشیع علماء ہیں تو رجسٹرار صاحب کئی دفعہ نکاح رجسٹرڈ کرنے سے معذوری کا اظہار کرتے ہیں اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ اگر نکاح رجسٹرار اہل تشیع ہیں اور نکاح خواں اہل سنت ہے تو پھر بھی بدمزگی پیدا ہوتی ہے۔ میرے نزدیک جب اس کی شرعی ضرورت نہیں ہے، محض مغربی طرز رجسٹریشن شادی اختیار کیا گیا ہے تو پھر اُس کا اطلاق بھی اُسی مغربی قانون کے مطابق ہونا چاہیے جیسا کہ یورپین ممالک میں مسلمان اسلامک سینٹر میں اور عیسائی چرچ میں نکاح رجسٹرڈ کرواتے ہیں لہٰذا شیعہ، سُنی نکاح رجسٹرار علیحدہ کر دیئے جائیں۔

دفعہ 5 کے ضمن (3) پر پہلی تجویز درست ہے۔ ضمن (4) پر تجویز ہے کہ نکاح رجسٹرار دولہا، دلہن سے بھاری رقم وصول کرتا ہے لہٰذا اُسی کی ذمہ داری ہونی چاہیے کہ وہ اُس کی رجسٹریشن بھی متعلقہ حکام کے پاس کروائے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو اُسے تعزیری سزا دینی چاہیے۔ ملاحظہ کیجئے

PLD 1984 (پاکستان دستوری فیصلہ جات) صفحہ 137۔ قرار دیا گیا کہ نکاح رجسٹرار نکاح نامہ کے تمام مجوزہ کالموں کو تحریر کرکے متعلقہ یونین کونسل میں رجسٹرڈ کروائے گا۔ اگر وہ اپنی یہ ذمہ داری پوری نہیں کرے گا تو مستوجب سزا ہوگا۔ دولہا اور دلہن بے قصور ہوں گے۔

دفعہ 5 کے ضمناًت (5 اور 6) کے بارے راقم الحروف اپنی تجویز دے چکا ہے۔ ملاحظہ کیجئے PLD 2004 (پاکستان دستوری فیصلہ جات) سپریم کورٹ آف پاکستان صفحہ 10 قرار دیا گیا کہ ایسی شادی کہ جس کو رجسٹرڈ نہ کروایا گیا ہو، مسلم قانون کے مطابق ناقص نہیں سمجھی جاتی چونکہ ایجاب و قبول، اہل حل و عقد کی موجودگی میں نکاح کا ثبوت ہے لیکن مہر کی بجائے خاوند کی طرف سے بیوی کو دیا جانے والا جائیداد کا تحفہ جس کا اندراج نکاح نامہ کے کالم 13 میں درج ہوتا ہے اس سچائی کا نکاح نامہ سے چولی دامن کا ساتھ ہے جس کی تردید نہیں کی جا سکتی اور جب خاوند مہر کی جگہ اپنی منکوحہ کو جائیداد کا تحفہ دے دے تو وہ اُسے واپس لینے کا مجاز نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک یہ ایک بہترین شہادتی ثبوت ہے۔

## دفعہ 6

## کثرت ازدواج (Polygamy)

(1) کوئی شخص کسی پہلے کی ہوئی شادی کی موجودگی میں ماسوا ثالثی کونسل کی پیشگی تحریری اجازت کے؛ دوسری شادی نہیں کرے گا نہ ہی ایسی کسی شادی کا جو ایسی منظوری کے بغیر کی گئی ہو، آرڈیننس ہذا کے تحت اندراج کیا جائے گا۔

(2) ضمنی دفعہ (1) کے تحت درخواست مقررہ فیس کے ساتھ چیئرمین کو مقررہ طریقہ سے پیش کی جائے گی اور مجوزہ شادی کی وجوہات بیان کی جائیں گے اور آیا موجودہ بیوی یا بیویوں کی رضامندی حاصل کر لی گئی ہے۔

(3) ضمنی دفعہ 2 کے تحت درخواست ملنے پر چیئرمین درخواست دہندہ اور اس کی موجودہ بیوی یا بیویوں کو ایک ایک نمائندہ مقرر کرنے کے لیے کہے گا اور اس طرح تشکیل کردہ ثالثی کونسل، اگر اس کی تسلی ہو جائے کہ مجوزہ شادی ضروری اور انصاف پر مبنی ہے تو ایسی شرائط کے تابع، اگر کوئی ہوں جو مناسب سمجھی جائیں درخواست کردہ اجازت عطا کرنے کی مجاز ہو گی۔

(4) درخواست کا فیصلہ کرتے ہوئے ثالثی کونسل فیصلہ کے متعلق، اپنی وجوہات قلم بند کرے گی اور کوئی فریق مقررہ طریقہ سے مقررہ مدت کے اندر اور مقررہ فیس کی ادائیگی کرکے کلکٹر کو نگرانی کی درخواست دے سکے گا اور اس کا فیصلہ قطعی ہو گا اور اس پر کسی عدالت میں اعتراض نہیں کیا جاسکے گا۔

(5) جو ثالثی کونسل کی اجازت کے بغیر دوسری شادی کرے گا وہ

(a) مہر کی تمام رقم موجودہ بیوی یا بیویوں کو فوراً ادا کرے گا، خواہ معجّل ہو یا غیر معجّل۔ اور اگر اس طرح ادا نہ کی جائے تو بطور بقایا مال گذاری قابل وصول ہو گی اور

(b) شکایت پر سزا یابی کی صورت میں قید محض جس کی معیاد ایک سال تک ہو سکتی ہے یا جرمانہ جو پانچ ہزار روپے تک ہو سکتا ہے یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہو گا۔

## تجویز (Suggestion)

دفعہ 6 اور اس کے ضمناًت کے بارے میں 1 تا 5 (ب) کے بارے میں 1979ء میں پیش کردہ تجاویز سے راقم الحروف کو مکمل اتفاق ہے لیکن یہ اعتراض بھی کہ اُس وقت کی کونسل نے قرآن وسنت اور روایات آئمہ اہل بیتؑ سے استفادہ تو ضرور کیا ہو گا لیکن خواتین کی این جی اوز کے خوف کے پہرے میں تجاویز کا اندراج کیا۔ جب سورۃ النساء کی آیت 3 واضح کرتی ہے کہ تعدد ازواج پر کوئی پابندی نہیں ہے محض عدل شرعی کا تقاضا ہے۔ بدیں وجہ مجھے مفتی جعفر حسین نور اللہ مرقدہ کی اس بارے میں تجویز سے اتفاق ہے کہ جو اتھارٹی، فیملی جج، دوسری شادی کی اجازت دے تو اس شخص سے قابین نامہ تحریر کروالے تو پہلے بیوی اور اس کے بچوں کی کفالت کی دسترس رکھتا ہے۔

اگر عدالت مطمئن ہو تو شادی کی اجازت ہونی چاہیے۔ شادی بغیر اجازت کر لینے پر جو سزا 1961ء کے قانون میں درج ہے وہ صریحاً خلاف قرآن و سنت ہے۔ اس ضمن میں میری تالیف "کتاب النکاح" باب 45 دفعہ 46، صفحہ 328 تا 333 ملاحظہ فرمالیا جائے جس میں قرآن و سنت، مذاہب عالم، نظریہ اہل تشیع اور اہل سنت کو عدالتی نظائر کے ساتھ تفصیل سے درج کیا گیا ہے۔ (جزاکم اللہ احسن الجزاء)

## (دفعہ 7) طلاق

## (Divorce)

جو شخص اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہو، وہ طلاق کا اعلان خواہ کسی شکل میں بھی ہو؛ کرنے کے بعد جس قدر جلد ہو سکے ایسا کرنے کا چیئرمین کو تحریری طور پر نوٹس دے گا اور اس کی ایک نقل بیوی کو مہیا کرے گا۔

جو کوئی ضمنی دفعہ (1) کے احکامات کی خلاف ورزی کرے گا وہ قید محض کی مدت ایک سال تک ہو سکتی ہے یا جرمانہ جو پانچ ہزار روپے تک ہو سکتا ہے یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہو گا۔

سوائے اس کے کہ جیسا ضمنی دفعہ (5) میں محکوم کیا گیا ہے کوئی طلاق ماسوا اس کے کہ قبل ازیں، واضح طور پر یا بصورت دیگر منسوخ کر دی گئی ہو، ضمنی دفعہ (1) کے تحت چیئرمین کو دیے گئے نوٹس سے نوے دن گزرنے تک موثر نہ ہو گی۔

ضمنی دفعہ (1) کے تحت نوٹس وصول ہونے کی تاریخ سے تیس (30) دن کے اندر چیئرمین، فریقین میں مصالحت کرانے کی غرض سے ایک ثالثی کونسل تشکیل دے گا اور ثالثی کونسل ایسی مصالحت کرانے کے لئے تمام ایسے اقدام اٹھائے گی جو ضروری ہوں۔

اگر طلاق کے اعلان کے وقت بیوی حمل سے ہو تو طلاق اس وقت تک موثر نہ ہو گی جب کہ ضمنی دفعہ (3) میں متذکرہ مدت یا مدت حمل جو بھی موخر ہو ختم نہ ہو جائے۔

ایسی بیوی کے لیے، جس کا نکاح دفعہ ہذا کے تحت موثر شدہ طلاق سے فسخ ہو چکا ہو، کسی دیگر شخص سے شادی کیے بغیر اسی شوہر سے دوبارہ شادی کرنے میں کوئی امر مانع نہ ہو گا ماسوا اس کے کہ ایسا فسخ تیسری بار اس طرح موثر ہو چکا ہو۔

**بشرطیکہ جہاں فریقین کا تعلق فقہ جعفری سے ہو تو اس صورت میں۔۔۔۔**

(الف) تو وہ شخص اپنی رضامندی اور اپنی خود مختاری سے خود یا اپنے مقرر کردہ مجاز وکیل کے ذریعے طلاق کو عربی الفاظ میں (صیغے) بول کر کم از کم دو گواہوں کی جسمانی موجودگی میں دے گا، جو آرٹیکل کی شق (1) کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے۔ قانون شہادت کا آرٹیکل نمبر17، 1984، (P.O. No. 1 of 1984)۔

(ب) تو اس شخص کی طلاق کا اعلان اس صورت میں بے اثر ہو گا، اگر وہ مذاق یا غصہ یا نشہ یا پاگل پن یا کسی جبر یا کسی کی زبردستی یا کسی بھی طرح کے دباؤ یا مجبوری سے دے گا۔

(ج) اور شق (الف) یا (ب) کے تحت، اختلاف ہونے کی صورت میں فریقین یا فریقین میں سے کوئی بھی مجاز دائرہ اختیار کی عدالت کا سہارا لے سکتے ہیں یا مجتہد اعلم کے پینل سے رجوع کر سکتے ہیں اور "مجتہد اعلم" کے فیصلے کو ایک ایوارڈ کا درجہ حاصل ہو گا اور اسے ''ثالثی ایکٹ ''1940، (X of 1940) کی دفعات کے مطابق نمٹا دیا جائے گا۔

**وضاحت** "مجتہد اعلم (فقیہہ اعظم)" کا مطلب شیعہ مکتبہ فکر کا فقیہ، عالم دین یا ڈاکٹر ہے جو بین الاقوامی شہرت کا حامل ہو یا اس طرح کی پہچان رکھتا ہو۔ اسلامی نظریاتی کونسل متذکرہ بالا اہلیت کے حامل مجتہد اعلم کے پینل کو مقرر کرے گی۔

جیسا کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل نمبر227 میں درج ہے کہ طلاق اور اس سے منسلک یا اس سے متعلقہ معاملات کا فیصلہ فقہ جعفری (شیعہ مکتبہ فکر) کے پرسنل لاء کے مطابق کیا جائے گا۔

## تجویز (Suggestion)

مجھے اسلامی نظریاتی کونسل کے منعقدہ اجلاس 29 جنوری تا 10 فروری 1979ء زیر صدارت چیئرمین کونسل جسٹس محمد افضل چیمہ، جس میں مسلم عائلی قوانین 1961ء پر ازسرنو ترامیم منظور کی گئی تھیں، دفعہ 7 کے ضمن میں کی گئی ترامیم سے مکمل اتفاق ہے۔ کیونکہ اس میں تمام مذاہب (خمسہ) کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ میں محض یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ نوٹس طلاق دفعہ 7 کی ضمن (1) اور (2) کے بارے کوئی وضاحت یا ترمیم تجویز نہیں کی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ عدالت ہائے عالیہ و عظمیٰ پاکستان اس پر اپنی صوابدید کے مطابق فیصلے صادر فرمارہی ہیں اور ایک عدالت کا فیصلہ قرآن وسنت کی روشنی میں ہوتا ہے تو دوسری عدالت اپنی صوابدید پر اُس کے خلاف فیصلہ صادر کرتی ہے یا پھر کسی عدالت سے موافقت اور آئین پاکستان کے آرٹیکل 185 ضمن (3) کی روشنی میں سپریم کورٹ آف پاکستان کو Leave to Appeal (ہائیکورٹ کے حکم کے خلاف اپیل کی اجازت) دینا پڑتی ہے۔ دفعہ 7 کے ضمناً ت (1,2) کے بارے میں میری تجویز یہ ہے کہ یہ قرآن وسنت اور فقہی مباحث کی روشنی میں غیر اسلامی ہے۔

ملاحظہ فرمایئے وفاقی شرعی عدالت کا وہ حکم جو 31 مارچ 2000ء، صدر پاکستان کو دیا گیا کہ دفعہ 7 کے احکامات اسلامی تعلیمات، اصولوں کے مطابق ناگوار اور ناپسندیدہ نظر آتے ہیں؛ ان پر عملدرآمد نہیں کیا جا سکتا۔ بحوالہ فیصلہ وفاقی شرعی عدالت 2000ء صفحہ 723۔ اس کے باوجود عدالتیں بغیر نوٹس یونین کونسل اور مطلقہ بیوی، سزائیں صادر کررہی ہیں۔

ملاحظہ فرمایے PLJ 2013 (پاکستان لاء جرنل) اسلام آباد ہائیکورٹ صفحہ 9 تا 16 از جسٹس نور الحق قریشی بمقدمہ ثانیہ سعود بنام خواجہ سعود مسعود؛ قرار دیا گیا کہ خاتون جب پاکستان میں موجود تھی تو خاوند نے طلاق اور نوٹس طلاق اُس کے موجودہ پتہ پاکستان پر ارسال کیا تھا مابعد وہ نیویارک (امریکہ) چلی گئی اور پاکستان آنے پر سپریم کورٹ کے 1992ء صفحہ 1273 کے فیصلے کے مطابق دادرسی طلب کی کہ وہ طلاق کے نوٹس کے بارے میں باخبر نہ تھی، یونین کونسل کی یکطرفہ

کارروائی کالعدم قرار دی جائے لیکن عدالت عالیہ نے قرار دیا کہ خاتون جب پاکستان میں تھی تو طلاق کا پتہ چل چکا تھا لہٰذا اپیل خارج کی جاتی ہے۔

میرے نزدیک عدالت عالیہ نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حکم سے تجاوز کیا ہے، قرآن کے اُس دعویٰ کے خلاف ہے کہ فریقین میں سے ثالثی کونسل نمائندہ لے گی اور بعد از سماعت فریقین بعد از گزرنے 90 ایام طلاق موثر ہو گی۔ بادی النظر میں یہ فیصلہ کوئی اچھا فیصلہ نہیں ہے، اسے تاآمد خاتون امریکا تا پاکستان قانون کی رو سے Dormant (عملدرآمد روک دینا) چاہیے تھا۔ شاید کہ سورۃ طلاق کی پہلی آیات کے مطابق کوئی بہتر سبیل پیدا ہو جاتی کیونکہ خاتون کے بیان سے بظاہر نظر آتا ہے کہ وہ بیوی رہنا چاہتی ہے اس لیے یکطرفہ طلاق کو چیلنج کیا ہے۔ اگر یہی قانون موجود رہا تو نہ جانے کتنے گھرانے اس کی بھینٹ چڑھیں گے۔

## (دفعہ 8) طلاق کے علاوہ فسخ نکاح

## Dissolution of marriage otherwise than by divorce

جب بیوی کو حسب ضابطہ طلاق کا حق دیا گیا ہو اور وہ اس اختیار کو استعمال کرنا چاہتی ہے یا اب شادی کے فریقین میں سے کوئی طلاق کے علاوہ تنسیخ نکاح چاہتا ہو تو دفعہ 7 کے احکامات مناسب ردوبدل سے اور جہاں تک قابل اطلاق ہوں، اطلاق پذیر ہوں گے۔

## تجویز (Suggestion)

مذکورہ اجلاس میں اس دفعہ پر کوئی بحث نہیں کی گئی ہے جبکہ فریقین اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی حدود میں رہتے ہوئے خلع یا طلاق مبارات کا راستہ اختیار کرکے نکاح کی تنسیخ کر سکتے ہیں۔ اس دفعہ کے تحت میں تفصیلی بحث پیشتر ازیں اجلاس طلاق ثلاثہ کی بحث میں خلع و مبارات پر تجاویز پیش کر چکا ہوں۔ مزید تفصیل کے لئے میری زیر تالیف ''کتاب الطلاق'' کا باب 3، طلاق کے علاوہ شادی کی تنسیخ کے مراحل اور ''کتاب النکاح'' کا باب 60 صفحہ 414 ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں۔

# (دفعہ 9) نان و نفقہ

## (Maintenance)

اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کی مناسب کفالت سے قاصر رہے، یا جب ایک سے زیادہ بیویاں ہوں، ان کی منصفانہ کفالت سے قاصر رہے تو بیوی یا تمام یا ان میں کوئی بیوی دیگر دستیاب قانونی چارہ جوئی کرنے کے علاوہ چیئرمین کو درخواست دے سکتی ہے جو معاملہ کے تصفیہ کے لیے ثالثی کونسل تشکیل دے گا اور ثالثی کونسل ایک سرٹیفکیٹ جس میں خاوند کی طرف سے بیوی کو بطور نان و نفقہ واجب الاداء رقم کی تصریح کی گئی ہو؛ جاری کرنے کی مجاز ہو گی۔

کوئی شوہر یا بیوی مقرر طریقے سے ، مقرر مدت کے اندر مقرر فیس کی ادائیگی پر سرٹیفکیٹ کی نگرانی کی درخواست متعلقہ کلکٹر کو گذار سکتے ہیں اور اس کا فیصلہ قطعی ہو گا اور اس کے خلاف کسی عدالت میں چارہ جوئی نہیں کی جاسکے گی۔

[مگر شرط یہ ہو گی کہ ڈویژن کا کمشنر مجاز ہو گا کہ اس ضمن میں درخواست گزارنے پر اور بوجوہات جو قلم بند کی جائیں گی کسی سرٹیفکیٹ کی نگرانی کی درخواست، اپنے ڈویژن میں، ایک کلکٹر سے کسی دیگر کلکٹر یا ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ کو یا کسی ایڈیشنل کو منتقل کر دے۔]

ضمنی دفعات (1) اور (2) کے تحت واجب الادا کوئی رقم اگر مناسب وقت پر ادا نہ کی گئی ہو تو وہ بطور بقایا مال گذاری قابل وصول ہو گی۔

### وضاحت (Explanation)

مذکورہ دفعہ 9 کو پنجاب اسمبلی نے ترمیمی ایکٹ نمبر 11 مصدرہ 1975ء نافذ کیا جس میں طے کیا گیا دفعہ 9 کے احکام صرف مستقبل کے خرچہ کی منظوری کے لیے لاگو ہونے پر محدود نہیں بلکہ ثالثی کونسل کے اختیارات خرچہ کے بقایا جات کی ادائیگی کے حکم پر بھی محیط ہیں۔

## تجویز (Suggestion)

میرے نزدیک بحوالہ PID 1969 (پاکستانی دستوری فیصلہ جات) ڈھاکہ ہائیکورٹ صفحہ 548 کا فیصلہ قرین انصاف اور اسلامی روایات کے مطابق ہے جس میں طے کیا گیا کہ اسلامی قانون کے مطابق خاوند اپنی زوجہ کی رفاقت کا حقدار ہے اور جائز احکام میں فرمانبرداری کا مطالبہ کرنے کا حق رکھتا ہے اور کسی جائز وجہ کے بغیر اگر بیوی حقوق زناشوئی کی ادائیگی سے انکار کرے یا خاوند کے جائز احکامات کی نافرمانی کرے تو وہ خرچہ و نان و نفقہ کی مستحق نہیں رہتی۔ اسلامی قانون کے مطابق خرچہ کی عدم ادائیگی بذات خود تنسیخ نکاح کی کارروائی کے لیے بنیاد نہیں بن سکتی ایسی صورت میں جبکہ بیوی اپنے خاوند کے گھر سے بغیر معقول وجہ کے چلی جائے اور باوجود خاوند کے اصرار کے نافرمانی کرے اور گھر واپس نہ آئے اور خاوند کے ساتھ رہنے سے انکاری ہو تو ایسی بیوی دو سال سے زائد عدم ادائیگی خرچی کی بنیاد پر تنسیخ نکاح کا دعویٰ بھی دائر کرنے سے معذور رہے گی۔

چونکہ مسلم عائلی قوانین 1961ء کی دفعہ 9 کی رو سے لفظ ''بیوی'' سے مراد جس کو طلاق ہو چکی ہو اور وہ ثالثی کونسل کے چیئرمین کو خرچہ، نان و نفقہ کے لیے درخواست دائر کر سکتی ہے۔ ہماری اعلیٰ عدالتیں اور ثالثی کونسل کے چیئرمین صاحبان قرآن و سنت اور فقہ خمسہ کے خلاف اخراجات کی ادائیگی کی ڈگریاں جاری کر دیتے ہیں۔ یہ تا وقت ہوتا رہے گا جب تک اس قانون کو اسلام کے تابع نہیں کر دیا جاتا۔

میں یہاں بحوالہ PLJ (پاکستان لاء جرنل) 1999ء کراچی ہائیکورٹ صفحہ 642 کا فیصلہ، آپ کی سماعتوں کی نظر کرنے کے لیے ضروری سمجھتا ہوں جس میں قرار دیا گیا کہ اسلامی اور شرعی فقہ کے مطابق والد نرینہ بچوں کی بلوغت کے وقت تک اور غیر نرینہ اولاد کے سلسلہ میں اُن کی شادی کے وقت تک کفالت کرنے کا پابند ہے۔ اس میں بیوی کے اخراجات ہر گز شامل نہیں ہوں گے البتہ بیوی کو عدت کے دوران جو کہ 90 ایام پر محیط ہے کا خرچہ نان و نفقہ ہی ادا کرنے کا پابند

ہے۔ نیز کہا گیا کہ نابالغ بچوں کا خرچہ ادا کرتے وقت عدالت (فیملی کورٹ) والد کی مالی حیثیت کو پیش نظر رکھ کر ہی فیصلہ کرے گی۔

ایسا ہی ایک فیصلہ NLR 2003 (نیشنل لاء رپورٹ) لاہور ہائیکورٹ صفحہ 25 پر دے چکی ہے کہ مسلم عائلی قوانین 1961ء کی دفعہ 9 ثالثی کونسل کو خرچہ و نان و نفقہ دینے کا اختیار اس حد تک دیتی ہے جب بیوی حقوق زناشوئی ادا کرتی ہو یا عدت گزار رہی ہو۔ ثالثی کونسل کے فیصلہ کے خلاف سخت سرزنش کی گئی کہ ثالثی کونسل نے اپنے اختیار سے تجاوز کرکے بیوی کا چھ سال کا خرچہ منظور کیا۔

میں یہاں یہ وضاحت کر دُوں کہ قانون کی رو سے دعویٰ نان و نفقہ دیوانی قانون کے زمرے میں آتا ہے۔ بدیں وجہ چیئرمین ثالثی کونسل کی بجائے یہ اختیار صرف فیملی جج کو ہی سونپا جانا چاہیے۔

میں نے یہ تجویز اس لیے عرض کی ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل نے محض اسے حق اپیل تک محدود کر دیا تھا اس طرح عدالتی وقت بھی ضائع ہوگا اور متدعویہ خاندانوں کی رسوائی بھی ہوگی۔

## (دفعہ 10) مہر

## (Dower)

جب نکاح نامہ یا معاہدہ شادی میں مہر کی ادائیگی کے طریقہ کار کے متعلق کوئی تفصیل صراحتاً ذکر نہ کی گئی ہو تو مہر کی کل رقم کے متعلق یہ تصور کیا جائے گا کہ وہ عند الطلب واجب الاداء ہے۔

### تجویز (Suggestion)

مذکورہ دفعہ 10 عائلی قوانین جو کہ مہر کے متعلق ہے اسلامی نظریاتی کونسل نے اس میں کسی قسم کی تجویز کی سفارش نہیں کی تھی۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ یہ بیوی کا کلی طور پر عند الطلب بجانب خاوند واجب الادا قرض ہے، مہر کے متعلق میں نے تفصیل سے تمام عقائد کے مطابق اپنی

تالیف ''قانون مناکحات'' کی جلد اول ''کتاب النکاح'' کے باب 48، 47، 46 صفحات 334 تا 344 بیان کیا ہے۔ ملتمس ہوں کہ اس سے استفادہ ضرور حاصل کیا جائے۔

## (دفعہ 11) قواعد وضع کرنے کے اختیارات

### (Power to make rules)

آرڈیننس ہذا کی اغراض زیر عمل لانے کے لیے مرکزی حکومت چھاؤنی کے علاقوں کی نسبت اور صوبائی حکومت دیگر علاقوں کی نسبت قواعد وضع کر سکتی ہے۔

دفعہ ہذا کے تحت قواعد وضع کرتے ہوئے ایسی حکومت اس امر کا اہتمام کر سکتی ہے کہ قواعد میں سے کسی کی بھی خلاف ورزی پر قید محض، جس کی مدت ایک ماہ تک ہو سکتی ہے یا جرمانہ، جو دو سو روپے تک ہو سکتا ہے یا دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں۔

دفعہ ہذا کے تحت وضع کردہ قواعد سرکاری گزٹ میں شائع کیے جائیں گے اور نتیجتاً اسی طرح موثر ہوں گے گویا آرڈیننس ہذا میں وضع ہوئے ہوں۔

### تجویز (Suggestion)

جیسا کہ رولز میں تبدیلی کرنے کا صدارتی حکم نمبر 1، 1964ء نافذ ہے اس میں جہاں صوبائی حکومتوں کو قواعد و ضوابط میں ترمیم کا اختیار ہے، مرکزی حکومت بھی اس اختیار کو کنٹونمنٹ (چھاؤنی) کے علاقہ جات میں بھی نافذ کرنے کی پابند ہے۔ صدارتی حکم کے ضمن نمبر 2 میں سزا اور جرمانے کی ذیلی دفعہ 2 کو حذف کر دیا جائے کیونکہ یہ اسلامی شریعت کی روح کے منافی ہے۔

## (دفعہ 12) قانون امتناع ازدواج اطفال بابت 1929ء کی ترمیم

## Amendment of the Child Marriage Restraint Act 1929

### تجویز (Suggestion):

راقم الحروف اس آئینی اور شرعی مسئلہ پر تفصیلی بحث 187 ویں اجلاس میں پیش کر چکا ہے۔ معزز اراکین کو اُس کی کاپیاں ڈی جی صاحب کی وساطت سے مہیا کر دی گئی؛ اُس سے استفادہ کرکے متفقہ ترمیم تجویز کر لی جائے تو بہتر ہوگا۔

## (دفعہ 13) مسلم تنسیخ نکاح ایکٹ بابت 1939ء

## Amendment of the Dissolution of Muslim Marriages Act 1939

آرڈیننس (XXVII of 1981) سے منسوخ ہوئی۔

### تجویز (Suggestion):

چونکہ ترمیمی آرڈیننس 1981ء کے ذریعے دفعہ 2 شق الف کو لفظ چودہ (14) کی بجائے سولہ (16) سے بدلہ گیا۔ دفعہ 2 کی ذیلی شق ھ یونین کونسل سے مراد بنیادی جمہوریت کے حکم 1959ء کے تحت تشکیل شدہ یونین کونس، ٹاؤن یا یونین کمیٹی ہے جس کی حدود اختیار سماعت میں کسی نابالغ کی شادی قرار پا چکی ہو یا ہونے والی ہو مراد لیا گیا ہے۔

جیسا کہ میں پہلے عرض کر آیا ہوں بنیادی جمہوریت آرڈر 1959ء کے بعد چار آرڈرز بلدیاتی انتخابات کے بارے جاری ہو چکے ہیں جن پر تاحال اختلاف ہے۔ سپریم کورٹ اس کا جائزہ لے رہی ہے کہ ایک ہی ملک یا صوبہ میں دو بلدیاتی قوانین نہیں ہو سکتے لہٰذا میری تجویز ہے کہ یونین کونسل کی بجائے یہ اختیار مستقلاً فیملی جج/سول جج بااختیار مجسٹریٹ دفعہ 30 کو سونپ دیا جائے۔

ترمیمی آرڈیننس کی دفعہ 4 میں لفظ 21 کی بجائے 18 بدل دیا گیا اور اس کی تشریح میں لکھا دیا گیا کہ ''اگر لڑکی 16 سال اور لڑکا 18 سے کم عمری میں شادی کرے گا تو ایکٹ کی دفعہ 4 کے تحت مستوجب سزا ہو گا۔'' یہ حکم غیر اسلامی اور فطرت کے خلاف ہے اور فقہی طور پر بھی غیر ضروری ہے۔ چونکہ فقہ جعفری اور محدثین کے نزدیک بچی کی بلوغت کی عمر 9 سال اور بچہ 15 سال مقرر شدہ ہے۔ دیگر آئمہ کرام بھی کچھ اختلاف اور شرائط کے ساتھ بلوغت کے قائل ہیں۔ اس میں عمر کا تعین ضروری نہیں ہے۔

لہٰذا مناسب یہ ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل اس بارے متفقہ رائے قائم کرکے کہ موجودہ دور میں میڈیکل کی جدید سہولیات میسر ہیں، طبّی ملاحظہ اور بلوغت ثابت ہونے کے بعد فیملی جج کو شادی کی اجازت دے دینی چاہیے۔

**وضاحت (Explanation):**

یہ ایک باقاعدہ ایکٹ ہے اس پر علیحدہ ترامیم تجویز کرنے کے لیے آئندہ کے کسی اجلاس کے ایجنڈا پر رکھا جائے تاکہ راقم الحروف اپنی تجاویز سے عہدہ برآ ہو گا۔

**(راقم نے یہ تحریر یکم ربیع الثانی 1434ء بمطابق 12 فروری 2013ء کو اسلامی نظریاتی کونسل کے لیے بھجوائی)۔**

# بلوغ کے بارے تحقیقی مقالہ

## (Research Article on Puberty)

شرعی بلوغ بارے اسلامی اسلامی مسالک کے فقہاء و محدثین کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے اس بارے تحقیقی مقالہ تحریر کیا جس میں فقہ جعفری کی رائے کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا۔

## (شق نمبر 1) لفظ بلوغ کے لغوی معنی

### (Meaning of puberty)

بلوغ کے لغوی معنی عقل، پہنچنا، یہ بلیغ کا فعل ہے اور بلیغ از خود فاعل ہے۔

مفرداتِ راغب میں مقصودِ نہائی تک پہنچنے کو بلوغ کہا گیا ہے۔

کتاب فقہ اہل بیتؑ جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 82 اور 80 میں ''بلغت جارية تسع سنين'' یعنی بچی کے 9 سال پورے ہونے کو بلوغ کی علامت قرار دیا گیا ہے۔

## (شق نمبر 2) لفظ بلوغ کا قرآن میں استعمال

### (Usage of word puberty in Quran)

قرآن کریم میں بلوغ کے لئے جو الفاظ استعمال ہوئے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

(الف) بلوغ الحلم (ب) بلوغ النکاح (ج) بلوغ اشد

حوالہ کے لئے دیکھئے سورۃ النسا آیت نمبر 6، سورہ الانعام آیت نمبر 152، سورۃ النور آیت نمبر 58 اور 59۔

## (شق نمبر3) شریعت میں بلوغ سے مراد

### (Puberty in Shariah)

شریعتِ اسلامیہ میں بچوں کا بچپنا ختم ہونا، محتلم ہونا، جنسی توانائی کا پیدا ہونا، فکری طاقت اور توانائی کا مصداق ہونے کو بلوغ کہتے ہیں۔ اسی سے اصلی معیارِ بلوغ مراد ہے۔

## (شق نمبر4) قانون میں بلوغ سے مراد

### (Legal meaning of Puberty)

پاکستان میں مروجہ عائلی قوانین 1961ء (ترمیم شدہ) میں حدِ بلوغ و خیارِ بلوغ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جس سے مراد لڑکی کا نکاح کے لئے 16 سال اور لڑکا 18 سال کا ہونا مراد لیا گیا ہے۔ جبری مشقت کے قانون 1933ء کی دفعہ 2 میں بچے سے مراد وہ شخص ہے جو 15 سال سے کم عمر کا ہو۔

## تشریح شق نمبر4

### (Description of article4)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہمارے قانونِ نافذہ میں تکنیکی اور شرعی حجت کو تسلیم نہیں کیا گیا جس وجہ سے میں قانون اور شریعت مطہرہ کے مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ پہلے بچوں میں بلوغت کا فیصلہ کر لیا جائے ما بعد ان قوانین میں سفارشات برائے ترمیم پیش کی جائیں جو کہ ہمارا قومی، ملی، دینی فریضہ، بمطابق آئین پاکستان 1973ء کے آرٹیکل 229 اور 230 کی زینت ہے۔

## (شق نمبر 5) بلوغ کی علامات

## (Signs/Symptoms of Puberty)

بحوالہ: المختصر النافع، نجم الدین جعفر بن الحسن محقق الحلی (کتاب الحجر)، ایضاح الفوائد، فخر المحققین محمد بن حسن بن یوسف حلی، ج۲، شرائع الاسلام، محقق الحلی، ج۔

۱۔ ناف کے نیچے سخت بالوں کا اُگنا۔

لہٰذا نازک اور کمزور بالوں سے بلوغ متحقق نہیں ہو گا۔

۲۔ایسے گاڑھے پانی (منی) کا خارج ہونا جو انعقادِ نطفہ کی صلاحیت رکھتا ہو، چاہے منی ہم بستری سے ہو یا احتلام سے ہو یا استمناء وغیرہ کی وجہ سے بیداری کی حالت میں یا نیند کے عالم میں نکلے۔

نوٹ: مذکورہ دونوں علامتیں لڑکے اور لڑکی دونوں میں مساوی ہیں۔

۳۔لڑکی کے لئے حیض کا آنا یا حمل قبول کرنے کے قابل ہو جانا۔

۴۔لڑکے لئے پندرہ (15) سال قمری اور لڑکی کے لئے نو (9) سال قمری کا مکمل ہونا۔

## (شق نمبر 6) فقہاء کی بلوغ کے بارے آراء

## (Scholars view on Puberty)

### (الف) فقہ حنفیّہ کے نزدیک بلوغ کی علامات

### (Signs of Puberty in Fiqa e Hanafi)

بحوالہ: الفقہ علی المذاہب الاربعۃ، عبد الرحمن الجزری، ج ۲ (کتاب الحجر)

فاذا لم یعلم شئی من ذلك فان بلوغهما یعرف بالسن فمتی بلغ سنهما خمس فقد بلغا الحلم المغنی به و قال ابوحنیفه: انما یبلغان بالسن اذا تم الذکر ثمانی عشرة سنة والانثیٰ سبع عشرة سنة۔

۱۔ احتلام یعنی حالت خواب میں منی کا خارج ہونا۔
۲۔ انزال منی یعنی منی کا اختیاری یا غیر اختیاری طور پر نکلنا۔
۳۔ احبال المرأۃ یعنی عورت کو حاملہ کرنے کی صلاحیت کا پیدا ہو جانا۔

وضاحت بابت مذکر: مذکورہ تینوں علامتیں مذکر کے لیے ہیں جبکہ

۱۔ حیض کا آنا
۲۔ حمل کا ٹھہرنا یعنی عورت کا حاملہ ہو جانا مؤنث کی علامات ہیں۔

وضاحت بابت مؤنث: بلوغ کی مذکورہ دونوں علامتیں مؤنث کے ساتھ مخصوص ہیں۔

اگر مذکورہ علامات میں سے کوئی بھی علامت نہ ہو تو بلوغ، سن و عمر کے ذریعہ متحقق ہو گا اور فقہ حنفیہ میں لڑکے اور لڑکی کے لیے مندرجہ ذیل سن معتبر ہے:

۱۔ لڑکے کا اٹھارہ (18) سال کا ہو جانا
۲۔ لڑکی کا سترہ (17) سال کا ہو جانا

## (ب) حنابلہ کے نزدیک بلوغ کی علامات

## (Signs of Puberty in Hanabila)

قالوا: یحصل البلوغ ذکراً کان أو انثیٰ بثلاثة اشیاء:۔۔۔ الثالث: بلوغ سنهما خمس عشرة کاملة۔

۱۔ منی کا خارج ہونا، چاہے منی احتلام، جماع، (ہمبستری) یا اس کے علاوہ کسی دوسرے سبب سے خارج ہو۔

۲۔ ناف کے نیچے ایسے سخت بالوں کا اُگنا جن کو زائل کرنے کے لیے اُسترے کی ضرورت ہو۔

## وضاحت بابت مذکر

## (Explanation about Masculine)

### ا۔ نازک اور کمزور بال بلوغ کی علامت نہیں ہیں۔

۲۔ لڑکے کی عمر پندرہ (15) سال کامل ہو جائے۔

## وضاحت بابت مؤنث

## (Explanation about Feminine)

ا۔ لڑکی کی عمر پندرہ (15) سال کامل ہو جائے۔

۲۔ لڑکی کو حیض کا آنا۔

۳۔ لڑکی کا حاملہ ہونا، وضع حمل سے چھ ماہ قبل والے عرصے کو بلوغ معین کہا جائے گا۔

## (ج) فقہ شافعیہ کے نزدیک بلوغ کی علامات

## (Signs of Puberty in Shafi)

قالوا: یعرف بلوغ الذکر والانثیٰ بتمام خمس عشرۃ سنۃ بالتحدید ویعرف بعلامات غیر ذلك

ا۔ بلوغ، لڑکے اور لڑکی میں پندرہ (15) سال کامل ہوتے ہی متحقق ہو جاتا ہے۔

۲۔ منی کا نکلنا، یہ اس وقت بلوغ کی علامت ہے جب لڑکی اور لڑکے کے نو (9) سال قمری کامل ہوں اور اگر اس سے پہلے منی خارج ہو جائے تو یقیناً بیماری کے باعث ہو گی لہٰذا اس صورت میں اسے علامت قرار نہیں دیا جائے گا۔

۳۔لڑکی کا حیض سے ہونا، یہ بلوغ کی علامت اس وقت ہو گی جب لڑکی تقریباً نو (9) سال کی ہو جائے۔

## (د) فقہ مالکیہ کے نزدیک بلوغ کی علامات

## (Signs of Puberty According to Fiqh Malikiyyah)

قالوا:۔۔۔فان لم یظھر شئی من ذلك کان بلوغ الصغیر السن و ھو أن یتم ثمانی عشر سنة و قیل یبلغ بمجرد الدخول فی السنة الثامنة عشرة۔

۱۔ منی کا نکلنا چاہے بیداری کے عالم میں ہو یا نیند کی حالت میں ہو۔

۲۔ حیض کا آنا اور حاملہ ہونا یہ علامت عورت کے لیے مخصوص ہے۔

۳۔ ناف کے نیچے سخت بالوں کا نکلنا، لیکن نازک اور کمزور بال علامت بلوغ نہیں ہیں اور اسی طرح داڑھی اور مونچھیں بھی علامت بلوغ نہیں ہیں۔

۴۔ بغل کا بدبودار ہونا۔

۵۔ ناک کا سیدھا ہو جانا۔

۶۔آواز کا غلیظ اور موٹا ہونا۔

اگر مذکورہ علامات میں سے کوئی بھی ظاہر نہ ہو تو

۷۔ بلوغ، سن کے ذریعہ متحقق ہو گا وہ سن اٹھارہ (18) سال کا پورا ہونا ہے اور ایک قول کے مطابق اٹھارہویں سال میں داخل ہوتے ہی بلوغ ثابت ہو جائے گا۔

**نوٹ**: لڑکی اور لڑکے دونوں کے لئے اٹھارہ (18) سال کا پورا ہونا مالکیہ کے نزدیک بلوغ کے لیے سب سے بڑی حد ہے۔ اگرچہ بعض مالکی علماء سترہ سال مکمل ہو جانے کو ہی حد بلوغ قرار دیتے ہیں۔

## (شق نمبر 7): مختلف مسالک کے نزدیک بلوغ کا تقابلی جائزہ

### (Comparion of Puberty defrent school of thought)

**الف**: تمام فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حیض اور حاملہ ہونا لڑکی کے بلوغ کی علامت ہے۔ حمل اس لیے بلوغ کی علامت ہے کیونکہ بچہ مرد اور عورت دونوں کے جنسی اختلاط سے وجود میں آتا ہے اور حیض اس لیے بلوغ کی علامت ہے کہ یہ عورتوں میں بمنزلہ منی ہے۔

**ب**: اثنا عشری، مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک ناف کے نیچے سخت بالوں کا ظاہر ہونا (لڑکے اور لڑکی) کے بالغ ہونے کی علامت ہے لیکن حنفیّہ کے نزدیک یہ بلوغ کی علامت نہیں ہے۔

**ج**: حنابلہ کے نزدیک لڑکے اور لڑکی کا بلوغ پندرہ (15) سال کامل ہونے سے ثابت ہو جاتا ہے۔

**د**: شافعیہ کے نزدیک لڑکی 9 سال اور لڑکا 15 سال کامل ہونے سے بلوغ ثابت ہو جاتا ہے یہی مذہب پاکستان میں اہل حدیث کا بھی ہے۔

**ھ**: مالکیہ کے نزدیک کم از کم لڑکی اور لڑکے کی عمر سترہ (17) سال مکمل ہونے کی صورت میں بلوغ ثابت ہوگا۔

## (شق نمبر 8): فقہ جعفری کا بلوغ بارے موٴقف

### (View of Fiqah jafari on Puberty)

سن بلوغ پورے نو سال قمری لڑکی کے لیے اور پورے پندرہ سال قمری لڑکے کے لیے مقرر کیا گیا ہے جبکہ کتاب النکاح میں سن ازدواج پورے تیرہ (13) سال قمری لڑکی کے لیے اور پورے پندرہ (15) سال قمری لڑکے کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔ اگر اس سن تک پہنچنے سے پہلے لڑکا یا لڑکی شادی کرنا چاہیں تو مصلحت کی رعایت کرتے ہوئے ولی شرعی کی اجازت کے ساتھ یہ عقد صحیح

ہو گا۔ اسی طرح باکرہ لڑکی کے لیے عقد کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس کی اپنی رضایت کے ساتھ ساتھ ولی شرعی اگر موجود ہو تو اس کی رضایت بھی ہو۔

## (شق نمبر 9): بلوغ کی بحث کی روشنی میں یتیمی کی حد اور ان کا نکاح

## (Discuss in about age limit of being orphan according their Nikah & Puberty)

بحوالہ وسائل الشیعہ، شیخ الحر العاملیؒ، ج ا، وسائل الشیعہ، ج ۲۰۔

**الف**: حمزہ بن حمران حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ بچہ کب بالغ ہوتا ہے اور کب سے اسے شرعی حدود کا خیال کرنا چاہیے؟

امامؑ نے فرمایا: جب وہ یتیمی سے خارج ہو جائے "بالغ" ہو جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا: کیا اس کے لئے کوئی حد معین ہے؟ فرمایا: ہاں جب وہ محتلم ہو یا اس کے پندرہ (15) سال کامل ہو جائیں۔

**(ب)**: یزید کناسی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ "جب کسی بچے کا والد اس کی شادی کر دیتا ہے تو جب وہ پندرہ سال کا ہو جائے، اس کے چہرے پر بال ظاہر ہوں یا ناف کے نیچے سخت بال اُگیں تو اسے اختیار ہے (نکاح کو باقی رکھے یا فسخ کر دے)"۔

**(ج)**: وسائل الشیعہ، ج ۱۷ (باب اشتراط البلوغ والعقل والرشد، حدیث 25722)؛ ج 18 ج 19، تہذیب الاحکام، شیخ الطائفہ محمد بن الحسن الطوسیؒ، ج 9 (باب وصیۃ الصبی، حدیث 737):

صحیح السند روایت میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: یتیم کی یتیمی اس کے محتلم ہونے سے ختم ہو جاتی ہے اگر وہ محتلم ہو جائے اور اس کے رشید ہونے کا احساس نہ کیا جائے تو وہ سفیہ یا ضعیف ہے اور اس کے ولی کو چاہیے کہ اس کا مال اس کے حوالے نہ کرے۔

**(د)**: الخصال، شیخ صدوقؒ، حدیث 3، وسائل الشیعہ، ج 81 (کتاب الحجر):

عبد اللہ بن سنان سے مروی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے میرے والد نے میری موجودگی میں پوچھا کہ یتیم کا حکم اس کے مال میں کب نافذ ہوتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: جب وہ جسمانی طور پر قوی ہو جائے۔ پوچھا: اس کا قوی ہونا کس طرح ہے؟ فرمایا: احتلام (اس کا محتلم ہونا اس کے قوی ہونے کی علامت ہے)۔

باپ اور دادا کے عقد کے صحیح اور نافذ ہونے میں مفسدہ نہ ہونا، شرط ہے اور اگر فساد کا اندیشہ ہو تو یہ عقد فضولی ہو گا جیسا کسی اجنبی شخص کا کیا ہوا عقد، کہ جس کا صحیح ہونا بالغ ہونے کے بعد بچے کی اجازت (اور رضایت) پر موقوف ہے بلکہ احتیاط بہر حال مصلحت کی رعایت کرنے میں ہے۔

(ش): بحوالہ قانونی مدنی ایران، مادہ 1210، تبصرہ 1 (کتاب الحجر)

جب باپ یا دادا کسی نابالغ لڑکے یا لڑکی کا عقد تمام واجب اور ضروری مصلحتوں کی مراعات کرتے ہوئے جاری کریں تو بالغ ہونے کے بعد ان کو عقد کے فسخ کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہو گا بلکہ اس عقد کی وفا ان پر لازم ہو گی۔

## (شق نمبر 10): شیعہ فقہاء (جعفری) کے اسلامی احکام کے منابع

## (The orgins of Islamic rules according is scholars of Fiqa e Jafri)

اسلامی احکام کے منابع چار ہیں: بحوالہ اَلمؤتلفُ مَنَ المختلف بین المذاھب السلف (باب المذھب الجعفری او الامامی فی انعۃ) جلد ا، ص 17 تا 31۔

### ا۔ قرآن کریم: (Holy Quran)

بے شک قرآن کریم کو اسلامی احکام کے استنباط اور استخراج میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

## ۲۔ سنت: (Sunnah)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان، آپؐ کے عمل اور آپؐ کی تقریر (تائید) کو سنت کہا جاتا ہے۔ آپؐ کے بعد جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا، حضرت امام علی علیہ السلام، حضرت امام حسن علیہ السلام، حضرت امام حسین علیہ السلام، حضرت امام زین العابدین علیہ السلام، حضرت امام محمد باقر علیہ السلام، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام، حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام، حضرت امام علی رضا علیہ السلام، حضرت امام محمد تقی علیہ السلام، حضرت امام علی نقی علیہ السلام، حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کے اقوال، اعمال و تقریرات (تائیدات) کو بھی سنت کہا جاتا ہے اور جو عبارات سنت کو بیان کریں ان کو احادیث کہا جاتا ہے۔

رسول پاکؐ کے بارہ آئمہؑ اور آپؐ کی بیٹی بھی رسول پاکؐ کی نیابت کا عنوان رکھتے ہیں اور سب کے سب قرآنی نص اور احادیث نبویہؐ کی روشنی میں معصوم ہیں اور ان کی اتباع بھی اسی طرح واجب ہے جس طرح رسول اکرمؐ کی اطاعت و پیروی واجب ہے۔ اس پر مفصل دلائل موجود ہیں۔

## ۳۔ عقل: (Wisdon/Reason Argument)

عقل اللہ تعالیٰ کی وہ اعلیٰ نعمت ہے جس کے باعث انسان کو دوسری مخلوق پر فوقیت اور فضیلت حاصل ہے اور عقل ہی معیار تکلیف ہے۔

## ۴۔ اجماع: (Consensus)

مجتہدین کا ایسا اجماع حجت ہے جس میں معصومؑ کی رائے یا رضامندی شامل ہو۔

**بحث و تمحیص:** (Discussion and analysis)

**عنوانِ بحث:** (Discussion Topic)

# بچوں کی مشقت (گروی رکھنے) کا قانون 1933ء و جواب بر مراسلہ وزارتِ مذہبی اُمور وزارت سماجی بہبود و خصوصی تعلیم

## مورخہ 08 اگست 2011ء

میرے نزدیک جو بحث مقالہ مذکورہ میں کی گئی ہے اُس کا حاصل یہ ہے کہ پہلے لڑکے اور لڑکی کی بلوغت کا فیصلہ کر لیا جائے تو جواب طلب قانون پر جو صغیرہ کی بحث کی گئی ہے اُس کا حاصل جواب مل جائے گا۔ صغیرہ میں صرف لڑکی ہی داخل نہیں ہے، لڑکا بھی شامل ہے۔ اصول یہ ہے کہ مذکورہ قانون کی دفعہ 2 اور 4 ترمیم تجویز کر دینے سے مقصد حاصل نہیں ہوتا جبکہ آئین پاکستان 1973ء میں دیے گئے بنیادی حقوق آرٹیکل 9 تا 25 بڑی وضاحت اور صراحت کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔ اُس میں عمر کی قید و بند نہیں ہے لہٰذا زیر بحث مسئلہ قدرتی انصاف کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ ماں باپ جو غربت کی وجہ سے فقر و فاقہ میں زندگی گزار رہے ہیں خود کشی کی نوبت آتی ہے۔

ان تمام سوالوں کا جواب ایک ہی ہے کہ ہماری مذکورہ وزارتیں سوائے چٹھیاں لکھنے کے میرے نزدیک کوئی کام نہیں کرتیں۔ اگر وہ قومی اداروں میں بے روزگار افراد کے لئے بلا تخصیص رنگ و نسل و مذہب روزگار کا اہتمام کریں، حکومت بچوں کی بہبود کا بہتر انتظام کرے، انہیں بنیادی حقوق مذکورہ کے مطابق زندگی کی بنیادی سہولتیں فراہم کرے تو چائلڈ لیبر کی دستاویزات از خود ترمیم ہو جائیں گی۔ یہی اسلام کا بنیادی اصول ہے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اپنے دورِ خلافت میں ایک بوڑھے یہودی کو بھیک مانگتے ہوئے دیکھا جو کہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں مالی امور کا نگران مقرر تھا تو جناب امیرؑ نے فرمایا: ''اس کا تادمِ مرگ وظیفہ مقرر کیا جائے'' ۔۔۔ یہی قرآن کی تعلیمات ''مؤلفۃ القلوب'' کی صحیح تعبیر ہے۔ جتنی انجمنیں سرکاری و نیم سرکاری و نجی بہبود کا کام کر رہی ہیں ان سے بھرپور استفادہ حاصل کیا جائے، ان کے ذریعے بچوں کو تعلیم و تربیت و فنی تعلیم دلوائی جائے تاکہ وہ باعزت شہری

بن سکیں، ان کے والدین کو بچوں کو گروی نہ رکھنا پڑے۔ یہی قائد اعظم محمد علی جناحؒ کا پاکستان بنانے کا خواب تھا جس کی تعبیر کتابوں میں تو ہے، اُس کی عملی تفسیر خال خال نظر آتی ہے۔

**(مذکورہ تحریر 23-12-2011 کو اسلامی نظریاتی کونسل میں جمع کروائی گئی)۔**

# شیعیان پاکستان کے آئینی حقوق کے حصول کیلئے حکومتی و قانونی شخصیات کو لکھے گئے خطوط

شیعیان پاکستان کے لیے آئین پاکستان میں جو حق دیا گیا اس کے حصول کے لیے صدر پاکستان، وزیراعظم پاکستان اور دیگر حکومتی شخصیات کو جو خطوط لکھے گئے جن میں یہ درخواست کی گئی کہ آئین کی روشنی میں شیعہ مسلک رکھنے والوں کے لیے فقہ جعفری کے مطابق بابت احوال شخصیہ قانون سازی کی جائے۔ یہ خطوط علماء کے استفادہ کے لیے دیے جارہے ہیں۔ اس میں چیف جسٹس آف پاکستان اور سیکرٹری قانون اور قومی اسمبلی کے ممبران کے لیے بھیجے گئے خطوط بھی شامل ہیں۔

نو سال (۲۰۱۱ سے ۲۰۲۲ تک) میں آنے والے تمام صدور اور تمام وزرائے اعظم، اسپیکر صاحبان، سینٹ کے چیئرمین، وزراء قانون و انصاف اور حکومت کی دیگر ذمہ دار شخصیات کو خطوط بھیجے گئے، ملاقاتیں کیں۔ اس کے نمونے کے طور پر چند خطوط دئے جارہے ہیں۔ مکتوبات برائے قانون سازی بمطابق فقہ جعفری علیحدہ کتاب کی شکل میں شائع کئے جارہے ہیں جس میں تمام خطوط کو محفوظ کیا گیا ہے تاکہ علماء کرام ان سے استفادہ کر سکیں اور قانون کے طلباء بھی ان سے مستفید ہوں گے۔ ان شاء اللہ۔

# صدر مملکت آصف علی زرداری کو لکھا گیا خط

(Letter Written to Asif Ali Zardari)

**یہ خط بتاریخ 22 فروری 2013 کو صدر مملکت کے لیے بھیجا گیا۔**

**محترم جناب آصف علی زرداری صاحب دامت برکاتہ،**

**صدر مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان**

السّلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

**موضوع: فقہ جعفری کے پیروکاروں کے واسطے قانون سازی**

**(Subject: Legislation/Legislation for the Followers of Fiqh e Jafari)**

آئین پاکستان میں پاکستان میں بسنے والے تمام اسلامی فقہی مسالک (شیعہ، بریلوی، دیوبندی، اہلحدیث) کے پیروکاروں کے لیے حق دیا گیا ہے کہ ہر مسلک کے پیروکار اپنے اپنے مسلک کے مطابق زندگی گزارنے میں آزاد ہیں اور قرآن وسنت کی تعبیر ہر ایک کی اپنی مسلک کے مطابق معتبر ہوگی اور ہر ایک کے لئے اس کے اپنے فقہی مسلک کے مطابق قانون سازی (پرسنل لاء) کا حق ہے۔

اسلامی نظریاتی کونسل میں جانے کے بعد اس بات کو محسوس کیا گیا کہ کونسل میں جو سفارشات قانون سازی کی بھیجی جاتی رہی ہیں ان میں فقہ جعفری کے پیروکاروں کے لئے ان کے مسلک کے مطابق اختلافی مواد میں قانون سازی کی سفارش نہیں بھیجی گئی البتہ میں نے اس مسئلہ کو کونسل کے اجلاسوں میں اٹھایا اور اس بات پر زور دیا کہ جب کونسل کا ریسرچ کا شعبہ کسی فقہی بحث کو اراکین کے لئے تیار کرتا ہے تو اس میں آئمہ اہل بیت علیہم السّلام کو بھی شامل کیا کریں۔

**الحمدللہ!** اس بات کی اراکین کونسل نے بھی تائید کی اور دوسرے مسالک کے آئمہ فقہ کی آراء کے ساتھ ساتھ شعبہ ریسرچ اپنی تحقیقاتی ابحاث میں آئمہ اہل بیت علیہم السّلام کی آراء کو بھی بیان کرتے ہیں۔ میری یہ کوشش ہوتی ہے کہ جہاں کہیں اختلافی مسئلہ ہو اسے پوری وضاحت کے ساتھ پیش کروں اور میرے اختلافی نوٹ کو باقاعدہ کاروائی میں شامل کیا جاتا ہے۔ اسی طرح آئندہ کے لئے یہ بھی فیصلہ ہوا کہ اختلافی مقامات پر قومی اسمبلی کے لیے جو سفارش کونسل کی جانب سے جائے گی اس میں فقہ جعفری کے پیروکاروں کے لئے ان کے مسئلہ کے مطابق قانون سازی کی سفارش بھی کی جائے گی۔

**خصوصی اپیل:** ایک اہم مشکل جس سے فقہ جعفری کے پیروکار اس وقت دو چار ہیں وہ نکاح اور طلاق کے مسائل ہیں کہ عدالتوں میں فقہ حنفی کے مطابق فیصلے ہوتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ فقہ جعفری کے پیروکاروں کے لئے قانون سازی نہیں ہوئی اس میں آپ کی خصوصی توجہ درکار ہے۔ کونسل کے ذریعے آنے والی سفارش اور پھر اس کے مطابق قانون سازی ایک لمبا پروسیجر ہے اور اس کی عملی صورت حال بہت ہی مشکل نظر آتی ہے۔ اس کا آسان راستہ آپ کے پاس ہے۔ قومی اسمبلی کے اس سیشن سے بھی اس مسئلہ کو حل کروایا جاسکتا ہے۔

ہماری آپ سے یہ پرزور اپیل ہے کے اپنے خصوصی اختیارات استعمال کرتے ہوئے فقہ جعفری کے پیروکاروں کے لئے نکاح اور طلاق کے مسائل میں ان کی فقہ کے مطابق قانون سازی کی جائے۔اس عمل سے پاکستان میں بسنے والے کروڑوں شیعہ مسلمان آپ کے مشکور ہوں گے اور آپ کو ڈھیروں دعائیں دیں گے اس سلسلہ میں جہاں میری معاونت کی ضرورت ہو تو میری خدمات آپ کے لیے حاضر ہیں۔

آپ کے علم میں ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کے 20 ارکان میں سے میں اکیلا فقہ جعفری کی نمائندگی کر رہا ہوں اگر ایک اور ماہر فقہ جعفری کی نامزدگی ہو جائے تو اس سے میرے لیے فقہ جعفری کی نمائندگی کا حق ادا کرنے میں آسانی ہوگی۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ آپ کو زیادہ سے زیادہ خدمت خلق کی توفیق عطا کرے اور بتصدق محمد وآل محمد علیہم السلام آپ کو اپنے بچوں سمیت ہر قسم کی آفات و بلیات سے محفوظ رکھے۔

☆☆☆☆☆

# سیکریٹری وزارتِ قانون وانصاف کو لکھا گیا خط

## (Letter Written to Ministery of Law & Justice)

### محترمی جناب سیکریٹری وزارتِ قانون وانصاف، پاکستان

السّلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہ!

میں اسلامی نظریاتی کونسل کا رکن ہونے کی حیثیت سے ایک اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں جس سے پاکستان میں بسنے والے مسلمان عمومی طور پر اور شیعہ مسلمان خصوصی طور پر مبتلا ہیں۔

**مسئلے کی نوعیت: (The Nature of Issue/Problem)**

نکاح، طلاق، میراث وغیرہ سے متعلق جب کیسز (Cases) عدالت میں جاتے ہیں اور ان کیسوں کی سماعت کے بعد جو فیصلہ جات صادر ہوتے ہیں ان کی بنیاد عائلی قوانین آرڈیننس ہوتا ہے جبکہ عائلی قوانین آرڈیننس کی بہت ساری شقیں قرآن وسنت کے منافی ہیں۔

عدالتوں سے ہونے والے فیصلے خلاف شریعت مقدسہ ہوتے ہیں اور اس سے دین اسلام کے پیرو مسلمانوں کے لیے خاندانی حوالے سے بہت زیادہ پریشانیاں لاحق ہیں کیونکہ نکاح اور طلاق کی بابت جو مسائل درپیش ہوتے ہیں ان کا تعلق ازدواجی زندگی سے ہے اور حلال و حرام کا عنوان ان میں آتا ہے۔ جب تک شریعت کے مطابق طلاق نہ ہو دوسری جگہ شادی نہیں کی جا سکتی۔ جس کی وجہ سے بہت سارے گھرانوں میں خواتین اپنے بنیادی حق سے محروم ہو جاتی ہیں۔

میں اس وقت اسلامی نظریاتی کونسل کا رکن ہوں، میرے پاس فقہ جعفری کے پیروکار اپنے مسائل لے کر آتے ہیں جب کہ قانونی طور پر میرے پاس ان کا کوئی حل نہیں ہوتا۔

**اصل مشکل: (The Actual/genune Problem)**

یہ ہے کہ آئین پاکستان نے جو حق اپنے ہر شہری کے لیے دیا ہے کہ ہر شخص پرسنل لاز (Personal Laws) میں اپنے مسلک کے مطابق زندگی گزارنے کا حق رکھتا ہے اور یہ حق مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم شہریوں کو بھی حاصل ہے۔

**مقام افسوس:**

افسوس اس بات کا ہے کہ قومی اسمبلی سے ہندو، عیسائی اور سکھ کے لئے تو ان کے اپنے مسلک کے مطابق قانون سازی کردی گئی اور یہ سہولت ان کے لئے حاصل ہے اور عدالتوں میں ان کے کیسز (Cases) کے فیصلہ جات ان کے اپنے اپنے مسلک کے مطابق ہوتے ہیں۔

**جبکہ:** اسلامی مملکت خداداد میں یہ حق مسلمانوں کے لئے حاصل نہیں ہے۔ یہ بات واضح ہے اور اس میں دو رائے نہیں کہ مملکت خداداد پاکستان کا آئین اسلامی آئین ہے اور اس میں قومی اسمبلی کو اس بات کا پابند کیا گیا ہے کہ وہ قرآن و سنت کے مطابق قانون سازی کرے اور اس کے ساتھ ساتھ آئین ہی میں یہ وضاحت بھی کردی گئی ہے کہ پرسنل لاز (Personal Laws) کے حوالے سے قرآن و سنت کی تعبیر ہر مسلم فرقہ کے اپنے اپنے مسلک کے مطابق معتبر ہوگی۔

**لیکن:** 1961ء میں جناب محمد ایوب خان کے مارشل لاء کے دور میں ایک آرڈیننس کے ذریعے عائلی قوانین کا نفاذ ہوا جس کی بعض شقیں قرآن و سنت کے خلاف ہیں۔ ان قوانین میں ترامیم اسلامی نظریاتی کونسل نے تجویز کیں۔ وزارت قانون اور وزارت مذہبی اُمور نے بھی ان سفارشات کی نہ فقط تائید کی بلکہ عائلی قوانین کو اسلام کے لئے بدنما داغ بھی کہا۔

لیکن اس کے باوجود قومی اسمبلی سے ابھی تک ان سفارشات کی روشنی میں فیملی لاز (Family Laws) کی اصلاح نہیں کی گئی جس کی وجہ سے نچلی عدالتوں میں جو فیصلہ جات پرسنل لاز کیسز (Personal Laws Cases) کے حوالے سے ہو رہے ہیں وہ خلاف شریعت ہوتے ہیں۔

**البتہ:** اگر اعلیٰ عدالتوں میں کسی فیصلہ کو چیلنج کیا جائے تو پھر آئین کی روشنی میں ان کیسوں کا فیصلہ تبدیل ہو جاتا ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ ہر شخص اعلیٰ عدالتوں میں اپیل کی استطاعت نہیں رکھتا جس وجہ سے اکثریت غیر شرعی فیصلہ جات کے نتائج بھگتنے پر مجبور ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ آپ قانون سازی کے ذمہ دار ہونے کی حیثیت سے اس مسئلے کا حل نکالیں۔

**میری تجویز:** یہ ہے کہ قومی اسمبلی سے ایسا قانون آئین پاکستان کی روشنی میں پاس کروایا جائے جس کی روشنی میں پاکستان میں بسنے والے مسلمان پرسنل لاز (Personal Laws) کے حوالے سے قانونی مشکلات سے چھٹکارا حاصل کرلیں گے۔

**میری تجویز ہے کہ:** پاکستان میں بسنے والے مسلمانوں کے پرسنل لاز (Personal Laws) کی بابت جو کیسز عدالتوں میں دائر ہوں، عدالتیں ان کیسز (Cases) کے فیصلہ جات درخواست دہندہ کے مسلک کے مطابق کریں۔ درخواست ہندہ جس فرقہ کا پیروکار ہے اسی کے مطابق عدالت فیصلہ دینے کی پابند ہو اور جج صاحبان فیصلہ دیتے وقت اپنی معاونت کے لیے اس فقہ کے عالم سے تعاون حاصل کر سکتے ہیں یا کسی اور طریقہ سے متعلقہ کیس کے متعلق فقہی معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔

فیملی لاز آرڈیننس (Family Laws Ordinance) کے حوالے سے ایک جائزہ رپورٹ میں نے تیار کی ہے جسے اسلامی نظریاتی کونسل میں پیش کیا گیا اور اس سے پہلے یہ رپورٹ صدر مملکت، وزیراعظم، وزارت قانون وانصاف اور وزارت مذہبی امور کو ارسال کی جاچکی ہے۔

جائزہ رپورٹ اور وزیراعظم پاکستان کو بھیجے گئے خط کی کاپی آپ کی اطلاع کے لئے اس خط کے ہمراہ بھیجی جارہی ہے۔[1]

**یہ خط مورخہ: 12-03-2014 کو وزارت قانون وانصاف کے لیے بھیجا گیا۔**

[1] . اس مضمون کے خطوط صدر مملکت جناب ممنون حسین اور صدر مملکت جناب عارف علوی صاحب، وزیراعظم یوسف رضا گیلانی، وزیراعظم نواز شریف، وزیراعظم شاہد خاقان عباسی، وزیراعظم عمران احمد خان، چیئرمین سینیٹ، سپیکر قومی اسمبلی، وزراء قانون اور سنیئر مشیر قانون سازی کو بھی بھیجے گئے۔

# فقہ جعفری کے مطابق قانون سازی کی روئیداد

## (Summry about legislation according to Fiqh e Jafari)

**الحمد للہ!** اللہ تعالیٰ نے جس چیز سے ہمیں نوازا ہے وہ یہ ہے کہ **"مسلم عائلی قوانین"** کے سیکشن **4** بابت میراث اور سیکشن **7** بابت طلاق میں ترمیم کے بعد شیعہ خواتین کے میراث اور طلاق کے مسائل عدالتوں سے فقہ جعفری کے مطابق حل ہوں گے؛ یہ نو سالہ جدوجہد کا نتیجہ ہے۔

میں 2011ء میں اسلامی نظریاتی کونسل کا رکن نامزد ہوا۔اسلامی نظریاتی کونسل ایک آئینی ادارہ ہے۔ 1973ء میں متفقہ طور پر پاس ہونے والے آئین پاکستان میں یہ طے ہوا کہ جتنے بھی قوانین بنیں گے وہ قرآن وسنت کے مطابق ہوں گے۔ ہمارا دستور جو کہ آئین پاکستان ہے یہ اسلامی آئین ہےاور اسلامی جمہوریہ پاکستان ہمارے ملک کا نام ہے۔ قومی اسمبلی میں جب قانون بنتے ہیں ان قوانین کو قرآن وسنت کے مطابق ہونا چاہیے جبکہ قومی اسمبلی میں جو ممبر بن کر آتے ہیں وہ سب قرآن و سنت سے واقف نہیں ہوتے، لہٰذآئین کی دفعہ **227** سے **231** تک کے تحت اس حوالے سے آرٹیکلز آئین میں موجود ہیں۔ اس کام کی نگرانی کے لیے ایک ادارہ بنا دیا گیا جس کا نام اسلامی نظریاتی کونسل رکھا گیا۔اس کی ذمہ داری یہ قرار پائی کہ جو بھی قانون بنے گا وہ اس کونسل کے پاس آئے گا، کونسل اسے دیکھے گی اگر وہ قانون قرآن وسنت کے مطابق ہوگا تو کہے گی ٹھیک ہے اور اگر قرآن وسنت کے مطابق نہیں ہوگا تو یہ کونسل قومی اسمبلی کو واپس بھیج دے گی کہ آپ نے یہ جو قانون پاس کیا ہے وہ قرآن وسنت کے خلاف ہے لہٰذا اس میں ترمیم کریں۔

اسلامی نظریاتی کونسل کے کم از کم آٹھ ارکان ہوتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ 20، 8 ارکان میں 4 مختلف مسالک کے جید علماء ہوتے ہیں جن میں فقہ جعفری، بریلوی، دیوبندی اور اہلحدیث (مسالک کے) علماء ہوتے ہیں (بریلوی اور دیوبندی عقیدتاً مختلف ہیں، دیوبندی عقیدتاً وہابی ہیں جبکہ بریلوی عقیدتاً اہل بیت علیہم السلام اور اولیاء کرام اور صوفیائے عظام سے توسل اور ان کے مزارات

پر حاضری دینے کے حوالے سے جانے جاتے ہیں) دیوبندی اور بریلوی پاکستان میں امام ابو حنیفہ کے مقلد ہیں اور اہلحدیث غیر مقلد ہیں، وہ کسی کی تقلید نہیں کرتے بلکہ سلف صالح کے تابع ہوتے ہیں اور شیعہ فقہ جعفری کے پیروکار ہیں۔ کونسل میں چار مختلف مسالک کے نمائندے موجود ہوتے ہیں اسی طرح ایک قانون دان، ایک ریٹائرڈ جج، ایک خاتون، ایک اقتصادی ماہر، اس طرح کل آٹھ افراد مکمل ہوتے ہیں اور ان آٹھ میں سے ایک کو چیئرمین بنایا جاتا ہے۔ اس کونسل کی تشکیل کا طریقہ کار یہ ہے کہ ناموں کو تجویز کیا جاتا ہے جو کہ مختلف وزارتوں کی طرف سے آئے ہوتے ہیں وہ نام وزیراعظم کے پاس جاتے ہیں اور وزیراعظم وہ نام صدر مملکت کے پاس بھیج دیتے ہیں اور صدر مملکت ان کو کونسل کا ممبر نامزد کرتے ہیں۔ ہر ممبر تین سال کے لئے نامزد ہوتا ہے جب سے یہ ادارہ بنا ہے ہر دور میں شیعہ اس میں موجود رہے ہیں۔ 1973ء سے پہلے جب سے پاکستان بنا ہے یہ ادارہ مختلف ناموں کے ساتھ اسلامی قوانین بنانے کے لئے موجود رہا ہے۔

2011ء میں مجھے توفیق ملی اور میں اسلامی نظریاتی کونسل کا ممبر بنا، وہاں جا کر مجھے احساس ہوا کہ آئین میں ہمیں جو حق دیا گیا ہے اور آئین میں واضح کہا گیا ہے کہ تمام قوانین قرآن وسنت کے مطابق ہوں گے، پھر صدارتی آرڈیننس نمبر 3 جو ضیاء الحق صاحب کے دور میں 1980ء میں جاری ہوا، اس میں یہ کہا گیا کہ **قرآن وسنت کی تفسیر اور تعبیر ہر فرقے کے لئے وہی معتبر ہوگی جو اس فرقے کے ہاں معتبر ہے**۔ اس آئین میں یہ بھی کہا گیا کہ ہر مسلک کے لئے اس کے جو احوال شخصیہ ہیں جیسے نکاح، طلاق، میراث، اوقاف، مراسم جیسے جو بھی شخصی معاملات ہیں اس میں کہا گیا کہ اس حوالے سے ان کے لئے ان کی اپنی فقہ کے مطابق فیصلے ہوں گے۔ یعنی احوال شخصیہ میں ہر ایک کے لیے قانون اس کی اپنی فقہ کے مطابق ہوگا اور اس پر کوئی دوسری فقہ لاگو نہیں ہوگی۔

لیکن عملاً ایسا ہوا کہ فقہ جعفری کے حوالے سے اسمبلی میں قانون نہ بنا۔ عائلی قوانین جو گھرانے سے متعلق قوانین ہیں 1962ء میں جب جنرل ایوب خان صاحب کا دور تھا اس وقت ایک آرڈیننس جاری ہوا اور **"مسلم عائلی قوانین"** کو تمام مسلمانوں کے لیے قرار دیا گیا کہ تمام مسلمانوں

کے جتنے شخصی معاملات ہیں ان میں نکاح، طلاق، میراث اور دیگر مسائل؛ سب کے لیے فیصلہ جات اس کے مطابق ہوں گے لیکن **"مسلم عائلی قوانین"** میں شیعوں کو ان کا حق نہیں دیا گیا لہٰذا عدالتوں سے جو فیصلے ہوتے رہے وہ شیعوں کے لیے ان کی فقہ کے خلاف ہوتے تھے بالخصوص میراث، طلاق بارے فیصلہ جات فقہ جعفری کے خلاف ہوتے رہے۔

اسلامی نظریاتی کونسل میں جب میں گیا تو میں نے محسوس کیا آئین نے ہمیں جو حق دیا ہے وہ ہمیں آج تک نہیں دیا گیا لہٰذا اس حق کو حاصل کرنا چاہیے اس کے لیے کئی مراحل میں کام کیا گیا۔

## پہلا مرحلہ: (First Step)

یہ تھا کہ فقہ جعفری کے احوال شخصیہ سے مربوط مسائل کو قانون کی زبان میں لکھا جائے۔ اس کے لیے ہم نے مشہد و قم سے پاکستانی فضلاء و محققین کی ایک جماعت کو اپنے ساتھ ملایا اور اس پر کام شروع کر دیا۔ الحمد للہ! اس حوالے سے ہم نے فقہ جعفری کے مطابق قانون کی دس جلدوں پر مشتمل **"موسوعہ قوانین اسلام"** کتابیں تیار کیں؛ اس میں کچھ جلدیں چھپ چکی ہیں: قانون نکاح، قانون طلاق، قانون خمس، قانون زکوۃ اور اس کے علاوہ باقی کتابیں تیار ہو چکی ہیں ان شاء اللہ وہ سب بھی جلد چھپ جائیں گی۔

ہم نے جو کام کیا وہ استدلالی ہے یعنی جو بھی قانون فقہ جعفری کے مطابق بیان کیا گیا ہے اس میں فقہ جعفری کے مطابق قانون لکھا ہوا ہے اور قانون میں جو الفاظ استعمال ہوئے ہیں ان کے معانی لکھے گئے ہیں اس کے بعد مستندات۔ یعنی اس قانون کے لئے قرآن سے جو ثبوت ہے تو وہ آیت لکھی ہے اس کے بعد **مستند حدیثی** جو حدیث نبویؐ اس قانون کی تائید میں ہے وہ روایات لکھی ہیں۔ اس کے بعد آئمہ اہل البیتؑ سے جو روایات اس قانون کی تائید کے لیے ہیں وہ لکھی ہیں۔ اس کے بعد ہم نے کوشش کہ کہ عدالتی نظائر اور سابقہ ادوار میں اس قانون کے مطابق عدالتوں سے صادر ہونے والے فیصلوں کو بطور مثال پیش کیا جائے۔ آخر میں ہم نے فقہاء اہل سنت کی رائے کہ جو اس

قانون کے مطابق ہے یا مخالف ہے وہ دے دی ہے۔ الحمد للہ ! ایسی ترتیب سے کتاب تیار ہوئی کہ اس ترتیب سے عربی اور فارسی میں بھی موجود نہیں۔ البتہ فقہ جعفری کی قانون کی زبان میں اردو میں یہ پہلی کتاب بر صغیر میں آئی ہے۔ انگلش اور اردو میں اس سے پہلے کوئی ایسی کتاب موجود نہیں ہے۔ یہ مفصل کتاب ہے۔

اس کتاب کی تکمیل کے لیے مشہد و قم کے فضلاء کے علاوہ قانونی ماہرین کے معاونت حاصل رہی اور سارا کام "**مرکز تحقیقات منتہائے نور**" کے تحت ہوا۔ اس موسوعہ کو مکمل کرنے میں نو سال کا عرصہ لگا۔ دوسری اشاعت میں کفالت، وکالت کے قوانین بھی شامل کئے ہیں اور آخر میں کچھ جدید مسائل کا بھی اضافہ کرکے اسے زیادہ سے زیادہ مفید بنایا گیا ہے۔

**"مسلم عائلی قوانین بمطابق فقہ جعفری"**

**Muslim Family Laws**
**According to Fiqa e Jafria**
**(Shia School thought)**

اس استدلالی کتاب کے علاوہ ہم نے ایک علیحدہ کتاب تیار کی جس میں فقط قوانین لکھے گئے اور قوانین کے مستندات اور حوالہ جات نہیں لکھے۔ اس کا نام **"مسلم عائلی قوانین بمطابق فقہ جعفری"** رکھا ہے کیونکہ **"مسلم عائلی قوانین"** جو عدالتوں میں بطور حوالہ موجود ہیں ہم نے **"مسلم عائلی قوانین بمطابق فقہ جعفری"** تیار کی تاکہ عدالتوں کی اس حوالے سے معاونت کی جاسکے اور وہ شیعوں کے لیے ان کی فقہ کے مطابق فیصلے صادر کریں۔ یہ ساڑھے چار سو صفحات پر مشتمل کتاب ہے، جو وکیلوں کے لئے بھی مددگار ثابت ہو گی۔ اس میں نکاح، طلاق، میراث، وصیت سے متعلق قوانین موجود ہیں۔ یہ ہمارا پہلا کام تھا۔ اس کی اشاعت میں دوسرا مرحلہ :

**دوسرا مرحلہ : (Second Step)**

اس حوالے سے حکومت سے رابطہ کرنا تھا۔ اس وقت پیپلز پارٹی کی حکومت تھی، ہم نے صدر مملکت جناب آصف علی زرداری صاحب کو خط لکھا کہ شیعوں کا آئینی حق ہے کہ انہیں احوال شخصیہ میں ان کی فقہ کے مطابق عدالتوں سے فیصلے ملیں۔ یہ حق ابھی تک نہیں دیا گیا لہٰذا آپ آرڈیننس کے ذریعہ یا قومی اسمبلی میں بل پیش کروائیں کہ شیعہ کے **"احوالِ شخصیہ"** ہیں، ان میں ان کی اپنی فقہ کے مطابق فیصلے ہوں اور اس کے لئے اس وقت کے وزیر اعظم جناب یوسف رضا گیلانی صاحب سے بھی ملاقات ہوئی اور اس کے علاوہ بھی بہت ساری حکومتی شخصیات سے اس حوالے سے خط وکتابت ہوئی اور یہ سلسلہ موجودہ حکومت تک جاری رہا اور یہ کوشش کی گئی کہ خود اسلامی نظریاتی کونسل کے ذریعہ اس بات کو آگے بڑھایا جائے۔ چونکہ اسلامی نظریاتی کونسل کے اختیار میں ہے کہ وہ جہاں دیکھے کہ قانون موجود نہیں ہے تو وہ اسمبلی کو قانون بنانے کی سفارش بھیج سکتے ہیں۔

لہٰذا ہم نے کوشش کی کہ کونسل سے سفارش اسمبلی میں جائے، اس کے نتیجہ میں ایک قرار داد اسلامی نظریاتی کونسل میں پاس کی گئی اور اس سفارش کو قومی اسمبلی بھیجا گیا لیکن اس سے ہمارا مسئلہ حل نہ ہوا۔

**تیسرا مرحلہ : (Third Step)**

## سپریم کورٹ میں رجوع

### (Referral to the Supreme Court)

آئین کے ماہر قانون دانوں سے مشاورت کے بعد ہم سپریم کورٹ میں گئے۔ سپریم کورٹ میں ہم نے آئینی پٹیشن دسمبر 2016ء کو دائر کی اور اس میں درخواست دی گئی کہ آئین کہتا ہے کہ تمام قوانین قرآن وسنت کے مطابق ہوں گے۔ شیعہ کی فقہ جعفری ہے جبکہ **"احوالِ شخصیہ"** بارے فقہ

جعفری کے مطابق قوانین موجود نہیں ہیں اور **"مسلم عائلی قوانین"** اس ضرورت کو پورا نہیں کرتے لہٰذا آپ قومی اسمبلی کو حکم دیں کہ وہ شیعوں کے لئے ان کی اپنی فقہ کے مطابق قانون بنائے۔

۸ مارچ ۲۰۱۷ میں سپریم کورٹ نے اس کیس کو سننے کا فیصلہ کیا اور اس بارے دو رکنی بنچ بنایا گیا جس میں جسٹس اعجاز افضل اور جسٹس اعجاز احسن شامل تھے۔ اکتوبر ۲۰۱۷ میں اس کیس کی سماعت ہوئی، ہماری طرف سے جناب ایڈوکیٹ فیض رسول جلبانی صاحب پیش ہوئے۔ مفصل بحث کے بعد اس بینچ نے پانچ نکات پر مشتمل فیصلہ دیا۔

ہمارے وہاں جانے کا فائدہ یہ ہوا کہ سپریم کورٹ نے پانچ نکات پر مشتمل فیصلہ دیا اور اس میں چوتھا نکتہ یہ تھا کہ **"مسلم عائلی قوانین"** میں شیعوں کو آئینی استثنیٰ ملنا چاہیے اور اس میں نکاح، طلاق، میراث، وصیت، مراسم اور اوقاف جیسے عناوین لکھے اور لکھا کہ بالخصوص طلاق جو **"مسلم عائلی قوانین"** کا سیکشن 7 ہے اس کا طریقہ فقہ جعفری سے مختلف ہے لیکن سپریم کورٹ نے فیصلہ دیا کہ ہماری آبزرویشن کے ساتھ آپ کے نمائندے قومی اسمبلی میں جائیں اور قانون سازی کے لئے خود تحریک پیش کریں۔ **(مورخہ: 2/6/2016)**

**چوتھا مرحلہ: (Fourth Step)**

## غیبی مدد (Occult help)

میں اس کو غیبی امداد سے تعبیر کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس طرح ہماری غیبی امداد فرمائی کہ 2016ء میں ایک کیس جو کہ ضلع چکوال کا تھا کہ شیعہ بیوہ جس کے شوہر کی اولاد نہ تھی اور اس کی میراث کا مسئلہ تھا؛ نچلی عدالت نے ان کو حق سے محروم کر دیا۔ اگلی عدالت نے بھی اسے محروم رکھا کہ شیعہ بیوہ کے لئے میراث نہیں ہے۔ وہ خاتون ہائی کورٹ راولپنڈی بنچ میں آئی۔ راولپنڈی کی عدالت نے مجھے باقاعدہ 2 جون 2016ء کو معاونت کے لئے بلایا؛ میں نے وہاں پیش ہو کر اپنا موٴقف پیش کیا۔ میری کتاب قانون میراث، (چاپ اول) قانون نکاح، قانون طلاق پہلے ہی ان کے

پاس پہنچائی جاچکی تھیں۔ جناب معزز جسٹس عبادالرحمٰن نے جو فیصلہ دیا اس میں دوسری شق یہ تھی کہ انہوں نے وزارت قانون کو لکھا کہ **وزارت قانون شیعہ بیوہ کی "میراث بمطابق فقہ جعفری" کے لئے قانون تجویز کرے۔**

یہ آرڈر 8 جون 2016ء کو وزارت قانون کو چلا گیا اور اس وقت جناب نواز شریف کا دور تھا۔ میں نے جنوری 2017ء میں وزارت قانون کو لکھا کہ آپ کے پاس جو آرڈر ہائی کورٹ راولپنڈی بینچ کا آیا ہے اس کے بارے آپ نے کیا اقدام کیا ہے؟ میرے استفسار پر باقاعدہ ایڈیشنل سیکرٹری کی سربراہی میں پانچ رکنی کمیٹی تشکیل دے دی گئی جس کا میں ممبر تھا اور اسلامی نظریاتی کونسل کے سیکرٹری بھی بطور ممبر موجود تھے۔ یہ کمیٹی اس لئے بنی تھی کہ شیعہ بیوہ کے لئے فقہ جعفری کے مطابق قانون تجویز کرے۔ اس کے کئی اجلاس ہوئے، اس میں مختلف ممالک کے قوانین بھی منگوائے گئے، بالخصوص ایران کا قانون منگوایا گیا۔ اس میں فیصلہ یہ ہوا کہ فقہ جعفری کے مطابق قانون اس ترتیب سے ہوگا کہ سیکشن ۶ میں وضاحت دی جائے کہ شیعہ بیوہ کو فقہ جعفری کے مطابق میراث ملے گی۔ اس بارے جو ڈرافٹ تیار ہوا اس کی منظوری کے لیے لاء ریفارمز کو بھیج دیا کیونکہ انہوں نے اس کی فائنل منظوری دینی تھی۔ کمیٹی 12 ارکان پر مشتمل تھی اس وقت وزیر قانون جناب زاہد حامد صاحب تھے؛ ان کی صدارت میں اجلاس ہوا۔ میرے ساتھ میرے وکیل جناب فیض رسول جلبانی اور جناب سکندر عباس گیلانی ایڈوائزر ٹو قائد ملت جعفریہ بھی موجود تھے۔ اس اجلاس میں یہ طے ہوا کہ فقط ایک مسئلے کے لیے نہیں بلکہ میراث کے جتنے مسائل ہیں ان سب میں شیعوں کے لیے ان کا اپنا علیحدہ قانون ہونا چاہیے۔ ہم نے اس تجویز کو قبول کیا اور میراث کے تمام مسائل کو سامنے رکھ کر قانونی ڈرافٹ کی تیاری کا کام جناب فیض رسول جلبانی صاحب کے سپرد کیا کیونکہ ہم نے مسودہ تیار کرکے وزارت قانون کی کمیٹی کو پیش کرنا تھا۔ اس پر کافی اجلاس ہوئے۔ یہ سلسلہ جاری تھا کہ جناب نواز شریف کی حکومت ختم ہوگئی اور جناب شاہد خاقان عباسی کی حکومت آگئی، سپریم کورٹ سے بھی فیصلہ آچکا تھا کہ شیعوں کا طلاق کا مسئلہ بھی ہے اس طرح طلاق اور

میراث دونوں مسائل بارے باقاعدہ فقہ جعفری کے مطابق بل تیار ہوااور وہ بل شاہد خاقان عباسی جو کہ اس وقت کے وزیراعظم تھے ان کی کابینہ میں مارچ 2018ء میں پیش ہوا۔ مارچ 2018ء کو باقاعدہ ترمیمی بل **"مسلم عائلی قوانین"** کے حوالے سے پاس ہوااور اس کو اسلامی نظریاتی کونسل میں بھیج دیا گیا۔ اس کے بعد الیکشن کا دور آگیااور اس وقت اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین موجود نہیں تھے اور ان کے تقرر میں تاخیر ہوئی۔ جس وجہ سے خاقان عباسی کی کابینہ سے جو استفسار اسلامی نظریاتی کونسل سے کیا گیا اس کے جواب میں تاخیر ہو گئی۔

## پانچواں مرحلہ: (Fifth Step)

اس کا تعلق تحریک انصاف کی حکومت سے ہے، اس کا آغاز اس طرح ہوا کہ جناب خاقان عباسی کی کابینہ نے جو مارچ ۲۰۱۸ کا ترمیمی بل اسلامی نظریاتی کونسل کو بھیجا تھا، نومبر ۲۰۱۸ کو کونسل کا اجلاس ہوا، کونسل کے اجلاس میں اس خط کی روشنی میں بحث کے بعد کونسل میں متفقہ طور پر فیصلہ ہوا کہ **"مسلم عائلی قوانین"** کا سیکشن 4 جو میراث سے متعلق ہے اس میں شیعہ بیوہ کے لئے فقہ جعفری کے مطابق ترمیم کی جائے تاکہ شیعہ بیوہ کو اس کی اپنی فقہ کے مطابق میراث ملے اور **"مسلم عائلی قوانین"** کے سیکشن 7؛ اس کے بارے یہ فیصلہ کیا گیا کہ شیعہ کا جو طریقہ طلاق ہے وہ بھی ان کی اپنی فقہ کے مطابق ہو۔ تیسری بات یہ کہ میراث کے جتنے مسائل ہیں ان سب میں فقہ جعفری کے مطابق قانون سازی کی جائے۔ اس کے لئے علیحدہ بل تیار شدہ جو شاہد خاقان عباسی کی کابینہ سے پاس ہو کر آیا تھا اسے قبول کر لیا گیا۔ کونسل کی سفارش کا ابتدائی فیصلہ وزارت قانون میں بھیج دیا گیا۔ بعد میں اسلامی نظریاتی کونسل کے بعد والے اجلاس میں نومبر 2018 کے فیصلہ کی تائید شدہ باقاعدہ سفارش بھیجی گئی۔ جس کی روشنی میں وزارت قانون میں اس بارے بحث کا آغاز ہوتا ہے، کافی رابطوں کے بعد عمران خان کی کابینہ نے فیصلہ کیا کہ اسے قومی اسمبلی میں پیش کیا جائے اس طرح 2019ء میں قومی اسمبلی میں یہ بل پیش ہوا۔ قومی اسمبلی نے اس بل کو قائمہ کمیٹی برائے قانون و انصاف کے سپرد کر دیا۔ اس کمیٹی کے 22 اراکین تھے اور جناب ریاض فتیانہ صاحب اس

کے چیئرمین تھے۔ اس کمیٹی کے کئی اجلاس ہوئے جن میں پیش ہوتا رہا اور 2، 2 گھنٹے ان کے سوالات کے جوابات دیتا رہا؛ اسلامی نظریاتی کونسل سے بھی ریسرچ ونگ کے نمائندے شریک ہوتے رہے؛ بالآخر مئی 2020ء میں قائمہ کمیٹی نے اس بل کو پاس کر دیا۔ اس کے بعد اس بل کو پاس ہونے کے لیے قومی اسمبلی میں پیش ہونا تھا لیکن اس کے لئے پورا ایک سال گزر گیا اور بل قومی اسمبلی میں پیش نہ ہوا۔ ہم نے پھر دوبارہ جدوجہد کی کہ یہ بل کہیں غائب نہ ہو جائے اس کے لئے وزیراعظم و صدر مملکت تک کو کہنا پڑا اور اس کے لئے مختلف وزراء سے بھی رابطے کئے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین جناب ڈاکٹر قبلہ ایاز صاحب نے بھی ہماری بہت مدد کی اور انہوں نے بھی اس حوالے سے وزارت کو یاد دھانی کے لئے دوبارہ خط بھیجا۔ بالآخر 10 جون 2021ء کو یعنی ایک سال کے بعد یہ بل قومی اسمبلی سے پاس ہو گیا اور اس کے بعد اس بل کو سینیٹ میں بھیجا گیا اور سینیٹ میں اس بل کو پاس کرنے کی بجائے اسے سینیٹ کی قائمہ کمیٹی کو بھیج دیا گیا جبکہ اس کی ضرورت نہ تھی۔ سینیٹ کی قائمہ کمیٹی نے بلاجواز اور بغیر کسی مستند بنیاد کے اسے فرقہ وارانہ بل قرار دے کر اس بل کو منظور نہیں کیا جبکہ قائمہ کمیٹی کے چیئرمین بیرسٹر سید علی ظفر سے میں نے ملاقات کرکے اس بل کے بارے انہیں مکمل آگہی دے دی تھی، انہوں نے بظاہر اطمینان دلایا لیکن یکم جولائی 2021 کے اجلاس میں اس کے برعکس کیا۔ قائمہ کمیٹی کی مخالفت بلاجواز تھی اس کے لئے پھر نئے سرے سے کام شروع کر دیا۔

### آخری مرحلہ: (Last Step)

آخری مرحلہ بہت سخت تھا کیونکہ اس کام پر نو سال صرف ہو چکے تھے، تمام رکاوٹیں دور ہو چکی تھیں، لیکن جب سینٹ کی قائمہ کمیٹی نے آئین پاکستان کی مخالفت کرتے ہوئے اس بل کو فرقہ وارانہ قرار دے کر رد کر دیا تو مجھے ایک بار پھر سے نئے سرے سے کام کرنا پڑا، اس کے لیے سینیٹ کے چیئرمین سمیت حکومتی وزراء، حزب اختلاف کے ذمہ داران، پی پی کے سیکرٹری جنرل اور مسلم لیگ کے راہنما صابر شاہ اور شاہد خاقان عباسی سے اس حوالے تفصیلی ملاقاتیں کیں۔ اسی طرح

تحریک انصاف کے ذمہ داران جناب ایڈوکیٹ بابر اعوان، وزیر پارلیمانی امور علی محمد خان صاحب، سنیٹر چوہدری اعجاز حسین صاحب، وفاقی وزیر مذہبی امور جناب نورالحق قادری صاحب سے ملاقاتیں کیا۔ آئینی حق کے ثبوت میں سب سینیٹرز صاحبان کو مفصل خط بھی بھیجا گیا، بہرحال اس کا فائدہ یہ ہوا کہ سینیٹ کمیٹی کا فیصلہ سینیٹ میں پیش نہ ہوا۔ کئی علماء اہل سنت جن میں اہلحدیث، دیوبندی، بریلوی اور مشائخ شامل تھے، انہوں نے سینٹ کے چیئرمین کو خطوط بھیجے کہ اس بل کو پاس کرنے سے نہ فقط فرقہ واریت نہیں بلکہ یہ فرقہ وارانہ ہم آہنگی کا سبب بنے گا۔ اس طرح کچھ شیعہ علماء کے خطوط بھی سینیٹ کے چیئرمین کو بھیجے گئے۔ بالخصوص مفتی کفایت حسین آزاد کشمیر اور جناب ڈاکٹر شبیر حسین میثمی اور جناب شہنشاہ حسین نقوی اور علامہ محمد حسین اکبر ممبر اسلامی نظریاتی کونسل اور علامہ حافظ کاظم رضا شامل ہیں۔ اس کے بعد وفاقی وزیر قانون سے تفصیلی ملاقات ہوئی اور صورتحال یہ تھی کہ قومی اسمبلی سے یہ بل پاس ہو گیا تھا اسے منسوخ نہیں ہونا تھا۔ وزیر قانون سے ملاقات کی تو انہوں نے وعدہ دیا کہ ضابطہ کے مطابق اسے سینٹ اور قومی اسمبلی کے مشترکہ اجلاس میں پیش کیا جائے گا چنانچہ 17 نومبر 2021ء کو قومی اسمبلی اور سینیٹ کا مشترکہ اجلاس ہوا اور اس میں یہ بل پیش ہوا اور مشترکہ اجلاس میں اس بل کو یعنی ''طلاق اور میراث'' دونوں کو پاس کر دیا گیا۔ اس کے لئے باقاعدہ ایک طریقہ کار ہوتا ہے کہ جب کوئی بل پاس ہو جائے تو صدر مملکت کے پاس جاتا ہے اور صدر مملکت اس پر دستخط کرتے ہیں اور اس طرح وہ باقاعدہ ایک قانون بن جاتا ہے۔ 2 دسمبر 2021ء کو صدر مملکت نے اس بل پر دستخط کر دیے ہیں۔ اس طرح یہ باقاعدہ قانون بن گیا ہے۔ **الحمد للہ!** ہماری 9 سالہ جدوجہد اور اس پر مسلسل کام اور سینکڑوں صفحات پر مشتمل خط وکتابت، دسیوں ملاقاتیں یہ سب محنت اور جدوجہد رنگ لائی۔ اس کے پیچھے مؤمنین کی دعائیں، علماء کی حمایت اور قائد ملت جعفریہ کی راہنمائی شامل رہی۔ الحمد للہ قانون بن گیا۔

## اچھی خبر (Positive News)

جب سے پاکستان بنا ہے پہلی دفعہ یہ اچھی خبر شیعوں کو ملی کہ ان کے لئے اپنی فقہ کے مطابق ان دو مسائل میں فیصلے ہوں گے۔ پہلا مسئلہ میراث کا ہے جو سیکشن 4 مسلم عائلی قوانین کا ہے کہ میراث شیعہ بیوہ کو ان کی اپنی فقہ کے مطابق ملے گی اور اس کی حق تلفی نہیں ہو گی اور دوسرا سیکشن 7 ہے جو طلاق کے متعلق ہے۔ روزانہ عدالتوں سے فقہ جعفری کے خلاف انہیں فیصلے مل رہے ہوتے ہیں اب شیعہ کی طلاق فقہ جعفری کے مطابق ہو گی۔ ان شاء اللہ اس کی روشنی میں دیگر **"احوالِ شخصیہ"** سے مربوط مسائل بارے بھی جہاں ضرورت پیش آئی فقہ جعفری کے مطابق قوانین بنیں گے؛ یہ ایک مثال قائم ہو گئی ہے۔ اب شیعہ کو ان کے آئینی حقوق لینے میں آسانی ہو گی۔ **الحمد للہ!** ان دو مسائل بارے قانون بن گیا اور اس کے لئے وکلاء ہماری کتاب **"مسلم عائلی قوانین بمطابق فقہ جعفری"** سے راہنمائی لے سکتے ہیں اور اسے ہمارے دفتر سے منگوا سکتے ہیں۔

**(راقم کی یہ تحریر مورخہ 09 دسمبر 2021ء کو ماہنامہ پیام زینب میں چھپ چکی ہے)۔**

# تقریظ (Appreciation)

## از: سردار فیض رسول جلبانی (ایڈووکیٹ سپریم کورٹ)

ہر قوم کی اپنی ایک تہذیب ہوتی ہے۔ عام طور پر تہذیب کا سرچشمہ مذہب ہوتا ہے۔ ہر تہذیب میں عدل و انصاف کا نظام انتہائی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ تہذیبیں اپنے عدل و انصاف کے نظام سے نہ صرف پہچانی جاتی ہیں بلکہ نظام عدل و انصاف کسی بھی تہذیب کی بقاء کا سرچشمہ ہوتا ہے۔

اصطلاحی مفہوم میں عدل سے مراد ہے کہ انسانی زندگی کے ہر دو پہلو یعنی انفرادی اور اجتماعی حیات میں توازن و تناسب قائم ہو۔ ہر ایک کا حق اسے بے لاگ طریقے سے ادا کیا جائے۔ کسی کی حق تلفی نہ ہو، گویا عدل کا تقاضا یہ ہے کہ ہر شخص کو اس کے اخلاقی، معاشی، معاشرتی، سیاسی اور تمدنی حقوق پوری ایمانداری سے ادا کیے جائیں اور کسی کے ساتھ کوئی ظلم و ناانصافی نہ ہو۔ قرآن حکیم کی رو سے عدل انسانی معاشرے کی جان ہے۔

انسان کو دُنیا و آخری کی ناکامیوں اور رسوائیوں سے بچانے کے لیے اسلام نے واضح راستہ اور اصول بتائے ہیں۔

عدل کی اگرچہ زندگی کے قدم قدم پر ضرورت ہے لیکن عدالتی عدل سب سے زیادہ اہم ہے للذا عدالتی کارروائی کے لیے قرآن حکیم اور احادیث مبارکہ میں متعدد مقامات پر تاکید کی گئی ہے اور اس میں بدعنوانی کو دُنیا و آخرت کے لیے مہلک ترین قرار دیا ہے۔

اسلام عدالتی، ذاتی، خاندانی، دینی، تجارتی، اقتصادی اور عمرانی عدل کی تاکید کرتا ہے۔ ان خصوصیات کے بغیر کسی بھی ریاست کی بنیاد دین اسلام کے اصولوں پر رکھنا ناممکن ہے۔

عدالتی انصاف و عدل کے لیے ضروری ہے کہ کسی بھی معاملہ پر قانون و شریعت میں ابہام موجود نہ ہو تاکہ قاضی کو قانون و شریعت کی روح کے مطابق فیصلے کرنے میں دِقت نہ ہو اور مزید یہ کہ ایک عام آدمی کے لیے حصول انصاف بھی آسان ہو۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے قیام کے وقت سے لے کر اب تک شیعہ مکتبۂ فکر کے شہریوں کے لیے نکاح، طلاق، میراث اور وصیت کے موضوعات پر کوئی باقاعدہ قانون سازی نہیں کی گئی ہے حالانکہ دستور پاکستان 1973ء کے آرٹیکل 20,9,8 اور 227 کی رو سے ہر شہری کا حق ہے کہ وہ بحیثیت مسلمان اپنے عقیدے/فرقہ کے مطابق زندگی گزارے۔

مذکورہ بالا موضوعات پر عدم قانون سازی کی وجہ سے شیعہ مکتبۂ فکر کے شہریوں کو بہت سے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے لہٰذا مذکورہ بالا موضوعات پر شیعہ مکتبۂ فکر کے شہریوں کے عقائد اور اصول و ضوابط کا ایک جامع کتاب کی شکل میں ہونا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔

یہ کام اتنی بڑی ذمہ داری، محنت اور لگن کا ہے کہ جب تک اس مقصد کے حصول کے لیے دل عشق سے عاری ہو، اس کام کی تکمیل امکانات کی حدوں سے بھی باہر رہتی ہے۔

علامہ محمد اقبال فرماتے ہیں:

**"علم ہے ابن الکتاب، عشق ہے اُم الکتاب"**

علامہ سید افتخار حسین نقوی صاحب ایک عرصے سے اس عظیم مقصد کے لیے کوشاں تھے۔ آپ کی تحقیق نہ صرف ان تھک کاوش، لگن اور عشق کا نتیجہ ہے بلکہ ایک وسیع مطالعہ کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

مسلم عائلی قوانین بمطابق فقہ جعفری (نکاح، طلاق، میراث اور وصیت) کے مسودہ کو مکمل طور پر پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔

قانون کے ادنیٰ طالب علم کی حیثیت سے میں نے مذکورہ کتاب (مسودہ) کے ہر پہلو کا جائزہ لیا اور یقین جانیئے کہ میری حیرانی اور خوشی کی کوئی انتہاء نہ رہی کہ شیعہ مکتبۂ فکر کے شہریوں کا ایک دیرینہ خواب پورا ہو گیا ہے۔

یہ کتاب نکاح، طلاق، میراث اور وصیت کے موضوعات پر شیعہ مکتبۂ فکر سے تعلق رکھنے والے تمام شہریوں کے لیے مشعل راہ ہے۔

مذکورہ بالا معاملات کی قانونی و شرعی پیچیدگیوں کو سمجھنے کے لیے تمام تر قانونی و شرعی تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے علامہ صاحب نے بہت دانشمندی سے مذکورہ بالا موضوعات میں سے ہر موضوع پر جامع اور آسان مواد فراہم کیا ہے۔

یہ کتاب پاکستان کے عام شہریوں، قانون دان، وکلاء اور قانون کے طالب علموں کے لیے مذکورہ بالا موضوعات پر شیعہ مکتبۂ فکر پر آسان دسترس فراہم کرتی ہے نہ صرف یہ بلکہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی محترم عدالتیں بھی شیعہ مکتبۂ فکر سے تعلق رکھنے والے شہریوں کے مذکورہ بالا معاملات سے متعلق مقدمات کے فیصلے کرنے کے لیے مستفید ہو سکتی ہیں۔

میں علامہ سید افتخار حسین نقوی صاحب کو تہہ دل سے مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے یہ کتاب لکھ کر عالم اسلام، خاص طور پر شیعہ مکتبۂ فکر سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کی بے لوث خدمت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم عطا فرمائے۔

قوموں کے لیے موت ہے مرکز سے جدائی
ہو صاحبِ مرکز تو خودی کیا ہے؟ خدائی

(اقبال)

دُعا گو

**فیض رسول جلبانی**[1]

ایڈووکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان

[1] ۔ جناب ایڈوکیٹ فیض رسول جلبانی نے یہ تحریر مسلم عائلی قوانین بمطابق فقہ جعفری کی پہلی اشاعت کے لیے لکھی تھی۔ ستمبر ۲۰۱۷۔

# قانون پاس ہونے کے بعد بعض ناواقف افراد کے سوالات کے متعلق وضاحتی بیان[1]

## (Answers to the questions of some non-familiar persons after legsilation)

ا۔ایسا معلوم ہوتا ہے وکیل صاحب نے میرا بیان اچھی طرح نہیں پڑھا ہے۔ اگر پڑھا ہوتا تو انہیں سوال کی ضرورت نہ پڑتی۔ اصل بات یہ ہے کہ آئین تو قانون نہیں ہوتا۔ آئین میں تو بیان کیا جاتا ہے کہ ایسا ہونا چاہیے۔ پھر اس کی روشنی میں قوانین بنتے ہیں۔ آئین میں پاکستان کے ہر شہری کو حق دیا گیا ہے؛ ہمیں بھی حق دیا گیا ہے اور دیگر ادیان کے پیروکاروں کو بھی، عیسائیوں، ہندوؤں کے لئے بھی پرسنل لاز میں حق دیا گیا ہے۔ اگر آئین والا حق کافی ہے تو سکھوں کے لئے قانون کیوں بنایا گیا ہے؟ عیسائیوں کے لئے قانون کیوں بنایا گیا ہے؟ جبکہ شیعوں کے لئے فقہ جعفری کے مطابق قانون نہیں بنا۔ قانون نہ ہونے کی وجہ سے نچلی عدالتوں میں فیصلے فقہ جعفری کے خلاف ہو جاتے ہیں۔ اگر کوئی پیسے والا ہے؛ خاص کر میراث کے مسئلے میں تو وہ ہائی کورٹ چلا جاتا ہے، سپریم کورٹ میں چلا جاتا ہے وہاں آئین کا حوالہ دے کر اپنی فقہ کے مطابق حق لینے کی کوشش کی جاتی ہے؛ کبھی حق مل جاتا ہے اور کبھی نہیں مل پاتا۔ اس کے لیے کافی مثالیں موجود ہیں۔ ایک مثال یہ ہے کہ جمالی صاحب ہائی کورٹ سندھ کے چیف جسٹس تھے، نچلی عدالت نے فقہ جعفری کے خلاف طلاق دے دی تو انہوں نے ہائی کورٹ میں شکایت کر دی کہ یہ طلاق فقہ جعفری کے مطابق نہیں ہوئی تو انہیں ہائی کورٹ سے ریلیف ملا۔ ہم سپریم کورٹ میں گئے کہ شیعوں کا حق ہے کہ ان کی فقہ کے مطابق قانون سازی کی جائے جو پارلیمان نے نہیں کیا جبکہ آئین کہتا ہے کہ ہر مسلک کو پرسنل لاز

[1] - یہ وضاحتی بیان جناب مولانا اظہر صاحب (نمائندہ امام خمینی ٹرسٹ لاہور) کے کہنے پر دیا گیا ہے جنہوں نے ایڈووکیٹ ضیغم عباس نقوی کی ایک تحریر بھیجی اور اس تحریر میں اُٹھائے گئے سوالات کے متعلق وضاحت تحریر کرنے کا کہا تھا۔

میں اس کے اپنی فقہ کے مطابق قانون ہونا چاہیے اور اس کے مطابق فیصلے ہونے چاہئیں۔ قانون آج تک نہیں بنا، ہم نے درخواست دی کہ سپریم کورٹ ان سے کہے کہ وہ قانون بنائیں تو سپریم کورٹ نے واضح طور پر فیصلہ دیا کہ مسلم عائلی قوانین جو ایوب خان کے دور سے ایک آرڈیننس کے ذریعہ نافذ ہے، سپریم کورٹ کے دو رکنی بینچ نے اپنے فیصلہ میں لکھا کہ اس میں شیعوں کو استثناء ملنا چاہیے تھا لیکن نہیں ملا اور سیکشن 7 جو طلاق کی بابت ہے اس میں شیعوں کا طریقہ طلاق اور ہے اور اس میں اور ہے لہٰذا اس میں اُن کو اُن کی فقہ کے مطابق حق ملنا چاہیے۔ پھر کہا کہ قومی اسمبلی سے جا کر آپ کے نمائندے قانون بنوائیں۔

درحقیقت ہمارا اقدام پرسنل لاء کے استحکام کے لئے ہوا ہے، یہ حق ختم نہیں ہوا۔ وکیل صاحب کی بات عجیب ہے؛ ہم سے رابطہ میں ہیں۔ جناب ایڈووکیٹ فیض رسول جلبانی صاحب نے فقہ جعفری کے مطابق قانون سازی میں مسلسل میری معاونت کی ہے، وکیل موصوف ان سے اس موضوع پر گفتگو کرلیں۔ جب میں اسلامی نظریاتی کونسل میں یہ کہتا تھا کہ وہ قومی اسمبلی کو سفارش بھیجیں کہ ہمارے لئے قانون بننا چاہیے تو وہ کہتے تھے کہ آپ کو تو حق ملا ہوا ہے کیونکہ آئین میں لکھا ہوا ہے۔ میری اس تحریک پر اسلامی نظریاتی کونسل میں فقہ حنفی کے لئے بھی باقاعدہ قانون میراث تیار کیا گیا ہے کیونکہ ان کے لئے بھی قانون کی زبان میں فقہی مسائل لکھے ہوئے نہیں تھے۔ اب باقاعدہ قانون میراث اسلامی نظریاتی کونسل نے شائع کیا ہے اس کا پہلا حصہ فقہ حنفی ہے اور دوسرا حصہ فقہ جعفری ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ میراث کے تو بہت سارے قوانین ہیں، وہ سب قوانین ہماری فقہ کے مطابق اسمبلی سے پاس ہونے چاہئیں۔ ابھی تو فقط ایک قانون پاس ہوا ہے جو بیوہ کی میراث سے متعلق ہے۔ باقی رہا غیر منقولہ جائیداد سے بیوہ کی میراث جس کی اولاد نہیں ہے کہ اس کو میراث ملتی ہے یا نہیں ملتی؛ تو اس میں ہمارے مجتہدین کے ہاں 6 اقوال ہیں۔ اس وقت جس قول کو یہاں پر لیا گیا ہے وہ ایران کی قومی اسمبلی میں جو قانون پاس کیا گیا ہے؛ آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای کے

فتویٰ کی روشنی میں ہے جسے دیگر فقہاء کی تائید بھی حاصل ہے، اس کو ہم نے لیا ہے۔ البتہ آیت اللہ العظمٰی سید علی خامنہ ای کا فتویٰ نیا نہیں بلکہ بزرگ شیعہ فقیہ جناب سید مرتضٰی علم الھدیٰ جو سید رضی کے بھائی تھے جنہوں نے نہج البلاغہ امیر المومنین علیہ السلام کے خطبات اکٹھے کئے ہیں یہ ان کو قول ہے اور وہ متقدمین سے ہیں۔ ہم نے اس قانون میں یہ شق شامل کی ہے کہ اگر کوئی شخص کہے کہ میں تو فلاں مجتہد کا مقلد ہوں اور اس کے ہاں غیر منقولہ جائیداد سے میراث نہیں ملنی تو اس کے حوالے سے ثالثی کمیٹی بن جائے گی اور اس کے مجتہد کے فتویٰ کی روشنی میں اس کو فیصلہ ملے گا۔

اصل بات یہ ہے کہ ہمیں پرسنل لاز میں حق ملنا چاہیے جس کے بارے قانون بننا چاہیے تھا، لیکن قانون بنا ہوا نہیں تھا جبکہ آئین میں یہ حق دیا گیا ہے۔ آئین کی روشنی میں قانون نہیں بنا تھا۔ ابھی میراث کے حوالے سے قانون بن گیا ہے اس طرح ایک راستہ کھل گیا ہے اب ہر جگہ فقہ جعفری کے حوالے سے بات ہو رہی ہے، ورنہ فقہ جعفری کو ماننے کے لئے کوئی تیار ہی نہیں تھا، کچھ تو کہتے تھے کہ فقہ جعفری لکھی ہوئی بھی نہیں۔ اس کے لئے میں نے کتابیں لکھی ہیں۔ بہرحال ان موصوف وکیل صاحب سے بیٹھ کر بات ہو سکتی ہے اور ان کی غلط فہمی کو دُور کیا جا سکتا ہے۔ باقی یہ بات کہنا کہ حکومت نے ایسا کام کسی غرض کے تحت کروایا ہے تو واضح رہے کہ حکومت نے ساتھ دیا ہوتا تو زرداری کے دور میں ہی ہو جاتا۔ موجودہ حکومت میں بھی تین ساڑھے تین سال لگے، کسی کو اندازہ ہی نہیں ہے اس کام کے لئے مسلسل 9 سال لگے، مسلسل جدوجہد جاری رکھی۔ حکومت کی تو سخت مخالفت رہی اور خاص کر جو جاگیر دار ہیں وہ تو چاہتے ہی نہیں تھے کہ بیوہ کی میراث بارے قانون بنے۔ یہ تو بڑی آئینی لڑائی لڑ کر ہم نے قانون پاس کروایا ہے۔

اصل بات سمجھنے کی یہ ہے کہ آئین میں ہمیں حق ملا ہوا ہے اور صدارتی فرمان نمبر 3 جو ضیاء الحق نے جاری کیا تھا وہ بھی 1980ء والے شیعہ کنونشن کے نتیجے میں ہوا تھا، مفتی جعفر حسینؒ کے ساتھ معاہدہ ہوا تھا کہ شیعوں کے لئے فقہ جعفری کے مطابق قانون بنے گا۔ آئین میں تو اس بات کو شامل کر دیا گیا کیونکہ اس کی روشنی میں قوانین بننے تھے جو نہیں بنے۔ زکوٰۃ کے حوالے سے تو

آرڈیننس کے ذریعہ قانون بن گیا لیکن باقی مسائل بارے قوانین نہیں بنے۔ مثلاً مسلم عائلی قوانین میں تو لکھا گیا ہے کہ (مرنے والے کی اولاد ہونے کے باوجود اس کے) پوتے کو بھی میراث ملے گی جبکہ فقہ جعفری میں پوتے کی میراث نہیں ہے۔ اس صورت میں پوتے کو میراث مل جانا فقہ جعفری کے خلاف ہے۔ بات فقط یہ سمجھنے کی ہے کہ پرسنل لاز کے متعلق فقہ جعفری کے مطابق قانون موجود نہیں تھا۔ ہم نے کوشش کرکے قانون بنوایا ہے ابھی اور بھی قوانین اس کو سامنے رکھ کر بنیں گے۔ اس سے نہ پرسنل لاز کا خاتمہ ہوا ہے اور نہ ہی آئین کی خلاف ورزی ہوئی ہے بلکہ آئین پر عملدرآمد کروایا گیا ہے۔ حکومتیں تو نہیں چاہتی تھیں کہ شیعوں کے لئے قانون بنے۔ یہ کام حکومتوں کی حمایت سے نہیں ہوا، یہ تو ہم نے جدوجہد کی اور اللہ نے مدد کی۔

باقی رہی راولپنڈی بینچ کے جج کے فیصلہ کی بات تو اس میں؛ میں پیش ہوا تھا اس میں میرا سارا بیان ان کے فیصلے میں درج ہے اس میں غیر منقولہ جائیداد کے قول کو پیش کیا تھا اور اس کے فیصلے کی دو شقیں تھیں۔ پہلی شق بیوہ کو میراث دینے کے حوالے سے تھی اور دوسری شق تھی کہ وزارت قانون کو کہا گیا کہ شیعہ بیوہ جس کی اولاد نہیں ہے اس کا مسئلہ ہے۔ لہٰذا وزارت قانون فقہ جعفری کے مطابق قانون تجویز کرے۔ ایک جج ہائی کورٹ کو سمجھ آرہی ہے کہ فقہ جعفری کے مطابق قانون نہیں ہے وہ وزارت قانون کو لکھ رہے ہیں کہ فقہ جعفری کے مطابق قانون تجویز کریں۔ انہیں کیا ضرورت تھی یہ لکھنے کی؟ کیونکہ ہائی کورٹ کے ججوں کو اسی طرح سپریم کورٹ کے ججوں کو یہ پرابلم ہے کہ اس بارے قانون موجود نہیں تو انہوں نے وزارت قانون کو لکھا کہ قانون تجویز کرو کہ کیا قانون ہے بیوہ کی میراث کے حوالے سے۔ اُنہوں نے حکم دیا وزارت قانون کو وہ یہ کام کرے جبکہ وزارت قانون ایسا نہیں کر رہی تھی۔ اس کے بعد اسلامی نظریاتی کونسل میں بحث کے بعد وزارت قانون کو سفارش کی گئی جس کی ساری تفصیل ''العصر جنتری 2022ء'' کے اداریہ میں دی گئی ہے۔

تھوڑا غور کریں تو بات بڑی واضح ہے کہ آئین میں جو حق دیا گیا ہے اس کی روشنی میں پرسنل لاز کا قانون پہلے موجود نہیں تھا، آرڈیننس کے ذریعہ زکوۃ کا قانون بنا۔ موجودہ قانون بننے سے ہماری حق تلفی نہیں ہوئی۔ اب اس قانون کی روشنی میں نچلی عدالت بھی آپ کے خلاف فیصلہ نہیں دے سکتی۔

طلاق کے مسائل تو روزانہ کے ہیں، وکیل صاحب سے پوچھیں کہ عدالتوں سے طلاق کے جو فیصلے ہو رہے ہیں کیا وہ فقہ جعفری کے مطابق ہو رہے ہیں یا نہیں؟ میراث والا تو اختلافی مسئلہ ہے لیکن طلاق میں تو کوئی اختلاف نہیں ہے۔ روزانہ عدالتوں سے فیصلے ہو رہے ہیں، سینکڑوں خواتین دربدر ہیں۔ اگر آئین کی روشنی میں فیصلے شیعوں کی فقہ کے مطابق ہو جاتے تو پھر روزانہ عدالتوں سے طلاق سے متعلق فقہ جعفری کے خلاف فیصلے کیوں ہو رہے ہیں؟ اس قانون کے بعد ایسے فیصلے نہیں ہوں گے، اب قانون بنا دیا گیا ہے کہ شیعہ خاتون عدالت آئے گی تو اس کے لئے فقہ جعفری کے مطابق فیصلہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بہر حال تھوڑا سا غور کرنے سے یہ مطلب بڑا واضح ہے۔

بے اولاد بیوہ کی میراث بارے کلاً چھ اقوال ہیں، ایران میں آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای کے فتویٰ کی روشنی میں وہاں کی قومی اسمبلی نے جو قانون پاس کیا ہے ہم نے اسے لیا ہے اور دوسرے مجتہدین کے حوالے سے ہم نے اس میں یہ شق شامل کی ہے کہ اگر کہیں کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ میں دوسرے مجتہد کا مقلد ہوں تو اس حوالے سے وہ ثالثی کمیشن میں جا کر اپنے مجتہد کی رائے کے مطابق فیصلہ لے سکتا ہے۔

بات یہ ہے کہ آئین میں حق دیا گیا تھا اس کے مطابق قانون نہیں بنا ہوا تھا، قانون بنوانے کے لئے ہم نے یہ کام کیا ہے۔ طلاق والا مسئلہ تو وکیل صاحب نے چھیڑا ہی نہیں۔ جبکہ سپریم کورٹ نے بھی تسلیم کیا ہے کہ شیعوں کا طریقہ طلاق اور ہے اور جو مسلم فیملی لاز میں لکھا ہوا ہے وہ اور ہے۔ عدالتوں سے روزانہ ایسے فیصلے ہو رہے ہیں جو فقہ جعفری کے خلاف ہیں۔ بہر حال اس نے جو کچھ بھی کہا ہے وہ اس کا اپنا خیال ہے اس سے ملاقات میں بات ہو سکتی ہے۔ اس قانون سازی سے

پرسنل لاز کا تحفظ کیا گیا ہے۔ ہائی کورٹ راولپنڈی بینچ کے فیصلے کی پہلی شق کو ہم نے سپریم کورٹ میں چیلنج کیا تھا لیکن قانون بن جانے کی وجہ سے ہم نے اس کی پیروی نہیں کی۔ اس قانون سازی بارے ایسی باتیں تو ہوں گی کیونکہ جن کو سمجھ نہیں ہے وہ ایسی باتیں کریں گے۔

اس کی وضاحت میں نے کر دی ہے کہ پرسنل لاء کے لیے قانون بننا ہوتا ہے آپ کو پتہ ہو کہ عزاداری کے جلوس کے لئے جب مشکلات آجاتی ہیں اور ہائی کورٹ میں چلے جاتے ہیں تو وہاں حق مل جاتا ہے کیونکہ یہ پرسنل لاز سے ہے جو کہ شیعہ کو ملنا چاہیے۔ اگر قانون بن جائے گا تو ہمیں اپیلیں کرنے کی ضرورت نہیں ہو گی۔ ہم نے ثالثی کا ایکٹ کیوں شامل کروایا ہے؟ یہ اس وجہ سے ہے کہ آپ زمینی حقائق کا انکار نہیں کر سکتے۔ سب شیعہ تو آقای خامنہ ای کے مقلد نہیں ہیں، کوئی آیت اللہ حافظ بشیر نجفی کا مقلد ہے تو کوئی آیت اللہ سیستانی کا مقلد ہے۔ اگر ہم یہ ایکٹ شامل نہ کرتے تو ہمارے اوپر الزام آتا ہے کہ انہوں نے کیوں سب کے لئے ایک ہی مجتہد کے فتویٰ کے مطابق قانون بنوا دیا ہے دوسرے مجتہدین کے فتاویٰ کے لیے کچھ نہیں کیا۔ پہلے تو یہ ہوتا رہا ہے کہ اہل سنت، اپنے آپ کو شیعہ ثابت کرتے اور اپنی غیر منقولہ جائیداد بچوا لیتے تھے۔ عام طور پر بیوگان کی میراث جاگیرداروں کا مسئلہ ہے وہ شادیاں تو کر لیتے ہیں، بڑے بڑے جاگیردار شیعہ بھی ہیں اور ان کی بیوہ کی اولاد بھی نہیں ہوتی تو وہ اسے غیر منقولہ جائیداد سے کچھ بھی نہیں دیتے، اس قسم کے لوگ اپنی جائیداد بچوانے کے لیے اپنے آپ کو شیعہ ڈکلیئر کرکے اس بیوہ کو حق نہیں دیتے تھے۔ یہ بھی سچ ہے کہ بعض دفعہ قانون موجود ہوتا ہے اس پر عمل نہیں ہوتا لیکن یہاں پر فقہ جعفری کا قانون ہی نہیں تھا، آئین میں یہ حق دیا گیا۔ اب زکوۃ کے بارے ہم نے قانون بنوالیا، اس کی ساری تفصیلات اسلامی نظریاتی کونسل میں موجود ہیں کہ اس حوالے سے کتنی زحمت اٹھانی پڑی اور کیا کیا بحثیں ہوئیں۔ لوگوں کو تو یہی پتہ ہے کہ استثناء مل گیا۔ علامہ مفتی جعفر حسینؒ کے ساتھ جو معائدہ ہوا تھا کہ شیعوں کے لئے فقہ جعفری کے مطابق قوانین بنائے جائیں گے لیکن ایسا نہ ہوا۔ میں نے جناب آصف علی زرداری کو جو خط لکھا تھا کہ آپ آرڈیننس کے ذریعہ شیعوں کے لئے یہ اقدام کریں، ان

کے لئے فقہ جعفری کے مطابق قوانین ہوں گے تو شیعہ کے لیے جتنے بھی پرسنل لاز کے مسائل آئیں گے فقہ جعفری کے مطابق ان کو حل کیا جائے گا یا اسمبلی میں بل موو کروادیں کہ شیعہ کے لئے فقہ جعفری کے قانون کے مطابق فیصلے ہوں۔ لیکن ایسا نہیں ہوا کیونکہ کوئی بھی ایسا کرنا نہیں چاہتا تھا۔ الحمد للہ یہ تو خدا نے توفیق دی اور ہم نے اس پر عملدرآمد کروالیا ہے۔ اب سوالات تو اُٹھیں گے اور شیعوں کے ہاں تو بڑے بڑے وکیلوں کا خیال یہ تھا کہ مسلم عائلی قوانین شیعہ کا حق ہے۔ ہمیں تو سمجھ نہیں آئی کہ انہوں نے یہ کیسے سوچ لیا جبکہ اس میں میراث پوتے کے لیے لکھی گئی ہے جبکہ فقہ جعفری میں تو ایسا نہیں ہے۔ بہرحال ہم ہر قسم کی وضاحت اور جواب دینے کے لئے ہر جگہ اور ہر وقت حاضر ہیں۔ جہاں کہیں مشکل پیش آئی تو اپنے سے بڑے سے پوچھ کر بتادیں گے۔

یہ وضاحت بھی کر دُوں کہ مسلم عائلی قوانین کے 13 آرٹیکلز ہیں۔ میں نے 2013ء میں ان تمام آرٹیکلز پر اپنا اختلافی نوٹ دیا اور ساتھ تجویز بھی دی کہ اس میں کیا ہونا چاہیے۔ اس کی تفصیل آپ میری کتاب ''مسلم عائلی قوانین بمطابق فقہ جعفری'' میں دیکھ سکتے ہیں۔

ایک سوال کیا جارہا ہے کہ جو قانون پاس کروایا گیا ہے اس میں بیوہ کو زمین کی قیمت کا آٹھواں یا چوتھا حصہ ملے گا یا اصل زمین سے اسے کچھ ملے گا۔ اس بارے آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای کا فتویٰ دیا گیا ہے کہ غیر منقولہ جائیداد کی قیمت لگائی جائے گی، قیمت بھی اس وقت کی جب میراث تقسیم ہو رہی ہو گی اور قیمت کا چوتھا یا آٹھواں حصہ بیوہ کو دیا جائے گا اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ بیوہ کی اولاد ہو یا نہ ہو، لیکن غیر منقولہ جائیداد (جیسے زمین) کی اصل سے میراث نہ ملے گی۔ البتہ کوئی کسی اور مجتہد کی تقلید کرتا ہے تو اس میں شق شامل کر دی گئی ہے کہ شیعہ زندہ مجتہد کی تقلید کرتے ہیں اور اگر کسی کا مجتہد اس کے خلاف رائے رکھتا ہے تو، وہ شخص ثالثی ایکٹ کے تحت اپنے لیے فیصلہ لے سکتا ہے۔ اس کے لیے اتھارٹی اسلامی نظریاتی کونسل کو بنایا گیا ہے کہ وہ طے کرے گی کہ فلاں مجتہد کا فتویٰ اس طرح ہے لہٰذا اس کے مطابق فیصلہ دیا جائے۔

اگر ورثاء مدعی کے لیے غیر منقولہ جائیداد سے وراثت کی قیمت دینے کے لئے تیار نہ ہوں تو پھر حاکم ان کو اصل زمین سے میراث دلوائے گا۔

یہ بات ذہن میں رہے کہ انٹر نیشنل قانون کے مطابق ہر شہری کو حق حاصل ہے کہ شخصی مسائل میں اس کے نظریے کو تحفظ ملے اور اس کے مطابق وہ عمل بھی کر سکے۔ اس میں عبادات آتی ہیں اور خاندانی مسائل آتے ہیں۔ ہماری فقہی کتابوں میں اس کے تحت 28 عنوانات ہیں۔ ہم نے ان تمام عناوین پر استدلالی بحث تیار کی ہے جسے موسوعہ قوانین اسلام کے تحت شائع کیا جا رہا ہے جو کہ دس مجلدات پر مشتمل ہے۔

بین الاقوامی طور پر جو حق ہر شہری کو ملا ہوا ہے، ہمارے آئین میں بھی وہی حق ہمیں دیا گیا ہے لیکن پرسنل لاز جیسے نکاح، طلاق، میراث، وصیت، وکالت، کفالت وغیرہ کے متعلق قانون موجود نہیں تھا۔ اس حوالہ سے دو مسائل میراث اور طلاق بارے قانون بن گیا ہے۔ ہماری فقہی کتابیں قانون کی زبان میں لکھی ہوئی نہیں تھیں ہم نے انہیں قانون کی زبان میں تحریر کیا ہے۔ اس جگہ یہ بات سمجھنے کی ہے کہ آئین میں تو حق ملا ہوا تھا اس حوالے سے پرسنل لاز میں قوانین بننے تھے جو نہیں بنائے گئے، ہم نے کوشش کی کہ فقہ جعفری کے مطابق قانون بنے۔ اس وقت دو قانون پاس ہوئے ہیں جبکہ اسلامی نظریاتی کونسل نے وزارت قانون کو جو لکھ کر بھیجا تھا اس میں سیکشن 4 بیوہ کی میراث کا مسئلہ اور سیکشن 7 طلاق کا مسئلہ۔ تیسرا پیرا یہ تھا کہ میراث کے تمام مسائل ہیں ان کے متعلق فقہ جعفری کے مطابق قانون بنایا جائے۔ اس شق کے حوالے سے وزارت قانون نے ڈنڈی ماری اور اسے پیش نہیں کیا۔ اس جگہ ایک اور مسئلہ بھی موجود ہے کہ اس پر عملدرآمد 2022ء سے ہو گا جبکہ آئین کی رو سے تو ہمیں یہ حق پہلے سے ملا ہوا تھا۔ اس لیے جو قانون پاس ہو رہے ہیں ہماری کوشش ہے کہ ان کا اطلاق ۱۹۸۰ سے ہو یا جو کیس عدالتوں میں زیر سماعت ہیں ان کے حوالے سے بھی اس قانون کی روشنی میں فائدہ حاصل کیا جا سکے۔

اُمید ہے ہماری ان وضاحتوں سے غلط فہمیوں کا ازالہ ہو جائے گا۔ مزید وضاحت کے لیے ہم سے رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

**(مورخہ: 15 جنوری 2022ء کو تحریر کی گئی راقم کی تحریر)**

# مسلم نکاح کی تحلیل ایکٹ، 1939ء

فہرست

تمہید

1- مختصر عنوان اور حد۔
2- نکاح کو تحلیل کرنے کے حکم کی بنیاد دیں۔
3- جب شوہر کے ٹھکانے کا پتہ نہ ہو تو شوہر کے ورثاء کو نوٹس دیا جائے۔
4- دوسرے عقیدے میں تبدیلی کا اثر۔
5- مہر کے حقوق متاثر نہ ہوں۔
6- 1937ء کے ایکٹ XXVI کی سیکشن 5 کی منسوخی

# مسلم نکاح کی تحلیل ایکٹ، 1939ء

## 1939ء کے ایکٹ نمبر-VIII

(17 مارچ 1939ء)

**مسلم قانون کے تحت خواتین کی طرف سے شادی کو تحلیل کرنے کے مقدمہ سے متعلق مسلم قانون کی دفعات کو مضبوط اور واضح کرنے اور شادی شدہ مسلم خاتون کی طرف سے اس کی شادی کے بندھن پر اسلام کو ترک کرنے کے اثرات کے بارے میں شکوک کو دور کرنے کے لیے ایک عمل۔**

جب کہ مسلم قانون کے تحت شادی شدہ خواتین کی طرف سے شادی کو تحلیل کرنے کے مقدموں سے متعلق مسلم قانون کی دفعات کو مضبوط اور واضح کرنا اور ان شکوک کو دور کرنے کے لیے کہ ایک شادی شدہ مسلمان عورت کی طرف سے اس کی شادی کے بندھن پر اسلام ترک کرنے کے اثرات کے بارے میں شکوک و شبہات کو دور کیا جائے؛ یہ مندرجہ ذیل طور پر نافذ کیا گیا ہے:

1- **مختصر عنوان اور حد۔** (1)- اِس ایکٹ کو مسلم نکاح کی تحلیل ایکٹ، 1939ء کہا جا سکتا ہے۔

(2)- یہ پورے پاکستان پر محیط ہوگا۔

2- **نکاح کو تحلیل کرنے کے حکم کی بنیادیں۔** مسلم قانون کے تحت شادی شدہ عورت مندرجہ ذیل میں سے کسی ایک یا زیادہ کی بنیاد پر اپنے نکاح/شادی کو تحلیل کرنے کا حکم نامہ حاصل کرنے کی حقدار ہوگی، یعنی:-

(i)- کہ چار سال سے شوہر کے ٹھکانے کا پتہ نہ ہو؛

(ii)- کہ شوہر نے دو سال کی مدت کے لیے اُس کے کفالت میں کوتاہی کی ہو یا اُس میں ناکام رہا ہو؛

(iia)- کہ شوہر نے مسلم فیملی لاز آرڈیننس، 1961ء کی شقوں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ایک اضافی بیوی کی ہے۔

(iii)- کہ شوہر کو سات سال یا اِس سے زیادہ کی مدت کے لیے قید کی سزا سنائی گئی ہو؛

(iv)- کہ شوہر بغیر کسی معقول وجہ کے، تین سال کی مدت تک اپنی ازدواجی ذمہ داریوں کو ادا کرنے میں ناکام رہا ہو؛

(v)- کہ شوہر نکاح کے وقت نامرد تھا اور اب بھی ہے؛

(vi)- یہ کہ شوہر دو سال سے پاگل ہے یا جذام یا عصبی بیماری میں مبتلا ہے؛

(vii)- کہ اس کا نکاح اُس کے والد یا کسی اور سرپرست نے 16 سال کی عمر کو پہنچنے سے پہلے ہی کر دیا تھا، اُس نے 18 سال کی عمر کو پہنچنے سے پہلے نکاح کو رد کر دیا؛

(viia)- لعان

**وضاحت۔** لعان کا مطلب ہے جہاں شوہر نے اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگایا ہو اور بیوی ان الزامات کو درست تسلیم نہ کرتی ہو۔

(viii)- کہ شوہر اُس کے ساتھ ظلم کرتا ہے، یعنی---

(a)- عادتاً اُس پر حملہ کرتا ہو یا ظالمانہ طرزِ عمل سے اُس کی زندگی اجیرن بنا دیتا ہو یہاں تک کہ اگر ایسا سلوک جسمانی بدسلوکی کے مترادف نہ ہو، یا

(b)- بری شہرت والی عورتوں کے ساتھ رفاقت رکھتا ہو یا بدنام زمانہ زندگی گزارتا ہو، یا

(c)- اُسے غیر اخلاقی زندگی گزارنے پر مجبور کرنے کی کوشش کرتا ہو، یا

(d)- اُس کی جائیداد کا تصرف کرتا ہو یا اُسے اِس پر اپنے قانونی حقوق استعمال کرنے سے روکتا ہو، یا

(e)- اُس کے مذہبی پیشے یا عمل کی پابندی میں اُسے روکتا ہو، یا

(f)- اگر اُس کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں، قرآن کے احکام کے مطابق اُس کے ساتھ انصاف نہ کرتا ہو؛

(ix)- کسی بھی دوسری بنیاد پر جسے مسلم قانون کے تحت شادیوں کی تحلیل کے لیے درست تسلیم کیا جاتا ہو:

**بشرطیکہ----**

(a)- جب تک سزا حتمی نہ ہو جائے (iii) کی بنیاد پر کوئی حکم نامہ منظور نہیں کیا جائے گا؛

(b)- (i) کی بنیاد پر منظور کیا گیا حکم اِس طرح کے حکم نامے کی تاریخ سے 6 ماہ کی مدت کیلئے نافذ نہیں ہوگا؛ اور اگر شوہر اِس مدت کے اندر ذاتی طور پر یا کسی مجاز ایجنٹ کے ذریعے حاضر ہوتا ہے اور عدالت کو مطمئن کرتا ہے کہ وہ اپنی ازدواجی ذمہ داریاں ادا کرنے کے لیے تیار ہے، تو عدالت مذکورہ حکم نامہ کو منسوخ کر دے گی؛ اور

(c)- (v) کی بنیاد پر حکم منظور ہونے سے پہلے، شوہر کی درخواست پر، عدالت حکم دے گی کہ وہ نامرد نہیں ہے، اور اگر شوہر اتنی مدت کے اندر عدالت کو مطمئن کر دے تو مذکورہ وجہ پر کوئی حکم نامہ جاری نہیں کیا جائے گا۔

**3- شوہر کے وارثوں کو نوٹس جاری کیا جائے جب شوہر کا اتا پتہ نہ ہو۔**

مقدمہ میں سیکشن 2 کی جز (i) لاگو ہوتی ہے--

(a)- اُن افراد کے نام اور پتہ جات جو مسلم قانون کے تحت شوہر کے وارث ہوں اگر درخواست میں کہا جائے کہ وہ درخواست دائر ہونے کی تاریخ کو فوت ہو گیا تھا،

(b)- مقدمہ کا نوٹس اِن افراد کو دیا جائے گا، اور

(c)- اِن افراد کو مقدمے میں سماعت کا حق حاصل ہوگا:

بشرطیکہ شوہر کے چچا اور بھائی، اگر کوئی ہو تو، کو فریق بنایا جائے گا چاہے وہ وارث نہ بھی ہوں۔

**4- دوسرے عقیدے میں تبدیلی کا اثر** ایک شادی شدہ مسلمان عورت کا اسلام سے دستبردار ہونا یا اُس کا اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب میں تبدیلی اُس کی شادی کو تحلیل کرنے کے لیے خود بخود کام نہیں کرے گی:

بشرطیکہ اِس طرح کے ترک کرنے، یا تبدیلی کے بعد، عورت کو سیکشن 2 میں مذکور وجوہات میں سے کسی بھی وجہ سے اپنی شادی کو تحلیل کرنے کا حکم نامہ حاصل کرنے کا حقدار ہونا چاہیے:

مزید بشرطیکہ اِس سیکشن کی دفعات کسی دوسرے مذہب سے اسلام قبول کرنے والی عورت پر لاگو نہیں ہوں گی جو اپنے سابقہ عقیدے کو دوبارہ قبول کر لیتی ہے۔

**5- مہر کے حقوق کا متاثر نہ ہونا۔** اِس ایکٹ میں موجود کوئی بھی چیز کسی ایسے حق کو متاثر نہیں کرے گی جو ایک شادی شدہ عورت کو مسلم قانون کے تحت اُس کے مہر یا اُس کے کسی حصے کو اُس کی شادی کی تحلیل پر حاصل ہو سکتا ہے۔

**6- 1937ء کے ایکٹ XXVI کی سیکشن 5 کی منسوخی** منسوخی اور ترامیم کے ایکٹ 1942ء (XXV of 1942) کے ذریعہ، سیکشن 2 اور پہلی سیکشن۔

# طلاق خلع

یعنی وہ عورت جو شوہر کی طرف راغب نہ ہو اس سے شدید نفرت کرتی ہو اپنا حق مہر یا کوئی مال دے کر طلاق کا مطالبہ کرے۔ ایسی طلاق کو طلاق خلع یا صرف خلع کہا جائے گا۔

## طلاق خلع کی عمومی شرائط

1: طلاق دینے والا عاقل اور بالغ ہو، اپنی مرضی سے طلاق دے، طلاق دینے کا قصد رکھتا ہو لہذا مذاق میں طلاق نہیں ہوتی طلاق دیتے وقت بقائمی ہوش وحواس ہو۔

2: دو عادل مردوں کے سامنے طلاق کے صیغے جاری کیے جائیں۔

3: طلاق کے وقت عورت حیض اور نفاس کے خون سے پاک ہو۔

## خلع کی خصوصی شرائط

1: عورت شوہر سے شدید متنفر ہو۔

2: عورت حق مہر یا کوئی معین مال دے کر خلع چاہتی ہو۔

3: طلاق خلع کے مخصوص صیغے جاری کیے جائیں۔

## پہلی شرط کی وضاحت

زوجہ شوہر سے اس حد تک نفرت کرتی ہو کہ واجب مقدار میں مباشرت سے انکاری ہو، حدود الٰہی کی رعایت نہ کرے، یا شوہر کو مباشرت نہ کرنے کی دھمکی لگائے۔

## نفرت کے اسباب

شوہر کی شکل سے نفرت، بداخلاقی، نشہ کا عادی، دوسری شادی، عورت کے اخراجات نہ دینا

فقیر ہو یعنی معاشرتی طور پر عورت کے ہم پلہ نہ ہو۔

## دوسری شرط کی وضاحت

طلاق خلع کے بدلے میں جو حق مہر یا مال عورت بذل (بخشش) کرے اس کی مقدار معین اور مال رکھتا ہو۔

## تیسری شرط کی وضاحت

طلاق خلع کے مخصوص صیغے صحیح عربی میں ادا کیے جائیں، شوہر اور بیوی خود ہی صیغے ادا کر سکتے ہیں یا کسی وکیل کو نامزد کریں۔

**استفادہ:**

مسلم عائلی قوانین کے سیکشن 7 بابت طلاق میں شیعہ کے لیے فقہ جعفری کے مطابق طلاق کا قانون پاس ہو جانے کے بعد طلاق کی تمام اقسام اور اس سے متعلق تفصیلات اسی قانون کے تحت ہی قابل عمل ہوں گی۔

اس سے قبل عدالتوں سے شیعہ خواتین کے لیے طلاق کے اجراء میں یہ خرابی موجود تھی کہ اس میں فقہ جعفری کے مطابق طلاق کا لحاظ نہیں رکھا جاتا تھا؛ اب جبکہ شیعہ کے لیے فقہ جعفری کے مطابق طلاق کا قانون پاس ہو چکا ہے تو آئندہ عدالتوں سے یہی توقع ہے کہ شیعہ مسلک والوں کے لئے طلاق کی بابت اُن کی فقہ کی روشنی میں ہی فیصلے دیں گی۔

طلاق کے حوالے سے آیت ا۔۔۔ سید علی سیستانی اور آیت ا۔۔۔ سید علی خامنہ ای سے لیے گئے سوالات وجوابات بھی ملاحظہ ہوں تاکہ طلاق کی بابت پیش آنے والے مسائل کو حل کرنے کے لئے علماء کرام ان فتاویٰ کی روشنی میں فیصلے کر سکیں:۔

# طلاق کے متعلق آیت اللہ سیستانی سے کئے گئے بعض استفتائات

سوال :اگر شوہر اور بیوی کافی عرصہ سے الگ رہتے ہوں تو کیا تین سال کے بعد طلاق لینے کی صورت میں بھی عدہ گزارنا ضروری ہے؟

جواب :ہاں عدت گزارنا ضروری ہے۔

سوال : شوہر نے بیوی کو عدالت میں طلاق دے دی ہے مگر شرعی اعتبار سے طلاق نہیں ہوئی ہے۔ شوہر کہتا ہے کہ میں نہیں چاہتا کہ یہ عورت شادی کرے، یہ اسی طرح پھنسی رہے گی؟اس صورت میں کیا عورت شادی کر سکتی ہے یا حاکم شرع کی اجازت ضروری ہے؟

جواب :اگر طلاق شرعی شرطوں کے مطابق نہ ہو تو وہ شادی نہیں کر سکتی، ہاں وہ حاکم شرع کی طرف رجوع کرکے شرعی مراحل طے کرنے کے بعد طلاق حاصل کر سکتی ہے۔

سوال : عورت طلاق کے لیے کب حاکم شرع پر رجوع کر سکتی ہے؟

جواب: اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کے حقوق ادا نہ کرے اور حاکم شرع کے اجبار کے بعد بھی طلاق نہ دے اور نہ حسن معاشرت کرے تو عورت درج ذیل موارد میں حاکم شرع سے طلاق کی درخواست کر سکتی ہے۔

ا۔ جب شوہر بیوی کا خرچ نہ دے رہا ہو اور طلاق دینے کے لیے بھی تیار نہ ہو یا شوہر بیوی کا خرچ دینے پر قادر نہ ہو اور طلاق بھی نہ دے رہا ہو۔

۲۔ اگر شوہر بیوی کو اذیت کرے اور خدا کے حکم کے مطابق اس سے نیک سلوک نہ کرے۔

۳۔ شوہر نے بیوی کو رہا کر دیا ہو اور اس کی خبر نہ لے رہا ہو۔

لیکن اگر مرد صرف بیوی کی جنسی ضرورت کو مکمل طور پر پورا نہ کر رہا ہو اور اس بات کا خوف ہو کہ عورت گناہ میں پڑ جائے گی تو اس صورت میں اگرچہ احتیاط واجب کی بنا پر شوہر کا فریضہ ہے کہ وہ اس کی جنسی ضرورت کو پورا کرے یا اسے طلاق دے دے لیکن اگر اس نے ایسا نہیں کیا تو بہتر ہے عورت صبر سے کام لے۔

سوال :اگر مرد بیوی کو اطلاع دیئے بغیر اسے طلاق دے تو کیا طلاق صحیح ہے؟

جواب :اگر شرایط کے مطابق طلاق دی ہے تو صحیح ہے۔

سوال :اگر سنی مرد شیعہ عورت کو اپنے مذہب کے مطابق طلاق دے تو کیا کوئی شیعہ اس کے ساتھ شادی کر سکتا ہے؟

جواب :اگر اس نے اپنے مذہب کے مطابق صحیح طلاق دیا ہے تو عدت پوری ہونے کے بعد شادی کر سکتا ہے۔

سوال : حیض کی حالت میں طلاق صحیح ہے؟

جواب : صحیح نہیں ہے۔

سوال :اگر رخصتی سے پہلے لڑکی کی طلاق ہو جائے تو کیا اس کا مہریہ ادا کرنا ہوگا؟

جواب :اگر نکاح کے بعد ہمبستری کی ہو تو پورا مہریہ اور اگر ہمبستری نہ کی ہو تو آدھا مہریہ ادا کرنا ہوگا۔

مزید تفصیلات کے لیے سایٹ آیت اللہ سیستانی، بخش استفتائات دیکھئے۔

https://www.sistani.org/urd

# طلاق کے متعلق آیت اللہ خامنہ ای سے کئے گئے بعض استفتائات

سوال: اس بات کے پیش نظر کہ طلاق کے گواہ کا عادل ہونا ضروری ہے، اگر کوئی شخص خود کو عادل نہیں سمجھتا لیکن کچھ لوگ جو طلاق کی وکالت رکھتے ہیں اسے عادل سمجھتے ہوں تو کیا ایسا شخص خود کو طلاق کا گواہ بنا سکتا ہے یا یہ کہ اس کے لئے محفل سے نکل جانا واجب ہے؟

جواب: محفل سے نکلنا ضروری نہیں ہے لیکن یہ شخص اس عورت پر صحیح طلاق کے اثرات مرتب ہونے میں موثر واقع نہیں ہو سکتا (اس کے لیے عادل ہونا ضروری ہے)۔

سوال: میں نے 5 سال پہلے دین اسلام قبول کیا تھا لیکن میری بیوی اور بچے عیسائی فرقے (مورمن) پر باقی ہیں اور میں بھی اسلام قبول کرنے سے پہلے اسی فرقے پر اعتقاد رکھتا تھا اسلامی عبادات و مطالعہ میں زیادہ توجہ کے باعث اہل خانہ کے ساتھ میری کشیدگی میں اضافہ ہو جاتا ہے البتہ میں خانوادگی روابط پر بھی کافی توجہ دیتا ہوں لیکن اس کے باوجود کامیابی بہت کم ہوتی ہے اب میں کیا کروں؟ کیا طلاق دینا گناہ ہوگا؟ یا طلاق نہ دینا گناہ ہوگا؟

ج: اگر آپ اور آپ کی بیوی اس سے قبل عیسائی مذہب پر تھے اور حضرت عیسی (ع) کے دین کے آئین کے مطابق آپ نے شادی کی تو آپ کے اسلام قبول کرنے اور آپ کی بیوی کے عیسائیت پر باقی رہنے کے بعد آپ کا ازدواجی رشتہ اپنی جگہ پر باقی ہے اور ایک دوسرے سے الگ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے بہر صورت طلاق کا اختیار شوہر کے ہاتھ میں ہے۔

سوال 3: کیا لڑکی نکاح کے ضمن میں یہ شرط رکھ سکتی ہے کہ شوہر کے دوسری شادی کرنے کی صورت میں اسے طلاق کا حق حاصل ہو؟

جواب: عورت کے لئے (نکاح میں) طلاق کے حق کی شرط رکھنا باطل ہے، مگر یہ شرط رکھے کہ عورت طلاق جاری کرنے میں مرد کی وکیل ہو کہ اگر اس نے دوسری شادی کی تو عورت شوہر کی جانب سے خود کو طلاق دے دے گی؛ تو اس صورت میں شرط صحیح ہے۔

سوال 13: ایک خاتون شادی کے بعد اپنے شوہر سے اختلافات کی بنا پر ایک سال سے زائد کا عرصہ ہو گیا ہے کہ اس کے گھر سے دور رہ رہی ہیں اور عنقریب اپنے شوہر سے طلاق لے لے گی، کیا یہ خاتون ان موجودہ حالات میں یا طلاق کے فوراً بعد کسی دوسرے مرد کے ساتھ موقت یا دائمی نکاح کر سکتی ہیں؟

جواب: جب تک شرعی شرائط کے ساتھ طلاق کا صیغہ نہ پڑھا جائے اور خاتون طلاق کی عدت مکمل نہ کرلے کسی دوسرے مرد کے ساتھ نکاح (موقت اور دائمی) باطل ہے اور عدت کا دورانیہ اس وقت سے شمار ہوگا کہ جب طلاق کا صیغہ جاری کیا جائے گا، اگرچہ مرد اور عورت ایک سال سے ایک دوسرے سے دور ہی کیوں نہ ہوں۔

سوال 1724: اگر مرد بیوی کو طلاق دے تو کیا بیوی شادی کے دوران ماں باپ کے گھر سے ساتھ لائیے ہوئے اموال (مثلا قالین، بیڈ، لباس وغیرہ) کا شوہر سے مطالبہ کر سکتی ہے؟

جواب: اگر ایسی چیزیں ہوں جو بیوی نے اپنے گھر والوں سے لی ہوں یا ذاتی ہوں جس کو اپنے لئے خریدا ہو یا ذاتی طور پر اس کے لئے ہبہ کیا گیا ہو تو وہ اس کی ملکیت ہوں گی اور اگر وہ موجود ہوں تو وہ شوہر سے مطالبہ کر سکتی ہے لیکن ایسی اشیاء جو بیوی کے خاندان یا قبیلے والوں نے داماد کو ہدیہ کر دی ہوں تو شوہر سے ان کا مطالبہ نہیں کر سکتی ہے بلکہ ایسے اموال پر ہدیہ کرنے والے کا اختیار ہوگا کہ اگر وہ ہدیہ باقی ہو اور شوہر اس کا رشتہ دار نہ ہو تو ہدیہ کرنے والا ہبہ کو فسخ کرکے اسے واپس لے سکتا ہے۔

سوال: اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دینے پر راضی نہ ہو اور ان دونوں میں سخت اختلاف ہو جو زوجہ کے برداشت سے باہر ہو تو کیا عورت مرجع تقلید کے مجاز وکیل کی طرف رجوع کر سکتی ہے تاکہ وہ طلاق کا صیغہ جاری کرے؟

جواب: اگر شوہر نے بیوی کو رہا کر دیا ہو (اس کے پاس موجود نہ ہو) اور میاں بیوی کے درمیان شدید اختلاف ہو اور شوہر اپنی اس بیوی کو طلاق دینے پر راضی نہ ہو اور ان شرائط کے ساتھ ازدواجی

رشتہ کے سلسلے کو جاری رکھنا بیوی کے برداشت سے باہر ہو تو وہ مرجع تقلید کے کسی مجاز وکیل کی طرف رجوع کر سکتی ہے تاکہ وہ مسئلہ کی تصدیق کے بعد طلاق کا صیغہ جاری کرے۔
(مزید تفصیلات کے لیے استفتائات رہبر معظم انقلاب اسلامی، بخش استفتائات)

https://www.leader.ir/ur

☆☆☆☆☆

# Muslim Family Laws

## According to Fiqa e Jafria

## (Shia School of thought)

## (Nikah,Custody,Divorce,Inheritance,Forbid, Sponsorship,Advocacy,& others)

**Written by:**
**Allama Syed Iftikhar Hussain Naqvi Al-Najafi**

# Contents

**Amendment bill passed by National Assembly regarding "Inheritance and Divorce" .....3**

**Amendment bill passed by .....9**

**Majlis-e-Shoora/Parliament regarding "Inheritance and Divorce".....9**

**Amendment bill passed by: .....14**

**Majlis Shoora/Parliament regarding "Inheritance and Divorce" published in the official journal .....14**

**"Gazette of Pakistan".....14**

**Muslim Family Laws Ordinance (1961).....21**

**THE FAMILY COURTS ACT .....29**

**(1964) .....29**

**THE FAMILY COURTS ACT, 1964 ..... 30**

**SCHEDULE .....32**

**[1]THE FAMILY COURTS ACT, 1964.....32**

**THE CHILD MARRIAGE RESTRAINT ACT 1929 .....62**

**The Dissolution Of Muslim Marriages Act, 1939 .....70**

# Amendment bill passed by National Assembly regarding "Inheritance and Divorce"

**[AS PASSED BY THE NATIONAL ASSEMBLY]**

**A**

**Bill**

*further to amend the Muslim Family Laws Ordinance, 1961*

**WHEREAS** it is expedient further to amend the Muslim Family Laws Ordinance, 1961 (VIII of 1961) for the purpose hereinafter appearing;

It is hereby enacted as follows:-

**1. Short title and commencement.—** (1) This Act shall be called the Muslim Family Laws (Amendment) Act, 2021.

(2) It shall come into force at once.

**2. Amendment of section 4, Ordinance VIII of 1961.-** In the Muslim Family Laws Ordinance, 1961 (VIII of 1961), section 4 shall be renumbered as sub-section (1) thereof and after sub-section (1), renumbered as aforesaid, the following new sub-sections shall be inserted namely:-

"(2) If a Muslim male from *Ahl-e-Teshih* dies, the share of a widow in the immovable property left behind by her deceased husband shall be as follows:

(a) one-fourth share of the fixed price or value of the property, if there is no child left behind the deceased husband; and
(b) one-eighth share, if there is child left behind.

(3) if there are two or more widows, the share, as mentioned in sub-section (2), shall be divided equally among them.

(4) The price or value of the property shall be the price or value existing at the time of payment and not the price or value which existed at the time of death of the husband:

Provided that if the legal heirs of the deceased do not give the widow her share in the above terms, she shall become entitled to her due share in the corpus of immovable property.

(5) A widow is entitled to her share in the corpus of movable property of her deceased husband provided that the provisions of sub-section (2) and (3) shall *mutatis mutandis* apply.

(6) *Fiqah-e-Jafri* recognizes right of a husband to get his share from the property left by his deceased wife, either movable or immovable, as follows:-

(a) one-half share, if there is no child left behind; and

(b) one-fourth share of the property, if there is child left behind.

(7) In case of dispute, the parties or any of the parties may have recourse to a court of competent jurisdiction or by approaching the *Mujtahid-e-Alam* from the panel maintained by the Council of Islamic Ideology. The decision of *Mujtahid-e-Alam* shall have a status of an award and the same shall be dealt with in accordance with the provisions of the Arbitration Act, 1940 (X of 1940).

***Explanation.-*** The expression *Mujtahid-e-Alam (Faqih-e-Azam)* means a juris-consult, religious scholar or doctor of *Shia* school of thought well versed with *Shariah* having international repute and of such recognition. The Council of Islamic Ideology shall maintain a panel of *Mujtahid-e-Alam* having aforesaid qualifications.

(8) As enshrined in Article 227 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, the inheritance rights of *Ahle-e-Tashih* and matters connected therewith or ancillary thereto shall be decided according to their personal law interpreted by *Fiqah-e-Jafria* (*Shia* school of thought).".

———

## STATEMENT OF OBJECTS AND REASONS

The Hon'able Lahore High Court, Rawalpindi Bench, Rawalpindi in CR. No. 795 of 2010 while hearing the matter of competence of an issueless widow from fiq-e-Jafriya to claim her share from the inheritance of his deceased husband held as under:

> *"It is expected that, the Government of Pakistan in Ministry of Law would take legislative measures to promulgate a codified law in this regard in order to protect the right of a childless widow from Ahl-e-Tashih in getting their due shares from the inheritance of their deceased husbands."*

The Bill is designed to achieve the aforesaid object.

**Minister-in-Charge**

**[AS PASSED BY THE NATIONAL ASSEMBLY]**

**A**

**Bill**

*further to amend the Muslim Family Laws Ordinance, 1961*

**WHEREAS** it is expedient further to amend the Muslim Family Laws Ordinance, 1961 (VIII of 1961) for the purposes hereinafter appearing;

It is hereby enacted as follows:-

1. **Short title and commencement.—** (1) This Act shall be called the Muslim Family Laws (Amendment) Act, 2021.

(2) It shall come into force at once.

2. **Amendment of section 7, Ordinance VIII of 1961.-** In the Muslim Family Laws Ordinance, 1961 (VIII of 1961), in section 7,-

(i) in sub-section (1), for the full-stop, occurring at the end, a colon shall be substituted and thereafter the following proviso shall be inserted, namely:-

"Provided that where the parties belong to Fiqah-e-Jafria,-

(a) the man may voluntarily and with his free will pronounce himself or through duly authorized attorney (Vakil) Talaq uttering in literal Arabic words (seegha) in the physical presence of at least two witnesses qualifying the requirements of clause (1) of Article 17 of the Qanun-e-Shahadat, 1984 (P.O. No. 1 of 1984);

(b) the pronouncement of Talaq shall be ineffective if it is done jokingly or under anger, intoxication, insanity, duress or coercion of any kind and from any corner whatsoever; and

(c) in case of dispute, with reference to paragraph (a) or (b) arising due to difference of opinion, the parties or any of the parties may have recourse to a court of competent jurisdiction or by approaching the "Mujtahid-e-Alam" and the decision of Mujtahid-e-Alam shall have a status of an Award and the same shall be dealt with in accordance with the provisions of the Arbitration Act, 1940 (X of 1940).

***Explanation.-*** The expression *Mujtahid-e-Alam (Faqih-e-Azam)* means a juris-consult, religious scholar or doctor of Shia school of thought well versed with *Shariah* having international repute and of such recognition. The Council of Islamic Ideology shall maintain a panel of *Mujtahid-e-Alam* having aforesaid qualifications; and

(ii) after sub-section (1), the following new sub-section (1A) shall be inserted, namely:-

"(1A) As enshrined in Article 227 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, the divorce and matters connected therewith or ancillary thereto shall be decided according to the personal law interpreted by *Fiqah-e-Jafria* (*Shia* school of thought).".

---

**STATEMENT OF OBJECTS AND REASONS**

Constitution of Pakistan, under Article 227 (1), provides the foundation for legislation regarding personal law of any Muslim sect by interpreting the *Quran and Sunnah* according to their teachings. Currently, The Muslim Family Laws Ordinance 1961 deals with the family matters including the *talaq* for the followers of all *fiqh* in the country. There has been demand from the followers of *Shia Fiqh* for the legislation on *talaq* as per their interpretation of *Quran and Sunnah*. Hence this Bill. The Bill was shared with the Council of Islamic Ideology. The Council has also endorsed it. This legislation will allow the followers of *Shia Fiqh* to settle their matters of *talaq* according to their interpretation.

The Bill is designed to achieve aforesaid object.

**Minister-in-Charge**

# Amendment bill passed by Majlis-e-Shoora/Parliament regarding "Inheritance and Divorce"

**[AS PASSED BY THE MAJLIS-E-SHOORA (PARLIAMENT)]**

**An**

**Act**

*further to amend the Muslim Family Laws Ordinance, 1961*

**WHEREAS** it is expedient further to amend the Muslim Family Laws Ordinance, 1961 (VIII of 1961) for the purposes hereinafter appearing;

It is hereby enacted as follows:-

**1. Short title and commencement.–** (1) This Act shall be called the Muslim Family Laws (Amendment) Act, 2021.

(2) It shall come into force at once.

**2. Amendment of section 4, Ordinance VIII of 1961.-** In the Muslim Family Laws Ordinance, 1961 (VIII of 1961), section 4 shall be renumbered as sub-section (1) thereof and after sub-section (1), renumbered as aforesaid, the following new sub-sections shall be added, namely:-

"(2) If a Muslim male from *Ahl-e-Teshih* dies, the share of a widow in the immovable property left behind by her deceased husband shall be as follows:–

(a) one-fourth share of the fixed price or value of the property, if there is no child left behind the deceased husband; and
(b) One-eighth share, if there is child left behind.

(3) If there are two or more widows, the share, as mentioned in sub-section (2), shall be divided equally among them.

(4) The price or value of the property shall be the price or value existing at the time of payment and not the price or value which existed at the time of death of the husband:

Provided that if the legal heirs of the deceased do not give the widow her share in the above terms, she shall become entitled to her due share in the corpus of immovable property.

(5) A widow is entitled to her share in the corpus of movable property of her deceased husband provided that the provisions of sub-sections (2) and (3) Shall *mutatis mutandis* apply.

(6) *Fiqah-e-Jafri* recognizes right of a husband to get his share from the property left by his deceased wife, either movable or immovable, as follows:-

(a) one-half share, if there is no child left behind; and

(b) One-fourth share of the property, if there is child left behind.

(7) In case of dispute, the parties or any of the parties may have recourse to a court of competent jurisdiction or by approaching the *Mujtahid- e-Alam* from the panel maintained by the Council of Islamic Ideology. The decision of *Mujtahid-e-Alam* shall have a status of an award and the same shall be dealt with in accordance with the provisions of the Arbitration Act, 1940 (X of 1940).

***Explanation.*** **-** The expression "*Mujtahid-e-Alam (Faqih-e-Azam)"* means a juries-consult, religious scholar or doctor of *Shia* school of thought well versed with *Shariah* having international repute and of such recognition. The Council of Islamic Ideology shall maintain a panel of *Mujtahid-e-Alam* having aforesaid qualifications.

(8) As enshrined in Article 227 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, the inheritance rights of *Ahle-e-Tashih* and matters connected therewith or ancillary thereto shall be decided according to their personal law interpreted by *Fiqah-e-Jafria* (*Shia* school ofthought)."

**[AS PASSED BY THE MAJLIS-E-SHOORA (PARLIAMENT)]**

**An**

**Act**

*further to amend the Muslim Family Laws Ordinance, 1961*

**WHEREAS** it is expedient further to amend the Muslim Family Laws Ordinance, 1961 (VIII of 1961) for the purposes hereinafter appearing;

It is hereby enacted as follows:-

**1. Short title and commencement.–** (1) This Act shall be called the Muslim Family Laws (Second Amendment) Act, 2021.

(2) It shall come into force at once.

**2. Amendment of section 7, Ordinance VIII of 1961.-** In the Muslim Family Laws Ordinance, 1961 (VIII of 1961), in section 7,-

(i) in sub-section (1), for the full-stop, occurring at the end, a colon shall be substituted and thereafter the following proviso shall be inserted, namely:-

"Provided that where the parties belong to Fiqah-e-Jafria,-

(a) the man may voluntarily and with his free will pronounce himself or through duly authorized attorney (Vakil) Talaq uttering in literal Arabic words (seegha) in the physical presence of at least two witnesses qualifying the requirements of clause (1) of Article 17 of the Qanun-e-Shahadat, 1984 (P.O. No. 1 of 1984);

(b) the pronouncement of Talaq shall be ineffective if it is done jokingly or under anger, intoxication, insanity, duress or coercion of any kind and from any corner whatsoever; and

(c) in case of dispute, with reference to clauses (a) or (b) arising due to difference of opinion, the parties or any of the parties may have recourse to a court of competent jurisdiction or by approaching the "Mujtahid-e-Alam" and the decision of Mujtahid-e-Alam shall have a status

Of an award and the same shall be dealt with in accordance with the provisions of the Arbitration Act, 1940 (X of 1940).

***Explanation.*** **-** The expression "*Mujtahid-e-Alam (Faqih- e-Azam)"* means a Juris-consult, religious scholar or doctor of Shia school of thought well versed with *Shariah* having international repute and of such recognition. The Council of Islamic Ideology shall
Maintain a panel of *Mujtahid-e-Alam* having aforesaid qualifications." and

(ii) after sub-section (1), amended as aforesaid, the following new sub-section (1A) shall be inserted, namely:-

"(1A) As enshrined in Article 227 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, the divorce and matters connected therewith or ancillary thereto shall be decided according to the personal law interpreted by *Fiqah-e-Jafria* (*Shia* school of thought).".

———

# Amendment bill passed by:

# Majlis Shoora/Parliament regarding

# "Inheritance and Divorce" published in

# the official journal

# "Gazette of Pakistan".

REGISTERED No. M - 302 / L.-7646

The Gazette of Pakistan

EXTRAORDINARY
PUBLISHED BY AUTHORITY

ISLAMABAD, SATURDAY, DECEMBER 4, 2021

PART I

**Acts, Ordinances, President's Orders and Regulations**

**NATIONAL ASSEMBLY SECRETARIAT**

*Islamabad, the 3rd December, 2021*

**No. F. 22(5)/2019-Legis.**—The following Act of *Majlis-e-Shoora* (Parliament) received the assent of the President on the 1st December, 2021 is hereby published for general information:—

ACT NO. XXVIII OF 2021

AN

ACT

*further to amend the Muslim Family Laws Ordinance, 1961*

WHEREAS it is expedient further to amend the Muslim Family Laws Ordinance, 1961 (VIII of 1961) for the purposes hereinafter appearing;

It is hereby enacted as follows:—



*Price: Rs. 6.00*

[1722(2021)/Ex. Gaz.]

1. **Short title and commencement.**— (1) This Act shall be called the Muslim Family Laws (Amendment) Act, 2021.

(2) It shall come into force at once.

2. **Amendment of section 4, Ordinance VIII of 1961.**—In the Muslim Family Laws Ordinance, 1961 (VIII of 1961), section 4 shall be re-numbered as sub-section (1) thereof and after sub-section (1), re-numbered as aforesaid, the following new sub-sections shall be added, namely:—

"(2) If a Muslim male from *Ahl-e-Teshih* dies, the share of a widow in the immovable property left behind by her deceased husband shall be as follows:—

(a) one-fourth share of the fixed price or value of the property, if there is no child left behind the deceased husband; and

(b) one-eighth share, if there is child left behind.

(3) If there are two or more widows, the share, as mentioned in sub-section (2), shall be divided equally among them.

(4) The price or value of the property shall be the price or value existing at the time of payment and not the price or value which existed at the time of death of the husband:

Provided that if the legal heirs of the deceased do not give the widow her share in the above terms, she shall become entitled to her due share in the corpus of immovable property.

(5) A widow is entitled to her share in the corpus of movable property of her deceased husband provided that the provisions of sub-sections (2) and (3) shall *mutatis mutandis* apply.

(6) *Fiqah-e-Jafri* recognizes right of a husband to get his share from the property left by his deceased wife, either movable or immovable, as follows:—

(a) one-half share, if there is no child left behind; and

(b) one-fourth share of the property, if there is child left behind.

(7) In case of dispute, the parties or any of the parties may have recourse to a court of competent jurisdiction or by approaching the *Mujtahid-e-Alam* from the panel maintained by the Council of Islamic Ideology. The decision of *Mujtahid-e-Alam* shall have a status of an award and the same shall be dealt with in accordance with the provisions of the Arbitration Act, 1940 (X of 1940).

*Explanation.*—The expression *"Mujtahid-e-Alam (Faqih-e-Azam)"* means a juris-consult, religious scholar or doctor of *Shia* school of thought well versed with *Shariah* having international repute and of such recognition. The Council of Islamic Ideology shall maintain a panel of *Mujtahid-e-Alam* having aforesaid qualifications.

(8) As enshrined in Article 227 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, the inheritance rights of *Ahle-e-Tashih* and matters connected therewith or ancillary thereto shall be decided according to their personal law interpreted by *Fiqah-e-Jafria* (*Shia* school of thought).".

TAHIR HUSSAIN,
*Secretary.*

PRINTED BY THE MANAGER, PRINTING CORPORATION OF PAKISTAN PRESS, ISLAMABAD.
PUBLISHED BY THE DEPUTY CONTROLLER, STATIONERY & FORMS, UNIVERSITY ROAD, KARACHI.

REGISTERED No. M - 302 / L.-7646

The Gazette of Pakistan

EXTRAORDINARY
PUBLISHED BY AUTHORITY

ISLAMABAD, SATURDAY, DECEMBER 4, 2021

PART I

**Acts, Ordinances, President's Orders and Regulations**

**NATIONAL ASSEMBLY SECRETARIAT**

*Islamabad, the 3rd December, 2021*

**No. F. 22(7)/2019-Legis.**—The following Act of *Majlis-e-Shoora* (Parliament) received the assent of the President on the 1st December, 2021 is hereby published for general information:—

ACT NO. XXIX OF 2021

AN

ACT

*further to amend the Muslim Family Laws Ordinance, 1961*

WHEREAS it is expedient further to amend the Muslim Family Laws Ordinance, 1961 (VIII of 1961) for the purposes hereinafter appearing;

It is hereby enacted as follows:—



*Price: Rs. 6.00*

[1723(2021)/Ex. Gaz.]

1. **Short title and commencement**.— (1) This Act shall be called the Muslim Family Laws (Second Amendment) Act, 2021.

(2) It shall come into force at once.

2. **Amendment of section 7, Ordinance VIII of 1961**.—In the Muslim Family Laws Ordinance, 1961 (VIII of 1961), in section 7,—

(i) in sub-section (1), for the full-stop, occurring at the end, a colon shall be substituted and thereafter the following proviso shall be inserted, namely:—

"Provided that where the parties belong to *Fiqah-e-Jafria*,—

(a) the man may voluntarily and with his free will pronounce himself or through duly authorized attorney (Vakil) Talaq uttering in literal Arabic words (seegha) in the physical presence of at least two witnesses qualifying the requirements of clause (1) of Article 17 of the Qanun-e-Shahadat, 1984 (P.O. No. 1 of 1984);

(b) the pronouncement of Talaq shall be ineffective if it is done jokingly or under anger, intoxication, insanity, duress or coercion of any kind and from any corner whatsoever; and

(c) in case of dispute, with reference to clauses (a) or (b) arising due to difference of opinion, the parties or any of the parties may have recourse to a court of competent jurisdiction or by approaching the *"Mujtahid-e-Alam"* and the decision of *Mujtahid-e-Alam* shall have a status of an award and the same shall be dealt with in accordance with the provisions of the Arbitration Act, 1940 (X of 1940).

*Explanation*.—The expression *"Mujtahid-e-Alam (Faqih-e-Azam)"* means a juris-consult, religious scholar or doctor of *Shia* school of thought well versed with *Shariah* having international repute and of such recognition. The Council of Islamic Ideology shall maintain a panel of *Mujtahid-e-Alam* having aforesaid qualifications."; and

(ii) after sub-section (1), amended as aforesaid, the following new sub-section (1A) shall be inserted, namely:-

"(1A) As enshrined in Article 227 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, the divorce and matters connected therewith or ancillary thereto shall be decided according to the personal law interpreted by *Fiqah-e-Jafria* (*Shia* school of thought).".

TAHIR HUSSAIN,
*Secretary.*

PRINTED BY THE MANAGER, PRINTING CORPORATION OF PAKISTAN PRESS, ISLAMABAD.
PUBLISHED BY THE DEPUTY CONTROLLER, STATIONERY & FORMS, UNIVERSITY ROAD, KARACHI.

# Muslim Family Laws Ordinance (1961)

Updated till 10-3-2022

# THE MUSLIM FAMILY LAWS ORDINANCE, 1961

## CONTENTS

**SECTIONS**:


1. Short title, extent, application and commencement.
2. Definitions.
3. Ordinance to override other laws etc.
4. Succession.
5. Registration of marriages.
6. Polygamy.
7. Talaq.
8. Dissolution of marriage otherwise than by talaq.
9. Maintenance.
10. Dower.
11. Power to make rules.
12. Omitted.
13. Omitted.


THE PAKISTAN CODE

# THE MUSLIM FAMILY LAWS ORDINANCE, 1961

ORDINANCE NO. VIII OF 1961

[*2nd March, 1961*]

**An Ordinance to give effect to certain recommendations of the Commission on Marriage and Family Laws**

WHEREAS it is expedient to give effect to certain recommendations of the Commission on Marriage and Family Laws;

Now, THEREFORE, in pursuance of the Proclamation of the seventh day of October, 1958, and in exercise of all powers enabling him in that behalf, the President is pleased to make and promulgate the following Ordinance:—

**1. Short title, extent, application and commencement.**—(1) This Ordinance may be called the Muslim Family Laws Ordinance, 1961.

(2) It extends to the whole of Pakistan, and applies to all Muslim citizens of Pakistan, wherever they may be.

(3) It shall come into force on such date [1]as the [2][Federal Government] may, by notification in the official Gazette, appoint in this behalf.

**2. Definitions.**—In this Ordinance unless there is anything repugnant in the subject or context,—

(a) "Arbitration Council" means a body consisting of the Chairman [3][* * * *] and a representative of each of the parties to a matter dealt with in this Ordinance [4][:]

[5][Provided that where any party fails to nominate a representative within the prescribed time, the body formed without such representative shall be the Arbitration Council;]

[6][(b) 'Chairman' means the Chairman of the Union Council or a person appointed by the [7][[2][Federal Government] in the Cantonment areas, or by the Provincial Government in other areas,] or by an officer authorized in that behalf by any such Government, to discharge the functions of Chairman under this Ordinance:

---

[1]The 15th day of July, 1961, *see* Gaz. of P., S.R.O. 56 (R), 1961, Ext., p. 1128.a.
[2]Subs.by F.A.O., 1975, Art. 2 and Table, for "Central Government".
[3]The words "of the Union Council" omitted by the Muslim Family Laws (Amdt.) Ordinance, 1961 (XXI of 1961), s. 2.
[4]Subs., ibid, for semi-colon.
[5]Proviso added, ibid.
[6]Subs ibid, for the original clause (b).
[7]Subs. by A.O., 1964, Art. 2 and Sch., for "Central or a Provincial Government".

Provided that where the Chairman of the Union Council is a non-Muslim, or he himself wishes to make an application to the Arbitration Council, or is, owing to illness or any other reason, unable to discharge the functions of Chairman, the Council shall elect one of its Muslim members as Chairman for the purposes of this Ordinance;]

(c) "Prescribed" means prescribed by rules made under section 11;

(d) "Union Council" means the Union Council or the Town or Union Committee constituted under the Basic Democracies Order, 1959, and [1][having in the matter jurisdiction as prescribed];

(e) "Ward" means a ward within a Union or Town as defined in the aforesaid Order.

**3. Ordinance to override other laws, etc.**—(1) The provisions of this Ordinance shall have effect notwithstanding any law, custom or usage, and the registration of Muslim marriages shall take place only in accordance with those provisions.

(2) For the removal of doubt, it is hereby declared that the provisions of the Arbitration Act, 1940 (X of 1940), the Code of Civil Procedure 1908 (Act V of 1908), and any other law regulating the procedure of courts shall not apply to any Arbitration Council.

**4. Succession.**—[2][(1)] In the event of the death of any son or daughter of the *propositus* before the opening of succession, the children of such son or daughter, if any, living at the time the succession opens, shall *per stripes* receive a share equivalent to the share which such son or daughter, as the case may be, would have received if alive.

[2][(2) If a Muslim male from *Ahl-e-Teshih* dies, the share of a widow in the immovable property left behind by her deceased husband shall be as follows:—

(a) one-fourth share of the fixed price or value of the property, if there is no child left behind the deceased husband; and

(b) one-eighth share, if there is child left behind.

(3) If there are two or more widows, the share, as mentioned in sub-section (2), shall be divided equally among them.

(4) The price or value of the property shall be the price or value existing at the time of payment and not the price or value which existed at the time of death of the husband:

Provided that if the legal heirs of the deceased do not give the widow her share in the above terms, she shall become entitled to her due share in the corpus of immovable property.

(5) A widow is entitled to her share in the corpus of movable property of her deceased husband provided that the provisions of sub-sections (2) and (3) shall *mutatis mutandis* apply.

[1]Subs. by the Muslim Family Laws (Amdt.) Ordinance, 1961 (XXI of 1961), s. 2, for "having jurisdiction in the area concerned".
[2]Renumbered as sub-section (1) and added new sub-sections from (2) to (8) by Act, XXVIII of 2021, s. 2.

(6) *Fiqah-e-Jafri* recognizes right of a husband to get his share from the property left by his deceased wife, either movable or immovable, as follows:—

(a) one-half share, if there is no child left behind; and

(b) one-fourth share of the property, if there is child left behind.

(7) In case of dispute, the parties or any of the parties may have recourse to a court of competent jurisdiction or by approaching the *Mujtahid-e-Alam* from the panel maintained by the Council of Islamic Ideology. The decision of *Mujtahid-e-Alam* shall have a status of an award and the same shall be dealt with in accordance with the provisions of the Arbitration Act, 1940 (X of 1940).

*Explanation*.—The expression *"Mujtahid-e-Alam (Faqih-e-Azam)"* means a juris-consult, religious scholar or doctor of *Shia* school of thought well versed with *Shariah* having international repute and of such recognition. The Council of Islamic Ideology shall maintain a panel of *Mujtahid-e-Alam* having aforesaid qualifications.

(8) As enshrined in Article 227 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, the inheritance rights of *Ahl-e-Tashih* and matters connected therewith or ancillary thereto shall be decided according to their personal law interpreted by *Fiqah-e-Jafria* (*Shia* school of thought).]

**5. Registration of marriages.**—(1) Every marriage solemnized under Muslim Law shall be registered in accordance with the provisions of this Ordinance.

(2) For the purpose of registration of marriages under this Ordinance, the Union Council shall grant licences to one or more persons, to be called Nikah Registrars, but in no case shall more than on Nikah Registrar be licensed for any one Ward.

(3) Every marriage not solemnized by the Nikah Registrar shall, for the purpose of registration under this Ordinance, be reported to him by the person who has solemnized such marriage.

(4) Whoever contravenes the provisions of sub-section (3) shall be punishable with simple imprisonment for a term which may extent to three months, or with fine which may extend to one thousand rupees, or with both.

(5) The form of *nikah nama*, the registers to be maintained by Nikah Registrars, the records to be preserved by Union Councils, the manner in which marriages shall be registered and copies of *nikah nama* shall be supplied to the parties and the fees to be charged thereof, shall be such as may be prescribed.

(6) Any person may, on payment of the prescribed fee, if any, inspect at the office of the Union Council the record preserved under sub-section (5), or obtain a copy of any entry therein.

**6. Polygamy.**—(1) No man, during the subsistence of an existing marriage, shall, except with the previous permission in writing of the Arbitration Council, contract another marriage, nor shall any such marriage contracted without such permission be registered under this Ordinance.

(2) An application for permission under sub-section (1) shall be submitted to the Chairman in the prescribed manner, together with the prescribed fee, and shall state reasons for the proposed marriage, and whether the consent of the existing wife or wives has been obtained thereto.

(3) On receipt of the application under sub-section (2), the Chairman shall ask the applicant and his existing wife or wives each to nominate a representative, and the Arbitration Council so constituted may, if satisfied that the proposed marriage is necessary and just, grant, subject to such conditions, if any, as may be deemed fit, the permission applied for.

(4) In deciding the application the Arbitration Council shall record its reasons for the decision, and any party may, in the prescribed manner, within the prescribed period, and on payment of the prescribed fee, prefer an application for revision, [1][to the Collector] concerned and his decision shall be final and shall not be called in question in any Court.

(5) Any man who contracts another marriage without the permission of the Arbitration Council shall—

(a) pay immediately the entire amount of the dower, whether prompt or deferred, due to the existing wife or wives, which amount, if not so paid, shall be recoverable as arrears of land revenue; and

(b) on conviction upon complaint be punishable with simple imprisonment which may extend to one year, or with fine which may extend to five thousand rupees, or with both.

**7. Talaq.**—(1) Any man who wishes to divorce his wife shall, as soon as may be after the pronouncement of *talaq* in any form whatsoever, give the Chairman notice in writing of his having done so, and shall supply a copy thereof to the wife [2][:]

[2][Provided that where the parties belong to *Fiqah-e-Jafria*,—

(a) the man may voluntarily and with his free will pronounce himself or through duly authorized attorney (Vakil) Talaq uttering in literal Arabic words (seegha) in the physical presence of at least two witnesses qualifying the requirements of clause (1) of Article 17 of the Qanun-e-Shahadat, 1984 (P.O. No. 1 of 1984);

(b) the pronouncement of Talaq shall be ineffective if it is done jokingly or under anger, intoxication, insanity, duress or coercion of any kind and from any corner whatsoever; and

(c) in case of dispute, with reference to clauses (a) or (b) arising due to difference of opinion, the parties or any of the parties may have recourse to a court of competent jurisdiction or by approaching the *"Mujtahid-e-Alam"* and the decision of *Mujtahid-e-Alam* shall have a status of an award and the same shall be dealt with in accordance with the provisions of the Arbitration Act, 1940 (X of 1940).

*Explanation*.—The expression *"Mujtahid-e-Alam (Faqih-e-Azam)"* means a juris-consult, religious scholar or doctor of *Shia* school of thought well versed with *Shariah* having international repute and of such recognition. The Council of Islamic Ideology shall maintain a panel of *Mujtahid-e-Alam* having aforesaid qualifications.]

[1]Subs. by F.A.O., 1975, Art. 2 & Sch., for certain words.
[2]Subs. and ins. by the Muslim Family Law (Second Amendment) Act, 2021 (XXIX of 2021), s. 2.

[1][(1A) As enshrined in Article 227 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, the divorce and matters connected therewith or ancillary thereto shall be decided according to the personal law interpreted by *Fiqah-e-Jafria* (*Shia* school of thought).]

(2) Whoever contravenes the provisions of sub-section (1) shall be punishable with simple imprisonment for a term which may extend to one year or with fine which may extend to five thousand rupees or with both.

(3) Save as provided in sub-section (5), a talaq unless revoked earlier, expressly or otherwise shall not be effective until the expiration of ninety days from the day on which notice under sub-section (1) is delivered to the Chairman.

(4) Within thirty days of the receipt of notice under sub-section (1), the Chairman shall constitute an Arbitration Council for the purpose of bringing about a reconciliation between the parties, and the Arbitration Council shall take all steps necessary to bring about such reconciliation.

(5) If the wife be pregnant at the time *talaq* is pronounced, *talaq* shall not be effective until the period mentioned in sub-section [2][(3)] or the pregnancy, whichever be later, ends.

(6) Nothing shall debar a wife whose marriage has been terminated by *talaq* effective under this section from re-marrying the same husband, without an intervening marriage with a third person unless such termination is for the third time so effective.

**8. Dissolution of marriage otherwise than by *talaq*.**—Where the right to divorce has been duly delegated to the wife and she wishes to exercise that right, or where any of the parties to a marriage wishes to dissolve the marriage otherwise than by *talaq*, the provisions of section 7 shall, *mutatis mutandis* and so far as applicable, apply.

**9. Maintenance.**—(1) If any husband fails to maintain his wife adequately, or where there are more wives than one, fails to maintain them equitably, the wife, or all or any of the wives, may in addition to seeking, any other legal remedy available apply to the Chairman who shall constitute an Arbitration Council to determine the matter, and the Arbitration Council may issue a certificate specifying the amount which shall be paid as maintenance by the husband.

(2) A husband or wife may, in the prescribed manner, within the prescribed period, and on payment of the prescribed fee, prefer an application for revision of the certificate, [3] [to the Collector] concerned and his decision shall be final and shall not be called in question in any Court.

(3) Any amount payable under sub-section (1) or (2), if not paid in due time, shall be recoverable as arrears of land revenue.

**10. Dower.**—Where no details about the mode of payment of dower are specified in the *nikah nama*, or the marriage contract, the entire amount of the dower shall be prescribed to be payable on demand.

---

[1]Ins. new sub-section (1A) by the Muslim Family Law (Second Amendment) Act, 2021 (XXIX of 2021), s. 2.
[2]Subs. by the Muslim Family Law (Second Amendment) Ordinance, 1961 (XXX of 1961), s. 2 for "(2)".
[3]Subs. by F.A.O., 1975, Art., 2 and Sch., for certain words.

**11. Power to make rules.**—(1) The [1][[2][Federal Government] in respect of the Cantonment areas and the Provincial Government in respect of other areas] may make rules to carry into effect the purposes of this Ordinance.

(2) In making rules under this section, the [1][such Government] may provide that a breach of any of the rules shall be punishable with simple imprisonment which may extend to one month, or with fine which may extent to two hundred rupees, or with both.

(3) Rules made under this section shall be published in the official Gazette, and shall thereupon have effect as if enacted in this Ordinance.

**12.** *[Amendment of Child Marriage Restraint Act, 1929 (XIX of 1929).] Omitted by the Federal Laws (Revision and declaration) Ordinance, 1981 (XXVII of 1981), s. 3 and Sch., II.*

**13.** *[Amendment of the Dissolution of Muslim Marriages Act, 1939 (VIII of 1939)]. Omitted by the Federal Laws (Revision and declaration) Ordinance, 1981 (XXVII of 1981), s. 3 and Sch., II.*

THE PAKISTAN CODE

[1]Subs. by A.O., 1964, Art. 2 and Sch., for "Provincial Government".
[2]Subs. by F.A.O., 1975, Art., 2 and Table, for "Central Government".

# THE FAMILY COURTS ACT

# (1964)

# THE FAMILY COURTS ACT, 1964
## (Act XXXV of 1964)
## C O N T E N T S


| SECTION | HEADINGS |
|---|---|
| **1.** | Short title, extent and commencement. |
| **2.** | Definitions. |
| **3.** | Establishment of Family Courts. |
| **4.** | Qualifications of Judge. |
| **5.** | Jurisdiction. |
| **6.** | Place of sittings. |
| **7.** | Institution of suits. |
| **8.** | Intimation to defendant. |
| **9.** | Written statement. |
| **10.** | Pre-trial proceedings. |
| **11.** | Recording of evidence. |
| **12.** | Conclusion of trial. |
| **12A.** | Cases to be disposed of within a specified period. |
| **13.** | Enforcement of decrees. |
| **14.** | Appeals. |
| **15.** | Power of Family Court to summon witnesses. |
| **16.** | Contempt of Family Courts. |
| **17.** | Provisions of Evidence Act and Code of Civil Procedure not to apply. |
| **17A.** | Suit for maintenance. |
| **17B.** | Power of the Court to issue Commission. |
| **18.** | Appearance through agents. |
| **19.** | Court fee. |

**20.** Family Court as Judicial Magistrate.
**21.** Provisions of Muslim Family Laws Ordinance, 1961 not affected.
**21A.** Interim order pending suit.
**21B.** Intimation to Arbitration Council.
**22.** Bar on the issue of injunctions by Family Court.
**23.** Validity of marriages registered under the Muslim Family Laws Ordinance, 1961, not to be questioned by Family Courts.
**24.** Family Courts to inform Union Councils of cases not registered under the Muslim Family Laws Ordinance, 1961.
**25.** Family Court deemed to be a District Court for purposes of Guardians and Wards Act, 1890.
**25A.** Transfer of cases.
**25B.** Stay of proceedings by the High Court and District Courts.
**26.** Power to make rules.

# SCHEDULE

# THE FAMILY COURTS ACT, 1964

**(Act XXXV of 1964)**
[18 July 1964]

*An Act to make provision for the establishment of Family Courts.*

**Preamble.– WHEREAS** it is expedient to make provision for the establishment of Family Courts for the expeditious settlement and disposal of disputes relating to marriage and family affairs and for matters connected therewith;

It is hereby enacted as follows:-

**1. Short title, extent and commencement:-**

(1) This Act may be called the Family Courts Act, 1964.

(2) It shall extend to whole of the Punjab.

(3) It shall come into force in such area or areas and on such date or dates as Government may, by notification in the official Gazette, specify in this behalf.

(4) Nothing in this Act shall apply to any suit or any application under the Guardians and Wards Act, 1890, pending for trial or hearing in any Court immediately before the coming into force of this Act, and all such suits and applications shall be heard and disposed of as if this Act was not in force.

(5) Any suit, or any application under the Guardians and Wards Act, 1890, which was pending for trial or hearing in any Court immediately before the coming into force of this Act, and which has been dismissed solely on the ground that

such suit or application is to be tried by a Family Court established under this Act, shall, notwithstanding anything to the contrary contained in any law, on petition made to it in that behalf by any party to the suit or application, be tried and heard by such Court from the stage at which such suit or application had reached at the time of its dismissal.

**2. Definitions:-** (1) In this Act, unless the context otherwise requires, the following expressions shall have the meanings hereby respectively assigned to them, that is to say–

(*a*) "Arbitration Council" and "Chairman" shall have the meanings respectively assigned to them in the Muslim Family Laws Ordinance, 1961;

(*b*) "Family Court" means a Court constituted under this Act;

(c) "Government" means Government of the Punjab;]

(*d*) "party" shall include any person whose presence as such is considered necessary for a proper decision of the dispute and whom the Family Court adds as a party to such dispute;

(*e*) "prescribed" means prescribed by rules made under this Act.

(f) "Schedule" means the Schedule appended to the Act; and

(g) "Union Council" means a Union Council, Municipal Committee,Cantonment
Board, Union Administration or, in case of absence of any of these local governments in a local area, any other comparable body or authority

constituted under any law relating to the local governments or local authorities.]

(2) Words and expressions used in this Act but not herein defined, shall have the meanings respectively assigned to them in the Code of Civil Procedure, 1908.]

**[3. Establishment of Family Courts:-**

(1) Government shall establish one or more Family Courts in each District or at such other place or places as it may deem necessary and appoint a Judge for each of such Court:

Provided that at least one Family Court in each District, shall be presided over by a woman Judge to be appointed within a period of six months or within such period as the [Government may extend].

(2) A woman Judge may be appointed for more than one District and in such cases the woman Judge may sit for the disposal of cases at such place or places in either District, as the [*] Government may specify.

(3) Government shall, in consultation with the High Court, appoint as many woman Judges as may be necessary for the purposes of sub-section (1).]

**[4. Qualifications of Judge:-**No person shall be appointed as a Judge of a Family Court unless he is or has been [or is qualified to be appointed as] a District Judge, an Additional District Judge, [a Civil Judge or a Qazi appointed under the Dastur-ul-Amal Diwani, Riasat Kalat].

**5. Jurisdiction:-** [1] Subject to the provisions of the Muslim Family Laws Ordinance, 1961, and the Conciliation Courts Ordinance, 1961, the Family Courts shall have exclusive

jurisdiction to entertain, hear and adjudicate upon matters specified in [Part I of the Schedule].

[(2) Notwithstanding anything contained in the Code of Criminal Procedure, 1898 (Act V of 1898), the Family Court shall have jurisdiction to try the offences specified in Part II of the Schedule, where one of the spouses is victim of an offence committed by the other.]

[(3) The Government may amend the Schedule through addition, deletion or substitution of any entry in the Schedule.]

**6. Place of sittings:-** Subject to any general or special orders of Government in this behalf a Family Court shall hold its sittings at such place or places within [the District or area for which it is established] as may be specified by the District Judge.

**7. Institution of suits:-** (1) Every suit before a Family Court shall be instituted by the presentation of a plaint or in such other manner and in such Court as may be prescribed.

(2) The plaint shall contain all [material] facts relating to the dispute and shall contain a Schedule giving the number of witnesses intended to be produced in support of the plaint, the names and addresses of the witnesses and brief summary of the facts to which they would depose:

Provided that a plaint for dissolution of marriage may contain all claims relating to dowry, maintenance, dower, personal property and belongings of wife, custody of children and visitation rights of parents to meet their children.

Provided [further] that parties may, with the permission of the Court, call any witness at any later stage, if the Court considers such evidence expedient in the interest of justice.

(3) (*i*) Where a plaintiff sues or relies upon a document in his possession or power, he shall produce it in court when the plaint is presented, and shall at the same time, deliver the document or a copy thereof to be filed with the plaint.

(*ii*) Where he relies on any other document not in his possession or power, as evidence in support of his claim, he shall enter such documents in a list to be appended to the plaint [giving reasons of relevancy of these documents to the claim in the plaint].

(4) The plaint shall be accompanied by as many duplicate copies thereof including the Schedule and the lists of documents referred to in sub-section (3), as there are defendants in the suit, for service upon the defendants.

**[8. Intimation to defendant**.– (1) When a plaint is presented to a Family Court, it shall:

(a) fix a date which shall not be more than fifteen days for the appearance of the defendant;

(b) within two days of the presentation of the plaint, sent a notice or summons of the suit to a defendant through a process serving agency of the Family Court, registered post acknowledgment due, electronically or through courier, together with a copy of the plaint, a copy of the schedule referred to in subsection (2) of section 7 and copies of the documents and a list of documents referred to in subsection (3) of section 7; and

(c) direct that the notice or summons issued under clause (b) also be served through affixation and shall simultaneously issue a proclamation in a newspaper.

(2) While issuing the notice or summons to a defendant, the Family Court shall require the defendant to submit a written statement on the day mentioned in the notice or summons.]

**[9. Written statement:-** [(1) On the date fixed under section 8, the defendant shall appear before the Family Court and file the written statement, a list of witnesses and gist of evidence, and in case the written statement is not filed on that date, the Family Court may, for any sufficient reasons which prevented the defendant from submitting the written statement, allow the defendant to submit the written statement and other documents on the next date which shall not exceed fifteen days from that date.]

(la) A defendant husband may, where no earlier suit for restitution of conjugal rights is pending, claim for a decree of restitution of conjugal rights in his written statement to a suit for dissolution of marriage or maintenance, which shall be deemed as a plaint and no separate suit shall lie for it.

(1b) A defendant wife may, in the written statement to a suit for restitution of conjugal rights, make a claim for dissolution of marriage including khula which shall be deemed as a plaint and no separate suit shall lie for it: Provided that the proviso to sub-section (4) of Section 10 shall apply where the decree for dissolution of marriage is to be passed on the ground of *khula*.]

(2) Where a defendant relies upon a document in his possession or power, he shall produce it or copy thereof in the Court alongwith the written statement.

(3) Where he relies on any other document, not in his possession or power, as evidence in support of his written statement, he shall enter such documents in a list to be appended to the written statement [giving reasons of relevancy of these documents to the defence in the written statement].

(4) Copies of the written statement, list of witnesses and precis of evidence referred to in sub-section (1) and the documents referred to in sub-section (2) shall be given to the plaintiff, his agent or advocate present in the Court.

(5) If the defendant fails to appear on the date fixed by the Family Court for his appearance, then:-

(*a*) if it is proved that the summons or notice was duly served on the defendant, the Family Court may proceed *ex parte*; provided that where the Family Court has adjourned the hearing of the suit *ex parte,* and defendant at or before such hearing appears and assigns good cause for his previous non-appearance, he may, upon such terms as the Family Court directs, be heared in answer to the suit as if he had appeared on the day fixed for his appearance; and

(*b*) if it is not proved that the defendant was duly served as provided in sub-section (4) of section 8, the Family Court shall issue fresh summons and notices to the defendant and cause the same to be served in the manner provided in clauses (*b*) and (*c*) of sub-section (1) of section 8.

[(5A) If the defendant fails to submit the written statement on or before the date under subsection (1), the defence of the defendant shall stand struck off and the Family Court shall decide the case under the law.]

(6) In any case in which a decree is passed *ex parte* against a defendant under this Act, he may apply within [thirty days of the service of notice under sub-section: 7 of the passing of the decree] to the Family Court by which the decree was passed for an order to set it aside, and if he satisfies the Family Court that he was not duly served, or that he was prevented by any sufficient cause from appearing when the suit was heard or called for hearing, the Family Court shall, after service of notice on the plaintiff, and on such terms as to costs as it deems fit, make an order for setting aside the decree as against him, and shall appoint a day for proceeding with the suit; provided that where the decree is of such a nature that it cannot be set aside as against such defendant only, it may be set aside against all or any of the other defendants also.]

(7) The notice of passing of the *ex-parte* decree referred to in sub-section (6) shall be sent to the defendant by the Family Court together with a certified copy of the decree within three days of the passing of the decree, through process server or by registered post, acknowledgement due, or through courier service or any other mode or manner as it may deem fit.

(8) Service of notice and its accompaniment in the manner provided in sub-section (7) shall be deemed to be due service of the notice and decree on the defendant.]

**10. Pre-trial proceedings:-** [(1) When the written statement is filed, the Court shall fix an early date for a pre-trial hearing of the case.]

(2) On the date so fixed, the Court shall examine the plaint, the written statement (if any) and the precis of evidence and documents filed by the parties and shall also, if it so deems fit, hear the parties and their counsel.

(3) The Family Court may, at the pre-trial stage, ascertain the precise points of controversy between the parties and attempt to effect compromise between the parties.]

(4) Subject to subsection (5), if compromise is not possible between the parties, the Family Court may, if necessary, frame precise points of controversy and record evidence of the parties.]

(5) In a suit for dissolution of marriage, if reconciliation fails, the Family Court shall immediately pass a decree for dissolution of marriage and, in case of dissolution of marriage through khula, may direct the wife to surrender up to fifty percent of her deferred dower or up to twenty-five percent of her admitted prompt dower to the husband.]

(6) Subject to subsection (5), in the decree for dissolution of marriage, the Family Court shall direct the husband to pay whole or part of the outstanding deferred dower to the wife.]

**11. Recording of evidence:-** (1) On the date fixed for [recording of the evidence] the Family Court shall examine the witnesses produced by the parties in such order as it deems fit.

(1A) The Family Court shall record or cause to be recorded, the substance of the statement of a witness or may record or cause to be recorded, the statement of a witness through audio or video recording.]

(2) The Court shall not issue any summons for the appearance of any witness unless, within three days of the framing of issues, any party intimates the Court that it desires a witness to be summoned through the Court and the Court is satisfied that it is not possible or practicable for such party to produce the witness.

(3) The witnesses shall give their evidence in their own words:

Provided that the parties or their counsel may further examine, cross-examine or re-examine the witnesses:

Provided further that the Family Court may forbid any question which it regards as indecent, scandalous or frivolous or which appears to it to be intended to insult or annoy or needlessly offensive in form.]

(3A) The Family Court may, if it so deems fit, put any question to any witness for the purposes of elucidation of any point which it considers material in the case.]

(4) The Family Court may permit the evidence of any witness to be given by means of an affidavit:

Provided that if the Court deems fit it may call such witness for the purpose of examination in accordance with sub-section (3).

**12. Conclusion of trial:-** (1) After the close of evidence of both sides, the Family Court shall make another effort to effect a compromise or reconciliation between the parties [within a period not exceeding fifteen days].

(2) If such compromise or reconciliation is not possible, the Family Court shall announce its judgement and give a decree.

[**12A. Cases to be disposed of within a specified period:-** The Family Court shall dispose of a case, including a suit for dissolution of marriage, within a period of six months from the date of institution:

Provided that where a case is not disposed of within six months, either party shall have a right to make an application to the High Court for necessary direction as the High Court may deem fit.]

**13. Enforcement of decrees:-** (1) The Family Court shall pass a decree in such form and in such manner as may be prescribed, and shall enter its particulars in the prescribed register.

(2) If any money is paid or any property is delivered in the presence of the Family Court, in satisfaction of the decree, it shall enter the fact of payment [or] the delivery of property, as the case may be, in the aforesaid register.

(3) Where a decree relates to the payment of money and the decretal amount is not paid within time specified by the Court [not exceeding thirty days], the same shall, if the Court so directs be recovered as arrears of land revenue, and on recovery shall be paid to the decree-holder.

(4) The decree shall be executed by the Court, passing it or by such other Civil Court as the District Judge may, by special or general order, direct.

(5) A Family Court may, if it so deems fit, direct that any money to be paid under a decree passed by it be paid in such installments as it deems fit.

**14. Appeals:-**

[(1) Notwithstanding anything provided in any other law for the time being in force, a decision given or a decree passed by a Family Court shall be appealable–

(*a*) to the High Court, where the Family Court is presided over by a District Judge, an Additional District Judge or a person notified by Government to be of the rank and status of a District Judge or an Additional District Judge; and

(*b*) to the District Court, in any other case.]

(2) No appeal shall lie from a decree passed by Family Court–

(*a*) for dissolution of marriage, except in the case of dissolution for reasons specified in clause (*a*) of item (*viii*) of section 2 of the Dissolution of Muslim Marriages Act, 1939;

(*b*) for dower [or dowry] not exceeding rupees [one hundred thousand];

(*c*) for maintenance of rupees [five thousand] or less per month.

(3) No appeal or revision shall lie against an interim order passed by a Family Court.

(4) The appellate Court referred to in sub-section (1) shall dispose of the appeal within a period of four months.]

**15. Power of Family Court to summon witnesses:-** (1) A Family Court may issue summons to any person to appear

and give evidence, or to produce or cause the production of any document:

Provided that–

(*a*) no person who is exempt from personal appearance in a Court under sub-section (1) of section 133 of the Code of Civil Procedure, 1908, shall be required to appear in person;

(*b*) a Family Court may refuse to summon a witness or to enforce a summons already issued against a witness when, in the opinion of the Court, the attendance of the witness cannot be procured without such delay, expense or inconvenience as in the circumstances would be unreasonable.

(2) If any person to whom a Family Court has issued summons to appear and give evidence or to cause the production of any document before it, willfully disobeys such summons, the Family Court may take cognizance of such disobedience, and after giving such opportunity to explain, sentence him to a fine [of five thousand] rupees.

**16. Contempt of Family Courts:-**

A person shall be guilty of contempt of the Family Court if he without lawful excuse–

(*a*) offers any insult to the Family Court; or

(*b*) causes an interruption in the work of the Family Court; or

(bb) misbehaves with any person in the Court premises or uses abusive language; threats or uses physical force or intimidates in any form; or]

(*c*) refuses to answer any question put by the Family Court, which he is bound to answer; or

(*d*) refuses to take oath to state the truth or to sign any statement made by him in the Family Court;

and the Family Court may forthwith try such person for such contempt and sentence him to a fine not exceeding rupees [two thousand].

**17. Provisions of Evidence Act and Code of Civil Procedure not to apply.–** (1) Save as otherwise expressly provided by or under this Act, the provisions of the [Qanun-e-Shahadat, 1984 (P.O. No. 10 of 1984)], and the Code of Civil Procedure, 1908, [except sections 10 and 11,] shall not apply to proceedings before any Family Court [in respect of Part I of Schedule].

(2) Sections 8 to 11 of the Oaths Act, 1872, shall apply to all proceedings before the Family Courts.

**[17A. Suit for maintenance**.– (1) In a suit for maintenance, the Family Court shall, on the date of the first appearance of the defendant, fix interim monthly maintenance for wife or a child and if the defendant fails to pay the maintenance by fourteen day of each month, the defence of the defendant shall stand struck off and the Family Court shall decree the suit for maintenance on the basis of averments in the plaint and other supporting documents on record of the case.

(2) In a decree for maintenance, the Family Court may:

(a) fix an amount of maintenance higher than the amount prayed for in the plaint due to afflux of time or any other relevant circumstances; and

(b) prescribe the annual increase in the maintenance.

(3) If the Family Court does not prescribe the annual increase in the maintenance, the maintenance fixed by the Court shall automatically stand increased at the rate of ten percent each year.

(4) For purposes of fixing the maintenance, the Family Court may summon the relevant documentary evidence from any organization, body or authority to determine the estate and resources of the defendant.]

**[17B. Power of the Court to issue Commission:-** Subject to such conditions and limitations as may be prescribed, the Court may issue a Commission to,-

(a) examine any person;

(b) make a local investigation; and

(c) inspect any property or document.]

**18. Appearance through agents:-** If a person required under this Act to appear before a Family Court, otherwise than as a witness, is a *pardah nashin* lady, the Family Court may permit her to be represented by a duly authorised agent.

**[19. Court fee.–** Notwithstanding anything contained in the Court Fees Act, 1870 (VII of 1870), the Court fee to be paid on any plaint or memorandum of appeal shall be rupees fifteen for any kind of suit or appeal under this Act.]

**[20. Family Court as Judicial Magistrate**.– (1) A Family Court shall be deemed as the Judicial Magistrate of the first

class under the Code of Criminal Procedure, 1898 (V of 1898) for taking cognizance and trial of any offence under this Act; the Muslim Family Laws Ordinance, 1961 (VIII of 1961); and, the Child Marriage Restraint Act, 1929 (XIX of 1929).

(2) A Family Court shall conduct the trial of an offence under subsection (1) in accordance with the provisions of Chapter XXII of the Code of Criminal Procedure, 1898 (V of 1898) relating to the summary trials.

(3) An offence other than contempt of a Family Court shall be cognizable on the complaint of the Union Council, Arbitration Council or the aggrieved party.]

**[21. Provisions of Muslim Family Laws Ordinance, 1961 not affected:-** Nothing in this Act shall be deemed to affect any of the provisions of Muslims Family Laws Ordinance, 1961, or the rules made thereunder.]

**[21A. Interim order pending suit:-** The Family Court may pass an interim order to preserve and protect any property in dispute in a suit .and any other property of a party to the suit, the preservation of which is considered necessary for satisfaction of the decree, if and when passed.]

**[21B. Intimation to Arbitration Council:-** If a Family Court decrees dissolution of a Muslim marriage, the Family Court shall immediately but not later than three days from the decree send by registered post or other means a certified copy of the decree to the concerned Chairman of the Arbitration Council and upon receipt of the decree, the Chairman shall proceed as if he had received intimation

of *Talaq* under the Muslim Family Laws Ordinance, 1961 (VIII of 1961).]

**22. Bar on the issue of injunctions by Family Court:-** A Family Court shall not have the power to issue an injunction to, or stay any proceedings pending before, a Chairman or an Arbitration Council.

**23. Validity of marriages registered under the Muslim Family Laws Ordinance, 1961, not to be questioned by Family Courts:-** A Family Court shall not question the validity of any marriage registered in accordance with the provisions of the Muslim Family Laws Ordinance, 1961, nor shall any evidence in regard thereto be admissible before such Court.

**24. Family Courts to inform Union Councils of cases not registered under the Muslim Family Laws Ordinance, 1961:-** If in any proceedings before a Family Court it is brought to the notice of the Court that a marriage solemnized under the Muslim Law after the coming into force of the Muslim Family Laws Ordinance, 1961, has not been registered in accordance with the provisions of the said Ordinance and the rules framed thereunder, the Court shall communicate such fact in writing to the Union Council for the area where the marriage was solemnized.

**25. Family Court deemed to be a District Court for purposes of Guardians and Wards Act, 1890:-** A Family Court shall be deemed to be a District Court for the purposes of the Guardians and Wards Act, 1890, and notwithstanding anything contained in this Act, shall, in

dealing with matters specified in that Act, follow the procedure prescribed in that Act.

**[25A. Transfer of cases:-** (1) Notwithstanding anything contained in any law the High Court may, either on the application of any party or of its own accord, by an order in writing–

(*a*) transfer any suit or proceeding under this Act from one Family Court to another Family Court in the same district or from a Family Court of one district to a Family Court of another district; and

(*b*) transfer any appeal or proceeding under this Act, from the District Court of one district to the District Court of another district.

(2) A District Court may, either on the application of any party or of its own accord, by an order in writing, transfer any suit or proceeding under this Act from one Family Court to another Family Court in a district or to itself and dispose it of as a Family Court.

(2a) Where a Family Court remains vacant or the presiding officer remains on leave or absent for any reason, except due to vacations, for more than thirty days a District Court may, either on the application of any party or of its own accord, by order in writing, transfer any suit or proceeding from such Family Court to another Family Court in a District or to itself and disposed it of as a Family Court.

(2b) On the application of any of the parties and after notice to. the parties and after hearing such of them as desire to be heard, or of its own motion without such notice, the Supreme Court may at any stage transfer any

suit, appeal or other proceedings under this Act pending before a Court in one Province to a Court in another Province, competent to try or dispose of the same.]

(3) Any Court to which a suit, appeal or proceeding is transferred under the preceding sub-sections, shall, notwithstanding anything contained in this Act, have the jurisdiction to dispose it of in the manner as if it were instituted or filed before it:

Provided that on the transfer of a suit, it shall not be necessary to commence the proceedings before the succeeding Judge *de novo* unless the Judge, for reasons to be recorded in writing directs otherwise.]

**[25B. Stay of proceedings by the High Court and District Courts:-** Any suit, appeal or proceeding under this Act, may be stayed–

(*a*) by the District Court, if the suit or proceeding is pending before a Family Court within its jurisdiction; and

(*b*) by the High Court, in the case of any suit, appeal or proceeding.

[Provided that the stay application shall be finally decided by the District Court or the High Court, as the case may be, within thirty days failing which the interim stay order shall cease to be operative.]

**26. Power to make rules:-** (1) Government may, by notification in the official Gazette, make rules to carry into effect the provisions of this Act.

(2) Without prejudice to the generality of the provisions contained in sub-section (1), the rules so made may, among other matters, provide for the procedure,

which shall not be inconsistent with the provisions of this Act, to be followed by the Family Courts.

**SCHEDULE**
**[S*EE* SECTION 5]**
**[PART I]**

1. Dissolution of marriage [including *Khula*].
2. Dower.
3. Maintenance.
4. Restitution of conjugal rights.
5. Custody of children [and the visitation rights of parents to meet them].
6. Guardianship.
7. Jactitation of marriage.]

[8. Dowry.]

[9. The personal property and belongings of a wife and a child living with his mother.

10. Any other matter arising out of the *Nikahnama*.]

**[PART II**

Offences and aid and abetment thereof under Section 337A (i), 337F (i),341, 342, 343, 344, 345, 346, 352 and 509 of the Pakistan Penal Code (Act XLV of l860)]

For statement of objects and reasons *see* Gazette of West Pakistan (Extraordinary), dated 6th April, 1964, pages 1153-P to 1155-W.

This Act was passed by the West Pakistan Assembly on 30th June, 1964; assented to by the Governor of West Pakistan on 14th July, 1964; and, published in the West Pakistan

Gazette (Extraordinary), dated 18th July, 1964, pages 2427-34.

The words "West Pakistan" omitted by the Family Court (Amendment) Act, 1996 (Federal Act X of 1996).

Substituted by the Family Courts (Amendment) Act 2015 (XI of 2015) for the following:

"(2) It extends to the whole of [Pakistan]."

The word "Pakistan" was earlier substituted by the Federal Adaptation of Laws Order, 1975 (P.O. 4 of 1975), for "the Province of West Pakistan except the Tribal Areas".

Added by the West Pakistan Family Courts (Amendment) Ordinance, 1966 (X of 1966).

Section 2 re-numbered as sub-section (1) of that section by the West Pakistan Family Courts (Amendment) Ordinance, 1966 (X of 1966).

Substituted by the Family Courts (Amendment) Act 2015 (XI of 2015) for the following:

"(c) "Government means [the Provincial Government]."

The words "the Provincial Government" were earlier substituted by the Federal Adaptation of Laws Order, 1975 (P.O. 4 of 1975), for "the Government of West Pakistan".

Substituted for the full-stop by the Family Courts (Amendment) Act 2015 (XI of 2015).

Inserted by the Family Courts (Amendment) Act 2015 (XI of 2015).

New sub-section (2) added by the West Pakistan Family Courts (Amendment) Ordinance, 1966 (X of 1966).

Substituted by the West Pakistan Family Courts (Amendment) Act, 1994 (Federal Act XXI of 1994).

Substituted by the Family Courts (Amendment) Act 2015 (XI of 2015) for "Federal Government may, on the request of Provincial Government, extend".

The word "Provincial" omitted by the Family Courts (Amendment) Act 2015 (XI of 2015).

Substituted by the West Pakistan Family Courts (Amendment) Ordinance, 1966 (X of 1966).

Inserted by the West Pakistan Family Courts (Amendment) Act, 1994 (Federal Act XXI of 1994).

Substituted by the West Pakistan Family Courts (Amendment) Act, 1969 (I of 1969), for "a Civil Judge".

Section 5 re-numbered as sub-section (1) by the Family Courts (Amendment) Ordinance 2002 (LV of 2002).

Substituted for "the Schedule" by the Family Courts (Amendment) Ordinance 2002 (LV of 2002).

New sub-section (2) added by the Family Courts (Amendment) Ordinance 2002 (LV of 2002).

The following sub-section (3) was added by the Family Courts (Amendment) Ordinance 2002 (LV of 2002) and substituted by the Family Courts (Amendment) Act 2015 (XI of 2015):

> "(3) The High Court may, with the approval of the Government, amend the Schedule so as to alter, delete or add any entry thereto."

Substituted by the West Pakistan Family Courts (Amendment) Ordinance, 1966 (X of 1966), for "the Districts".

Inserted by the West Pakistan Family Courts (Amendment) Ordinance, 1966 (X of 1966).

Inserted by the Family Courts (Amendment) Ordinance 2002 (LV of 2002).

Inserted by the Family Courts (Amendment) Ordinance 2002 (LV of 2002).

Substituted by the West Pakistan Family Courts (Amendment) Act, 1969 (I of 1969).

Added by the Family Courts (Amendment) Ordinance 2002 (LV of 2002).

The following section 8, having been previously substituted by the West Pakistan Family Courts (Amendment) Act, 1969 (I of 1969), and successively been amended by various enactments, was substituted by the Family Courts (Amendment) Act 2015 (XI of 2015):

**"8. Intimation to defendants:-** (1) When a plaint is presented to a Family Court, it–

(*a*) [shall] fix a date [* *] of not more than thirty days for the appearance of the defendant;

(*b*) shall issue summons to the defendant to appear on a date specified therein;

[(*c*) shall, within three days of the presentation of the plaint, send to each defendant, by registered post, acknowledgment due, [or by courier service or by both] a notice of the suit, together with a copy of the plaint, a copy of the Schedule referred to in sub-section (2) of section 7 and copies of the documents and a list of documents referred to in sub-section (3) of the said section].

(2) Every summons issued under clause (*b*) of sub-section (1) shall be accompanied by a copy of the plaint, a copy of the Schedule referred to in sub-section (2) of section 7, and copies of the documents and list of documents referred to in sub-section (3) of the said section.

[(3) * * ** * * *]

(4) Service of the plaint and its accompaniments in the manner provided in clause (*b*) or clause (*c*) of sub-section (1) shall be deemed to be due service of the plaint upon the defendant.

(5) Every notice and its accompaniments under clause (*c*) of sub-section (1) shall be served at the expense of the plaintiff. The postal charges for such service shall be deposited by the plaintiff at the time of filing the plaint.

(6) Summons issued under clause (*b*) of sub-section (1) shall be served in the manner provided in the Code of Civil Procedure, 1908, Order V, Rules 9, 10, 11, 16, 17, 18, 19, [20,] 21, 23, 24, 26, 27, 28 and 29. The cost of such summons shall be assessed and paid as for summons issued under the Code of Civil Procedure, 1908.

*Explanation*– [* * * *]"

Substituted by the West Pakistan Family Courts (Punjab Amendment) Ordinance, 1971 (XXIV of 1971).

Substituted by the Family Courts (Amendment) Act 2015 (XI of 2015) for the following:

**"**(1) On the date fixed-under clause (*a*) of sub-section (1) of section 8, the plaintiff and the defendant shall appear before the Family Court and the defendant shall file his written statement, and attach therewith a list of his witnesses alongwith a precis of the evidence that each witness is expected to give."

New subsections (1a) and (1b) inserted by the Family Courts (Amendment) Ordinance 2002 (LV of 2002).

Added by the Family Courts (Amendment) Ordinance 2002 (LV of 2002).

Inserted by the Family Courts (Amendment) Act 2015 (XI of 2015).

Substituted for the words "reasonable time of the passing thereof" by the Family Courts (Amendment) Ordinance 2002 (LV of 2002).

New sub-sections (7) and (8) added by the Family Courts (Amendment) Ordinance 2002 (LV of 2002).

Substituted by the West Pakistan Family Courts (Amendment) Act, 1969 (I of 1969).

Substituted by the Family Courts (Amendment) Act 2015 (XI of 2015) for the following:

> "(3) At the pre-trial, the Court shall ascertain the points at issue between the parties and attempt to effect a compromise or reconciliation between the parties, if this be possible."

Substituted by the Family Courts (Amendment) Act 2015 (XI of 2015) for the following:

> "(4) If no compromise or reconciliation is possible the Court shall frame the issues in the case and fix a date for recording of evidence:
>
> Provided that notwithstanding any decision or judgment of any Court or tribunal, the Family Court in a suit for dissolution of marriage, if reconciliation fails, shall pass decree for dissolution of marriage forthwith and shall also restore to the husband the *Haq Mehr* received by the wife in consideration of marriage at the time of marriage."

New sub-section (5) inserted by the Family Courts (Amendment) Act 2015 (XI of 2015).

New sub-section (6) inserted by the Family Courts (Amendment) Act 2015 (XI of 2015).

Substituted by the West Pakistan Family Courts (Amendment) Act, 1969 (I of 1969), for "the hearing of the evidence".

New sub-section (1A) inserted by the Family Courts (Amendment) Act 2015 (XI of 2015).

Substituted by the West Pakistan Family Courts (Amendment) Act, 1969 (I of 1969).

Added by the West Pakistan Family Courts (Amendment) Act, 1969 (I of 1969).

Added by the Family Courts (Amendment) Ordinance 2002 (LV of 2002).

The following section 12A was added by the Family Courts (Amendment) Act, 1996 (Federal Act X of 1996) and substituted by the Family Courts (Amendment) Ordinance 2002 (LV of 2002):

> **"12A. Certain cases to be disposed of within a specified period:-** Not with standing anything contained hereinbefore, a suit for dissolution of marriage shall finally be disposed of within a period of four months from its institution:
>
> Provided that where an appeal lies against the dissolution of marriage, such appeal shall be disposed of within four months."

Substituted, for the word "and", by the West Pakistan Family Courts (Amendment) Ordinance, 1966 (X of 1966).

Inserted by the Family Courts (Amendment) Ordinance 2002 (LV of 2002).

Substituted by the West Pakistan Family Courts (Amendment) Ordinance, 1966 (X of 1966).

Inserted by the Family Courts (Amendment) Ordinance 2002 (LV of 2002).

Substituted previously by the Family Courts (Amendment) Ordinance 2002 (LV of 2002) for "fifteen thousand" and then by the Family Courts (Amendment) Act 2015 (XI of 2015) for "thirty thousand".

Substituted previously by the Family Courts (Amendment) Ordinance 2002 (LV of 2002) for "five hundred" and then by the Family Courts (Amendment) Act 2015 (XI of 2015) for "one thousand".

New sub-sections (3) and (4) added by the Family Courts (Amendment) Ordinance 2002 (LV of 2002).

Substituted for "not exceeding one thousand" by the Family Courts (Amendment) Act 2015 (XI of 2015).

Inserted by the Family Courts (Amendment) Ordinance 2002 (LV of 2002).

Substituted for the word "two hundred" by the Family Courts (Amendment) Ordinance 2002 (LV of 2002).

Substituted for "Evidence Act, 1872" by the Family Courts (Amendment) Ordinance 2002 (LV of 2002).

Inserted by the West Pakistan Family Courts (Amendment) Act, 1967 (XV of 1967).

Added by the Family Courts (Amendment) Ordinance 2002 (LV of 2002).

The following new section 17A was inserted by the Family Courts (Amendment) Ordinance 2002 (LV of 2002) and substituted by the Family Courts (Amendment) Act 2015 (XI of 2015):

> **"17A. Interim order for maintenance:-** At any stage of proceedings in a suit for maintenance, the Family Court may pass an interim order for maintenance, whereunder the payment shall be made by the fourteenth of each month, failing which

the Court may strike off the defence of the defendant and decree the suit."

New section added by the Family Courts (Amendment) Ordinance 2002 (LV of 2002).

Substituted by the Family Courts (Amendment) Ordinance 2002 (LV of 2002) for the following:

**"19. Court fees:-** Notwithstanding anything to the contrary contained in the Court Fees Act, 1872, the court fees to be paid on any plaint filed before a Family Court shall be rupee [fifteen] for any kind of suit."

The word in crotchets was earlier substituted by the Punjab Finance Act, 1973 (XIV of 1973), for "one".

Section 20 substituted by the Family Courts (Amendment) Act 2015 (XI of 2015).

At the time of first substitution by the Family Courts (Amendment) Ordinance 2002 (LV of 2002), the original section 20 read as under:

**"20. Investment of powers of Magistrates on Judges:-** Government may invest any Judge of a Family Court with powers of Magistrate First Class to [make order for maintenance] under section 488 of the Code of Criminal Procedure, 1898."

[Note: The words in crotchets had been substituted by the Punjab Finance Act, 1973 (XIV of 1973), for "to hear the case".]

After substitution by the Family Courts (Amendment) Ordinance 2002 (LV of 2002), section 20 read as under:

**"20. Family Court to exercise the powers of the Judicial Magistrate:-** A Family Court shall have and exercise all the powers of a Judicial Magistrate of the

First Class under the Code of Criminal Procedure, 1898 (Act V of 1898)."

Substituted by the West Pakistan Family Courts (Punjab Amendment) Ordinance, 1971 (XXIV of 1971).

New section inserted by the Family Courts (Amendment) Ordinance 2002 (LV of 2002).

New section inserted by the Family Courts (Amendment) Act 2015 (XI of 2015).

Added by the West Pakistan Family Courts (Punjab Amendment) Ordinance, 1971 (XXIV of 1971).

New sub-sections (2a) and (2b) inserted by the Family Courts (Amendment) Ordinance 2002 (LV of 2002).

Added by the West Pakistan Family Courts (Punjab Amendment) Ordinance, 1971 (XXIV of 1971).

Substituted for the full-stop by the Family Courts (Amendment) Ordinance 2002 (LV of 2002).

Added by the Family Courts (Amendment) Ordinance 2002 (LV of 2002).

Inserted by the Family Courts (Amendment) Ordinance 2002 (LV of 2002).

Inserted by the Family Courts (Amendment) Ordinance 2002 (LV of 2002).

Added by the Family Courts (Amendment) Ordinance 2002 (LV of 2002).

Added by the West Pakistan Family Courts (Amendment) Act, 1969 (I of 1969).

Added by the Family Courts (Amendment) Act, 1997 (Federal Act VII of 1997).

**Note:** This amendment shall not effect pending cases (section 3 *ibid*).

The following new entry 9 was added by the Family Courts (Amendment) Ordinance 2002 (LV of 2002) and substituted by the Family Courts (Amendment) Act 2015 (XI of 2015):

"9. Personal property and belongings of a wife."

Added by the Family Courts (Amendment) Ordinance 2002 (LV of 2002).

# THE CHILD MARRIAGE RESTRAINT ACT

# 1929

## [1]THE CHILD MARRIAGE RESTRAINT ACT 1929
## (Act XIX of 1929)
## [1st October 1929]

An Act to restraint the solemnization of child marriages.

Whereas it is expedient to restrain the solemnization of child marriages:

It is hereby enacted as follows:

**1. Short title, extent and commencement.–** (1) This Act may be called the Child Marriage Restraint Act [2][1929].

[3][(2) It extends to the whole of [4][the Punjab] and applies to all citizens of Pakistan wherever they may be.]

(3) It shall come into force on the 1st day of April, 1930.

[5][**2. Definitions**.– In this Act:

(a) "child" means a person who, if a male, is under eighteen years of age, and if a female, is under sixteen years of age;

(b) "child marriage" means a marriage to which either of the contracting parties is a child;

(c) "Government" means Government of the Punjab;

(d) "minor" means person of either sex who is under eighteen years of age; and

(e) "Union Council" means a Union Council, Municipal Committee, Cantonment Board, a Union Administration or, in case of absence of any of these local governments in a local area, any other comparable body constituted under any law relating to the local governments or local authorities.]

[6][**3.** * * * * *]

[7][**4. Punishment for marrying a child**.– If a person, not being a minor, contracts child marriage, he shall be liable to punishment of simple imprisonment which may extend to six months and fine of fifty thousand rupees.]

**5. Punishment for solemnizing a child marriage.–** Whoever performs, conducts or directs any child marriage shall be punishable with simple imprisonment which may extend to [8][six months and fine of fifty thousand rupees], unless he proves that he had reason to believe that the marriage was not a child marriage.

**6. Punishment for parent or guardian concerned in a child marriage.–** (1) Where a minor contracts a child marriage, any person having charge of the minor, whether as parent or guardian or in any other capacity, lawful or unlawful, who does any act to promote the marriage or permits it to be solemnized, or negligently fails to prevent it from being solemnized, shall be punishable with simple imprisonment which may extend to [9][six months and fine of fifty thousand rupees]:

Provided that no woman shall be punishable with imprisonment.

(2) For the purposes of this section, it shall be presumed, unless and until the contrary is proved, that where a minor has contracted a child marriage, the person having charge of such minor has negligently failed to prevent the marriage from being solemnized.

**7. Imprisonment not to be awarded for offences under section 3.–** Notwithstanding anything contained in section 25 of the General Clauses Act, 1897[10], or section 64 of the Pakistan Penal Code[11], a Court sentencing an offender under section 3 shall not be competent to direct that, in default of payment of the fine imposed, he shall undergo any term of imprisonment.

**8. Jurisdiction under this Act.–** Notwithstanding anything contained in section 190 of the Code of Criminal Procedure, 1898[12], no Court other than that of [13][* * *]

a [14][Magistrate of the first class] shall take cognizance of, or try, any offence under this Act.

[15]**[9. Cognizance of offence and trial**.– (1) A Family Court shall not take cognizance of any offence under this Act except on a complaint made by the Union Council.

(2) A Family Court exercising the powers of a Judicial Magistrate of the first class shall conduct the trial of an offence under this Act in accordance with the provisions of Family Court Act, 1964 (XXXV of 1964).]

**10. Preliminary inquiries into offences under this Act.–** The Court taking cognizance of an offence under this Act shall, unless it dismisses the complaint under section 203 of the Code of Criminal Procedure, 1898[16], either itself make an inquiry under section 202 of that Code, or direct a Magistrate of the first class subordinate to it to make such inquiry.

[17][**11.** * * * * *]

[18]**[12. Power to issue injunction prohibiting marriage in contravention of this Act.–** (1) Notwithstanding anything to the contrary contained in this Act, the Court may, if satisfied from information laid before it through a complaint or otherwise that a child marriage in contravention of this Act has been arranged or is about to be solemnized, issue an injunction against any of the persons mentioned in sections 3, 4, 5 and 6 of this Act prohibiting such marriage.

(2) No injunction under sub-section (1) shall be issued against any person unless the Court has previously given notice to such person, and has afforded him an opportunity to show cause against the issue of the injunction.

(3) The Court may either on its own motion or on the application of any person aggrieved, rescind or alter any order made under sub-section (1).

(4) Where such an application is received, the Court shall afford the applicant an early opportunity of appearing before it either in person or by pleader; and if the Court rejects the application wholly or in part, it shall record in writing its reasons for so doing.

(5) Whoever, knowing that an injunction has been issued against him under sub-section (1) of this section disobeys such injunction shall be punished with imprisonment of either description for a term which may extend to three months, or with fine which may extend to one thousand rupees, or with both:

Provided that no woman shall be punishable with imprisonment.]

[1]For Statement of Objects and Reasons, *see*, Gazette of India, 1927, Part V, p.28; and for Report of the Select Committees, see Gazette of India, 1928, Part V, pp.111-165.

This Act was originally in the Federal ambit, however, the subject on which this law was enacted, devolved to the provinces by virtue of 18th Amendment in the Constitution, hence it was adapted, with amendments, for the province of the Punjab Child Marriage Restraint (Amendment) Act 2015 (XII of 2015).

[2]Substituted for "1928" by the Repealing and Amending Act 1930 (VIII of 1930), s.2 and 1st Sch.

[3]Substituted by the Central Laws (Statute Reform) Ordinance, 1960 (XXI of 1960), s.3 and 2nd Sch (w.e.f. 14th October 1955), for the original sub-section (2), as amended by the Child Marriage Restraint (Amendment) Act 1938 (VII of 1938), s.2, the Adaptation of Central Acts

and Ordinances Order, 1949 (G.G.O. 4 of 1949), and the Federal Laws (Revision and Declaration) Act 1951 (XXVI of 1951), s.8.

[4]Substituted for the word "Pakistan" by the Punjab Child Marriage Restraint (Amendment) Act 2015 (XII of 2015).

[5]Substituted by the Punjab Child Marriage Restraint (Amendment) Act 2015 (XII of 2015) for the following:

**"2. Definitions.–** In this Act, unless there is anything repugnant in the subject or context,

(a) "child" means a person who, if a male, is under eighteen years of age, and if a female, is under sixteen years of age;

(b) "child marriage" means a marriage to which either of the contracting parties is a child;

(c) "contracting party" to a marriage means either of the parties whose marriage is or is about to be thereby solemnized; and

(d) "minor" means person of either sex who is under eighteen years of age."

Earlier, the following clause (e) had been omitted by the Child Marriage Restraint (Punjab Amendment) Ordinance, 1971 (XXIII of 1971):

"(e) "Union Council" means the Union Council or the Town Committee constituted under the Law relating to Local Government for the time being in force."

[6]Section 3 "Punishment of male adult below twenty-one years of age marrying a child" omitted by the Muslim Family Laws Ordinance, 1961 (VIII of 1961).

[7]Substituted by the Punjab Child Marriage Restraint (Amendment) Act 2015 (XII of 2015) for the following:

**"4. Punishment for male adult above eighteen years of age marrying a child.–** Whoever, being a

male above eighteen years of age, contracts child marriage shall be punishable with simple imprisonment which may extend to one month, or with fine which may extend to one thousand rupees, or with both."

[8]Substituted by the Punjab Child Marriage Restraint (Amendment) Act 2015 (XII of 2015) for "one month, or with fine which may extend to one thousand rupees, or with both".

[9]Substituted by the Punjab Child Marriage Restraint (Amendment) Act 2015 (XII of 2015) for "one month, or with fine which may extend to one thousand rupees, or with both".

[10]X of 1897

[11]XLV of 1860

[12]V of 1898

[13]The words "a Presidency Magistrate or" omitted by the Adaptation of Central Acts and Ordinances Order, 1949 (G.G.O. 4 of 1949).

[14]Substituted by the Child Marriage Restraint (Second Amendment) Act 1938 (XIX of 1938) for "District Magistrate".

[15]Substituted by the Punjab Child Marriage Restraint (Amendment) Act 2015 (XII of 2015) for the following:

**"9. Mode of taking cognizance of offence.–** No Court shall take cognizance of any offence under this Act [* * * *] after the expiry of one year from the date on which the offence is alleged to have been committed."

The words "except on a complaint made by the Union Council, or if there is no Union Council in the area, by such authority as the Provincial Government may in this behalf prescribe, and such cognizance shall in

no case be taken" had been omitted by the Child Marriage Restraint (Punjab Amendment) Ordinance, 1971 (XXIII of 1971).

[16] V of 1898

[17] Section 11 "Power to take security from Complainant" omitted by the Muslim Family Laws Ordinance 1961 (VIII of 1961).

[18] New section added by the Child Marriage Restraint (Second Amendment) Act 1938 (XIX of 1938).

# The Dissolution Of Muslim Marriages Act, 1939

# The Dissolution Of Muslim Marriages Act, 1939
# (17th March, 1939)

An Act to consolidate and clarify the provisions of Muslim law relating to suits for dissolution of marriage by women married under Muslim law and to remove doubts as to the effect of the renunciation of Islam by a married Muslim woman on her marriage tie.

Where as it is expedient to consolidate and clarify the provisions of Muslim law relating to suits for dissolution of marriage by women married under Muslim law and to remove doubts as to the effect of the renunciation of Islam by a married Muslim woman on her marriage tie; It is hereby enacted as follows:-

1. **Short title and extent** .(1) This Act may be called The Dissolution of Muslim Marriages Act, 1939.

[(2) It extends to the whole of Pakistan.]

2. **Grounds for decree for dissolution of marriage** .A woman married under Muslim law shall be entitled to obtain a decree for the dissolution of her marriage on any one or more of the following grounds, namely:-

(i) that the whereabouts of the husband have not been known for a period of four years;

(ii) that the husband has neglected or has failed to provide for her maintenance for a period of two years;

**[(iia)** that the husband has taken an additional wife in contravention of provisions of the Muslim Faimly Laws Ordinance, 1961;**]**

(iii) that the husband has been sentenced to imprisonment for a period of seven years or upwards;

(iv) that the husband has failed to perform, without reasonable cause, his marital obligations for a period of three years;

(v) that the husband was impotent at the time of the marriage and continues to be so;

(vi) that the husband has been insane for a period of two years or is suffering from leprosy or a virulent venereal disease;

(vii) that she, having been given in marriage by her father or other guardian before she attained the age of fifteen years, repudiated the marriage before attaining the age of eighteen years:

Provided that the marriage has not been consummated;

**[(viia) Lian;**

**Explanation,_ Lian means where the husband has accused his wife of zina and the wife does not accept the accusations as true.]**

(viii) that the husband treats her with cruelty, that is to say,_

(a) habitually assaults her or makes her life miserable by cruelty of conduct even if such conduct does not amount to physical ill-treatment, or

(b) associates with women of evil repute or leads an infamous life, or

(c) attempts to force her to lead an immoral life, or

(d) disposes of her property or prevents her exercising her legal rights over it, or

(e) obstructs her in the observance of her religious profession or practice, or

(f) if he has more wives than one, does not treat her equitably in accordance with the injunctions of the Qoran;

(ix) on any other ground which is recognised as valid for the dissolution of marriages under Muslim law;

**Provided that-**

(a) no decree shall be passed on ground (iii) until the sentence has become final;

(b) a decree passed on ground (i) shall not take effect for a period of six months from the date of such decree, and if the husband appears either in person or through an authorised agent within that period and satisfies the Court that he is prepared to perform his conjugal duties, the Court shall set aside the said decree; and

(c) before passing a decree on ground (v) the Court shall, on application by the husband, make an order requiring the husband to satisfy the Court within a period of one year from the date of such order that he has ceased to be impotent, and if the husband so satisfies the Court within such period, no decree shall be passed on the said ground.

**3. Notice to be served on heirs of the husband when the husbands whereabouts are not known** .In a suit to which clause (i) of section 2 applies-

(a) the names and addresses of the persons who would have been the heirs of the husband under Muslim law if he had died on the date of the filing of the plaint shall be stated in the plaint,

(b) notice of the suit shall be served on such persons, and

(c) such persons shall have the right to be heard in the suit:

Provided that paternal uncle and brother of the husband, if any, shall be cited as party even if he or they are not heirs.

4. **Effect of conversion to another faith** .The renunciation of Islam by a married Muslim woman or her conversion to a faith other than Islam shall not by itself operate to dissolve her marriage:

Provided that after such renunciation, or conversion, the woman shall be entitled to obtain a decree for the dissolution of her marriage on any of the grounds mentioned in section 2:

Provided further that the provisions of this section shall not apply to a woman converted to Islam some other faith who re-embraces her former faith.

**5. Rights to dower not to be affected** .Nothing contained in this Act shall affect any right which a married woman may have under Muslim law to her dower or any part thereof on the dissolution of her marriage.

**6. Repeal of section 5 of Act xxvi of 1937** .[Repealed by the Repealing and Amending Act, 1942 (xxv of 1942), section 2 and First Schedule. ]